تیسیر الباری

صحیح بخاری شریف

ترجمہ و شرح

حضرت علامہ وحید الزماںؒ



تاج کمپنی لمیٹڈ

لاہور کراچی راولپنڈی پشاور



تیسیر الباری

ترجمہ و شرح

صحیح بخاری

از حضرت علامہ وحید الزماںؒ

اردو زبان میں صحیح بخاری کی یہ سب سے بڑی شرح ہے۔ ہر حدیث کے مقابل مطلب خیز بامحاورہ ترجمہ میں مطالبِ کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ، ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر حدیث کی شرح بھی معتبر شروح مثلاً فتح الباری، کرمانی، عینی اور قسطلانی وغیرہ سے مرتب کر کے لکھی گئی ہے اور مذاہبِ مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ صحیح بخاری کا یہ ترجمہ اپنی نظیر آپ ہے۔

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ

کراچی ـــــ لاہور ـــــ راولپنڈی

Vol 6



قارئین کے لئے



ضروری وضاحت



صحیح بخاری شریف کے اس نسخے کی احادیث کا عربی متن مصر کے مطبوعہ نسخے سے لیا گیا ہے چنانچہ عربی متن پر جو اعراب ہیں، وہ بھی مصری طرز پر ہیں اور اعراب کی یہ طرز پورے عرب ممالک میں رائج ہے لیکن پاکستان و ہندوستان کے قارئین کو بعض اعراب اجنبی معلوم ہوں گے۔ ان کی سہولت کے لئے ذیل میں مصری طرز کے اعراب اور پاک و ہند کے طرزِ اعراب میں جو فرق ہے، اس کی وضاحت درج ہے۔

پاک و ہند کا طرزِ اعراب	مصری طرزِ اعراب
الف پر زبر — أ	أَ
الف کے نیچے زیر — إ	إ
الف پر پیش — أُ	أُو
کھڑا زبر ـٰ جیسے مُوسٰی	ـَ مُوسَى
حرفِ مشدد کے نیچے زیر حرف کے نیچے (رَبِّ)	تشدید کے نیچے جیسے رَبِّ
لفظِ اللہ۔ اللّٰہ	اللَّه
لفظ رحمٰن۔ رَحْمٰنُ	رَحْمَنُ
کھڑی زیر ـٖ مثلاً بِهٖ	ـِ جیسے بِهِ
الٹا پیش ـٗ مثلاً لَهٗ	ـُ جیسے لَهُ



تاج کمپنی کے انمول ہیرے

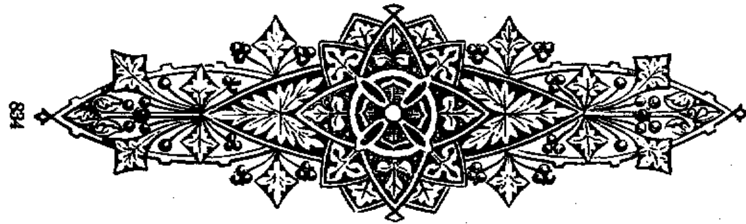
- قرآن مجید مع ترجمہ از حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ (جو اردو زبان میں پہلا بامحاورہ ترجمہ ہے) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن۔
- قرآن مجید مع ترجمہ از حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ (جو اردو زبان میں واحد لفظی ترجمہ ہے) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن۔
- قرآن مجید مع ترجمہ از شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ۔ حاشیہ پر تفسیر عثمانی از حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مرحوم۔ بڑی تقطیع۔
- قرآن مجید مع ترجمہ از شمس العلماء مولانا حافظ نذیر احمد دہلوی مرحوم (عام فہم دل نشین ترجمہ بامحاورہ)۔
- قرآن مجید مع ترجمہ از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ حاشیہ پر مکمل تفسیر بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانویؒ۔
- قرآن مجید مع ترجمہ از مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی مرحوم (بہت رواں و سلیس ترجمہ)۔
- قرآن مجید مع ترجمہ از حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم۔ حاشیہ پر مکمل تفسیر ماجدی۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات کیلئے بے بہا تحفہ۔
- قرآن مجید مع ترجمہ از اعلیٰحضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان بریلویؒ۔ حاشیہ پر مکمل تفسیر نعیمی از مولانا مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی مرحوم۔
- قرآن مجید مع ترجمہ انگریزی از محمد مارماڈیوک پکتھال۔ انگریزی زبان میں بہت آسان اور عام فہم ترجمہ۔
- قرآن مجید مع ترجمہ و تفسیر بزبان انگریزی۔ از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم (انگریزی داں حضرات میں بہت مقبول ہے)۔
- قرآن مجید مع ترجمہ اردو و انگریزی از مولانا فتح محمد خان جالندہری مرحوم و محمد مارماڈیوک پکتھال مرحوم (دونوں ترجمے بہت مقبول ہیں)
- قرآن مجید مع ترجمہ فارسی۔ از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (برصغیر میں فارسی کا واحد ترجمہ)۔
- قرآن مجید مع ترجمہ سندھی۔ از حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ۔ (سندھی زبان میں مقبولِ عام ترجمہ)۔
- قرآن مجید مع ترجمہ گجراتی۔ از حضرت مولانا عبدالرحیم سورتی مرحوم۔ (گجراتی زبان میں مقبولِ عام ترجمہ)۔
- بےمثال و بےنظیر قرآن مجید: ایک انتہائی حسین و جمیل یادگار و انمول تحفہ۔ اصلی آرٹ پیپر پر آٹھ رنگوں میں سنہری طباعت۔
- قرآن مجید مع ترجمہ کشمیری از مولانا محمد احمد مقبول سبحانی الکشیری تفسیر از مفتی سید محمد ضیاء الحق بخاری مفتی کشمیر
- صحیح بخاری شریف: جلد اول تا جلد ہم۔ (۹ جلدوں میں مکمل ترجمہ مع شرح) از علامہ وحید الزمان مرحوم۔
- مشکوٰۃ شریف جلد اوّل تا جلد سوئم (تین جلدوں میں مکمل آسان ترجمہ کیا گیا ہے) از مولانا عبدالحلیم علوی۔

علاوہ ازیں بلاترجمہ قرآن مجید چھوٹی سے چھوٹی تقطیع سے لیکر بڑی سے بڑی تقطیع تک، بےشمار اقسام کے دستیاب ہیں نیز پنجسورہ یازدہ سورہ، مجموعۂ وظائف، دلائل الخیرات، مناجات مقبول، سیرت رسولِ پاکؐ پر متعدد کتب، اسلامی تاریخ اور بچوں کے لئے بہترین کتب ——— مکمل فہرست مطبوعات مفت طلب کریں۔

تاج کمپنی لمیٹڈ — منگھوپیر روڈ پوسٹ بکس نمبر ۵۳۰ کراچی۔ ریلوے روڈ لاہور — لیاقت روڈ راولپنڈی

فہرست ابواب جلد ششم تیسیر الباری اردو ترجمہ صحیح البخاری

بیسواں پارہ



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع ساتھ نام اللہ کے جو بہت رحم والا مہربان ہے

کتاب التفسیر

کتاب قرآن کی تفسیر میں

الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ: اِسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ، الرَّحِیْمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًی وَاحِدٍ، کَالْعَلِیْمِ وَالْعَالِمِ۔

رحمٰن اور رحیم دونوں رحمت سے نکلے ہیں۔ اور دونوں کا معنیٰ ایک ہے (یعنی مہربان رحم کرنیوالا) جیسے علیم اور عالم، دونوں کا معنیٰ ایک ہے۔ (یعنی جاننے والا۔)

ف بعضوں نے کہا۔ رحمٰن میں مبالغہ ہے اور اسی لئے کہتے ہیں رَحْمٰنُ الدُّنْیَا وَرَحِیْمُ الْاٰخِرَۃِ کیونکہ دنیا میں اس کی رحمت سب پر عام ہے اور آخرت میں خاص مؤمنوں پر ہوگی۔ مگر صحیح روایت میں یوں وارد ہے۔ رحمٰن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما۔ بعضوں نے کہا رحیم میں مبالغہ ہے۔ حافظ نے کہا دونوں میں ایک ایک وجہ سے مبالغہ ہے۔ مبارک نے کہا رحمٰن وہ ہے جو مانگے پر دے اور رحیم وہ ہے جس سے نہ مانگیں تو ناخوش ہو۔ سبحان اللہ ہمارا پروردگار رحیم ہے۔ اس سے جتنا مانگو وہ اور خوش ہوتا ہے۔ ہم تو دنیا اور آخرت تجھ سے مانگتے ہی رہیں گے۔ اے شہنشاہ! تجھ سے مانگنا ہمارا فخر ہے۔ جو لوگ تجھ سے مانگنے میں تامل کرتے ہیں۔ وہ تامل انہی کو سزاوار ہے۔ ہم تو تیرے عام غریب بندے ہیں۔ رات دن مانگنا ہمارا کام ہے اور کھانا بھی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع ساتھ نام اللہ کے جو بہت رحم والا مہربان ہے

سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ

سورۂ فاتحہ کی تفسیر

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُمِّیَتْ أُمَّ الْکِتَابِ، أَنَّہُ یُبْدَأُ بِکِتَابَتِہَا فِی الْمَصَاحِفِ، وَیُبْدَأُ بِقِرَاءَتِہَا فِی الصَّلَاۃِ، الدِّیْنُ: الْجَزَاءُ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ، کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ:

باب۔ سورۂ فاتحہ کی تفسیر اس سورت کو امّ الکتاب بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ مصحف میں سب سورتوں سے پہلے لکھی جاتی ہے اور نماز میں بھی قرأت اسی سے شروع کی جاتی ہے۔ "الدّین"، کا معنیٰ "بدلہ خواہ اچھا ہو یا برا" اسی سے یہ مثل نکلی "کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ"، یعنی جیسا کریگا ویسا بدلہ پائے گا۔

بِالدِّينِ: بِالْحِسَابِ، مَدِينِينَ: مُحَاسَبِينَ۔

اور مجاہد نے کہا (سورۃ انفطرت میں) کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ، میں دین کا معنی حساب کا ہے اسی سے سورۃ واقعہ میں مَدِیْنِیْنَ کا لفظ ہے یعنی حساب کئے گئے۔ ف۲

ف ام کہتے ہیں عربی زبان میں ماں کو، جیسے ماں سے لڑکے کی شروع ہوتی ہے اسی طرح اس سورت سے قرآن شریف کی ابتداء ہوتی ہے۔ ف۲ اس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا حاکم نے ابن مسعود سے نکالا کر مالک یوم الدین سے مراد حساب اور بدلہ کا دن یعنی قیامت کا دن ہے۔

۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي فَقَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ۔ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ۔ ثُمَّ قَالَ لِي: لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهُ: أَلَمْ تَقُلْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے شعبہ سے کہا مجھ سے خبیب بن عبد الرحمٰن نے انہوں نے حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب سے انہوں نے ابو سعید بن معلی سے انہوں نے کہا میں مسجد (نبوی) میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا۔ میں آپ کے بلانے پر حاضر نہ ہوا (جب نماز پڑھ چکا اس وقت آیا) آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے (سورۃ انفال میں) اللہ کا اور رسول کا حکم مانو۔ جب رسول تمکو بلائے ف۱ پھر آپ نے فرمایا مسجد کے باہر جانے سے پہلے میں تم کو ایک سورت بتلاؤں گا۔ جو ساری سورتوں سے اجر و ثواب میں بڑھ کر ہے اور میرا ہاتھ تھام لیا جب آپ مسجد سے نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تھا۔ میں تم کو ایک سورت بتلاؤں گا جو قرآن میں سب سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا وہ الحمد کی سورت ہے۔ اس میں سات آیتیں ہیں۔ جو ہر رکعت میں دوبارہ پڑھی جاتی ہیں اور یہی سورت وہ بڑا قرآن ہے جو مجھ کو دیا گیا ہے ف۲

ف اسی آیت سے علماء نے یہ نکالا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر فوراً حاضر ہونا چاہیئے۔ گو آدمی نماز میں ہو۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ نماز باطل ہو گی یا نہیں۔ جب نماز کی سی عبادت چھوڑ کر آنحضرت ؐ کی تعمیل

ارشاد فرض ٹھہری تو وائے اُن لوگوں پر جو مجتہدوں کے بلاوے پر چلتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے یعنی حدیث شریف کی طرف رُخ نہیں کرتے حالانکہ ان مجتہدوں کی تعمیل نہ فرض ہے نہ سنت نہ نفل۔ اور آنحضرت صلعم کی اطاعت بموجب نصّ قرآنی فرض ہے۔

ف۲ جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ ولقد اٰتینٰک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم بعضوں نے اس کو مثانی اس لئے کہا کہ یہ دو بار اُتاری گئی عہ میں نے کہا اب بیشک ایسا قصور نہیں ہوگا۔

بَابٌ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ) کی تفسیر

۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ فَقُولُوا۔ آمِينَ۔ فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی۔ انہوں نے سمی سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں ابوہریرہ رضہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کہے۔ تو تم (آمین) کہو۔ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے کہنے سے لڑ جائے گا۔ اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ف۱ امام احمدؒ اور ابن ہمامؒ نے مرفوعًا نکالا کہ مغضوب علیهم سے مراد یہود اور ضالین سے نصاریٰ ہیں حضرت عمرؓ کی قرأت یوں تھی غیر المغضوب علیهم وغیر الضالین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع ساتھ نام اللہ کے جو بہت رحم والا مہربان ہے

سورۃ البقرۃ

سورۂ بقرہ کی تفسیر[1]

بَابُ قَوۡلِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الۡأَسۡمَاءَ كُلَّهَا۔

٢۔ حَدَّثَنَا مُسۡلِمٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنۡ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بۡنُ زُرَيۡعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنۡ قَتَادَةَ، عَنۡ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَجۡتَمِعُ الۡمُؤۡمِنُونَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسۡتَشۡفَعۡنَا إِلَى رَبِّنَا، فَيَأۡتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنۡتَ أَبُو النَّاسِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسۡجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسۡمَاءَ كُلِّ شَيۡءٍ فَاشۡفَعۡ لَنَا عِنۡدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنۡ مَكَانِنَا هٰذَا، فَيَقُولُ: لَسۡتُ هُنَاكُمۡ وَيَذۡكُرُ ذَنۡبَهُ فَيَسۡتَحِي، ائۡتُوا نُوحًا فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى أَهۡلِ الۡأَرۡضِ فَيَأۡتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسۡتُ هُنَاكُمۡ وَيَذۡكُرُ سُؤَالَهُ رَبَّهُ مَا لَيۡسَ لَهُ بِهِ عِلۡمٌ فَيَسۡتَحِي، فَيَقُولُ: ائۡتُوا خَلِيلَ الرَّحۡمٰنِ، فَيَأۡتُونَهُ فَيَقُولُ: لَسۡتُ هُنَاكُمۡ ائۡتُوا مُوسَى عَبۡدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَأَعۡطَاهُ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَعَلَّمَ آدَمَ الۡأَسۡمَاءَ كُلَّهَا) کی تفسیر۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے قتادہ نے۔ انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند۔ اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے۔ کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سعید نے انہوں نے قتادہ سے۔ انہوں نے انس رضؓ سے۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے آپ نے فرمایا۔ قیامت کے دن ایسا ہو گا کہ ایماندار پریشان ہو کر جمع ہوں گے۔ اور صلاح مشورہ کر کے کہیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے پروردگار کے حضور کسی کی سفارش پہنچائیں تو سب مل کر آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اُن سے کہیں گے۔ آپ سب لوگوں کے باپ ہیں۔ اللہ نے اپنے ہاتھ سے آپ کو بنایا اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔ ہر چیز کا نام آپکو بتلایا۔ پروردگار کے پاس ہماری کچھ سفارش کیجئے ہمکو اس مصیبت کی جگہ سے نکال کر آرام دے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں۔ اور اپنا قصور یاد کر کے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے سے شرم کریں گے۔ کہیں گے تم لوگ نوح پیغمبر کے پاس جاؤ۔ وہ پہلے پیغمبر ہیں جو زمین کیطرف بھیجے گئے۔ یہ لوگ نوحؑ کے پاس جائیں گے (ان سے عرض کرینگے) وہ کہیں گے میرا یہ منہ نہیں۔ اور اپنا یہ قصور پروردگار سے وہ بات چاہنا جسکا اسے علم نہیں یاد کر کے شرمندہ ہوں گے۔ کہیں گے تم اللہ کے خلیل ابراہیم پیغمبر کے پاس جاؤ

التوراة، فيأتونه فيقول: لست هناكم ويذكر قتل النفس بغير نفس فيستحيي من ربه فيقول: ائتوا عيسى عبد الله ورسوله وكلمة الله وروحه فيقول: لست هناكم، ائتوا محمدا صلى الله عليه وسلم عبدا غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، فيأتوني فأنطلق حتى أستأذن على ربي فيؤذن، فإذا رأيت ربي وقعت ساجدا فيدعني ما شاء الله ثم يقال: ارفع رأسك وسل تعطه، وقل يسمع، واشفع تشفع، فأرفع رأسي فأحمده بتحميد يعلمنيه، ثم أشفع فيحد لي حدا فأدخلهم الجنة، ثم أعود إليه فإذا رأيت ربي مثله ثم أشفع فيحد لي حدا فأدخلهم الجنة، ثم أعود الثالثة، ثم أعود الرابعة فأقول ما بقي في النار إلا من حبسه القرآن، ووجب عليه الخلود، قال أبو عبد الله: إلا من حبسه القرآن: يعني قول الله تعالى - خالدين فيها -

یہ لوگ اُن کے پاس جائیں گے۔ اُن سے عرض کریں گے وُہ کہیں گے (بھلا) میں اس لائق کہاں ہوں۔ تم ایسا کرو موسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے (عزت والے) بندے ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا۔ اُن کو توریت عنایت کی۔ آخر یہ لوگ اُن کے پاس آئیں گے۔ اُن سے عرض کریں گے۔ وہ کہیں گے (بھائی میں اس لائق نہیں) اور دنیا میں جو ایک ناحق خون کیا تھا وہ اس کو یاد کر کے اپنے پروردگار سے شرم کریں گے پھر کہیں گے تم ایسا کرو عیسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول، اسکا کلمہ، اسکی رُوح ہیں۔ یہ لوگ اُن کے پاس جائیں گے۔ اُن سے عرض کریں گے۔ وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں ہوں تم ایسا کرو حضرت محمدؐ کے پاس جاؤ۔ وہ (عزت والے) بندے ہیں۔ جن کے اگلے اور پچھلے قصور اللہ نے سب معاف کر دیئے۔ آخر یہ سب لوگ مجبور ہو کر میرے پاس آئیں گے میں وہاں سے چل کر پروردگار کے حضور حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا۔ مجھ کو اجازت ملے گی۔ میں اپنے پروردگار کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا۔ پروردگار جب تک چاہے گا مجھ کو سجدہ میں پڑا رہنے دیگا۔ پھر ارشاد ہوگا۔ محمدؐ اپنا سر اٹھا۔ اور مانگ کیا مانگتا ہے (ہم دیں گے اور تیرا معروضہ سنیں گے۔ تیری سفارش ہم قبول کریں گے) میں سر اٹھا کر (پہلے) اپنے مالک کی ایسی تعریف کرونگا۔ جو اسوقت وُہ مجھ کو سکھلائے گا۔ پھر بندگان خدا کی سفارش کرونگا۔ لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائیگی میں اُن لوگوں کو بہشت میں پہنچا دُونگا۔ پھر لوٹ کر اپنے مالک کے پاس آؤنگا اور مالک کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا۔ ویسا ہی حال گزرے گا۔ جیسے پہلے ہوا تھا۔ پھر سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائیگی۔ میں اُن لوگوں کو بہشت میں پہنچا دوں گا۔ پھر تیسری بار اپنے مالک کے پاس حاضر ہونگا۔ (پھر ایک حد مقرر ہوگی)

پھر چوتھی بار حاضر ہوں گا اور عرض کروں گا۔ پروردگار اب تو جہنم میں وہی لوگ رہ گئے ہیں۔ جو قرآن کی رُو سے جہنم میں رہنے کے لائق ہیں۔ اور جن کو ہمیشہ جہنم میں رہنا چاہیئے ۹ امام بخاریؒ نے کہا۔ قرآن کی رُو سے جہنم میں قید رہنے سے مراد ہے جن کی شان میں خٰلدین فیھا آیا ہے۔

ف۱ یہ سورت مدینہ میں اُتری۔ اس پر اتفاق ہے۔ ف۲ باب کی حدیث میں صرف مومنوں کا آدمؑ سے یہ کہنا مذکور ہے وعلمک اسماء کل شیءٍ۔ اس مناسبت سے امام بخاریؒ نے اس حدیث کو یہاں بیان کیا۔ اسماء سے فرشتوں کے یا سب چیزوں کے نام مراد ہیں۔ ف۳ جس کا ذکر سورۂ ہود کی اس آیت میں ہے۔ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم۔ ف۴ حالانکہ وہ عمداً نہ تھا۔ ف۵ میں ان کی درخواست منظور کروں گا۔ آپ کمر ہمت باندھیں گے۔ اور بندگان خدا کی رہائی اور مخلصی کیلئے مستعد ہونگے۔ آفریں راد بریں ہمت مردانہ تو ف۶ آدابِ عبودیت ادا کروں گا۔ ف۷ سبحان اللہ عنایت شاہانہ۔ ف۸ یعنی کافر اور مشرک باقی رہ گئے ہیں ع کہ ایسے ایسے بندوں کی یا اتنے اتنے بندوں کی سفارش کریں گے۔

بَابٌ۔ قَالَ مُجَاهِدٌ۔ إِلَى شَيَاطِينِهِمْ۔ أَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُشْرِكِينَ۔ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ۔ اللّٰهُ جَامِعُهُمْ۔ صِبْغَةً دِينٌ۔ عَلَى الْخَاشِعِينَ۔ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا، قَالَ مُجَاهِدٌ: بِقُوَّةٍ يَعْمَلُ بِمَا فِيهِ، وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ۔ مَرَضٌ۔ شَكٌّ وَمَا خَلْفَهَا عِبْرَةً لِمَنْ بَقِيَ۔ لَا شِيَةَ لَا بَيَاضَ وَقَالَ غَيْرُهُ۔ يَسُومُونَكُمْ يُوْلُونَكُمْ، الْوَلَايَةُ: مَفْتُوحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ وَهِيَ الرَّبُوبِيَّةُ، وَإِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْحُبُوبُ الَّتِي تُؤْكَلُ كُلُّهَا فُومٌ، فَادَّارَأْتُمْ اِخْتَلَفْتُمْ۔ وَقَالَ قَتَادَةُ۔ فَبَاءُوا۔ فَانْقَلَبُوا۔ وَقَالَ غَيْرُهُ يَسْتَفْتِحُونَ۔ يَسْتَنْصِرُونَ۔ شَرَوْا۔ بَاعُوا۔ رَاعِنَا۔ مِنَ الرُّعُونَةِ إِذَا أَرَادُوا

باب۔ واذا خلوا الی شیٰطینھم۔ کی تفسیر مجاہدؒ نے کہا۔ شیاطین سے مراد اُنکے دوست منافق اور مشرک مرد ہیں۔ ف۱ مُحیطٌ بالکفرین اللہ کافروں کو اکٹھا کرنیوالا ہے ف۲ صِبغَةَ سے مراد دین ہے ف۳ علی الخشعین خاشعین سے مراد آپ کے ایماندار ہیں ف۴ بِقُوَّةٍ یعنی اس پر عمل کرکے قوت سے یہی مراد ہے ف۵ ابوالعالیہ نے کہا مرض سے شک مراد ہے ف۶ وما خلفھا۔ یعنی ف۷ اور پچھلے لوگوں کے لئے عبرت جو باقی رہے ف۸ لاشِیَةَ کا معنی اس میں سفیدی نہیں۔ اور ابوالعالیہ کے سوا اوروں نے کہا ف۹ یسُومُونکم کا معنی تم پر اٹھاتے تھے ف۱۰ (اور سورہ کہف میں جو) الولایة ہے۔ بفتحہ واؤ ہے جس کے معنے ربوبیت یعنی خدائی کے ہیں اور ولایہ بکسر واؤ اس کا معنی سرداری ف۱۱ بعض لوگوں نے کہا ف۱۲ جن جن اناجوں کو لوگ کھاتے ہیں۔ انکو فوم کہتے ہیں ف۱۳ فادّارأتم تم نے آپس میں جھگڑا کیا۔ قتادہؒ کے سوا دوسرے شخص (ابوعبیدہ) نے کہا۔ کہ یستفتحون مدد مانگتے تھے۔ شَرَوا۔ کا معنی بیچا۔ راعِنَا

أَنْ يُحَمِّقُوا إِنْسَانًا قَالُوا: رَاعِنَا ـ لَا تَجْزِي لَا تُغْنِي ـ خُطُوَاتِ ـ مِنَ الْخَطْوِ وَالْمَعْنَى آثَارُهُ ـ ابْتَلَى ـ اخْتَبَرَ ـ

رعونت سے نکلا ہے عرب لوگ جب کسی کو احمق بناتے ۔ تو راعنا کہتے ۔ ف۱۶ لاتجزی کچھ کام نہ آئے گی خطوات جمع ہے خطوۃ کی یعنی قدم ۔ ابتلی کا معنی آزمایا

ف۱ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۲ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۳ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۴ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۵ اسکو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۶ اسکو عبد بن حمید نے مجاہدؒ سے وصل کیا۔ ف۷ اگلے گناہوں کی سزا۔ ف۸ اسکو ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے وصل کیا۔ ف۹ ابو عبید قاسم بن سلام۔ ف۱۰ یا تم کو ہمیشہ تکلیف پہنچاتے تھے۔ ف۱۱ اگرچہ یہ لفظ سورہ بقرہ میں نہیں ہے پر یونکم کی مناسبت سے اسکو بیان کر دیا۔ ف۱۲ عطاء اور قتادہ نے۔ ف۱۳ یہ فراء نے معنی قرآن میں نقل کیا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد اور ابن عباسؓ سے نکالا۔ کہ فوم گیہوں کو کہتے ہیں۔ ابن مسعودؓ نے اسکو ثوم پڑھا ہے یعنی لہسن۔ ف۱۴ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۱۵ راعن کہتے ہیں احمق کو۔ اور جمہور نے راعنا بغیر تنوین کے پڑھا ہے۔ یہ صیغہ امر کا ہے مراعاۃؓ سے۔ ابو نعیم نے ابن عباسؓ سے نکالا۔ کہ راعنا یہود کی زبان میں ایک گالی ہے۔ سعد بن معاذؓ نے کئی یہودیوں کو آنحضرتؐ کی نسبت یہ لفظ کہتے سنا تو کہنے لگے۔ اگر پھر کوئی تم سے یہ کہے گا۔ تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ـ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ـ

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون کی تفسیر۔

٤ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ ـ

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے۔ انہوں نے ابو وائل سے۔ انہوں نے عمرو بن شرحبیل سے۔ انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بڑا گناہ یہ ہے۔ کہ تو کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دے ف۱ حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا۔ میں نے کہا۔ یہ تو بیشک بڑا گناہ ہے میں نے پوچھا۔ پھر کونسا گناہ۔ فرمایا اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ اس کو کھلانا (پلانا) پڑے گا۔ میں نے پوچھا۔ پھر کونسا گناہ فرمایا اپنے ہمسایہ (پڑوسی) کی جورو سے زنا کرے۔

ف۱ ند کہتے ہیں۔ نظیر۔ یعنی جوڑ اور برابر والے کو اندادا۔ اسکی جمع ہے۔ ند سے صرف یہی مراد نہیں ہے کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی خدا سمجھے۔ کیونکہ عرب کے اکثر لوگ اور دوسرے ملکوں کے مشرک بھی خدا کو ایک ہی سمجھتے تھے۔ جیسے فرمایا وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ پھر بھی اللہ نے انکو مشرک قرار دیا۔ بات یہ ہے کہ اللہ کے

جو صفات ہیں۔ جیسے محیط بصیر سمیع قدرت کاملہ تصرف کامل ان صفات کو کوئی شخص دوسرے کیلئے ثابت کرے۔ اس نے بھی اللہ کا ند یعنی برابر والا دوسرے کو ٹھہرایا۔ مثلاً کوئی شخص یہ سمجھے۔ کہ فلاں پیر یا پیغمبر دور یا نزدیک ہر چیز کو دیکھ لیتے ہیں۔ یا ہر بات اُن کو معلوم ہو جاتی ہے یا وہ جو چاہیں سو کر سکتے ہیں۔ تو وہ مشرک ہو گیا۔ اسیطرح جو کوئی اللہ کے سوا اور کسی کو پوجے اس کے نام کا روزہ رکھے۔ اس کی منت مانے۔ اس کے نام پر جانور کاٹے۔ اس کی قبر پر نیاز و نذر چڑھائے۔ اس کے نام کا وظیفہ پڑھے۔ وہ بھی مشرک ہو گیا۔ توحید یہ ہے کہ اللہ کے سوا نہ کسی کو پکارے۔ نہ اس سے مدد چاہے۔ نہ اس پر بھروسہ کرے نہ اس کی پوجا کرے۔ بلکہ اللہ کے سوا سب کو عاجز اور محتاج بندہ سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی نہ ہم کو نفع پہنچا سکتا ہے۔ نہ نقصان۔ اور جب تک اللہ نہ چاہے۔ کوئی اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتا۔ ہاں۔ اللہ چاہے تو وہ اپنے بندے سے دوسرے بندے کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اب بعضے باتیں ایسی ہیں جن کو خاص اللہ ہی سے مانگنا چاہیے۔ جیسے اولاد، بارش، کشائش رزق، عمر دینا، بیماری سے چنگا کرنا۔ مارنا۔ ڈوبنے سے بچانا۔ گناہوں کی مغفرت کروانا۔ اگر کوئی یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پیغمبر یا پیر سے مانگے۔ تو وہ بھی مشرک ہو جائے گا۔

بَابٌ ـ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى ـ إِلَى يَظْلِمُونَ ـ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْمَنُّ: صَمْغَةٌ، وَالسَّلْوَى: الطَّيْرُ ـ

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی۔ الی۔ یظلمون کی تفسیر۔ اور مجاہدؒ نے کہا۔ مَن ایک درخت کا گوند ہے۔ اور سلویٰ ایک پرندہ تھا۔ ف

۵ ـ حَدَّثَنَا أَبُونُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ ـ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوریؒ نے انہوں نے عبدالملک سے۔ انہوں نے عمرو بن حریث سے۔ انہوں نے سعید بن زید سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کھنبی (جو خود رو دھرتی ہے) من کی قسم میں سے ہے۔ اور اس کا پانی آنکھ کے لئے دوا ہے۔

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو جنگل میں یہ دونوں چیزیں کھانے کو دی تھیں۔ ابن عباس نے کہا مَن درختوں پر جم جاتا۔ بنی اسرائیل جتنا چاہتے اس میں سے کھاتے۔ سدی نے کہا۔ وہ ترنجبین کیطرح تھا۔ قتادہ نے کہا کہ من برف کیطرح گرتا تھا۔ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا۔

بَابٌ ـ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ ـ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول واذقلنا ادخلوا ھٰذہ القریۃ فکلوا منھا حیث شئتم الخ۔ کی تفسیر

الآيَةَ - رَغَدًا - واسِعًا كَثِيرًا۔

رَغَدًا کا معنی۔ اچھی طرح فراغت سے۔

٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنِ ابْنِ المُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ادْخُلُوا البَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ فَبَدَّلُوا وَقَالُوا حِطَّةٌ حَبَّةٌ فِي شَعَرَةٍ۔

ہم سے محمدؒ نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے۔ انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے۔ انہوں نے معمر سے۔ انہوں نے ہمام بن منبہ سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ شہر کے دروازے میں جھک کر گھسو۔ اور زبان سے کہتے جاؤ۔ حِطَّةٌ یعنی گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں۔ انہوں نے کیا کیا۔ چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے۔ اور حطہ کے بدل حبۃ فی شعرۃ۔ (دانہ بالی کے اندر) کہنے لگے۔ ف۱

ف۱: مثل مشہور ہے۔ باریش بابا ہم بازی۔ بھلا پروردگار کے ساتھ مسخراپن کرنا کون سی عقل ہے۔ اخیر کو عذاب نازل ہوا۔ اور ذلیل وخوار ہوئے۔ ع بن یحییٰ ذہلی یا محمد بن سلام یا محمد بن بشار۔

بَابٌ - مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ - جَبْرَ، وَمِيكَ، وَسَرَافِ: عَبْدٌ، إِيلَ: اللَّهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ کی تفسیر اور عکرمہ نے کہا۔ جبر، میک اور سراف ان تینوں لفظوں کے معنی بندہ اور ایل (عبری زبان میں) اللہ کو کہتے ہیں۔ ف۱

٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ: سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ بِقُدُومِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ، فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الجَنَّةِ؟ وَمَا يَنْزِعُ الوَلَدَ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيلُ آنِفًا، قَالَ: جِبْرِيلُ؟

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا۔ انہوں نے عبداللہ بن بکر سے سنا۔ کہا ہم سے حمید نے۔ انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ عبداللہ بن سلام (یہود کے بڑے عالم) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (مدینہ میں) تشریف لانے کی اسوقت خبر سنی۔ جب وہ باغ کا میوہ چن رہے تھے۔ وہ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ میں آپ سے تین باتیں ایسی پوچھتا ہوں جنکو پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں بتلا سکتا۔ بھلا بتلایئے قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے۔ اور بہشتی لوگ بہشت میں جا کر پہلے کیا کھائیں گے۔ اور بچہ اپنے ماں یا باپ سے صورت میں کیوں ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ابھی ابھی جبریلؑ نے یہ

قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ - مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ - أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوتِ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ فِيكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا، قَالَ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ؟ فَقَالُوا: أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَانْتَقَصُوهُ، قَالَ: فَهَذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ:

باتیں مجھ کو بتلا دیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا جبریلؑ نے آپؐ نے فرمایا۔ ہاں عبداللہ بن سلام نے کہا۔ وہ تو سارے فرشتوں میں یہودیوں کا دشمن ہے ف۲ اس وقت آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِیلَ الخ پھر فرمایا۔ قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے۔ جو لوگوں کو پورب سے پچھم لیجائیگی ف۳ اور پہلا کھانا جو بہشتیوں کو ملیگا۔ وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہوگا۔ (جو بہت لذیذ ہوتا ہے) اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب ہوتا ہے۔ تو بچہ کو اپنی صورت پر کرلیتا ہے جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب ہوتا ہے۔ تو بچہ عورت کی صورت پر ہوتا ہے۔ یہ جواب سُن کر عبداللہ بن سلام نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود سچا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں۔ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یارسول اللہ! یہودی بڑے مفتری لوگ ہیں۔ آپؐ اُن سے پہلے میرا حال پوچھیں۔ میں کیسا ہوں۔ اگر کہیں پوچھنے سے پہلے انکو معلوم ہو جائے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ تب تو مجھ پر بہتان لگانے لگینگے ف۴ یہودی لوگ آپؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے اُن سے پوچھا۔ ابن سلام کیسا شخص ہے۔ انہوں نے کہا۔ بہت اچھا۔ اچھے کا بیٹا ہمارا سردار اور سردار کا بیٹا۔ آپؐ نے فرمایا۔ دیکھو۔ تو سہی اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے۔ تو تم بھی اسلام قبول کرو گے؟ وہ کہنے لگے۔ خدا کی پناہ وہ کاہے کو مسلمان ہونے لگا۔ اسوقت عبداللہ باہر نکلے اور کہنے لگے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔ یہ سنتے ہی یہودی لوگوں نے بات پلٹی (کہنے لگے عبداللہ تو ہم لوگوں میں ایک ذلیل آدمی ہے ذلیل کا بیٹا۔ (خدائی خوار) انکی برائی کرنے لگے۔ عبداللہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! مجھے اسی بات کا خیال تھا۔ ف۵

ف۱ اسکوطری نے وصل کیا۔ ف۲ مردود یہودی حضرت جبریلؑ کو اپنا دشمن سمجھتے۔ کیونکہ انہوں نے کئی بار اُن پر عذاب اُتارا بعضوں نے کہا۔ اسوجہ سے۔ کہ انہوں نے نبوت بنی اسرائیل سے نکال کر عرب لوگوں میں رکھی بعضوں نے کہا۔ اسوجہ سے کہ یہودیوں کے راز پیغمبروں کو بتلا دیتے۔ غرض یہودی بھی عجب بیوقوف لوگ تھے بھلا حضرت

جبریلؑ کو دیکھو۔ اور اُن سے دشمنی رکھنا دیکھو۔ تمہاری ہستی ہی کیا ہے۔ وہ ایک پر سے۔ ساری دنیا کو الٹ سکتے ہیں۔ دوسرے جبریلؑ پروردگار کے حکم کے تابع ہیں۔ اُن سے عداوت رکھنا۔ گویا خدا سے عداوت رکھنا ہے۔ ف۳ اس کی شرح اُوپر گزر چکی ہے۔ میرے خیال میں اس آگ سے ریلوے مُراد ہے یعنی مشرق منتہیٰ چین سے لیکر مغرب یعنی یورپ تک ریل جاری ہوجائیگی۔ ف۴ مجھ کو خواہ مخواہ بُرا آدمی کہیں گے غیر عبداللہ بن سلام ایک جگہ چھُپ رہے۔ ف۵ اس وجہ سے میں نے پہلے اسلام ظاہر نہیں کیا۔ اور چھپ رہا

بَابُ قَوْلِهِ۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا۔

۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ، وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ، وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ وَذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُولُ: لَا أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى. مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ما ننسخ من اٰیۃ أو ننسہا نات بخیر منہا أو مثلہا کی تفسیر

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے۔ انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ کہتے تھے ہم لوگوں میں اُبیؓ بڑے قاری ہیں۔ اور علیؓ سب سے عمدہ قاضی ہیں اس پر بھی ہم اُبیؓ کی ایک بات نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تو قرآن کی کسی آیت کی تلاوت نہیں چھوڑونگا جس کو میں نے آنحضرتؐ سے سُنا۔ اور حالانکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ہم جو آیت منسوخ کر دیتے ہیں یا بھُلا دیتے ہیں اخیر تک ف۱

ف۱ حضرت عمرؓ کا مطلب یہ ہے۔ گو اُبیؓ ہم سب سے زیادہ قرآن کے قاری ہیں مگر بعضی آیتیں وہ ایسی بھی پڑھتے تھے جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ کیونکہ انکو نسخ کی خبر نہیں پہنچی۔ عمرؓ کے اس قول سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ کوئی کیسا بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو مگر اسکی سب باتیں ماننے کے قابل نہیں ہوتیں۔ خطا اور لغزش ہر ایک عالم سے ہوتی ہے۔ بڑا ہو یا چھوٹا خطا سے معصوم اللہ اور پیغمبر ہیں۔ باقی کوئی نہیں۔ مقلدین کو اس قول سے نصیحت لینا چاہیئے جب ابی بن کعبؓ کی جو صحابی تھے سب باتیں ماننے کے لائق نہ ٹھہریں۔ تو ابوحنیفہؒ یا شافعیؒ کی ہر ایک رائے کیونکر تسلیم ہوگی۔

بَابٌ۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ۔

۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وقالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ۔ الاٰیہ کی تفسیر

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن ابی حسین سے۔ انہوں نے کہا ہم سے نافع بن جبیرؒ نے بیان کیا۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰہُ: کَذَّبَنِی ابْنُ آدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَہُ ذٰلِکَ، وَشَتَمَنِی وَلَمْ یَکُنْ لَہُ ذٰلِکَ، فَأَمَّا تَکْذِیبُہُ إِیَّایَ فَزَعَمَ أَنِّی لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِیدَہُ کَمَا کَانَ، وَأَمَّا شَتْمُہُ إِیَّایَ فَقَوْلُہُ لِی وَلَدٌ، فَسُبْحَانِی أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ آدمی مجھ کو جھٹلاتا ہے۔ اور اسکو یہ نہیں چاہیئے تھا۔ اور آدمی نے مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ نہیں چاہیئے تھا جھٹلانا تو یہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میں اسکو مرے سے بعد زندہ نہیں کرسکتا۔ گالی دینا یہ ہے وہ کہتا ہے۔ میری اولاد ہے ف اور میں اس سے پاک ہوں کہ کسی کو جورو یا بچہ ٹھہراؤں۔ (سب میرے بندے اور غلام ہیں)

ف نجران کے نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور مکہ کے مشرک فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتلاتے تھے۔ انہی کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

بَابٌ۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِیمَ مُصَلًّی۔ مَثَابَةً: یَثُوبُونَ۔ یَرْجِعُونَ۔

باب۔ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی کی تفسیر (اسی سورت میں) مثابۃ کا لفظ ہے۔ اسکا معنی مرجع۔ یعنے لوٹنے کی جگہ ف اسی سے یثوبون یعنے لوٹتے ہیں۔

۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: عَنْ یَحْیَی ابْنِ سَعِیدٍ، عَنْ حُمَیْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: وَافَقْتُ اللّٰہَ فِی ثَلَاثٍ، أَوْ وَافَقَنِی رَبِّی فِی ثَلَاثٍ، قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِیمَ مُصَلًّی، وَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ یَدْخُلُ عَلَیْکَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِینَ بِالْحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللّٰہُ آیَةَ الْحِجَابِ، قَالَ: وَبَلَغَنِی مُعَاتَبَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِہِ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِنَّ قُلْتُ إِنِ انْتَهَیْتُنَّ أَوْ لَیُبَدِّلَنَّ اللّٰہُ رَسُولَہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرًا مِنْکُنَّ حَتَّی أَتَیْتُ إِحْدَی نِسَائِہِ قَالَتْ:

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ انھوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے۔ انھوں نے حمید سے۔ انھوں نے انسؓ سے کہا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے۔ میری رائے تین باتوں میں اللہ کے علم کے موافق پڑی۔ یا اللہ نے تین باتوں میں میرے ساتھ اتفاق کیا۔ (پہلے یہ کہ) میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ اگر آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ قرار دیجیے۔ تو بہت اچھا ہو (اسوقت اللہ نے یہ آیت اتاری۔ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی اور (دوسرا یہ کہ) میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپکے پاس اچھے برے سب قسم کے لوگ آتے ہیں۔ اگر آپ مسلمانوں کی ماؤں کو (اپنی بیبیوں کو) پردہ کرنیکا حکم دیجیے۔ تو مناسب ہوگا۔ اسوقت اللہ نے پردہ کی آیت اتاری (تیسری یہ کہ) مجھ کو خبر پہنچی آنحضرتؐ اپنی کسی بی بی پر غصہ ہیں۔ میں اُن بیبیوں کے پاس گیا۔ اور اُن سے کہا۔ دیکھو۔ تم (آنحضرتؐ کو ناراض کرنے سے) باز آؤ نہیں تو اللہ آپ کو تمہارے بدل تم سے بہتر بیبیاں دیگا۔ جب میں

يَا عُمَرُ، أَمَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهُ حَتَّى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ- عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ- الْآيَةَ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ: سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنْ عُمَرَ-

آپکی ایک بی بی کے پاس گیا۔ تو وہ بول اٹھیں عمر تم کو کیا ہوگیا ہے کیا آنحضرتؑ ہم کو نصیحت نہیں کرسکتے جو تم نصیحت کرنے آئے چلو اپنی نصیحت رہنے دو) اسوقت اللہ نے یہ آیت اُتاری عجب نہیں بیبیو! - اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدے۔ تو اللہ تمہارا بدل تم سے بہتر بیبیاں اسکو عنایت فرمادے۔ اخیر تک۔ ابن ابی مریم نے کہا ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہا مجھ سے حمید نے بیان کیا۔ کہا۔ میں نے انس رضؓ سے سُنا۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے۔ (پھر یہی حدیث بیان کی)

بَابٌ- وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ-

الْقَوَاعِدُ: أَسَاسُهُ، وَاحِدَتُهَا قَاعِدَةٌ، وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ: وَاحِدُهَا قَاعِدٌ-

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول و اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل۔ ربنا تقبل منا۔ انک انت السمیع العلیم۔ کی تفسیر۔ قواعد کے معنی بنیادیں (پایئے) اس کا مفرد قاعدہ ہے۔ اور سورۂ نور میں جو وَالْقَوَاعِدُ من النساء آیا ہے۔ اس کا مفرد قاعد ہے ؎

۱۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَاقْتَصَرُوا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اُویس نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے سالم بن عبداللہ سے۔ کہ عبداللہ بن محمد بن ابی بکرؓ نے۔ حضرت عائشہؓ سے نقل کرکے یہ حدیث عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عائشہؓ! تجھے کیا معلوم نہیں۔ تیری قوم (قریش) نے جب کعبہ کو (اپنے وقت میں) بنایا۔ تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے چھوٹا کردیا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ اس کو ابراہیمؑ کی بنیادوں پر پورا کیوں نہیں کردیتے۔ آپ نے فرمایا۔ (میں ایسا کرتا) مگر تیری قوم کا کفر کا زمانہ ابھی تازہ گزرا ہے ؎ عبداللہ بن عمرؓ نے یہ حدیث سُن کر کہا۔ اگر حضرت عائشہؓ نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے

عُمَرَ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ۔

تو میں سمجھتا ہوں یہی وجہ تھی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کونوں کا جو حطیم کے پاس ہیں۔ بوسہ نہیں لیتے تھے کیونکہ وہ کونے اس مقام پر نہ تھے۔ جہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد رکھی تھی۔ ف۳

ف۱ اس سند کو بیان کرنے سے یہ غرض ہے۔ کہ حمید کا سماع انسؓ سے معلوم ہو جائے۔ ف۲ ایسا نہ ہو۔ وہ کعبہ توڑنے سے بھڑک جائیں۔ ف۳ یہ حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے

بَابُ قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول قُولُوا آمنا باللہ وما انزل الینا۔ الآیہ کی تفسیر

١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ۔ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عثمان بن عمرؓ نے۔ کہا ہم کو علی بن مبارکؒ نے خبر دی۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے۔ انہوں نے ابوسلمہ سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ اہل کتاب (یہودی لوگ) تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے۔ اور اس کا ترجمہ عربی زبان میں مسلمانوں کو سمجھاتے (معلوم نہیں ترجمہ میں کیا کیا تصرف کرتے) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا۔ تم اہل کتاب کو نہ سچا کہو۔ اور نہ جھوٹا کہو۔ اور یوں کہو۔ آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا۔ الآیہ۔ ف

ف حافظؒ نے کہا۔ یہ حکم ان باتوں میں ہے۔ جن کے صحیح یا غلط ہونے میں شبہ ہو۔ لیکن قرآن شریف کے موافق جو باتیں ہیں۔ اُن کی تصدیق اسی طرح قرآن شریف کے خلاف جو باتیں ہوں۔ اُن کی تکذیب کی ممانعت نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی کہا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمْ۔ الآيَةَ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول سیقول السفہاء من الناس ما ولاھم عن قبلتھم التی کانوا علیہا کی تفسیر

١٣- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: سَمِعَ زُهَيْرًا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَإِنَّهُ صَلَّى أَوْ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُونَ، قَالَ: أَشْهَدُ بِاللهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَ الَّذِي مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجَالٌ قُتِلُوا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُولُ فِيهِمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ - وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا۔ انہوں نے زُہیر سے سُنا انہوں نے ابو اسحٰق سے۔ انہوں نے براء بن عازب رضؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ میں آکر) بیتُ المقدس کی طرف سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھی۔ لیکن یہ آپؐ کو پسند تھا کہ آپؐ کا قبلہ خانہ کعبہ کیطرف ہو جائے۔ (حکم الٰہی کے منتظر تھے) ایک بار ایسا ہوا۔ (قبلہ بدلتے ہی) آپؐ نے عصر کی نماز خانہ کعبہ کی طرف پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ (اسی طرف) نماز پڑھی اُن میں سے ایک شخص جو آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ چکا تھا۔ (عبداللہ بن عباد بن نہیک) دوسری مسجد والوں پر سے گزرا۔ وہ (بیتُ المقدس کیطرف) نماز پڑھ رہے تھے اس شخص نے نماز ہی میں اُن سے کہا۔ خدا گواہ ہے میں نے ابھی آنحضرتؐ کیساتھ مکہ کیطرف نماز پڑھی۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ نماز ہی میں کعبے کیطرف گھوم گئے (نماز کا اعادہ نہ کیا) اور ایسا ہوا۔ کہ قبلہ بدلنے سے پہلے بہت لوگ شہید ہو چکے تھے ہم لوگوں کو ان کے باب میں شبہ ہوا۔ کہ انکی نمازیں قبول ہوئیں یا نہیں (اسوقت یہ آیت اتری۔ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف رحیم ف

ف انہوں نے بیت المقدس کیطرف نماز پڑھی تھی۔ ف۲ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ یعنی اللہ ایسا نہیں کرے گا۔ کہ تمہاری نمازوں کو بیکار کر دے۔ اس کا ثواب نہ دے۔ ہوا یہ کہ جب قبلہ بدلا۔ تو مشرک کہنے لگے اب محمدؐ ہمارے طریق پر رفتہ رفتہ آچلے ہیں۔ چند روز میں پھر اپنا آبائی دین اختیار کرلیں گے۔ منافق کہنے لگے۔ اگر پہلا قبلہ حق تھا۔ تو یہ دوسرا قبلہ باطل ہے۔ اگر دوسرا حق ہے تو پہلا باطل۔ اہل کتاب کہنے لگے۔ اگر یہ سچے ہوتے تو دوسرے پیغمبروں کیطرح اپنا قبلہ بیت المقدس ہی کیطرف رکھتے۔ اسطرح کی بیہودہ باتیں بنانے لگے۔ جب اللہ نے یہ آیت اتاری۔ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ الخ

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى - وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ کی تفسیر

١٤۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَأَبُو أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ، فَيَقُولُ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ، فَيَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ۔ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ وَالْوَسَطُ: الْعَدْلُ۔

ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر اور ابواسامہ نے۔ اس روایت میں جریر نے جو الفاظ نقل کئے وہی بیان کئے گئے ہیں۔ دونوں نے اعمش سے روایت کی۔ انہوں نے ابوصالح سے۔ ابواسامہ نے اعمش سے یوں نقل کیا۔ ہم سے ابوصالح نے بیان کیا ف۱ انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن نوحؑ پیغمبر بلائے جائیں گے۔ (پروردگار بلائیگا) وہ عرض کریں گے۔ پروردگار حاضر ہوں۔ جو ارشاد ہو بجالاؤں۔ پروردگار فرمائیگا۔ تو نے میرا حکم اپنی امّت کو پہنچا دیا تھا وہ کہیں گے۔ جی ہاں۔ اسوقت انکی امّت والوں سے پوچھا جائیگا نوحؑ نے تم کو میرا پیغام پہنچایا تھا۔ وہ کہیں گے۔ ہمارے پاس کوئی ڈرانیوالا پیغمبر آیا ہی نہیں۔ تب اللہ نوحؑ سے فرمائے گا۔ کوئی تیرا گواہ ہے۔ وہ کہیں گے۔ محمدؐ اور انکی اُمت کے لوگ گواہ ہیں پھر اس اُمت کے لوگ گواہی دیں گے۔ کہ بیشک نوحؑ نے اللہ کا پیغام اپنی اُمت کو پہنچا دیا تھا اور پیغمبر یعنی حضرت محمدؐ تم پر گواہ بنیں گے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا۔ وکذالک جعلنٰکم الخ وسط کا معنی عادل۔ بہتر ف۲

ف۱ یعنی ابواسامہ نے اعمش کے سماع کی ابوصالح سے تصریح کی۔ ف۲ یہ جملہ حدیث میں داخل ہے۔ راوی کا کلام نہیں ہے وسط کا معنی بہتر۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ فلانٌ وسطٌ فی قومہ یعنی اپنی قوم والوں میں سب سے بہتر ہے۔ ابومعاویہؒ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ پروردگار پوچھے گا۔ تم کو کیسے معلوم ہوا۔ وہ عرض کریں گے۔ ہمارے پیغمبر صاحب نے ہم کو خبر دی۔ کہ اگلے پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچا دیئے۔ اور اُن کی خبر سچی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے۔ کہ اگر سُنی ہوئی بات کا یقین ہو جائے۔ تو اسکی گواہی دے سکتا ہے۔ اور فقہاء نے اس باب میں تفصیل کی ہے۔ اور یہ بیان کیا ہے کہ کسی قسم کے مقدمات میں شہادت سمعی دینا درست ہے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى۔ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ۔ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علٰی عقبیہ۔ الخ کی تفسیر

۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّونَ الصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ إِذْ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ: أَنْزَلَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْآنًا أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا، فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے سفیان ثوری سے۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا [ع] اور کہنے لگا۔ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن میں یہ حکم اُتارا۔ کہ آپ کعبہ کیطرف منہ کریں تم بھی کعبے کیطرف منہ کرو۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ (نماز ہی میں) کعبے کی طرف پھر گئے

ف یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔ ع عباد بن بشار

بَابٌ۔ قَوْلُهُ تَعَالَى۔ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ۔ الْآيَة۔

باب اللہ تعالے کے اس قول قد نری تقلب وجهك فی السماء۔ الآیہ کی تفسیر۔

۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِي۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے انس رضؓ سے انہوں نے کہا۔ اب کوئی صحابی میرے سوا باقی نہیں ہے جس نے دونوں قبلوں (بیت المقدس اور کعبہ) کیطرف نماز پڑھی ہو [ف]

ف معلوم ہوا۔ کہ انس رضؓ تمام صحابہ کرام کے بعد مرے۔ ابن عبدالبر نے کہا۔ کہ انس رضؓ کے بعد کوئی صحابی زندہ نہ رہا۔ ایک ابو الطفیل رہ گئے تھے۔ حافظ نے اس پر اعتراض کیا۔

بَابٌ۔ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ۔

باب اللہ تعالٰی کے اس قول ولئن اتیت الذین اوتوا الکتب بکل ایۃ ما تبعوا قبلتك کی تفسیر

۱۷- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان نے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ سے عبداللہ بن دینار نے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ایسا ہوا۔ کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص (عباد بن بشر) آیا۔ اور کہنے لگا۔ آج رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، أَلَا فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا بِوُجُوهِهِمْ إِلَى الْكَعْبَةِ۔

پر قرآن اُترا ہے۔ اور یہ حکم ہوا۔ کہ آپ نماز میں کعبے کی طرف منہ کریں۔ تم لوگ کعبے کی طرف منہ کرو۔ اس وقت لوگوں کے منہ شام کیطرف تھے۔ انہوں نے گھوم کر کعبے کیطرف منہ کر لیا۔

بَابٌ۔ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ۔

باب اللہ تعالٰے کے اس قول الذین اٰتینٰھم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابناءھم کی تفسیر۔

۱۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ۔

ہم سے یحیی بن قزعہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے امام مالک نے۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص (عباد بن بشر) آیا کہنے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات کو قرآن شریف اُترا۔ آپؐ کو کعبے کیطرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ تم لوگ بھی کعبے کیطرف منہ کر لو۔ اس وقت اُن کے منہ شام کیطرف تھے وہ (نماز ہی میں) کعبے کی طرف گھوم گئے۔

بَابٌ۔ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا۔ الْآيَةَ

باب اللہ تعالٰی کے اس قول ولکل وجھة ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات الخ کی تفسیر۔

۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ۔ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

ہم سے محمد بن مثنٰے نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحیی بن سعید قطان نے۔ انہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے ابواسحٰق نے بیان کیا۔ کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے ہم نے (مدینہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر آپؐ نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔ ومن حیث خرجت فول وجھك شطر المسجد

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ الآيَةَ، شَطْرُهُ: تِلْقَاؤُهُ۔

الحرام۔ وانه للحق من ربك۔ شطر کے معنی طرف۔

۲۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ: أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ فَأُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا فَاسْتَدَارُوا كَهَيْئَتِهِمْ فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ، وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے۔ کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ ایسا ہوا۔ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص (عباد بن بشر) آیا اور کہنے لگا آج رات کو قرآن شریف اُترا۔ ف اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو گیا۔ تم لوگ بھی کعبے کیطرف منہ کر لو۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ اسی حالت میں (یعنی نماز ہی میں) گھوم گئے۔ اور کعبہ کیطرف منہ کر لیا۔ اسوقت اُن لوگوں کا منہ شام کیطرف تھا۔

ف حالانکہ رات گذر چکی تھی۔ صبح ہو گئی تھی مگر چونکہ صحابہ کرام صبح کی نماز بہت تاریکی میں پڑھا کرتے تھے تو گویا رات باقی ہے۔

۔ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ کی تفسیر

۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ، فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْقِبْلَةِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ انہوں نے امام مالکؒ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ ایسا ہوا کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص (عباد بن بشر) آیا۔ اور کہنے لگا کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اُترا۔ آپ کو کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو گیا۔ تم لوگ بھی کعبے کیطرف منہ کر لو۔ اس وقت ان کے منہ شام کیطرف تھے۔ یہ سنتے ہی وہ کعبہ کیطرف گھوم گئے۔

بابُ قَوْلِهِ تَعَالَى - إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ - شَعَائِرُ : عَلَامَاتٌ، وَاحِدَتُهَا شَعِيرَةٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الصَّفْوَانُ: الْحَجَرُ، وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِي لَا تُنْبِتُ شَيْئًا وَالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا، وَالصَّفَا لِلْجَمِيعِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت الخ کی تفسیر۔ شعائر شعیرۃ کی جمع ہے۔ یعنی نشانیاں ف ابن عباس رض نے کہا۔ صفوان کا لفظ جو اس سورت میں ہے۔ اس کا معنی پتھر ف بعضوں نے کہا صفوان سپاٹ چکنے پتھر جن پر کچھ نہیں اُگتا۔ اس کا مفرد صفوانہ ہے جیسے صفا یہ بھی جمع ہے۔ (اسکا مفرد صفاۃ ہے)

ف یہ ابو عبیدہ رض کی تفسیر ہے۔ ابن اثیر رح نے کہا۔ کہ شعائر سے اعمال اور مناسک حج مراد ہیں۔ ف۲ اس کو طبری نے وصل کیا۔

۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ: أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا - فَمَا أُرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے امام مالک نے۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ ام المومنین سے پوچھا۔ اسوقت میں کمسن تھا۔ یہ جو قرآن میں ہے کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ جو کوئی حج یا عمرہ کرے۔ تو اُن کا طواف کر لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے اس سے تو یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی صفا اور مروے کا طواف نہ کرے۔ تب بھی کوئی قباحت نہیں ہے حضرت عائشہ رض نے کہا۔ نہیں یہ نہیں نکلتا۔ اگر یہ مطلب ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا۔ اگر اُن کا طواف نہ کرے۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ہوا یہ کہ یہ آیت انصار کے باب میں اُتری۔ وہ احرام میں مناۃ (بت) کا نام پکارتے یہ بت قدید کے برابر رکھا ہوا تھا۔ ف انصاری لوگ صفا اور مروے کا پھیرا برا سمجھتے تھے۔ ف۲ جب اسلام کا زمانہ آیا۔ تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ إِنَّ الصفا والمروۃ من شعائر اللہ

فَأَنْزَلَ اللهُ - إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔

فمن حج البيت أو اعتمر فلا جناح عليه أن يطوّف بهما

ف قدید ایک مقام کا نام ہے مکّہ کی راہ میں مناۃ بُت وہیں رکھا تھا۔ ف۲ اور قریش صفا مروے کا پھیرا کیا کرتے تھے۔

---

۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَقَالَ: كُنَّا نَرَى أَنَّهُمَا مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى - إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان نے۔ انہوں نے عاصم بن سلیمان سے انہوں نے کہا۔ میں نے انس بن مالک سے پوچھا۔ صفا مروے کا پھیرا۔ انہوں نے کہا۔ ہم لوگ (شروع اسلام میں) یہ سمجھے کہ صفا مروے کا پھیرا کرنا جاہلیت کی ایک رسم ہے۔ اس وقت ہم نے اس کو چھوڑ دیا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی إِنَّ الصَّفَا والمروة مِنْ شعائر اللهِ۔ فمن حج البيت الخ

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ - يَعْنِي أَضْدَادًا، وَاحِدُهَا نِدٌّ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ومن الناس من يتخذ من دون الله أندادًا يحبّونهم انداداً۔ نِد کی جمع ہے۔ یعنی مقابل والا۔ ہمسر۔

۲٤ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقُلْتُ أُخْرَى، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ، وَقُلْتُ أَنَا: مَنْ مَاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُو لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوحمزہ (محمد بن میمون) سے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے شقیق سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے ایک بات فرمائی۔ اور میں (اپنی طرف سے) ایک بات اور کہتا ہوں کہ آنحضرتؐ نے تو یہ فرمایا ہے کہ جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کے سوا دوسرے کسی (مقابل والے) شریک کو پکارتا ہو۔ اس کو اللہ کے برابر سمجھتا ہو وہ دوزخ میں جائیگا۔ اور میں کہتا ہوں۔ جو کوئی ایسی حالت میں

مرے کہ اللہ کے سوا دوسرے کسی شریک کو نہ پکارتا ہو۔ (یعنے توحید پر) وہ (ایک نہ ایک دن) بہشت میں جائیگا گو کتنا گنہگار ہو۔

بابٌ - یا أیُّها الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصاصُ - الْآیَۃَ - عُفِیَ: تُرِكَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص ۔ اخیر تک کی تفسیر عفی کا معنی چھوڑ دیا جائے۔ ف

۲۵- حَدَّثَنا الْحُمَیْدِیُّ: حَدَّثَنا سُفْیانُ: حَدَّثَنا عَمْرٌو قالَ: سَمِعْتُ مُجاهِدًا قالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما یَقُولُ: کانَ فِی بَنِی إِسْرائِیلَ الْقِصاصُ وَلَمْ تَکُنْ فِیهِمُ الدِّیَةُ فَقالَ اللّٰهُ تَعالَى لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ: کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصاصُ فِی الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِیَ لَهُ مِنْ أَخِیهِ شَیْءٌ فَالْعَفْوُ أَنْ یَقْبَلَ الدِّیَةَ فِی الْعَمْدِ - فَاتِّباعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَداءٌ إِلَیْهِ بِإِحْسانٍ - یَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوفِ وَیُؤَدِّی بِإِحْسانٍ - ذٰلِكَ تَخْفِیفٌ مِنْ رَبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ - مِمّا کُتِبَ عَلَى مَنْ کانَ قَبْلَکُمْ - فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذابٌ أَلِیمٌ - قَتَلَ بَعْدَ قَبُولِ الدِّیَةِ۔

ہم سے عبداللہ بن حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے۔ کہا۔ میں نے مجاہد سے سنا۔ کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ بنی اسرائیل (یعنی یہودیوں) میں قصاص کا رواج تھا۔ لیکن دیت کا دستور نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس امت کے لئے یہ ارشاد فرمایا مسلمانو! تم میں جو لوگ مارے جائیں۔ اُن میں جان کے بدل جان کا حکم دیا جاتا ہے۔ آزاد کے بدل آزاد اور غلام کے بدل غلام اور عورت کے بدل عورت قتل کیا جائے۔ پھر جس کو اس کے بھائی کیطرف سے کچھ چھوڑ دیا جائے۔ یعنی قتل عمد میں مقتول کے وارث قصاص چھوڑ کر دیت پر راضی ہو جائیں۔ تو انکو دیت کا مطالبہ دستور کے مطابق کرنا چاہئیے اور قاتل کو اچھی طرح دیت ادا کرنا چاہئیے۔ یہ دیت کا حکم اللہ کی ایک تخفیف اور رحمت ہے یعنی اگلے لوگوں پر صرف قصاص کا حکم تھا اور تمہارے لئے دیت جائز رکھی گئی اب اسکے بعد جو کوئی زیادتی کرے یعنی دیت قبول کر لینے پر بھی قاتل کو قتل کرے۔ اسکو تکلیف کا عذاب ہوگا۔

ف یعنی مقتول کے وارث قتل عمد میں قصاص کا مطالبہ چھوڑ دیں۔ اور دیت پر راضی ہو جائیں

۲۶- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصارِیُّ: حَدَّثَنا حُمَیْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قالَ: کِتابُ اللّٰهِ: الْقِصاصُ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حمید نے۔ اُن سے انس نے بیان کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی کتاب تو قصاص کا حکم کرتی ہے۔ ف

ف جب مقتول یا مجروح کے ورثاء دیت پر راضی نہ ہوں۔

۲۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ: سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ بَكْرٍ السَّهْمِيَّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ الرُّبَيِّعَ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوا إِلَيْهَا الْعَفْوَ فَأَبَوْا، فَعَرَضُوا الْأَرْشَ فَأَبَوْا، فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَوْا إِلَّا الْقِصَاصَ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ؟ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَنَسُ كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ۔

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا۔ انہوں نے عبداللہ بن بکر سہمی سے سُنا۔ کہا ہم سے حمید نے۔ انہوں نے انس رضؓ سے۔ اُن کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے ایک جوان لڑکی کا دانت توڑ ڈالا۔ ربیع کے لوگوں نے اس سے معافی چاہی۔ لیکن لڑکی کے لوگوں نے معافی نہ دی۔ پھر ربیع کے لوگوں نے کہا۔ اچھا دیت لے لو۔ اس پر بھی وُہ راضی نہ ہوئے ف۱ اور آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ قصاص کی درخواست کی۔ آپ نے قصاص کا حکم دیدیا۔ اس پر ربیع کے بھائی انس بن نضر کہنے لگے۔ یارسول اللہ! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا۔ قسم اس پروردگار کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا۔ ایسا تو کبھی نہیں ہونیکا کہ ربیع کا دانت توڑا جائے۔ آپ نے فرمایا انس یہ تو کیا کہتا ہے) اللہ کی کتاب تو قصاص کا حکم دے رہی ہے۔ (قصاص ضرور ہونا ہے) پھر (خدا کی قدرت) ایسا ہوا کہ لڑکی کے وارث راضی ہو گئے قصاص معاف کر دیا۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ کے بعضے بندے ایسے بھی ہیں اگر اللہ پر بھروسہ کر کے قسم کھا بیٹھیں۔ اللہ انکی قسم سچی کر دیتا ہے ف۲

ف۱ قصاص کے طالب ہوئے۔ ف۲ جیسے انس بن نضر نے قسم کھالی تھی۔ کہ ربیع کا دانت کبھی نہیں توڑا جائے گا بظاہر اسکی امید نہ تھی۔ لیکن اللہ کی قدرت دیکھئے۔ لڑکی کے وارثوں کا دل ایک دم پھیر دیا۔ اور انہوں نے قصاص معاف کر دیا۔

بَابٌ- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ۔ الآيه

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول یا أیھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام اخیر آیت تک کی تفسیر

۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ عَاشُورَاءُ يَصُومُهُ أَهْلُ

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے عبید اللہ سے۔ کہا۔ مجھ کو نافع نے خبر دی۔ انہوں نے ابن عمر رضؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ جاہلیت کے لوگ عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے جب

الجاهلية، فلما نزل رمضان قال: من شاء صامه ومن لم يشأ لم يصمه۔	رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ تو (آنحضرتؐ نے) فرمایا۔ اب جس کا جی چاہے۔ وہ عاشورے کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۲۹۔ حدثني عبد الله بن محمد: حدثنا ابن عيينة، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان عاشوراء يصام قبل رمضان فلما نزل رمضان من شاء صام ومن شاء أفطر۔	ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے عروہ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے لوگ عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو یہ حکم ہوا جس کا جی چاہے عاشورے کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۳۰۔ حدثني محمود: أخبرنا عبيد الله، عن إسرائيل، عن منصور، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبد الله قال: دخل عليه الأشعث وهو يطعم فقال: اليوم عاشوراء، فقال: كان يصام قبل أن ينزل رمضان، فلما نزل رمضان ترك فادن فكل۔	ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبیداللہ بن موسیٰ نے انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے منصور سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ کہ اشعث بن قیس انکے پاس گئے۔ وہ کھانا کھا رہے تھے ۱؎ اشعث نے کہا۔ یہ دن عاشورے کا ہے ۲؎ عبداللہ نے کہا۔ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے اس دن کا روزہ رکھتے تھے جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا گیا۔ آؤ کھانا کھاؤ۔

۱؎ عبداللہ نے اشعث سے کہا۔ آؤ۔ کھانا کھاؤ۔ ۲؎ اس دن روزہ رکھنا چاہیئے

۳۱۔ حدثنا محمد بن المثنى: حدثنا يحيى: حدثنا هشام قال: أخبرني أبي عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان يوم عاشوراء تصومه قريش في الجاهلية وكان النبي صلى الله عليه وسلم يصومه فلما قدم المدينة	ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی۔ انہوں نے اپنے والد عروہ سے۔ انہوں نے عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا عاشورے کے دن قریش کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں روزہ رکھا کرتے تھے اور آنحضرتؐ بھی اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب مدینہ میں آپ تشریف لائے۔ تو عاشورے

صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِيضَةَ وَتُرِكَ عَاشُورَاءُ فَكَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ.

کے دن کا روزہ رکھا۔ اور لوگوں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ پھر رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا گیا۔ اب یہ قرار پایا کہ جس کا جی چاہے وہ عاشورے کا روزہ رکھے جس کا جی چاہے وہ نہ رکھے۔ ف

ف معلوم ہوا۔ عاشورے کے روزے کی فرضیت جاتی رہی لیکن استحباب باقی ہے۔ اسکا ذکر کتاب الصوم میں گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى - أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ، وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ - وَقَالَ عَطَاءٌ: يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ؛ وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الْمُرْضِعِ وَالْحَامِلِ إِذَا خَافَتَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ، وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ أَطْعَمَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ، كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا خُبْزًا وَلَحْمًا وَأَفْطَرَ قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ: يُطِيقُونَهُ وَهُوَ أَكْثَرُ.

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا أو علی سفر فعدۃ من ایام أخر۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ۔ وان تصوموا خیر لکم إن کنتم تعلمون۔ کی تفسیر عطاء بن ابی رباح نے کہا۔ ہر بیماری میں افطار کرنا (یعنی روزہ نہ رکھنا) درست ہے ف۱ جیسے اللہ نے فرمایا ہے۔ (کسی بیماری کو خاص نہیں کیا) امام حسن اور ابراہیم نخعی نے کہا۔ دودھ پلانیوالی یا پیٹ والی عورت کو اپنی جان کا یا اپنے بچے کی جان کا ڈر ہو۔ تو وہ افطار کریں پھر قضا کرلیں ف۲ لیکن بوڑھا ضعیف شخص جب روزہ نہ رکھ سکے (تو فدیہ دے) انس بن مالک جب بہت بوڑھے ہو گئے تھے تو انہوں نے ایک سال یا دو سال (اپنی اخیر عمر میں) ہر دن ایک مسکین کو گوشت روٹی کھلایا۔ روزہ نہیں رکھا ف۳ اکثر لوگوں نے اس آیت میں یطیقونہ پڑھا ہے (اطاق یطیق سے) ف۴

ف۱ خواہ خفیف بیماری ہو۔ یا سخت۔ اس بیماری کو روزہ مضر ہو یا نہ ہو۔ اس اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ اور اوپر مقدمہ کتاب میں گزر چکا ہے کہ امام بخاری نے اسی اثر کو بیان کیا۔ جب اسحاق بن راہویہ انکے استاد نے ان پر اعتراض کیا تھا۔ ف۲ ان دونوں اثروں کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۳ کہتے ہیں انس بن مالکؓ کی عمر ایک سو دس برس کی ہوئی۔ اس اثر کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۴ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے۔ جیسے بوڑھا ضعیف اور بعضوں نے کہا۔ کہ لفظ لا یہاں مقدر ہے۔

۳۲- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ- وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوَّقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ، هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا فَلْيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا-

مجھ سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو روح بن عبادہ نے۔ کہا ہم کو زکریا بن اسحاق نے۔ کہا ہم سے عمرو بن دینار نے۔ انہوں عطاء بن ابی رباح سے۔ انہوں نے ابن عباس سے سُنا۔ وُہ یوں پڑھتے تھے وعلی الذین یطوّقونہ فدیۃٌ طعام مسکین ابن عباس نے کہا۔ کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ یطوقونہٗ کا معنے طاقت نہیں رکھتے۔ انکو روزے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ یعنی بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت جو روزہ نہیں رکھ سکتے۔ وہ ایسا کریں کہ ہر رُوزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلاویں ف

ف یہ ابن عباس رض کا قول ہے۔ اور اکثر علما کہتے ہیں۔ کہ یہ آیت منسوخ ہے اور ابتدائے اسلام میں یہی حکم ہوا تھا کہ جس کا جی چاہے۔ وہ روزہ رکھے جس کا جی چاہے۔ فدیہ دے۔ پھر بعد کو اس آیت سے فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ البتہ جو شخص اس قدر بوڑھا ہو جائے۔ کہ رُوزہ نہ رکھ سکے۔ اس کے لئے افطار کرنا اور فدیہ دینا جائز ہے۔

بَابٌ- فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ-

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فمن شہد منکم الشھر فلیصمہ۔ الآیہ کی تفسیر۔

۳۳- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَرَأَ- فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ قَالَ: هِيَ مَنْسُوخَةٌ-

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے۔ انہوں نے عبید اللہ سے۔ انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رض سے۔ انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ وعلی الذین یطیقونہٗ فدیۃٌ طعام مسکین۔ اور کہا۔ کہ یہ آیت منسوخ ہے ف

ف یہی قول راجح ہے کیونکہ اگر وعلی الذین یطیقونہٗ سے وہ لوگ مُراد ہوتے ہیں جنکو روزے کی طاقت نہیں تو آگے یہ ارشاد کیوں ہوتا۔ وأن تصوموا خیرٌ لکم۔

۳۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا بَكْرُ ابْنُ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ سَلَمَةَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے بکر بن مضر نے۔ انہوں نے عمرو بن الحارث سے۔ انہوں نے بکیر بن عبداللہ سے۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے جو سلمہ بن اکوع کے غلام تھے۔ انہوں نے سلمہ سے انہوں

قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ۔ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ۔ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِي حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَاتَ بُكَيْرٌ قَبْلَ يَزِيدَ۔

کہا جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ تو جس کا جی چاہتا روزہ نہ رکھتا۔ فدیہ دیدیتا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ اُتری اور یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ امام بخاری رحہ نے کہا بکیر (جو یزید کے شاگرد تھے) یزید سے پہلے (۱۲۰ھ میں) فوت ہوگئے ف

ف اور یزید بن ابی عبید زندہ رہے۔ ۱۴۶ھ یا ۱۴۷ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔ اور یہی سبب تھا۔ کہ مکی بن ابراہیم رحہ امام بخاری رحہ کے شیخ نے یزید بن ابی عبید کو پایا۔ امام بخاری رحہ کی اکثر ثلاثی حدیثیں اسی طریق سے مروی ہیں۔

بَابٌ۔ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اُحل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم۔ الی قولہ۔ وابتغوا ماکتب اللہ لکم کی تفسیر۔

۳۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوا لَا يَقْرَبُونَ النِّسَاءَ رَمَضَانَ كُلَّهُ وَكَانَ رِجَالٌ يَخُونُونَ أَنْفُسَهُمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى۔ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ۔ الْآيَةَ۔

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے ابو اسحاق سے۔ انہوں نے براء بن عازبؓ سے۔ دوسری سند۔ ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے۔ کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو اسحٰق سے انہوں نے کہا میں نے براء بن عازب سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ تو شروع زمانہ میں (لوگ رمضان کے سارے مہینے عورتوں کے پاس نہیں جاتے تھے اب بعض مردوں (عمرؓ اور کعبؓ) نے چوری چوری رات کو جماع کیا۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری۔ علم اللہ انکم کنتم تختانون۔ الخ

بَابٌ۔ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔ الْآيَةَ۔ الْعَاكِفُ: الْمُقِيمُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود۔ الآیہ کی تفسیر۔ عاکفٌ کا معنے اقامت کرنے والا۔ ف

۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيٍّ قَالَ: أَخَذَ عَدِيٌّ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ، حَتَّى كَانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ فَلَمْ يَسْتَبِينَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادِي، قَالَ إِنَّ وِسَادَكَ إِذًا لَعَرِيضٌ أَنْ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ.

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو عوانہ نے۔ انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے عامر شعبی سے۔ انہوں نے عدی بن حاتم سے ف۱ انہوں دو ڈوریاں لیں ایک سفید اور ایک کالی۔ اور رات کو اُن کو دیکھا۔ تو دونوں میں تمیز نہیں ہوئی۔ (اسوقت تک کھاتے پیتے رہے) جب صبح ہوئی تو آنحضرتؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں نے اپنے تکئے کے نیچے دو ڈوریاں رکھ لی تھیں۔ آپؐ نے (مزاح کے طور پر) فرمایا۔ تیرا تکیہ تو بہت بڑا ہے کہ (صبح کی) سفید اور کالی دھاری اس کے نیچے آگئی۔ ف۳

ف۱ یعنی مسجد میں اعتکاف کرنے والا۔ ف۲ جب یہ آیت اتری حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود۔ ف۳ یہ حدیث شریف کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔ عدی بن حاتم آیت کا مطلب یہ سمجھے کہ خیط ابیض اور خیط اسود سے حقیقتاً کالے اور سفید ڈورے مراد ہیں۔ حالانکہ آیت شریف میں کالی اور سفید دھاری سے رات کی تاریکی اور صبح کی روشنی مراد ہے۔

۳۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ؟ أَهُمَا الْخَيْطَانِ؟ قَالَ: إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا، إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر نے انہوں نے مطرف سے۔ انہوں نے شعبی سے انہوں نے عدی بن حاتم سے۔ انہوں نے کہا میں نے آنحضرتؐ سے پوچھا۔ آیت میں خیط ابیض اور خیط اسود سے کیا کالے دھاگے مراد ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو بھی (عجب) بیوقوف آدمی ہے ف۱ اگر (رات کو) یہ دیکھا کرتا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ دھاگے مراد نہیں ہیں۔ بلکہ رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے۔

ف۱ لفظی ترجمہ یوں ہے۔ تیرا سر پیچھے کی طرف بہت چوڑا ہے۔ یعنی گدی بہت چوڑی ہے اکثر ایسا آدمی بے وقوف ہوتا ہے۔

۳۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ: حَدَّثَنَا

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے۔ کہا مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے

أَبُوحَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أُنْزِلَتْ۔ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ۔ وَلَمْ يَنْزِلْ۔ مِنَ الْفَجْرِ۔ وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا۔ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ مِنَ الْفَجْرِ۔ فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ۔

انہوں نے سہل بن سعدؓ سے۔ انہوں نے کہا پہلے اتنی ہی آیت اتری تھی۔ وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود۔ اور من الفجر کا لفظ نہیں اترا تھا۔ تو کئی لوگ جب روزہ رکھنا چاہتے اپنے پاؤں میں ایک سفید ایک کالا دھاگا باندھ لیتے۔ اور رات کو برابر کھاتے پیتے رہتے جب تک اُن دھاگوں میں تمیز نہ ہوتی۔ اس کے بعد اللہ تعالٰے نے یہ لفظ نازل فرمایا۔ من الفجر۔ تب اُن کو معلوم ہوا۔ کہ کالے دھاگے سے مراد رات اور سفید دھاگے سے دن مراد ہے۔

بَابٌ۔ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا

باب۔ اللہ تعالٰی کے اس قول ولیس البر بأن تأتوا البیوت من ظھورھا۔ کی تفسیر

۳۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى: عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانُوا إِذَا أَحْرَمُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ۔ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔

ہم سے عبیداللہ بن موسٰی نے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے ابواسحاق سے۔ انہوں نے براء بن عازبؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ جاہلیت کے زمانہ میں جب لوگ احرام باندھتے تو گھروں میں پشت کی طرف سے (چھت پر چڑھ کر) آتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالٰے نے یہ آیت اُتاری۔ ولیس البر بأن تأتوا البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقی واتوا البیوت الخ

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ۔

باب۔ اللہ تعالٰے کے اس قول وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین کی تفسیر

۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ: عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالوھاب نے۔ کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے جب عبداللہ بن

عَنْهُمَا: أَتَاهُ رَجُلَانِ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا: إِنَّ النَّاسَ قَدْ ضُيِّعُوا وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ؟ فَقَالَ: يَمْنَعُنِي أَنَّ اللهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِي، قَالَا: أَلَمْ يَقُلِ اللهُ- وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ- فَقَالَ: قَاتَلْنَا حَتَّى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّينُ لِلَّهِ، وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِغَيْرِ اللهِ، وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي فُلَانٌ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ بَكْرِ ابْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ: أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تَحُجَّ عَامًا وَتَعْتَمِرَ عَامًا وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللهُ فِيهِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: إِيمَانٍ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، وَالصَّلَاةِ الْخَمْسِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَأَدَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللهُ فِي كِتَابِهِ- وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللهِ- وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ

زبیرؓ کا فتنہ ہوا (اُن پر حجاج ظالم نے حملہ کیا۔ مکّہ کا محاصرہ کیا۔ تو دو شخص (علاء بن عرار، حبان سلمی) اُن کے پاس آئے۔ کہنے لگے تم دیکھتے ہو۔ لوگ (آپس کی لڑائیوں سے) تباہ ہو گئے۔ (یا تم دیکھتے ہو انہوں نے کیا کر رکھا ہے) اور تم عمرؓ فاروق کے بیٹے اور آنحضرتؐ کے صحابی ہو ایسے وقت میں نکلتے کیوں نہیں (اس فساد کو رفع کرو)۔ انہوں نے کہا۔ میں اس وجہ سے نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ نے بھائی (مسلمان) کا خون کرنا حرام کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتا ہے۔ اُن سے لڑو۔ یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے انہوں نے کہا ہم لوگ تو یہاں تک لڑے۔ کہ فتنہ یعنی شرک اور کفر باقی نہ رہا۔ اور اللہ ہی کا سچا دین رہ گیا۔ اور تم لوگ اس لئے لڑتے ہو۔ کہ فتنہ اور فساد پیدا ہو۔ (اسلام ضعیف ہو۔ لوگ کافروں کو قوت ہو) اور خدا کے خلاف دوسروں کا حکم سُنا جاوے عثمان بن صالح نے عبداللہ بن وہب سے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ سے فلاں شخص (عبداللہ بن لہیعہؒ) اور حیوہ بن شریح نے بیان کیا۔ انہوں نے بکر بن عمرو معافری سے۔ اُن سے بکیر بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے کہا۔ ایک شخص (حکیم) عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا کہنے لگا۔ اے ابو عبدالرحمٰن تم کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک سال حج کرتے ہو۔ ایک سال عمرہ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا تم نے بالکل چھوڑ دیا۔ اور تم جانتے ہو اللہ نے جہاد کی (کیسی فضیلت بیان کر کے) اسکی رغبت دلائی ہے انہوں نے کہا میرے بھتیجے! اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ اور رسول پر ایمان لانا۔ پانچوں نمازیں ادا کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا۔ وہ پھر کہنے لگا۔ ابو عبدالرحمٰن تم نے (سورۂ حجرات کی) یہ آیت نہیں سُنی کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں میل جول کرا

فِتْنَةٌ۔ قَالَ: فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الإِسْلَامُ قَلِيلًا، فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا قَتَلُوهُ وَإِمَّا يُعَذِّبُوهُ حَتَّى كَثُرَ الإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ، قَالَ: فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ؟ قَالَ: أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللَّهُ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا أَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُ، وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ: هَذَا بَيْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ۔

دو۔ اگر ایک گروہ نہ مانے۔ دوسرے پر زیادتی کرے۔ تو زیادتی کرنیوالے گروہ سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ اللہ کا حکم مان لے۔ اور سورۂ بقرہ کی یہ آیت کہ اُن سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ ہم لوگ آنحضرتؐ کے زمانہ میں یہ کام کر چکے۔ اسوقت مسلمان بہت تھوڑے تھے (کافروں کا ہجوم تھا) تو کافر لوگ مسلمانوں کا دین خراب کرتے تھے۔ کہیں مسلمانوں کو مار ڈالتے تھے۔ کہیں تکلیف دیتے تھے۔ یہاں تک کہ مسلمان بہت ہو گئے۔ فتنہ جاتا رہا ؎۴ پھر اس شخص نے پوچھا۔ اچھا یہ تو کہو۔ علی اور عثمانؓ کے باب میں تمہارا کیا اعتقاد ہے ؎۵ انہوں نے کہا۔ عثمانؓ کا قصور ؎۶ اللہ نے معاف کر دیا ؎۷ لیکن تم اس معافی کو اچھا نہیں سمجھتے ؎۸ اب رہے علیؓ وہ تو آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی اور آپؐ کے داماد تھے۔ اور ہاتھ کے اشارے سے بتلایا۔ یہ دیکھو اُن کا گھر آنحضرتؐ کے گھر سے ملا ہوا ہے۔

ف۱ یہ ۷۳ ہجری کا واقعہ ہے اسی سال کے آخر میں ابن زبیرؓ شہید ہوئے اور ۷۴ھ میں ابن عمرؓ نے بھی وفات پائی۔ ف۲ عبداللہ بن لہیعہ راوی باجماع محدثین ضعیف ہے۔ امام بخاریؒ نے اسکی روایت تنہا بیان نہیں کی۔ بلکہ حیوہ بن شریح کو ملا کر۔ ف۳ جہاد کرنا کچھ رکن نہیں۔ جسکے بغیر اسلام پورا نہ ہو سکے۔ ف۴ فتنہ سے یہی مُراد ہے۔ ہم لوگ لڑے۔ ف۵ تم اُن کو اچھا سمجھتے ہو یا بُرا۔ ف۶ جنگ اُحد میں بھاگ نکلنا۔ ف۷ فرمایا ولقد عفا اللہ عنہم۔ ف۸ اُن پر عیب لگاتے ہو۔ الزام لگاتے ہو۔ خارجی مردود عثمانؓ پر بہت سے طعن کرتے۔ ایک طعن یہ بھی تھا کہ وہ جنگ احد سے بھاگ نکلے تھے حضرت علیؓ کو بھی اسوجہ سے برا کہتے کہ وہ مسلمانوں سے لڑے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے اُن کا رد کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔

التَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ۔

۴۱۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وأنفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بأیدیکم الی التهلكة۔ و أحسنوا۔ ان اللہ یحب المحسنین۔ کی تفسیر۔ تہلکہ اور ہلاک دونوں کے ایک معنیٰ ہے۔ (یعنی تباہی) ہم سے اسحٰق نے بیان کیا۔ کہا ہم کو نضر بن شمائل نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے سلیمان سے۔ کہا میں نے

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ۔ وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ۔ قَالَ: نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ۔

ابووائل سے سُنا۔ انہوں نے حذیفہ بن یمان سے انہوں نے کہا۔ وأنفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اللہ کی راہ میں خرچ کرنیکے باب میں اُتری ف

ف: مطلب یہ ہے کہ بخیلی کر کے اپنے تئیں ہلاکت میں مت ڈالو۔ یہی تفسیر صحیح ہے۔ مسلم، نسائی اور ابوداؤد نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک مسلمان رُوم کے کافروں کی صف میں گھس گیا۔ لوگوں نے کہا۔ اس نے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا۔ ابوایوب نے کہا۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کا مطلب یہ نہیں ہے۔ یہ آیت ہم انصاریوں کے باب میں اُتری جب مسلمان بہت ہو گئے۔ تو ہم نے کہا۔ اب ہم گھروں میں رہ کر اپنے مال و اسباب درست کریں گے۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت اُتاری۔ تو تہلکہ سے مراد گھروں میں رہنا اور جہاد چھوڑ دینا ہے۔ ابن جریر اور ابن منذر نے باسناد صحیح نکالا کہ ایک شخص لڑائی میں کافروں پر جا پڑا۔ اور مارا گیا لوگ کہنے لگے۔ اس نے اپنی جان تہلکہ میں ڈالی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اُس نے تو دنیا دے کر آخرت مول لے لی۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول فمن کان منکم مریضا أو بہ اذی من رأسہ۔ کی تفسیر۔

۴۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ: قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ، يَعْنِي مَسْجِدَ الْكُوفَةِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ فِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ۔ فَقَالَ: حُمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ: مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هٰذَا، أَمَا تَجِدُ شَاةً، قُلْتُ: لَا، قَالَ: صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ، وَاحْلِقْ رَأْسَكَ، فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن اصبہانی سے۔ انہوں نے کہا۔ مَیں نے عبداللہ بن معقل سے سُنا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں اس مسجد میں یعنی کوفہ کی مسجد میں کعب بن عجرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مَیں نے اُن سے یہ آیت پوچھی ففدیۃ من صیام۔ انہوں نے کہا۔ لوگ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے ف اس وقت میرے سر میں اتنی جوئیں ہو گئی تھیں (منہ پر جوئیں گر رہی تھیں) آپ نے فرمایا۔ میں یہ نہیں سمجھا تھا کہ تجھ کو ایسی سخت تکلیف ہے۔ اچھا تجھ کو ایک بکری کا مقدور ہے۔ مَیں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ تو تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ ہر مسکین کو آدھا صاع میوے یا اناج کا دیدے۔ اور اپنا سر منڈا ڈال۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ خاص میرے باب میں اُتری۔ مگر اس کا حکم تم سب لوگوں کے لئے عام ہے ف

ف یعنی احرام کی حالت میں۔ فٹ یہ حدیث کتاب الحج میں مع شرح گذر چکی ہے

بَابُ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ۔

باب ۱۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج۔ کی تفسیر

۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: نَزَلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ، قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے عمران بن ابی بکرؓ سے۔ کہا ہم سے ابورجاء نے بیان کیا انہوں نے عمران بن حصین رضؓ سے انہوں نے کہا۔ تمتع کی آیت اللہ تعالےٰ کی کتاب میں اُتری۔ اور ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا۔ (عمرہ کرکے احرام کھول ڈالا پھر حج کیا۔ اور اس کے بعد کوئی آیت قرآن کی ایسی نہیں اتری جس سے تمتع منع ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے بھی منع نہیں کیا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی اب ایک شخص (حضرت عمرؓ) اپنی رائے سے جو چاہا وہ کہنے لگا۔ ف

ف تمتع سے منع کرنے لگے۔ لیکن اُنکی رائے برخلاف قرآن اور حدیث کے قابل قبول نہیں ہے۔ عمران بن حصین رضؓ کے اس کلام سے مقلدین کو نصیحت لینا چاہیئے جب حضرت عمرؓ کی رائے جو خلفاء راشدین میں سے تھے جنکے اتباع کا حکم ہے۔ برخلاف قرآن اور حدیث کے لائق تسلیم نہ ٹھہری۔ تو دوسرے مجتہدین کس شمار میں ہیں۔ انکی رائے جو حدیث کے برخلاف ہو۔ دیوار پر پھینک مارنے کے قابل ہے۔ جیسے خود انہوں نے وصیت کی ہے اب یہ امر کہ حضرت عمرؓ تمتع سے کیوں منع کرتے تھے۔ اسکا بیان کتاب الحج میں گزر چکا ہے۔

بَابٌ۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم۔ کی تفسیر

۴۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا

مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی۔ انہوں نے عمرو سے انہوں نے ابن عباس رضؓ سے۔ انہوں نے کہا عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کے زمانہ کی بازاریں تھیں۔ پھر مسلمانوں نے حج کے موسم میں سوداگری کرنا بُرا سمجھا

فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ - لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ۔

اُس وقت یہ آیت اتری لیس علیکم جناح أن تبتغوا فضلا من ربکم یعنی حج کے موسم میں اپنے مالک کا فضل ڈھونڈنے (تجارت کرنے) میں کوئی گناہ نہیں۔

بَابٌ - ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ثم افیضوا من حیث افاض الناس کی تفسیر۔

۴۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ، وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا، كَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى - ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن حازم نے۔ کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ قریش کے لوگ اور جو اُن کے طریق پر چلتے تھے (عرفات کے بدل) مزدلفہ میں وقوف کرتے (ٹھہرا کرتے) اُن لوگوں کو حمس کہتے ف باقی عرب لوگ عرفات کا وقوف کرتے۔ جب اسلام کا زمانہ آیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا۔ کہ عرفات جائیں۔ اور وہاں ٹھہریں۔ پھر وہاں سے لوٹ کر (مزدلفہ میں) آئیں۔ ثم افیضوا من حیث افاض الناس سے یہی مراد ہے

ف دین کے پکے اور سخت ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ہم حرم کے خادم ہیں حرم کی حد سے باہر نہیں جاتے عرفات حل میں ہے، یعنی حرم کی حد سے باہر ہے۔

۴۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: يَطُوفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتَّى يُهِلَّ بِالْحَجِّ، فَإِذَا رَكِبَ إِلَى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذَلِكَ أَيَّ ذَلِكَ شَاءَ غَيْرَ إِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ

ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے۔ کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے۔ کہا مجھ کو کریب نے خبر دی۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ جو کوئی تمتع کرے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے) وہ جب تک حج کا احرام نہ باندھے۔ بیت اللہ کا (نفل) طواف کرتا رہے۔ جب حج کا احرام باندھے۔ اور عرفات جانے کو سوار ہو۔ تو حج کے بعد) جو قربانی ہو سکے وہ کرے۔ اونٹ، گائے یا بکری۔ ان تینوں میں سے جو ہو سکے۔ اگر قربانی میسر نہ ہو۔ تو تین روزے حج کے دنوں

أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَذَلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ كَانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتَّى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ يَكُونَ الظَّلَامُ ثُمَّ لِيَدْفَعُوا مِنْ عَرَفَاتٍ فَإِذَا أَفَاضُوا مِنْهَا حَتَّى يَبْلُغُوا جَمْعًا الَّذِي يُتَبَرَّرُ فِيهِ، ثُمَّ لِيَذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا أَوْ أَكْثِرُوا التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا ثُمَّ أَفِيضُوا فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يُفِيضُونَ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى۔ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ، وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ حَتَّى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ

میں رکھے۔ عرفہ کے دن سے پہلے اگر اخیر روزہ عرفہ کے دن آجائے تب بھی کوئی قباحت نہیں۔ پھر مکہ سے چل کر عرفات کو جائے۔ وہاں عصر کی نماز سے رات کی تاریکی ہونے تک ٹھہرے۔ پھر عرفات سے اسوقت لوٹے جب دوسرے لوگ لوٹیں۔ اور سب لوگوں کے ساتھ رات مزدلفہ میں گزارے۔ اور اللہ تعالٰے کی یاد اور تکبیر وتہلیل بہت کرتا رہے۔ صبح ہونے تک۔ صبح کو لوگوں کے ساتھ مزدلفہ سے (منیٰ) کو لوٹے۔ جیسے اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے۔ ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا اللہ ط ان اللہ غفور رحیم یعنی کنکریاں مارنے تک اسی طرح اللہ تعالٰے کی یاد اور تکبیر وتہلیل کرتے رہو۔

بَابٌ۔ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً۔

٤٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

باب اللہ تعالٰی کے اس قول ومنھم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ کی تفسیر

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالوارث نے انہوں نے عبدالعزیز سے انہوں نے انس بن مالک سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا فرمایا کرتے تھے۔ اللھم ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

بَابٌ۔ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ۔ وَقَالَ عَطَاءٌ: النَّسْلُ: الْحَيَوَانُ۔

٤٨۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي

باب۔ وھو الد الخصام کی تفسیر۔ اس سورت میں جو (ویھلک الحرث والنسل) ہے عطاء نے کہا۔ نسل سے مراد جانور ہے۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا مجھ سے ابن جریج نے۔ انہوں نے

مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهُ: أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الأَلَدُّ الخَصِمُ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابن ابی ملیکہ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے مرفوعاً روایت کی سب لوگوں میں اللہ کو وہ شخص زیادہ ناپسند ہے جو الدُّ الخصام (بڑا منہ زور اور جھگڑالو) ہو۔ دوسری سند ف اور عبداللہ بن ولید نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن جریج نے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا وہی حدیث جو اوپر گذری

ف اس کو طبری نے ابن جریر کے طریق سے وصل کیا ف۲ امام بخاری نے یہ سند اس لئے بیان کی کہ اس میں رفع کی صراحت ہے یہ سفیان ثوری کی جامع میں موصول ہے۔

بَابٌ: أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ - الآيَةَ.

باب ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم کی تفسیر

۴۹۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا. خَفِيفَةً ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ، وَتَلَا. حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ. فَلَقِيتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَعَاذَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا وَعَدَ اللَّهُ رَسُولَهُ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا عَلِمَ أَنَّهُ كَائِنٌ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلِ البَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتَّى خَافُوا أَنْ يَكُونَ مَنْ مَعَهُمْ يُكَذِّبُونَهُمْ فَكَانَتْ تَقْرَؤُهَا: وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا مُثَقَّلَةً.

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی۔ انہوں نے ابن جریج سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے ابن عباسؓ نے (سورۂ یوسف میں) یوں پڑھا۔ حتیٰ اذا استیئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا تخفیف کے ساتھ اور اس کا مطلب وہی سمجھے جو اس آیت کا ہے (یہ آیت سورۂ بقرہ کی پڑھی) حتیٰ یقول الرسول والذین آمنوا معہ متیٰ نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب ف ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں۔ پھر میں عروہ بن زبیرؓ سے ملا۔ میں نے اُن سے ابن عباسؓ کی تفسیر بیان کی۔ انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ تو کہتی تھیں۔ اللہ کی پناہ ف۲ پیغمبر تو جو وعدہ اللہ نے اُن سے کیا ہے اس کو سمجھتے ہیں۔ کہ وہ مرنے سے پہلے پورا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ پیغمبروں کی آزمائش برابر ہوتی رہی ہے۔ مدد آنے میں اتنی دیر ہوئی کہ پیغمبر ڈر گئے ایسا نہ ہو کہ انکی اُمت کے لوگ انکو جھوٹا سمجھ لیں۔ تو عائشہؓ اس آیت کو (سورۂ یوسف کی) یوں پڑھتی تھی قد کذّبوا تشدید سے ف۳

ف جیسے اس آیت میں ہے کہ پیغمبر اور مسلمان اللہ کی مدد دُور اور مستبعد سمجھ کر یہ کہنے لگے متیٰ نصر اللہ ایسے ہی سورۂ یوسف کی آیت کا مطلب ہے۔ کہ جب پیغمبر اللہ کی مدد سے ناامید ہو گئے اور سمجھے کہ اللہ نے جو وعدہ مدد کا فرمایا تھا۔ وہ سچ نہ تھا۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ پیغمبروں کو یہ ڈر ہوا۔ کہ انکی امت کے لوگ انکو جھوٹا سمجھیں گے مشہور قرأت تو تخفیف کیساتھ ہے۔ اس صورت میں بعضوں نے یوں معنی کیا ہے۔ کہ انکی قوم کے لوگ یہ سمجھے کہ پیغمبروں سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ غلط تھا۔ بعضوں نے کہا پیغمبروں کو بھی ایسا وسوسہ آنے سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ عہ کہیں پیغمبر بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ جھوٹا سمجھ سکتے ہیں۔

بَابُ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ.

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انیٰ شئتم۔ کی تفسیر

٥٠۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ، فَأَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَكَانٍ قَالَ: تَدْرِي فِيمَ أُنْزِلَتْ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: أُنْزِلَتْ فِي كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضَى، وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ۔ قَالَ: يَأْتِيهَا فِي، رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی۔ کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے کہا۔ ابن عمرؓ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ تو تلاوت سے فارغ ہوئے تک بات نہ کرتے ایک دن میں انکے پاس گیا وہ قرآن شریف میں سے سورۂ بقرہ (یاد سے) پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔ نساؤکم حرث لکم) تو مجھ سے کہنے لگے۔ تو جانتا ہے یہ آیت کس باب میں اتری۔ مَیں نے کہا نہیں۔ ابن عمرؓ نے کہا۔ فلاں فلاں باب میں۔ پھر تلاوت کرنے لگے اور عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے ایوب نے۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا۔ اس آیت سے یہ مراد ہے۔ کہ مرد عورت سے (دُبر میں) جماع کرے ف اس حدیث کو محمد بن یحییٰ بن سعید قطان نے بھی اپنے والد سے۔ انہوں نے عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا۔

ف اس روایت میں یہ صراحت نہیں ہے۔ کہ کس باب میں اُتری۔ اسحاق بن راہویہ کی روایت میں اسکی صراحت ہے کہ عورتوں سے دُبر میں جماع کرنے کے باب میں اُتری۔ ابن عمرؓ سے اسکی اباحت منقول ہے۔ اور امام مالکؒ اور شافعیؒ بھی پہلے اسکے قائل تھے۔ حاکم نے کہا۔ جدید قول شافعیؒ کا یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔ حافظ نے کہا بہت سی حدیثیں اس کے منع میں وارد ہیں۔ اور قرآن کے عموم کی اُن سے تخصیص ہو سکتی ہے۔ حاکم نے مناقب شافعیؒ میں نقل کیا ہے کہ

امام شافعی اور امام محمد میں وطی فی الدبر کے باب میں بحث ہوئی۔ امام محمد نے کہا۔ حرث تو فرج ہی ہے۔ دبُر حرث یعنی کھیتی نہیں ہے۔ شافعی رحہ نے کہا۔ پھر اگر کوئی ران میں یا پنڈلیوں میں جماع کرے تو اسکو حرام کہنا چاہیئے۔ امام محمد رحہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ ف۲ ۔ یہ لفظ (دبُر میں) امام بخاری رحہ نے چھوڑ دیا۔ اس کو ابن جریر نے موصول کیا ہے اسمیں صاف مذکور ہے۔ یاتیہا فی الدبر۔ ف۳ اسکو طبرانی نے وصل کیا۔ اس میں صاف یوں ہے۔ کہ یہ آیت وطی فی الدُبُر کی اجازت میں اُتری۔

---

۵۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ: إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَنَزَلَتْ. نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سُفیان ثوری رحہ نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے کہا میں نے جابر سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ یہودیوں کا یہ خیال تھا۔ کہ جب مرد عورت کے پیچھے کی طرف سے اس کے فرج میں جماع کرے۔ تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالے نے یہ آیت اُتاری۔ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انّی شئتم ۔ ف۱

ف۱ یعنی کیف شئتم یعنی جس طرح چاہو۔ لٹاکر، بٹھاکر، کھڑا کرکے مگر ہر حالت میں دُخول فرج میں ہونا چاہیئے نہ دُبر میں۔ اکثر علماء نے اس آیت کے یہی معنی رکھے ہیں۔ بعضوں نے کہا۔ انّیٰ أَیْنَ کے معنوں میں ہے۔ یعنی جہاں چاہو۔ قُبُل یا دُبُر میں۔ اور وطی فی الدُبر کو انہوں نے جائز رکھا ہے۔ لیکن یہ قول مجروح ہے۔ مازری نے کہا۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ جو وطی فی الدُبُر کو درست کہتا ہے۔ وہ انّیٰ کو أین کے معنوں میں لیتا ہے۔ جو حرام کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ آیت یہود کے رد میں اُتری تو اس کا مطلب یہی ہوگا۔ کہ آگے سے جماع کرو۔ یا پیچھے سے مگر ہر حال میں جماع فرج میں ہونا چاہیئے۔ حافظ نے کہا عموم لفظ کا اعتبار ہوا کرتا ہے۔ نہ خصوص سبب کا۔ تو آیت سے وطی فی الدُبُر کا جواز نکلے گا۔ مگر بہت سی حدیثیں اسکی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں۔ اُن سے آیت کا عموم خاص ہو سکتا ہے اور ایک جماعت اہلحدیث جیسے بخاری، ذہلی، بزار، نسائی، اور ابو علی نیشاپوری اسطرف گئی ہے کہ وطی فی الدبر کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے میں کہتا ہوں اس حدیث کے کئی طریق ہیں۔ اور سب طریق ملاکر وہ حجت لینے کے لائق ہو جاتی ہے جیسے خزیمہ بن ثابت کی حدیث اس کو امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا۔ ابن حبان نے اس کو صحیح کہا۔ اسی طرح ابو ہریرہ رض کی حدیث اسکو ترمذی اور امام احمد نے نکالا۔ ابن حبان نے اسکو بھی صحیح کہا۔ اور ترمذی نے ابن عباس رض سے مرفوعاً نکالا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔ جو مرد یا عورت سے دُبُر میں جماع کرے۔ اس کو ابن حبان نے صحیح کہا۔ ان حدیثوں سے آیت کی تخصیص کر لینا بہتر ہے مطلب یہ ہے کہ آیت سے وطی فی الدبر کا جواز نکلتا ہے مگر احادیث سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔

بابٌ - وَ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ - الآيه

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول واذا طلقتم النسآء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن کی تفسیر۔

۵۲ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ: حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَأَبَى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ - فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ -

ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوعامر عقدی نے۔ کہا ہم سے عباد بن راشد نے۔ کہا ہم سے حسن نے۔ کہا مجھ سے معقل بن یسار نے۔ انہوں نے کہا۔ میری ایک بہن تھی۔ اس کو (اس کے اگلے خاوند نے) نکاح کا پیغام دیا۔ دوسری سند اور ابراہیم بن طہمان نے یونس سے روایت کی۔ انہوں نے امام حسن بصریؒ سے۔ کہا مجھ سے معقل بن یسار نے بیان کیا۔ تیسری سند اور امام بخاری نے کہا۔ ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے یونس نے۔ انہوں نے امام حسن بصریؒ سے۔ کہ معقل بن یسار کی بہن کو اُن کے خاوند نے طلاق دیا۔ اور عدت گزرنے تک اسکو چھوڑ دیا۔ (رجعت نہیں کی) جب عدت گزر گئی (اور طلاق بائن ہو گئی) تو پھر اُس نے نکاح کا پیغام دیا۔ لیکن معقل نے منظور نہ کیا۔ (گو عورت چاہتی تھی) اس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت اُتاری فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن ف۱

ف۱ یعنی عورتیں اگر اپنے اگلے خاوندوں سے نکاح کر لینا چاہیں۔ تو اُن کو مت روکو۔ تو آیت میں مخاطب عورت کے اولیاء ہیں۔ ابراہیم بن طہمان کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب النکاح میں وصل کیا۔ وہیں معقل کی بہن اور اس کے خاوند کا نام بھی مذکور ہو گا۔

بابٌ - وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا -

يَعْفُونَ: يَهَبْنَ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا۔ کی تفسیر۔

یعفون کا معنی معاف کر دیں۔ (ہبہ کر دیں۔ بخش دیں)

۵۳ - حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ:

ہم سے اُمیہ بن بسطام نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے یزید بن

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ۔ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا۔ قَالَ: قَدْ نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الْأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَعُهَا؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ۔

زریع سے۔ انہوں نے حبیب بن شہید سے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے۔ کہ عبداللہ بن زبیرؓ کہتے تھے میں نے حضرت عثمانؓ سے کہا۔ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا۔ یہ آیت تو دوسری آیت ؏ سے منسوخ ہے ف پھر تم نے اسکو مصحف میں کیوں لکھا۔ یا چھوڑ کیوں دیا۔ عثمان رضہ نے کہا۔ بھتیجے! بات یہ ہے میں تو قرآن کی کوئی آیت اپنے ٹھکانے سے بدلنیوالا نہیں گو وہ منسوخ ہوگئی ہو۔

ف پہلے شروع اسلام میں یہ حکم ہوا کہ لوگ مرتے وقت اپنی بیبیوں کیلئے ایک سال گھر میں رکھنے اور اُن کو نان ونفقہ دینے کی وصیت کرجائیں۔ پھر اس کے بعد دوسری آیت چار مہینے دس دن عدت کی اتری اور پہلا حکم منسوخ ہوگیا۔ ؏ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا

٥٤۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شِبْلٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ۔ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا۔ قَالَ: كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ زَوْجِهَا وَاجِبٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ۔ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ۔ قَالَ: جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ بِسَبْعَةِ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً، إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ، وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى۔ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا، زَعَمَ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے روح بن عبادہ نے۔ کہا ہم سے شبل بن عباد نے۔ انہوں نے ابن ابی نجیح سے۔ انہوں نے مجاہد سے۔ انہوں نے کہا۔ یہ آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا اسوقت اتری۔ جب (جاہلیت کے زمانے کیطرح) یہ عدت خواہ مخواہ خاوند کے گھر میں گزارنا ضرور تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ اُتارا۔ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج۔ فان خرجن فلاجناح علیکم فیما فعلن الخ اگر یہ عورتیں (چار ماہ دس دن کے بعد) اپنے خاوند کے گھر سے نکل جائیں۔ تو خاوند کے وارثو! تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اگر وہ دستور کے موافق اپنے لئے کوئی کام کریں ف مجاہد نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک سال پورا کرنے کے لئے سات ماہ بیس دن زیادہ خاوند کے گھر ٹھہرے رہنا۔ وصیت پر موقوف رکھا ہے۔ مگر عورت کو اختیار ہے۔ چاہے خاوند کی وصیت

ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ، وَقَالَ عَطَاءٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى - غَيْرَ إِخْرَاجٍ - قَالَ عَطَاءٌ: إِنْ شَاءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ - قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنَى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سُكْنَى لَهَا - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٰذَا، وَعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَسَخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - غَيْرَ إِخْرَاجٍ - نَحْوَهُ.

کے موافق خاوند کے گھر میں (ایک سال پورا ہونے تک) رہے۔ چاہے (چار مہینے دس دن کے بعد) نکل جائے اللہ تعالیٰ کے اس قول غیر اخراج فان خرجن سے یہی مراد ہے۔ تو اصل عدت یعنی چار مہینے دس دن ہر حال میں عورت پر واجب ہے۔ شبل نے کہا۔ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے ایسا ہی نقل کیا ہے ف۲ اور عطا ابن ابی رباح نے کہا ف۳ ابن عباسؓ نے کہا۔ اس آیت نے اس رسم کو منسوخ کر دیا کہ عورت اپنے خاوند کے گھر والوں کے پاس عدت کرے۔ اس آیت کی رُو سے عورت کو اختیار ملا کہ جہاں چاہے۔ وہاں عدت کرے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول غیر اخراج کا مطلب یہی ہے عطا نے کہا عورت اگر چاہے تو اپنے خاوند کے گھر والوں میں عدت کرے۔ اور خاوند کی وصیت کے موافق اسی کے گھر میں رہے۔ اور اگر چاہے تو وہاں سے نکل جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر وہ نکل جائیں تو دستور کے موافق اپنے حق میں جو بات کریں اسمیں کوئی گناہ تم پر نہ ہوگا۔ عطا نے کہا۔ اسکے بعد میراث کی آیت اتری جو (سورۂ نساء میں ہے) اب گھر میں رکھنے کا حکم منسوخ ہوگیا۔ عورت کو اختیار ملا۔ جہاں چاہے عدت پوری کرے مکان کا خرچہ اسکو نہیں ملنے کا۔ اور محمد بن یوسف فریابی سے روایت ہے ف۴ کہا ہم سے ورقاء بن عمر خوارزمی نے۔ انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے پھر وہی قول بیان کیا جو اُوپر گزرا۔ اور ورقاء نے ابن ابی نجیح سے۔ انہوں نے عطاء ابن ابی رباح سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے یہ روایت کی۔ کہ اس آیت نے عورت کا مرد کے گھر میں عدت کرنیکا حکم منسوخ کر دیا۔ اب اسکو اختیار ملا۔ جہاں چاہے وہاں عدت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ غیر اخراج۔

ف۱ زینت کر کے دوسرے خاوند کی تلاش کریں۔ ف۲ تو مطلب مجاہد کا یہ ہے کہ یہ آیت والذین یتوفون منکم الخ منسوخ نہیں ہے

اس سے غرض یہ نہیں ہے کہ عورت ایک سال عدت کرے۔ بلکہ عدت تو وہی چار ماہ دس دن کی ہے۔ جو دوسری آیت میں مذکور ہے۔ اس آیت میں جاہلیت کے اس رسم ورواج کو کہ خواہ مخواہ عورت ایک سال تک خاوند کے گھر میں پڑی رہے۔ اڑا دیا گیا ہے اور یہ امر عورت کی مرضی پر رکھا گیا ہے۔ ف۲ یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ موصول ہے اُسی ابن ابی نجیح کی روایت سے اس نے عطاء سے۔ ف۳ یہ امام بخاری رح کے شیخ ہیں۔ مگر یہ روایت امام بخاری رح نے اُن سے معلقاً بیان کی ہے۔ ابونعیم نے مستخرج میں اسکو وصل کیا۔

۵۵۔ حَدَّثَنِي حِبَّانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى مَجْلِسٍ فِيهِ عُظْمٌ مِنَ الأَنْصَارِ وَفِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، فَذَكَرْتُ حَدِيثَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ فِي شَأْنِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: وَلَكِنْ عَمُّهُ كَانَ لَا يَقُولُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: إِنِّي لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى رَجُلٍ فِي جَانِبِ الكُوفَةِ، وَرَفَعَ صَوْتَهُ قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ، أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ، قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي المُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ؟ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ؟ أُنْزِلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ القُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى، وَقَالَ أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ: لَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ۔

ہم سے حبان بن موسیٰ مروزی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک رح نے کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے خبر دی۔ انہوں نے محمد بن سیرین سے۔ انہوں نے کہا میں ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ جس میں انصاری بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بھی تھے۔ میں نے عبداللہ بن عتبہ کی حدیث جو سبیعہ بنت حارث کے باب میں ہے۔ نقل کی ف۱ اس پر عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہنے لگے کہ عبداللہ بن عتبہ کے چچا (عبداللہ بن مسعودؓ) تو اس کے قائل نہ تھے ف۲ میں نے خوب بلند آواز سے کہا۔ پھر تو میں جھوٹ بولنے میں بڑا دلیر ٹھہرا۔ اگر میں نے کوفہ میں جو شخص رہتا ہے (یعنی عبداللہ بن عتبہ) اس پر جھوٹ باندھا ہو۔ اور یہ کہہ کر میں باہر نکلا۔ مجھ کو (رستے میں) مالک بن عامر یا مالک بن عوف ملے۔ (راوی کو شک ہے یہ عبداللہ بن مسعودؓ کے رفیقوں میں تھے) میں نے اُن سے پوچھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ اس حاملہ کی عدت کیا کہتے تھے جس کا خاوند مر جائے۔ کہا۔ ابن مسعودؓ تو یہ کہتے تھے کہ لوگو! تم حاملہ پر سختی کرتے ہو اُس پر آسانی نہیں کرتے (اسکو بھی عدت کا حکم دیتے ہو) حالانکہ چھوٹی سورۂ نساء (سورۂ طلاق) لمبی سورۂ نساء کے بعد اُتری ف۳ اور ایوب سختیانی نے محمد بن سیرین سے یوں نقل کیا ہے کہ میں ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا۔ ف۴

ف۱۔ وہ حدیث یہ ہے کہ سبیعہ کا خاوند سعد بن خولہ مکہ میں مر گیا۔ اس وقت سبیعہ حاملہ تھی۔ خاوند کے مرنے سے چند ہی روز بعد وہ جنی اور ابوالسنابل نے اس سے نکاح کرنا چاہا۔ اُس نے آنحضرتؐ سے پوچھا۔ آپؐ نے نکاح کی اجازت دی ف۲ حاملہ

کی عدت وضع حمل سے گزر جاتی ہے۔ بلکہ انکا قول یہ تھا کہ حاملہ لمبی عدت پوری کرے۔ اگر چار ماہ دس دن کا عرصہ ہو تو چار مہینے دس دن تک۔ اور جو وضع حمل کا عرصہ ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے۔ ف۳۔ اور سورۂ طلاق میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا واُولاتُ الاحمال اجلھن اَن یضعن حملھن تو حاملہ عورتیں سورۂ نساء کی آیت سے خاص کر لی گئیں۔ اس سے یہ نکلا کہ عبداللہ بن مسعود رض کا مذہب بھی حاملہ عورت کی عدت میں یہ تھا کہ وضع حمل سے اسکی عدت پوری ہو جاتی ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا قول غلط ٹھہرا۔ ف۴۔ اس روایت میں شک نہیں۔ جیسے عبداللہ بن عونؓ کی روایت میں ہے کہ مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملا۔ اس روایت کو خود امام بخاری رہ نے سورۂ طلاق میں وصل کیا۔

بَابٌ۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى۔

۵۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ هِشَامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ، مَلَأَ اللهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ أَوْ أَجْوَافَهُمْ نَارًا، شَكَّ يَحْيَى۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ کی تفسیر۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یزید بن ہارون نے۔ کہا ہم کو ہشام بن حسان نے انہوں نے محمد بن سیرین سے۔ انہوں نے عبیدہ بن عمرو سے۔ انہوں نے حضرت علی رض سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسری سند۔ مجھ سے عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ کہا ہم سے ہشام بن حسان نے۔ کہا ہم سے محمد بن سیرین نے۔ انہوں نے عبیدہ بن عمرو سلمانی سے انہوں نے علیؓ سے کہ آنحضرت ؐ نے جنگ خندق کے دن فرمایا۔ ان کافروں نے ہم کو بیچ والی نماز نہ پڑھنے دی۔ سورج ڈوب گیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی قبروں اور گھروں یا اُن کے پیٹوں کو انگاروں سے بھر دے ف۱ یحییٰ راوی کو شک ہے۔ ف۲

ف۱۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ بیچ والی سے نمازِ عصر مراد ہے۔ یہی قول راجح ہے۔ دمیاطی نے اس باب میں ایک خاص رسالہ لکھا ہے اسکا نام کشف الغطاء عن الصلوٰۃ الوسطیٰ،، ہے۔ اسمیں انیس قول لکھے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ بیچ والی نماز فجر کی نماز ہے۔ ایک یہ کہ مغرب کی نماز ہے۔ ایک یہ کہ ظہر کی نماز ہے۔ ایک یہ کہ عشاء کی نماز ہے۔ ایک یہ کہ ہر ایک نماز بیچ والی نماز ہے۔ ایک یہ کہ جمعہ کی نماز ہے۔ ایک یہ کہ وتر کی نماز ہے۔ ایک یہ کہ جماعت کی نماز ہے۔ ایک یہ کہ خوف کی نماز ہے۔ ایک یہ کہ عید الفطر یا عید الضحےٰ کی نماز ہے ف۲ کہ ملاء اللہ قبورہم وبیوتہم فرمایا یا ملاء اللہ قبورہم واجوافہم۔

بَابٌ۔ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ۔ أَيْ مُطِيعِينَ۔

۵۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ، يُكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِي حَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ۔ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول وقوموا للہ قانتین۔ کی تفسیر قانتین کے معنے تابعداری کرنے والے۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے حارث بن شبیل سے۔ انہوں نے ابوعمرو (سعد بن ایاس) شیبانی سے۔ انہوں نے زید بن ارقمؓ سے انہوں نے کہا۔ (پہلے) ہم نماز پڑھنے میں بات کیا کرتے تھے ہم میں سے کسی کو اپنے بھائی سے بات کرنے کی ضرورت ہوتی تو نماز ہی میں بات کر لیتا) یہاں تک کہ یہ آیت اتری حافظوا علی الصلوات الخ اسوقت ہمکو نماز میں خاموش رہنے کا حکم ہوا ف

ف تو قانتین کے معنی ساکتین۔ ابن مسعودؓ نے کہا مطیعین۔ ابن عباسؓ نے کہا مصلین۔ مجاہدؒ نے کہا قنوت یہ ہے کہ خشوع اور خضوع طول قیام نماز پر ہے۔ نگاہ نیچی رکھے۔ یعنی ادب کے ساتھ کھڑا ہو۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ۔ الْآيَةَ۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: كُرْسِيُّهُ: عِلْمُهُ، يُقَالُ بَسْطَةً: زِيَادَةً وَفَضْلًا، أَفْرِغْ أَنْزِلْ، وَلَا يَئُودُهُ: لَا يُثْقِلُهُ، آدَنِي أَثْقَلَنِي: وَالْآدُ وَالْأَيْدُ: الْقُوَّةُ، السِّنَةُ: النُّعَاسُ، لَمْ يَتَسَنَّهْ: لَمْ يَتَغَيَّرْ، فَبُهِتَ ذَهَبَتْ حُجَّتُهُ، خَاوِيَةٌ: لَا أَنِيسَ فِيهَا، عُرُوشُهَا: أَبْنِيَتُهَا، نُنْشِزُهَا نُخْرِجُهَا، إِعْصَارٌ: رِيحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ كَعَمُودٍ فِيهِ نَارٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَابِلٌ: مَطَرٌ شَدِيدٌ، الطَّلُّ: النَّدَى

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فان خفتم فرجالا او رکبانا فاذا أمنتم۔ کی تفسیر۔ اور سعید بن جبیرؒ نے کہا۔ وسع کرسیہ میں کرسی سے مراد پروردگار کا علم ہے ف بسطۃً سے مراد زیادتی اور فضیلت ہے ف افرغ اُتارا۔ ف ولا یؤدہ یعنی اس پر بار نہیں ہے ف اسی سے ہے آدنی یعنی مجھ کو بوجھل کر دیا ف اور آد اور اَید قوت کو کہتے ہیں۔ سنۃ کا معنی اونگھ ف لم یتسنہ کا معنی نہیں بگڑا ف فبھت یعنی دلیل میں ہار گیا۔ خاویہ یعنی خالی جہاں کوئی ہمدم اور رفیق نہ ہو۔ ف عروشھا۔ اس کی عمارتیں۔ ننشزھا۔ ہم نکالتے ہیں ف اعصار۔ تند ہوا۔ ف جو زمین سے اٹھ کر آسمان کی طرف ایک ستون کی طرح جاتی ہے۔ اس میں انگا ہوتی ہے۔ یعنی (آتشی بگولا) ابن عباس رضؓ نے کہا صلدا۔ یعنی چکنا صاف جس پر کچھ نہ رہے ف اور عکرمہؒ نے کہا وابل زور کا مینہ ف طل کا معنے شبنم (اوس) یہ مومن کے

وَهٰذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ، يَتَسَنَّهُ: يَتَغَيَّرُ۔

نیک عمل کی مثال ہے (کہ وہ ضائع نہیں جاتا) یتسنہ کا معنے بدل جائے۔ بگڑ جائے۔ ف۱۵

ف۱ اسکو سفیان ثوری نے اپنی تفسیر میں وصل کیا۔ ابن عباسؓ سے بھی عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے اور عقیلی نے آنحضرتؐ سے مرفوعاً بھی ایسا ہی نکالا۔ اور ابن ابی حاتم نے دوسری سند سے ابن عباسؓ سے یوں نکالا۔ کہ کرسی پروردگار کے قدموں کی جگہ ہے ابن منذر نے ابوموسیٰؓ سے بھی ایسا ہی نکالا۔ اور دونوں نے سدی سے نکالا۔ کہ کرسی عرش کے سامنے رکھی ہے ف۲ اللہ نے طالوت کا حق بادشاہی کیلئے مرجح ہونے پر دو باتیں بیان فرمائیں۔ قوتِ جسمانی اور علم کی زیادتی معلوم ہوا۔ بادشاہت کیلئے مسلمان اسکو منتخب کریں۔ جو جسمانی اور رُوحانی دونوں قوتوں میں سب سے افضل ہو۔ یعنی طاقت جسمانی بھی خوب رکھتا ہو۔ اسکے ساتھ اسکے قوائے عقلی بھی درست ہوں۔ علم اور کمال بھی فائق ہو۔ ف۳ یہ ابوعبیدہ کی تفسیر ہے ف۴ یہ ابن عباسؓ کی تفسیر ہے اسکو ابن ابی حاتم نے نکالا۔ ف۵ یہ ابوعبیدہ کا کلام ہے۔ ف۶ یہ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نکالا۔ ف۷ یہ بھی ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نکالا۔ ف۸ یہ ابن ابی حاتم نے قتادہؒ سے نکالا۔ ف۹ یہ ابن ابی حاتم نے ضحاک اور سدی سے نکالا۔ ف۱۰ یہ ابن ابی حاتم نے سدی سے نکالا۔ ف۱۱ یہ ابوعبیدہ کا کلام ہے ف۱۲ اسکو ابن جریر نے وصل کیا۔ ف۱۳ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۱۴ یہ ابن ابی حاتم نے عکرمہؒ سے نکالا۔ ابن عباسؓ سے اسکی تفسیر اوپر گزر چکی ہے

۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ: يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا، فَإِذَا صَلَّوُا الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَلَا يُسَلِّمُونَ، وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَيَقُومُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ، فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا۔ کہا ہم سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے نافع سے۔ کہ عبداللہ بن عمرؓ سے جب کوئی پوچھتا۔ کہ خوف کی نماز کیونکر پڑھیں۔ تو وُہ کہتے امام آگے بڑھے اور کچھ لوگ اُس کے ساتھ رہے۔ امام ایک رکعت اُن کو پڑھائے۔ اور باقی لوگ اُن میں اور دشمن کے بیچ میں کھڑے رہیں۔ وہ نماز نہ پڑھیں۔ جب یہ لوگ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکیں۔ تو پیچھے ہٹ کر اُن لوگوں کی جگہ پر چلے جائیں۔ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی۔ اب وہ لوگ آجائیں۔ اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں۔ پھر امام تو اپنی نماز سے فراغت کرے۔ کیونکہ وُہ دو رکعتیں پڑھ چکا۔ اور امام فارغ ہوئے بعد یہ دونوں گروہ کھڑے ہو کر ایک ایک رکعت اپنی پوری کرلے۔ اب ہر گروہ کی دو دو رکعتیں پوری ہوگئیں اگر اس سے زیادہ خوف ہو (صف بندی کا موقع نہ ملے۔ تلوار چل رہی ہو) تو پاؤں پر کھڑے کھڑے پیدل یا

الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ مَالِكٌ، قَالَ نَافِعٌ: لَا أَرٰى عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سواری پر رہ کر نماز پڑھ لیں۔ قبلے کی طرف منہ ہو۔ یا اور طرف۔ امام مالکؒ کہتے ہیں۔ نافعؒ نے کہا میں سمجھتا ہوں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

بَابٌ۔ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا۔ کی تفسیر۔

۶۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَبِيبُ ابْنُ الشَّهِيدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ: هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِي هِيَ فِي الْبَقَرَةِ۔ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا۔ إِلٰى قَوْلِهِ۔ غَيْرَ إِخْرَاجٍ۔ قَدْ نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الْأُخْرٰى فَلِمَ تَكْتُبُهَا؟ قَالَ: تَدَعُهَا يَا ابْنَ أَخِي، لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ، قَالَ حُمَيْدٌ: أَوْ نَحْوَ هٰذَا۔

مجھ سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حمید بن اسود اور یزید بن زریع نے۔ دونوں نے کہا ہم سے حبیب بن شہید نے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے۔ کہ عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عثمانؓ سے کہا۔ یہ سورۂ بقرہ کی آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا۔ غیر اخراج تک تو دوسری آیت سے منسوخ ہے اس کو تم نے (مصحف میں) کاہے کو لکھوایا۔ چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ انہوں نے کہا۔ میرے بھتیجے! میں کسی آیت کو اس کے ٹھکانے سے بدلنے والا نہیں۔ حمید نے کہا۔ یا کچھ ایسا ہی جواب دیا۔ ف

ف یہ حدیث ابھی گزر چکی ہے۔ لیکن سند مختلف ہے اس وجہ سے تکرار نہ ہوگی

بَابٌ۔ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی۔ کی تفسیر

۶۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ:

ہم سے احمد بن ابی صالح نے بیان کیا۔ کہا ہم سے

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ - إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى، قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي۔

عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہابؒ سے۔ انہوں نے ابوسلمہ اور سعید بن مسیبؒ سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (ابراہیمؑ کو اللہ کی قدرت میں شک نہ تھا۔ اگر شک ہوتا تو) ہم کو ابراہیمؑ سے زیادہ شک ہونا تھا۔ جب ابراہیمؑ نے یہ دُعا کی کہ پروردگار مجھ کو دکھلا تو مُردوں کو کسطرح جلائیگا۔ اللہ نے فرمایا کیا تجھ کو اسکا یقین نہیں ہے۔ عرض کیا کیوں نہیں (یقین تو ہے پر دیکھ لینے سے) دل کو خوب اطمینان ہو جائیگا۔ف

ف شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں آ چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ - أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ

باب:- اللہ تعالیٰ کے اس قول اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تکون لہ جنّۃ الآیۃ کی تفسیر۔

٦٢ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَوْمًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيمَ تُرَوْنَ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ؟ - أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ - قَالُوا: اللهُ أَعْلَمُ، فَغَضِبَ عُمَرُ، فَقَالَ: قُولُوا نَعْلَمُ أَوْ لَا نَعْلَمُ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ عُمَرُ: يَا ابْنَ أَخِي، قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلًا لِعَمَلٍ، قَالَ عُمَرُ: أَيُّ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام نے۔ انہوں نے ابن جریج سے۔ کہا۔ میں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے سُنا۔ وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے تھے۔ ابن جُریج نے کہا میں نے ابن ابی ملیکہؒ کے بھائی ابوبکر بن ابی ملیکہ سے بھی سُنا۔ وُہ عبید بن عمیرؒ سے روایت کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے پوچھا۔ تم جانتے ہو۔ یہ آیت ایودُّ احدکم ان تکون لہ جنّۃ اس سے کیا مطلب۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ یہ سُن کر حضرت عمرؓ غصے ہوئے۔ اور کہنے لگے صاف کہو۔ ہم کو معلوم ہے یا معلوم نہیں ہے۔ اسوقت ابن عباسؓ نے کہا۔ امیر المؤمنین میرے دل میں ایک بات آئی ہے حضرت عمرؓ نے کہا میرے بھتیجے بیان کر تو اپنے تئیں حقیر مت سمجھ ف ابن عباسؓ نے کہا یہ اللہ تعالیٰ نے عمل کی مثال بیان کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے

عَمَلٍ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لِعَمَلٍ، قَالَ عُمَرُ: لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِي حَتَّى أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ

کہا کونسے عمل کی۔ ابن عباسؓ نے کہا عمل کی۔ اس اور کیا کہوں) حضرت عمرؓ نے کہا۔ یہ ایک مالدار شخص کی مثال ہے جو اللہ کی اطاعت میں نیک عمل کرتا رہتا ہے پھر اللہ شیطان کو اس پر غالب کر دیتا ہے۔ وہ گناہوں میں مصروف ہو جاتا ہے اور اسکے (اگلے) نیک اعمال سب کے سب فنا ہو جاتے ہیں ف۲

ف۱ کہ بوڑھے بوڑھے لوگوں کے سامنے بچہ ہو کر کیا بات کروں۔ ف۲ معاذ اللہ! اللہ بچائے دوسری روایت میں یوں ہے ساری عمر تو نیک عمل کرتا رہتا ہے عمر آخر ہوتی ہے۔ اور نیک عمل کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت بُرے کام کرنے لگ جاتا ہے اور اس کی اگلی ساری نیکیاں خراب ہو جاتی ہیں۔

بَابٌ - لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا، يُقَالُ: أَلْحَفَ عَلَيَّ وَأَلَحَّ وَأَحْفَانِي بِالْمَسْأَلَةِ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول لا یسئلون الناس الحافا کی تفسیر عرب لوگ الحف اور الح اور احفاء بالمسئلہ جب کہتے ہیں جب کوئی گڑگڑا کر پیچھے لگ کر سوال کرے۔ (لپچڑ پنے سے)

۶۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ، حَدَّثَنِي شُرَيْكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ: أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ، إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ، اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ يَعْنِي قَوْلَهُ تَعَالَى - لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن جعفر نے۔ کہا مجھ سے شریک بن ابی نمر نے کہ عطا بن یسار اور عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری دونوں کہتے تھے ہم نے ابوہریرہؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو ایک کھجور یا دو کھجور یا ایک لقمہ یا دو لقمے لے کر چلدیتا ہے۔ مسکین (جس کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ ہے جو سوال سے بچتا ہو ف مسکین کا مطلب تم سمجھنا چاہو۔ تو یہ آیت لا یسئلون الناس الحافا۔ پڑھو۔

ف اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سوال نہ کرے۔ خالق سے مانگے۔ یہی مراد اس حدیث میں ہے۔ اللھم احینی مسکینا۔ بعضوں نے کہا سوال کرنا مسکین ہونے کے خلاف نہیں ہے لیکن سوال میں الحاح نہ کرے۔ یعنی پیچھے نہ پڑ جائے ایک بار اپنی حاجت بیان کر دے اگر کوئی دیدے تو لیلے۔ ورنہ چلا جائے۔ اللہ پر بھروسہ کرے۔

بَابٌ ۔ وَ أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۔ الْمَسُّ: الْجُنُونُ ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول واحل اللہ البیع وحرم الربوٰ کی تفسیر مس کے معنی دیوانگی (جنون) ف

٦٤ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا ہم سے مسلم نے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رض سے۔ انہوں نے کہا جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں سود کے باب میں اتریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سنا دیں۔ اس کے بعد شراب کی سوداگری بھی حرام کی۔

ف فراء نے یہی تفسیر کی ہے۔ ابو عبیدہؓ نے کہا۔ اس جنون کا چھونا۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نکالا سود خوار آخرت میں مجنون اٹھے گا۔ ابن مسعود رض نے یوں پڑھا ہے۔ یتخبطہ الشیطان من المس یوم القیمہ۔

بَابٌ ۔ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا ۔ يُذْهِبُهُ

باب یمحق اللہ الربوٰ کی تفسیر یمحق میٹ دیتا ہے دور کر دیتا ہے

٦٥ ۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ: سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ، فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ ۔

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن جعفر نے۔ انہوں نے شعبہ رح سے۔ انہوں نے سلیمان اعمش سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے ابو الضحیٰ سے سنا وہ مسروق سے روایت کرتے تھے۔ وہ حضرت عائشہ رض سے۔ انہوں نے کہا جب سورۂ بقرہ کے اخیر کی آیتیں (سود کے باب میں) اتریں۔ تو آپ باہر برآمد ہوئے۔ اور مسجد میں جا کر ان آیتوں کو پڑھ کر سنایا۔ پھر شراب کی سوداگری بھی حرام کی۔

بَابٌ ۔ فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۔ فَاعْلَمُوا ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کی تفسیر۔ فأذنوا۔ جان رکھو۔ خبردار ہو جاؤ ف

٦٦ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر نے

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ. وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ - الآيَةَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ وَالأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو الضحٰے سے۔ انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں (سود کی حرمت میں) اتریں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور شراب کی سوداگری حرام کی۔

وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ کی تفسیر

اور محمد بن یوسف فریابی نے ہم سے کہا ف۲ انہوں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے۔ انہوں نے منصور اور اعمش سے انہوں نے ابو الضحٰے سے۔ انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں (سود کے باب میں) اتریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور یہ آیتیں ہم کو پڑھ کر سنائیں اور پھر شراب کی سوداگری حرام کی۔

ف۱ یہ اس وقت ہے جب فأذنوا بفتحہ ذال ہے۔ جیسے مشہور قرأت ہے بعضوں نے بکسرہ ذال پڑھا ہے۔ تو معنے یہ ہوگا۔ لوگوں کو خبردار کردو۔ ف۲ اس کو فریابی نے اپنی تفسیر میں وصل کیا۔

بَابٌ - وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ۔ کی تفسیر

۶۷ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الرِّبَا -

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے۔ انہوں نے عاصم بن سلیمان سے انہوں نے شعبی سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ آخری آیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری وہ سود کی آیت تھی۔ ف۱

ف۱ دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکی صراحت ہے کہ اخیر آیت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری وہ یہ تھی۔ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ اس کو طبری نے نکالا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ روایت لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ ابن عباس کی مراد آیت ربوٰ سے یہی آیت ہے اور اس طرح سے باب کی مطابقت بھی حاصل ہوگئی۔

باب۔ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ۔ الآيَةَ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول وان تُبْدُوا ما فی انفسکم او تخفوہ۔ الآیہ کی تفسیر

۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ مَرْوَانَ الأَصْغَرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ۔ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ۔ الآيَةَ۔

ہم سے محمد ؔ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ بن محمد نفیلی نے۔ کہا ہم کو مسکین بن بکیر حرانی نے۔ انہوں نے شعبہ سے۔ انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے مروان اصغر سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ؓ یعنی عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا۔ کہ یہ آیت وَاِنْ تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ منسوخ ہو گئی ہے ؔ

ف: بن یحییٰ ذہلی یا محمد بن ابراہیم بوشنجی یا محمد بن ادریس رازی۔ ؔ اس آیت لایکلف اللہ نفسًا الا وسعھا سے امام احمدؒ نے مجاہدؒ سے نکالا میں ابن عباسؓ کے پاس گیا۔ ابن عمرؓ نے یہ آیت پڑھی۔ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ اور رونے لگے۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ جب یہ آیت اُتری۔ تو آنحضرتؐ کے اصحاب کو بہت رنج ہوا۔ اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! اب تو ہم تباہ ہو گئے کیونکہ دل ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ اور دلوں میں طرح طرح کے خیال آتے ہیں۔ اگر ان پر مؤاخذہ ہو تو بڑی مشکل ہے آپ نے فرمایا۔ کہو۔ سمعنا واطعنا۔ پھر یہ آیت لایکلف اللہ نفسًا الا وسعھا نے اس کو منسوخ کر دیا۔

باب۔ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِصْرًا: عَهْدًا، وَيُقَالُ: غُفْرَانَكَ: مَغْفِرَتَكَ، فَاغْفِرْ لَنَا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ کی تفسیر۔ ابن عباسؓ نے کہا ؔ إصرًا کا معنے عہد ؔ غفرانک۔ غفران کا معنے مغفرت یعنی ہم کو بخش دے۔

۶۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ مَرْوَانَ الأَصْغَرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَحْسِبُهُ ابْنَ عُمَرَ۔ إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ۔ قَالَ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا۔

مجھ سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم کو روح بن عبادہ نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی۔ انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے مروان اصغرؒ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے مروان نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں۔ وہ عبداللہ بن عمرؓ تھے انہوں نے کہا۔ ان تبدوا ما فی انفسکم الخ اس آیت سے منسوخ ہو گئی۔ جو اس کے بعد ہے۔ (یعنی لایکلف اللہ نفسًا الا وسعھا سے)

ف اسکو طبری نے وصل کیا۔ اصر کہتے ہیں بھاری چیز کو عہد کا پورا کرنا بھی بھاری ہے ؔ اقرار جسکے پورا کرنے کی طاقت نہ ہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ آل عمران

سورۂ آل عمران کی تفسیر

تقاۃٌ وتقیۃٌ واحدۃٌ، صِرٌّ: بردٌ شفا حفرۃٍ: مثل شفا الرکیۃ وھو حرفھا، تبوّئ: تتخذ معسکرا، ربیّون: الجموع، واحدھا ربّیٌّ، تحسّونھم: تستأصلونھم قتلا غزًّا، واحدھا غازٍ، سنکتب ما قالوا: سنحفظ، نزلا: ثوابا، ویجوز منزلٌ من عند اللہ کقولك أنزلته، والخیل المسوّمۃ: المسوّم الذی له سیماءٌ بعلامۃٍ أو بصوفۃٍ أو بما کان، وقال مجاھدٌ- والخیل المسوّمۃ- المطھّمۃ الحسان، وقال سعید بن جبیرٍ وعبد اللہ بن عبد الرحمن بن أبزی: الرّاعیۃ: المسوّمۃ، وقال ابن جبیرٍ- وحصورا- لا یأتی النساء، وقال عکرمۃ من فورھم: غضبھم یوم بدرٍ، وقال مجاھدٌ: یخرج الحیّ من المیّت: النطفۃ تخرج میّتۃً، ویخرج منھا الحیّ، الإبکار: أوّل الفجر، والعشیّ: میل الشمس إلی أن تغرب- منه آیاتٌ محکماتٌ- قال مجاھدٌ: الحلال والحرام- وأخر متشابھاتٌ- یصدّق بعضھا بعضا کقوله تعالی- وما یضلّ به إلا الفاسقین- وکقوله جلّ ذکرہ

تقاۃٌ وتقیۃٌ دونوں کا معنی ایک ہے یعنی بچاؤ کرنا صِرٌّ کا معنی سردی (پالا) شفا حُفرۃٍ گڑھے کا کنارہ جیسے کچے کنوئیں کا کنارہ ہوتا ہے۔ تبوّئ یعنے لشکر کے مقامات تجویز کرتا تھا۔ (مورچے) ربّیون جمع۔ اس کا مفرد ربّی ہے۔ (یعنی اللہ والا۔) تحسّونھم اُن کو قتل کر کے جڑ پیڑ سے اکھاڑتے ہو۔ غزًّا۔ جمع ہے غازی کی (یعنی جہاد کرنے والا) سنکتب کا معنے ہم کو یاد رہیگا نُزُلاً کا معنے ثواب ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نُزُل اسم مفعول کے معنوں میں یعنی اللہ کی طرف سے اُتارا گیا۔ جیسے کہتے ہیں۔ اَنزلتہ یعنی میں نے اس کو اتارا۔ والخیل المسوّمۃ میں۔ مسوّم اس کو کہتے ہیں جس پر کوئی نشانی ہو مثلاً پشم ہو یا اور کوئی نشانی۔ اور مجاہدؒ نے کہا والخیل المسوّمۃ کا معنی موٹے موٹے اچھے گھوڑے اور سعید بن جبیرؒ اور عبد الرحمن بن ابزی نے کہا کہ الرّاعیۃ معنی مسوّمہ ہے (یعنی نشان زدہ) اور سعید بن جبیر نے کہا حصورًا اس شخص کو کہتے ہیں جو عورتوں کی طرف مائل نہ ہو سکے اور عکرمہؒ نے کہا مِن فورھم کا معنے بدر کے دن غصے اور جوش سے۔ اور مجاہدؒ نے کہا یُخرج الحیّ من المیّت یعنی نطفہ بے جان ہوتا ہے۔ اس سے جاندار پیدا ہوتا ہے۔ ابکار صبح سویرے۔ عشی سورج ڈھلے سے سورج ڈوبنے تک جو وقت ہوتا ہے۔ اور منہ آیاتٌ مُحکماتٌ۔ مجاہد نے کہا کہ محکمات سے حلال اور حرام مراد ہے۔ واُخر متشابھاتٌ کا مطلب ہے کہ دوسری آیتیں جو ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ ایک کی ایک تصدیق کرتی ہے۔ جیسے یہ آیتیں ہیں۔ وما یضلّ به الا الفٰسقین، ویجعل

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ۔ وَكَقَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَالَّذِينَ اهْتَدَوا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ۔ زَيْغٌ: شَكٌّ۔ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ الْمُشْتَبِهَاتِ۔ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَعْلَمُونَ تَأْوِيلَهُ۔ وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ۔

الرجس علی الذین لایعقلون، والذین اهتدوا زادهم هدی واٰتاهم تقواهم ان تینوں آیتوں میں کسی حلال و حرام کا بیان نہیں ہے تو متشابہ ٹھہریں۔ زیغ شک، ابتغاء الفتنة میں فتنہ ف سے مراد متشابہات کی پیروی کرنا۔ انکے مطلب کا کھوج کرنا۔ اور جو لوگ ف راسخین فی العلم یعنے پکے علم والے ہیں وہ اُن متشابہات کے معنی جانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اُن پر ایمان لائے۔ یہ سب آیتیں (محکم ہوں یا متشابہ) ہمارے پروردگار کی طرف سے اتری ہیں۔ (ہمارا کام مان لینا ہے)

ف۱ شروع سورۃ سے یہاں تک امام بخاریؒ نے جتنی تفسیریں بیان کیں۔ وہ سب ابو عبیدہؓ سے منقول ہیں۔ ف۲ اسکو ثوری نے اپنی تفسیر میں اور عبدالرزاق نے وصل کیا۔ ف۳ اسکو ثوریؒ نے اپنی تفسیر میں وصل کیا۔ ف۴ اسکو طبری نے وصل کیا۔ ف۵ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۶ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا محکم اور متشابہ کے دوسرے معنے بھی سلف سے منقول ہیں۔ جو تفسیروں میں مذکور ہیں اور ہم نے انتہی فی الاستواء میں انکو تفصیل سے بیان کیا۔ ف یہ بھی مجاہد کی تفسیر ہے۔ ف۸ اسکو بھی عبد بن حمید نے وصل کیا۔ یہ اس صورت میں ہے جب وقف والراسخون فی العلم پر ہو۔ لیکن جب الا اللہ پر ہو۔ جیسے عبدالرزاق نے ابن عباسؓ سے نکالا۔ تو ترجمہ یہ ہوگا۔ انکی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور پکے علم والے یوں کہتے ہیں ہم اُن پر ایمان لائے اخیر تک ۔ جو فرشتوں کے گھوڑوں کی گردنوں میں بندھا تھا۔ ۔ اس کا نفس پاک ہو۔ یا نامرد ہو۔

۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یزید بن ابراہیم تستری نے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے۔ انہوں نے قاسم بن محمد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ هو الذی انزل علیك الکتاب منه اٰیات محکمات هن ام الکتاب واخر متشابهات۔ فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله

يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللهُ فَاحْذَرُوهُمْ۔

ومایعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون آمنا بہ کل من عند ربنا ومایذکر الا اولوالالباب پھر فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے لگتے ہیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) انہی لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ اُن کی صحبت سے بچے رہو۔ ف

ف: پہلے یہودی لوگ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے۔ انہوں نے اوائل سورت کے حروف سے اس امت کی مدت نکالی پھر خارجی لوگ پیدا ہوئے۔ ابن عباس رض نے ان لوگوں سے خارجیوں کو مراد لیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ پہلی بدعت جو اسلام میں ظاہر ہوئی۔ خوارج نے کی تھی۔ اور ضبیعہ کا قصہ مشہور ہے۔ جس کو حضرت عمر رض نے مار مار کر خون آلود کر دیا تھا۔ وہ قرآن شریف کی متشابہ آیتوں میں گفتگو کرتا تھا۔

بَابٌ۔ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم کی تفسیر۔

٧١ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے سعید بن مسیب سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے پیدا ہوتے وقت شیطان چھو دیتا ہے تو شیطان کے چھونے سے چلا کر رونے لگتا ہے۔ ایک مریم ع اور اُن کے بیٹے (حضرت عیسیٰ ع) کو شیطان نے نہیں چھوا۔ ابوہریرہ رض یہ حدیث روایت کر کے لوگوں سے کہتے۔ تم چاہو۔ تو یہ آیت پڑھو۔ وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم ف

ف: یہ کلمہ حضرت مریم کی ماں نے کہا تھا۔ اللہ نے اسکی دعا قبول کی مریم اور عیسیٰ ع کو شیطان کے ہاتھ لگانے سے بچا لیا۔

بَابٌ - إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ: لَاخَيْرَ لَهُمْ - فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - مُؤلِمٌ مُوجِعٌ مِنَ الْأَلَمِ وَهُوَ فِي مَوْضِعِ مُفْعِلٍ -

۷۲ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ يَمِينَ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ - إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ - إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، قَالَ: فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قُلْنَا: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فِيَّ أُنْزِلَتْ، كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ، فَقُلْتُ: إِذًا يَحْلِفُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلاً اولئک لا خلاق لھم۔ کی تفسیر۔ لاخلاق لھم کا معنی یعنی اُن کو آخرت میں بھلائی نہ ہوگی۔ اور اُن کو دکھ کا عذاب ہوگا الیم دکھ دینے والا ف جیسے مولم فعیل ہے بمعنی مفعل ہے (جو کلام عرب میں کم آیا ہے)

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابو وائل سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رض سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی مسلمان کا مال مار لینے کے لئے خواہ مخواہ (جھوٹی) قسم کھائے۔ تو وہ قیامت کے دن جب اللہ سے ملیگا اللہ تعالیٰ اس پر غصے ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہی مضمون قرآن شریف میں اُتارا۔ ان الذین یشترون بعھد اللہ وأیمانھم ثمناً قلیلا۔ أولئک لاخلاق لھم فی الاخرۃ الخ۔ ابو وائل نے کہا۔ پھر ایسا ہوا۔ کہ اشعث بن قیس کندی (ہم لوگوں کے پاس) آئے۔ اور کہنے لگے۔ ابو عبدالرحمن اور عبداللہ بن مسعود رض تم سے کیا حدیث بیان کرتے ہیں۔ ہم نے کہا۔ ایسی ایسی حدیث انہوں نے کہا۔ یہ حدیث تو میرے باب میں اُتری ہے۔ میرے چچازاد بھائی (معدان جفشیش) کی زمین میں میرا کنواں تھا ف۲ آنحضرت نے (مجھ سے) فرمایا۔ گواہ لا۔ ورنہ اس سے قسم لے میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (آپ ایسا حکم دیں گے) تو وہ قسم کھالے گا ف۳ اسوقت آپ نے فرمایا۔ جو شخص کسی مسلمان کا مال مار لینے کی نیت سے خواہ مخواہ جھوٹی قسم کھائے۔ وہ جب اللہ سے ملیگا۔ تو اللہ اس پر غصے ہوگا۔ ف۴

ف۱ یہ ابو عبیدہ کی تفسیر ہے۔ ف۲ وہ مکر گیا۔ کہنے لگا۔ کنواں بھی میرا ہے۔ ف۳ میرا کنواں مار لے گا۔ ف۴ ایک روایت میں یوں ہے کہ اشعث اور ایک یہودی میں زمین کی تکرار تھی عبداللہ بن ابی اوفی نے کہا۔ یہ آیت اُس

شخص کے باب میں اتری جس نے بازار میں ایک مال رکھ کر جھوٹی قسم کھا کر یہ بیان کیا کہ اس مال کا اس کو اتنا مول ملتا تھا لیکن اس نے نہیں دیا۔

۷۳- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ هُوَ ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ، سَمِعَ هُشَيْمًا: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوقِ فَحَلَفَ فِيهَا لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطِهِ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَنَزَلَتْ: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا۔

ہم سے علی بن ابی ہاشم نے بیان کیا۔ انہوں نے ہشیم سے سنا کہا ہم کو عوام بن حوشب نے خبر دی انہوں نے ابراہیم بن عبدالرحمن سے۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے۔ انہوں نے کہا۔ ایک شخص نے بازار میں مال رکھا۔ اور ایک مسلمان کو پھانسنے کے لئے جھوٹی قسم کھا کر یہ کہنے لگا۔ مجھ کو اس مال کا اتنا مول ملتا تھا حالانکہ اتنا مول کسی نے نہیں لگایا تھا۔ اس وقت اللہ تعالٰی نے یہ آیت اتاری۔ ان الذین یشترون بعھد اللہ وأیمانھم ثمنا قلیلا۔

۷۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرُزَانِ فِي بَيْتٍ وَفِي الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفًا فِي كَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَى أُخْرَى فَرُفِعَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَأَمْوَالُهُمْ، ذَكِّرُوهَا بِاللَّهِ وَاقْرَءُوا عَلَيْهَا - إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ - فَذَكَّرُوهَا فَاعْتَرَفَتْ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ۔

ہم سے نصر بن علی بن نصر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے۔ انہوں نے ابن جریج سے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے۔ انہوں نے کہا۔ دو عورتیں ایک گھر یا کوٹھڑی میں بیٹھی موزہ سی رہی تھیں۔ اتنے میں ایک باہر نکلی۔ اس کی ہتھیلی میں موزہ سینے والا سوا تھا۔ (آر) چبھو دیا گیا۔ اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا۔ یہ مقدمہ ابن عباسؓ کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر لوگوں کو دعویٰ کرنے پر دلا دیا جاتا (جو دعویٰ کرتے) تو کتنوں کے خون اور مال تلف ہو جاتے۔ ایسا کرو۔ اس دوسری عورت یعنی (مدعا علیھا) کو اللہ سے ڈراؤ۔ اور یہ آیت سناؤ۔ ان الذین یشترون بعھد اللہ اخیر تک جب لوگوں نے ایسا کیا۔ تو وہ (ڈر گئی) اس نے جرم کا اقرار کر لیا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم مدعی علیہ پر ہے۔

بَابٌ - قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ، سَوَاءٌ: قَصْدًا.

٧٥ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ: انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ، قَالَ: وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ، قَالَ: فَقَالَ هِرَقْلُ: هَلْ هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ: أَنَا، فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي، ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ: قُلْ لَهُمْ: إِنِّي سَائِلٌ عَنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ

باب ۱۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول قل یا اھل الکتٰب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا تعبد الا اللہ۔ کی تفسیر

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے ہشام بن یوسف سے۔ انہوں نے معمر سے۔ دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا۔ اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی۔ کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے۔ کہا۔ مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی۔ کہا۔ مجھ کو عبداللہ بن عباسؓ نے۔ کہا مجھ سے ابوسفیان نے۔ منہ در منہ بیان کیا۔ وہ کہتے تھے۔ جس زمانہ میں مجھ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں صلح تھی۔ (یعنی صلح حدیبیہ کے زمانہ میں) مَیں شام کے مُلک میں تھا۔ اتنے میں معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط ہرقل (بادشاہ روم) کے نام آیا ہے یہ خط دحیہ کلبیؓ لایا تھا۔ اُس نے لاکر بصرے کے رئیس کو دیا۔ اس نے ہرقل کو دیا۔ تب ہرقل کہنے لگا۔ دیکھو تو یہاں اُس قوم کا بھی کوئی شخص ہے۔ (یعنی قریش کا) جس قوم میں یہ صاحب پیدا ہوئے ہیں جو پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں پھر مَیں قریش کے چند آدمیوں کیساتھ بلایا گیا۔ ہم لوگ ہرقل کے پاس گئے۔ اس نے اپنے رُوبرُو ہم کو بٹھایا اور پوچھنے لگا۔ تم لوگوں میں ان صاحب کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟ جو اپنے تئیں پیغمبر کہتے ہیں۔ مَیں نے کہا۔ مَیں اُن کا قریبی رشتہ دار ہوں اس وقت ہرقل نے مجھ کو اپنے سامنے کر لیا۔ اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے۔ پھر اپنے مترجم کو بُلایا۔ اور اُس سے کہنے لگا۔ ان لوگوں سے کہہ۔ جو اس کے پیچھے بیٹھے ہیں۔ مَیں اس سے (یعنی ابوسفیان سے) اُن صاحب کا حال

نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: وَأَيْمُ اللهِ لَوْلَا أَنْ يُؤْثِرُوا عَلَيَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: أَيَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، قَالَ: يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا بَلْ يَزِيدُونَ، قَالَ: هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: تَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ، قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ، قَالَ: قُلْتُ: لَا، نَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا، قَالَ: وَاللهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا، ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا، وَ

پوچھوں گا جو اپنے تئیں پیغمبر کہتے ہیں۔ اگر یہ جھوٹ بیان کرے تو تم کہہ دینا جھوٹا ہے (اگر سچ بیان کرے تو خاموش رہنا۔ ابوسفیان کہتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ میرے ساتھی (اگر میں غلط بیان کرونگا) مجھ کو جھوٹا کہیں گے تو میں جھوٹ بول دیتا۔ خیر اب ہرقل نے اپنے مترجم سے کہا۔ اس سے پوچھ اُن صاحب کا خاندان کیسا ہے۔ میں نے کہا۔ اُن کا خاندان تو بہت عُمدہ ہے۔ (شریف گھرانہ ہے) پھر کہنے لگا۔ اچھا ان صاحب کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر کہنے لگا۔ اچھا پیغمبری کا دعویٰ کرنے سے پہلے کبھی تم نے انکو جھوٹ بولتے دیکھا ہے۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ (کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا) پھر کہنے لگا۔ اچھا انکی پیروی بڑے بڑے آدمیوں (امیروں) نے کی۔ یا غریبوں نے۔ میں نے کہا غریبوں نے۔ پھر کہنے لگا۔ کہ اچھا انکے تابعدار لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں میں نے کہا۔ بڑھ رہے ہیں۔ پھر کہنے لگا۔ اچھا انکے دین میں کوئی آکر پھر اسکو بُرا سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا۔ اچھا تم سے انکی کبھی لڑائی بھی ہوئی۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ تو کہنے لگا۔ لڑائی کا انجام کیا ہوا۔ میں نے کہا۔ ہماری اور انکی لڑائی ڈولوں کیطرح ہے۔ کبھی انکی فتح ہوتی ہے اور کبھی ہماری۔ کہنے لگا۔ اچھا وہ عہد شکنی کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ نہیں لیکن اب ایک مدت کیلئے ہماری اُن میں صلح ہوئی ہے۔ دیکھئے وہ اس مدت میں کیا کرتے ہیں۔ (شاید عہد شکنی کریں) ابوسفیان نے کہا۔ ساری گفتگو میں مجھ کو کوئی غلط بات ملانے کا موقع نہ ملا۔ بس اس بات میں اتنا کہنے کا مجھ کو موقع ملا۔ کہنے لگا کہ اچھا۔ اُن سے پہلے بھی کسی شخص نے (عرب لوگوں میں) پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ بس جب یہ گفتگو ہو چکی۔ تو ہرقل اپنے مترجم سے کہنے لگا۔ اس شخص

سَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ، قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ، وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضُعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ، فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ، فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ، فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوبِ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ، فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ فَتَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالاً، يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لاَ يَغْدِرُ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لاَ تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ، قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: بِمَ يَأْمُرُكُمْ؟ قَالَ: قُلْتُ:

(یعنی ابوسفیان) سے کہا۔ مَیں نے تجھ سے اُن کا خاندان پوچھا۔ تو کہتا ہے۔ اُن کا خاندان بہت عمدہ ہے اور پیغمبروں کا یہی قاعدہ چلا آیا ہے۔ ہمیشہ شریف خاندان سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر مَیں نے تجھ سے پوچھا۔ اُنکے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے۔ تو نے کہا۔ نہیں۔ یہ مَیں نے اس لئے پوچھا۔ کہ اگر اُن کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا۔ تو مَیں یہ خیال کرتا۔ وُہ اپنی گئی گزری بادشاہت کے (اس بہانے سے) خواستگار ہیں۔ پھر مَیں نے تجھ سے پوچھا اسکے تابعدار غریب لوگ ہیں یا بڑے آدمی۔ تُو نے کہا۔ غریب لوگ۔ تو پیغمبروں کے تابعدار (شروع شروع) میں ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ پھر مَیں نے پوچھا تم نے نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کبھی اُن کو جھوٹ بولتے دیکھا۔ تُو نے کہا۔ نہیں۔ اس سے مَیں نے یہ بات نکالی ہے کہ جب وہ آدمیوں کی نسبت جھوٹ نہیں بولتے تو اللہ جل جلالہٗ پر کیونکر جھوٹ باندھنے لگے۔ (کہ پیغمبر نہ ہوں اور اپنے تئیں پیغمبر کہہ دیں) پھر مَیں نے تجھ سے پوچھا۔ اُن کے دین میں کوئی داخل ہو کر پھر اس کو بُرا سمجھ کر پھر جاتا ہے۔ تو نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے جب اس کی خوشی دل میں سما جاتی ہے۔ تو پھر نہیں نکلتی۔ پھر مَیں نے تجھ سے پوچھا۔ انکے تابعدار لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو نے کہا۔ بڑھ رہے ہیں۔ ایمان کا یہی حال رہتا ہے (اپنی حد پوری ہونے تک اسمیں گھٹاؤ نہیں ہوتا) پھر مَیں نے تجھ سے پوچھا۔ کہ تمہاری اور انکی لڑائی ہوئی ہے۔ تو نے کہا۔ کہ ہاں۔ ہوئی ہے۔ اور لڑائی کا انجام ڈولوں کی طرح رہتا ہے کبھی اُن کی طرف فتح اور کبھی تمہاری طرف۔ پیغمبروں کی یہی کیفیت رہتی ہے ان کا امتحان ہوتا رہتا ہے۔ آخر میں انہی کو غلبہ ہوتا ہے پھر مَیں نے تجھ سے پوچھا۔ اُن سے پہلے

يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ، قَالَ: إِنْ يَكُ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ، وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ: سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ - يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ - إِلَى قَوْلِهِ - اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُرَ اللَّغَطُ، وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ خَرَجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ، فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَاءَ الرُّومِ

بھی کسی نے پیغمبری کا دعوٰی کیا تھا۔ تُو نے کہا۔ نہیں۔ اِس سے میرا مطلب یہ تھا۔ اگر اُن سے پہلے کسی نے ایسا دعوٰی کیا ہوتا۔ تو مَیں کہتا۔ یہ بھی اسی شخص کی چال چلنا چاہتے ہیں آخر اس کے ہرقل نے پوچھا۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ وہ کہتے کیا ہیں کیا حکم دیتے ہیں۔ مَیں نے کہا۔ وُہ کہتے ہیں۔ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ ناتے والوں سے اچھا سلوک کرو۔ بدکاری سے بچے رہو تب ہرقل کہنے لگا۔ اگر تو سچ کہتا ہے۔ تو وُہ بیشک اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اور مَیں (اگلی کتابوں کی رُو سے یا نجوم کی رُو سے) یہ جانتا تھا۔ کہ ایک پیغمبر پیدا ہونے والے ہیں لیکن مجھ کو یہ گمان نہ تھا۔ کہ وُہ پیغمبر تم لوگوں یعنی عربوں میں پیدا ہوں گے۔ اگر مَیں یہ سمجھوں کہ مَیں اُن تک پہنچ جاؤں گا۔ تو مجھ کو اُن سے ملنے کی بڑی آرزو ہو۔ اگر مَیں اُنکے پاس ہوتا تو (گو مَیں بادشاہ ہوں) مگر اُن کے پاؤں دُھوتا۔ اور دیکھو (ایک روز ایسا آنیوالا ہے) کہ اسکی سلطنت یہاں تک آجائے گی۔ جہاں میرے پاؤں ہیں ف۳ اس کے بعد ہرقل رُوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا۔ اسکو کھول کر پڑھا۔ اسمیں یہ لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرقل رُوم کو معلوم ہو کہ جو شخص سچے رستے کی پیروی کرے اس پر سلام۔ اما بعد ایں تجھ کو اسلام کے کلمے لا الٰہ الا اللہ کی طرف بُلاتا ہوں مسلمان ہوجا بچا رہے گا ف۴ مسلمان ہوجا۔ اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دیگا ف۵ اگر تو نہ مانے گا۔ تو یہ سمجھ رکھ۔ تیری رعایا کا بھی وبال تجھ پر پڑیگا اس کے بعد یہ آیت تھی۔ یا اہل الکتب تعالوا۔ الخ مسلمون تک جب ہرقل یہ خط پڑھ چکا ف۶ تو بڑا غُل مچا۔ بک بک ہونے لگی۔ اور ہم کو باہر جانے کا حکم دیا گیا۔ ہم باہر چلے آئے۔ اس وقت مَیں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ابوکبشہ کے بیٹے کا تو بڑا درجہ ہوگیا ف۷ بنی اصفر (زرد لوگوں) کا بادشاہ اُن سے ڈرتا ہے ف۸ ابوسفیان کہتے ہیں۔ اُس روز سے مجھ کو برابر

فَجَمَعَهُمْ فِي دَارٍ لَهُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ، هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ آخِرَ الْأَبَدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ؟ قَالَ: فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمْ، فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِي أَحْبَبْتُ فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ۔

یہ یقین رہا۔ کہ آنحضرتؐ (ایک روز) ضرور غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود مجھ کو اسلام کی توفیق دے۔ زہری نے کہا۔ ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلوا بھیجا۔ اُنکو ایک محل میں جمع کیا۔ (اور دروازے بند کرا دیئے) کہنے لگا روم کے لوگو! تم یہ چاہتے ہو۔ کہ ہمیشہ کیلئے خوش و خرم رہو۔ اور تمہاری سلطنت قائم رہے۔ (اگر یہ چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ) یہ سُنتے ہی گورخروں کی طرح (اس کلام سے نفرت کر کے بھاگے۔ دیکھا تو دروازے بند ہیں۔ (اب کدھر جائیں) آخر ہرقل نے پھر انکو بلایا اور کہنے لگا۔ مَیں نے تمہارے دین کی سختی آزمانے کیلئے تم سے یہ کہا تھا۔ (کہ مسلمان ہو جاؤ) اب مَیں خوش ہوا جو مَیں چاہتا تھا۔ (کہ نصرانیت پر مضبوط رہو) وُہ مَیں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یہ سنتے ہی سب سرداروں نے سجدہ کیا۔ اُس سے راضی ہو گئے۔

ف چونکہ اسوقت ابُوسفیان مسلمان نہ تھے۔ اور آنحضرتؐ کے اور مسلمانوں کے بڑے مخالف تھے ف۲ دیکھیں شکست اور تکلیف پر صبر کرتے ہیں یا نہیں۔ ف۳ یعنی مُلک شام تک۔ ف۴ دنیا اور آخرت میں ہر بلا سے۔ ف۵ ایک حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانیکا اور ایک آنحضرتؐ پر ف۶ اسکے درباریوں کو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہوجانا پسند کرتا ہے۔ ف۷ ابوکبشہ آپکی انا بی بی حلیمہ کے شوہر تھے۔ یہ ابُوسفیانؓ نے اہانت کی راہ سے کہا۔ چونکہ وہ اسوقت مسلمان نہیں ہوئے تھے تیسیر القاری میں ہے کہ ابوسفیان نے مسلمان ہوئے پیچھے یہ حدیث بیان کی۔ اور تعجب ہے کہ ایسا اہانت کا کلمہ انہوں نے منہ سے پھر نکالا۔ اس سے پرہیز نہ کیا۔ انتہیٰ۔ میں کہتا ہوں۔ ابُوسفیان سے یہ امر کچھ تعجب کے لائق نہیں ہے۔ پدر اگر نتواند پسر تمام کند۔ ابُوسفیان زندگی بھر آنحضرتؐ سے لڑتے رہے۔ اُن کے فرزند ارجمند معاویہؓ بن ابی سفیان نے حضرت علیؓ خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا۔ ہزاروں مسلمانوں کا خون گرایا۔ قیامت تک اسلام میں جو ضعف آگیا یہ انہی کا طفیل تھا۔ انکے خلف ناخلف یزید پلید نے تو غضب ڈھایا۔ امام حسنؓ اور حسینؓ کو جو جناب رسالت مآبؐ کی تصویر تھے۔ دونوں کو شہید کرایا۔ اہلبیتِ رسالت کی وہ ہُجرمتی کی۔ کہ پناہ بخدا غرض ایں خانہ ہمہ آفتاب است والامر الی اللہ سبحانہ۔ ف۸ اسکی شرح اور شروع کتاب میں گزر چکی ہے۔ ف۹ معلوم ہوا کہ ہرقل مسلمان نہیں ہوا تھا۔ گو اُس کے دل میں تصدیق پیدا ہو گئی تھی۔ آنحضرتؐ نے خود صحابہ کرام سے فرمایا وہ نصرانی ہے۔ یہ مسئلہ اُوپر گزر چکا ہے۔ کہ دل میں صرف تصدیق پیدا ہونے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ جب تک کافروں کے مذہبی رسوم کو نہ چھوڑے۔ اور علانیہ مسلمانوں کی جماعت میں شریک نہ ہو۔ کافروں سے علیحدہ نہ ہو جائے۔

باب۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ الآيَةَ۔

۷۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ نَخْلًا، وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَخْ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ، قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ وَرَوْحُ بْنُ عِبَادَةَ: ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ الآیہ کی تفسیر

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ ابُوطلحہؓ سب انصاریوں سے زیادہ کھجور کے درخت رکھتے تھے ان کو اپنی ساری جائیداد میں بیرحاء کا باغ بہت پیارا تھا وُہ مسجد کے سامنے ہی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں جایا کرتے۔ اور وہاں کا عُمدہ اور شیریں پانی پیا کرتے۔ جب یہ آیت اُتری۔ لَن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تو ابوطلحہؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ یارسول اللہ میری ساری جائیداد میں بیرحاء باغ مجھ کو زیادہ پیارا ہے۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کو تصدق کر دیا۔ اس کو مَیں اللہ تعالےٰ کے پاس اپنا اندوختہ رکھتا ہوں۔ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں۔ اب آپ جس کام میں چاہیں اس باغ کو صرف کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (سُنکر) فرمایا۔ واہ واہ شاباش! یہ مال تو آخر فنا ہونے والا ہے۔ فنا ہونے والا ہے۔ ف۱ مَیں نے تیری بات سُنی مَیں مناسب سمجھتا ہوں۔ تو یہ مال اپنے غریب ناتے والوں کو بانٹ دے۔ ابُوطلحہؓ نے کہا۔ بہت خوب یارسُول اللہ! پھر انہوں نے بیرحاء اپنے ناتے والوں یا چچا کی اولاد کو تقسیم کر دیا۔ عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے اس حدیث میں رائح کو رابح کہا۔ یعنی یہ مال فائدہ دینے والا ہے ف۲

ف۱ یعنی جب مال آخر فانی اور جدا ہونیوالی چیز ہے۔ تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑی سعادت کی بات ہے ف۲ تو نے اچھا

کیا۔ جو خیرات کرکے اس کو قائم کر دیا۔ عبداللہ بن یوسف کی روایت کو خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب الوقف میں اور روح بن عبادہ کی روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وصل کیا۔ یہ حدیث اُوپر کئی بار گزر چکی ہے۔

---

٧٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ: مَالٌ رَائِحٌ۔

مجھ سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے امام مالکؒ کو یوں پڑھ کر سنایا۔ مالٌ رَائِحٌ (یائے تحتانی سے)

٧٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيٍّ وَأَنَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِي مِنْهَا شَيْئًا۔

ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے میرے والد نے۔ انہوں نے ثمامہ بن عبداللہ سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ (جب آنحضرتؐ نے ابوطلحہ سے فرمایا) تو ابوطلحہؓ نے وہ باغ حسان اور اُبیؓ کو تقسیم کر دیا۔ حالانکہ میں ابوطلحہ کا قریبی رشتہ دار تھا۔ مگر انہوں نے اس باغ میں سے مجھ کو کچھ نہیں دیا۔ ف

ف اسکی وجہ یہ تھی، کہ انسؓ کی ماں ابوطلحہؓ کے نکاح میں تھیں۔ ابوطلحہ انسؓ کو اپنے بیٹے کی طرح رکھتے تھے غیر نہیں سمجھتے تھے

بَابٌ - قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول قل فأتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين۔ کی تفسیر

٧٩ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ بِمَنْ زَنَى مِنْكُمْ؟ قَالُوا: نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا، فَقَالَ: لَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ؟ فَقَالُوا: لَا نَجِدُ فِيهَا شَيْئًا، فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ، فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوضمرہ نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے۔ انہوں نے نافعؒ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا یہودی لوگ ایک مرد اور ایک عورت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آئے۔ جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ نے اُن سے پوچھا۔ تم زنا کرنے والوں کو کیا سزا دیتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم اس کا منہ کالا کرتے ہیں ف اور مار پیٹ کرتے ہیں پھر آپ نے پوچھا۔ کیا تورات میں تم کو سنگسار کرنے کا حکم نہیں ملا۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ ہم کو تو نہیں ملا۔ یہ سن کر عبداللہ بن سلام (جو یہودیوں کے بڑے عالم تھے) کہنے لگے ارے یہودیو! تم جھوٹے ہو۔ بھلا اگر سچے ہو تو تورات لاؤ۔ پڑھو۔ وہ تورات لائے پڑھتے

الَّذِی یُدَرِّسُہَا مِنْہُمْ کَفَّہٗ عَلٰی آیَۃِ الرَّجْمِ فَطَفِقَ یَقْرَأُ مَا دُوْنَ یَدِہٖ وَمَا وَرَاءَہَا وَلَا یَقْرَأُ آیَۃَ الرَّجْمِ، فَنَزَعَ یَدَہٗ عَنْ آیَۃِ الرَّجْمِ فَقَالَ: مَا ھٰذِہٖ؟ فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِکَ قَالُوْا: ھِیَ آیَۃُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِہِمَا فَرُجِمَا قَرِیْبًا مِنْ حَیْثُ مَوْضِعُ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ، فَرَأَیْتُ صَاحِبَہَا یَجْنَأُ عَلَیْہَا یَقِیْہَا الْحِجَارَۃَ۔

پڑھتے پڑھنے والے (عبداللہ بن صوریا) نے کیا کیا۔ رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ اور اس کے آگے اور پیچھے کی آیتیں پڑھنے لگا۔ رجم کی آیت نہ پڑھی۔ عبداللہ بن سلامؓ نے یہ حال دیکھ کر اس پڑھنے والے کا ہاتھ ہٹایا۔ اور کہنے لگے یہ کیا ہے۔ اس کو پڑھ۔ جب تو (شرمندہ ہوکر) یہودی کہنے لگے بیشک یہ رجم کی آیت ہے۔ اسوقت آنحضرتؐ نے حکم دیا۔ وہ دونوں مرد اور عورت مسجد کے قریب جہاں پر جنازے رکھے جاتے تھے سنگسار کئے گئے عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں سنگسار کرتے وقت میں نے مرد کو دیکھا۔ کہ عورت پر جھکا جاتا تھا۔ پتھروں کی مار سے اسکو بچاتا تھا۔ ف۱

ف۱ یا اُن کے منہ پر جلتا اور اُبلتا پانی چھوڑتے ہیں۔ ف۲ اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں انشاء اللہ مذکور ہوگی۔ حدیث میں یجنا جیم ساکن نون مفتوحہ پھر ہمزہ سے مثل یقرء ہے بعضوں نے یحنی پڑھا ہے۔ بعضوں نے یحنأ حائے مہملہ سے۔

بَابٌ۔ کُنْتُمْ خَیْرَ أُمَّۃٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تفسیر۔

۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ: عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ مَیْسَرَۃَ، عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ کُنْتُمْ خَیْرَ أُمَّۃٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ قَالَ: خَیْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ، تَأْتُوْنَ بِہِمْ فِی السَّلَاسِلِ فِیْ أَعْنَاقِہِمْ حَتّٰی یَدْخُلُوْا فِی الْإِسْلَامِ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا۔ انہوں نے سفیان ثوریؒ سے۔ انہوں نے میسرہ بن عمار اشجعی سے انہوں نے ابوحازم سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یوں کہا۔ تم لوگوں کے لئے سب لوگوں سے بہتر ہو۔ اُن کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر (لڑائی میں گرفتار کرکے) لاتے ہو۔ وہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں ف۱

ف۱ یہ گرفتاری ان کے حق میں نعمت عظمیٰ ہوجاتی ہے۔ ثواب ابدی اور سعادت سرمدی حاصل کرتے ہیں ترمذی اور ابن ماجہ نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے نکالا کہ آنحضرتؐ نے اس آیت کی تفسیر میں یوں فرمایا۔ تم لوگ یعنی مسلمان ستر واں عدد امتوں کا پورا کرنیوالے ہو۔ یعنی تم سے پیشتر ۶۹ امتیں گزر چکی ہیں۔ ان سب امتوں میں اللہ کے نزدیک تم بہتر اور زیادہ عزت والے ہو۔

بَابٌ - إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا -

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا - الایہ کی تفسیر

۸۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: فِينَا نَزَلَتْ - إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا - قَالَ: نَحْنُ الطَّائِفَتَانِ، بَنُو حَارِثَةَ وَبَنُو سَلِمَةَ وَمَا نُحِبُّ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَمَا يَسُرُّنِي أَنَّهَا لَمْ تُنْزَلْ لِقَوْلِ اللَّهِ - وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا -

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہ عمرو بن دینار نے کہا۔ میں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے یہ آیت إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا، والله وليهما۔ ہم انصاریوں کے (بنی حارثہ اور بنی سلمہ) کے بارے میں اتری حالانکہ اس آیت میں ہمارے عیب کا ذکر ہے مگر ہم کو یہ پسند نہیں ولکہ یہ آیت نہ اُترتی۔ کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں گروہوں کا مددگار سرپرست ہے ف

ف ایک بار سفیان نے یوں کہا ہم اس سے خوش نہیں۔ ف۲ اس سے بڑھ کر فضیلت اور کیا ہوگی۔ کہ ولایت الٰہی ہم کو حاصل ہوئی۔ ہمارے عیب کا جو ذکر ہے وہ صحیح ہے اس فضیلت کے سامنے ہم کو اپنے اس عیب کے فاش ہونے کا مطلق ملال نہیں

بَابٌ - لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ -

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول ليس لك من الامر شئ - الایہ کی تفسیر

۸۲ - حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ فِي الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ - لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ - إِلَى قَوْلِهِ - فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ - رَوَاهُ

ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبداللہ بن مبارکؒ نے خبر دی۔ کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ سے سالم نے بیان کیا۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے سُنا۔ آپؐ صبح کی نماز میں اخیر رکعت کے رکوع سے پہلے جب سر اُٹھاتے۔ تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد۔ کہنے کے بعد یوں دعا فرماتے۔ یا اللہ فلاں کافر، فلاں کافر فلاں کافر پر (ان کا نام لیکر) لعنت کر۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری۔ ليس لك من الامر شئ اخیر آیت ظالمون تک۔ اس حدیث کو اسحاق بن راشد

إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، نے زہری سے روایت کیا ہے۔ ف

ف اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں وصل کیا۔ کہتے ہیں۔ آپ چار شخصوں کا نام لیتے صفوان بن امیہ، سہیل بن عمیر، حارث بن ہشام اور عمرو بن عاص کا۔ اللہ تعالیٰ نے نام لیکر لعنت کرنیسے آپکو منع کیا اور ایسا ہوا کہ ان چاروں کو اللہ تعالے نے اس کے بعد اسلام کی توفیق دے دی

---

٨٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ: اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ ابْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، يَجْهَرُ بِذَلِكَ: وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ: اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ - لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعدؒ نے کہا ہم سے ابن شہاب نے۔ انہوں نے سعید بن مسیّب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لئے دُعا یا بددُعا فرماتے تو اکثر رکوع کے بعد جب سمع اللہ لمن حمدہ، اللھم ربنا ولک الحمد کہہ لیتے تو قنوت پڑھتے۔ اور فرماتے یا اللہ ولید ابن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو کافروں کے پنجہ سے نجات دلوا دے۔ یا اللہ مضر کے کافروں کو خوب سزا دے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کیطرح اُن پر قحط پڑے۔ آپ بلند آواز سے یہ دُعا کرتے اور بعض وقت ایسا ہوتا۔ کہ آپ فجر کی نماز میں یوں فرماتے۔ یا اللہ عرب کے فلاں فلاں قبیلوں پر لعنت کر۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے نے یہ آیت اُتاری۔ لیس لک من الامر شیءٌ۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى - وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ - وَهُوَ تَأْنِيثُ آخِرِكُمْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِحْدَى

باب اللہ تعالٰے کے اس قول والرسول یدعوکم فی اُخراکم۔ اخراي مونث ہے آخر کی۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ احدی الحسنیین

الْحُسْنَيَيْنِ فَتْحًا أَوْ شَهَادَةً۔

سے مراد فتح ہے یا شہادت۔ ف

٨٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ جُبَيْرٍ وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ فَذَاكَ۔ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ۔ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا۔

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زہیر نے۔ کہا ہم سے ابواسحاق نے۔ انہوں نے کہا میں نے براء بن عازبؓ سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن پیدل لوگوں کا سردار عبداللہ بن جبیرؓ کو کیا تھا۔ وہ شکست کھا کر بھاگتے چلے۔ اس آیت سے یہی مراد ہے۔ اِذْ یدعوھم الرسول فی اخراھم یعنی جب پیغمبر اُن کو پچھلی طرف بُلا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارہ آدمیوں کے سوا اور کوئی نہ رہا تھا۔

ف اسکو ابن ابی حاتم نے وصل کیا

بَابُ قَوْلِهِ۔ أَمَنَةً نُعَاسًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول امنۃ نعاسا کی تفسیر

٨٥۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ: غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِي مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ، قَالَ: فَجَعَلَ سَيْفِي يَسْقُطُ مِنْ يَدِي وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ وَآخُذُهُ۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابو یعقوب بغدادی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حسین بن محمد نے کہا ہم سے شیبان نے۔ انہوں نے قتادہ سے کہا ہم سے انسؓ نے بیان کیا۔ کہ ابوطلحہ کہتے تھے اُحد کے دن عین جنگ میں ہم کو اُونگھ نے آدبایا۔ تلوار میرے ہاتھ سے گرنے کو ہوتی۔ مَیں تھام لیتا۔ پھر گرنے کو ہوتی۔ پھر تھام لیتا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ۔

الْقَرْحُ: الْجِرَاحُ، اسْتَجَابُوا: أَجَابُوا، يَسْتَجِيبُ: يُجِيبُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح کی تفسیر قرح زخم کو کہتے ہیں۔ استجابوا اور اجابوا کا ایک معنی ہے۔ یعنی حکم سن لیا۔ مان لیا۔ جیسے یستجیب اور اجیب کا ف

ف یہ ابوعبیدہ کی تفسیر ہے ابن جریر نے سعید بن جبیرؓ سے بھی ایسا ہی نکالا۔ ابن مسعودؓ نے قُرح بضمہ قاف پڑھا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ - الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ -

باب - اللہ تعالیٰ کے اس قول - ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا - الآیہ کی تفسیر

۸۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، أُرَاهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ - قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا - إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ -

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے یہ کہا۔ کہ ہم سے ابوبکر بن شعبہ بن عیاش نے بیان کیا ف۱ انہوں نے ابوحصین (عثمان بن عاصم) سے۔ انہوں نے ابوالضحیٰ سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل ف۲ حضرت ابراہیم نے اس وقت کہا تھا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے اور حضرت محمدؐ نے بھی یہ کلمہ کہا تھا۔ جب لوگوں نے اُن سے کہا۔ کہ قریش کے کافروں نے آپ سے لڑنے کے لئے بہت جما کیا۔ اُن سے ڈرتے رہنا صحابہؓ کا یہ خبر سُن کر ایمان بڑھ گیا۔ انہوں نے یہی کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ (اللہ بس ہے وہ اچھا کام کرنے والا ہے)

ف۱ امام بخاریؒ کی احتیاط کو ملاحظہ کیجئے اُن کو اپنے شیخ الشیخ میں ذرا شک تھی۔ تو اس کو ظاہر کردیا۔ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں احمد بن یونس کے طریق سے نکالا۔ انہوں نے ابوبکر بن عیاش سے بغیر شک کے
ف۲ جو اس آیت میں مذکور ہے۔ الذین قال لہم الناس الخ۔

---

۸۷ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ آخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ -

ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اسرائیل نے۔ انہوں ابوحصین سے انہوں نے ابوالضحیٰ سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جب ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو اخیر کلمہ انہوں نے یہی کہا۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

بَابُ - وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ - الْآيَةَ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم اللہ من فضلہ کی تفسیر

سَيُطَوَّقُونَ - كَقَوْلِكَ طَوَّقْتُهُ بِطَوْقٍ -

اس آیت میں جو سیطوقون کا لفظ ہے۔ وہ طوق بطوق سے ہے یعنی طوق پہنائے جائیں گے ف

٨٨- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ: سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ، يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ - وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ - إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوالنضر (ہاشم بن قاسم) سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ ہم سے عبدالرحمٰن بن دینار نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جس شخص کو اللہ تعالٰی (زکوٰۃ کا) مال عنایت فرمائے۔ اور وہ زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں جس کی آنکھوں پر دو کالے ٹیکے (نقطے) ہوں گے بن کر اُس کے گلے کا طوق ہوجائے گا اور اُسکی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا (مجھ کو نہیں پہچانتا) میں تیرا مال ہوں نا تیرا خزانہ ہوں نا ف۲ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ ولا یحسبن الذین۔ یبخلون بما آتاھم اللہ من فضلہ۔ الخ

ف۱ انکا مال ان کی گردنوں کا طوق ہوگا۔ ف۲ جس سے دنیا میں تو بڑی الفت رکھتا تھا۔

بَابٌ - وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا.

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ولتسمعن من الذین أوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین أشرکوا اذی کثیرا۔ کی تفسیر

٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، قَالَ: حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللهِ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ کو عروہ بن زبیرؓ نے خبر دی۔ اُن کو اسامہ بن زیدؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے۔ جس پر فدک ف کی (بنی ہوئی) چادر پڑی تھی۔ اور اسامہؓ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ آپؐ سعد بن عبادہ کو پوچھنے گئے (جو بیمار تھے) بنی حارث بن خزرج کے محلہ میں یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔ راستے میں ایک مجلس پر گزر ہوا جس میں عبداللہ بن اُبی بن سلول (مشہور منافق) بیٹھا تھا اس وقت تک عبداللہ بن اُبی (ظاہر میں بھی) مسلمان نہیں

يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَالْمُسْلِمِينَ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولٍ: أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ، إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ، فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟ يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ، قَالَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ، فَوَالَّذِي

ہوا تھا۔ اس مجلس میں سب قسم کے لوگ تھے۔ کچھ مسلمان کچھ مشرک بت پرست کچھ یہودی کچھ مسلمان بھی اس مجلس میں عبداللہ بن رواحہؓ (مشہور صحابی) بھی تھے جب گدھے کے پاؤں کی گرد مجلس والوں پر پڑنے لگی۔ (یعنی سواری مبارک قریب آن پہنچی) تو عبداللہ بن اُبی نے چادر سے اپنی ناک ڈھانک لی۔ اور کہنے لگا۔ اجی ہم پر گرد مت اُڑاؤ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس والوں پر سلام کیا اور ٹھہر گئے پھر گدھے سے اُترے۔ اُن مجلس والوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ (اسلام کی دعوت دی) اُن کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اس وقت عبداللہ بن اُبی کہنے لگا۔ بھلے آدمی تیرا کلام بہت اچھا ہے۔ اگر سچ بھی ہے تو بھی ہم کو ہماری مجلسوں میں مت سنا۔ اپنے ٹھکانے جا۔ اور جو تیرے پاس آئے اس کو یہ قصہ سنا۔ عبداللہ بن رواحہؓ (جو پکے مسلمان اور آنحضرت کے جان نثار تھے) کہنے لگے۔ یارسول اللہ! نہیں ہر ایک مجلس میں آپ تشریف لایا کیجئے ہم کو یہ بہت اچھا لگتا ہے۔ اس گفتگو پر مسلمان اور مشرک اور یہودی لوگوں میں گالی گلوچ شروع ہوئی۔ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر اُٹھ کھڑے ہوں۔ (حملہ کر بیٹھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو دھیما کر رہے تھے (سمجھا رہے تھے کہ لڑو نہیں) آخر وہ خاموش ہو گئے۔ اسوقت آپ اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلے گئے۔ سعد بن عبادہؓ کے پاس پہنچے۔ اور سعدؓ سے فرمایا۔ تم نے ابوحباب یعنی عبداللہ بن اُبی کی گفتگو نہیں سنی۔ اس نے مجھ سے ایسی ایسی سخت (باتیں) کی ہیں سعدؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ معاف کر دیجیے درگزر فرمائیے۔ بات یہ ہے قسم اس پروردگار کی جس نے آپ پر قرآن اُتارا۔ قرآن بیشک سچا کلام ہے۔ جو اللہ نے

أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا أَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ، فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى۔ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا۔ الْآيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ۔ وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ۔ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ الْعَفْوَ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ حَتَّى أَذِنَ اللّٰهُ فِيهِمْ، فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهِ صَنَادِيدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ: هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ، فَبَايِعُوا الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوا۔

آپ پر اُتارا۔ اس بستی والوں (یعنے مدینہ والوں) نے (آپ کے تشریف لانے سے پہلے) یہ ٹھہرایا تھا۔ کہ عبداللہ بن ابی کو سرداری کا تاج پہنا کر عمامہ شاہی اس کے سر پر لپٹیں گے۔ (یعنی اسکو مدینہ کا رئیس بنائیں گے) مگر اللہ کو یہ منظور نہ تھا۔ اللہ کو تو آپؐ کو اپنا سچا کلام دیکر سردار بنانا منظور ہوا۔ وہ (غصے اور حسد سے) جل گیا۔ اس غصے اور حسد کیوجہ سے اس نے ایسی بے ادبی کی باتیں منہ سے نکالیں۔ آنحضرتؐ نے سعدؓ سے یہ سُن کر عبداللہ بن ابی کا قصور معاف کر دیا۔ اور آنحضرتؐ اور آپ کے اصحابؓ (جب تک جہاد کا حکم نہیں اُترا تھا) برابر مشرک اور اہل کتاب لوگوں کی سخت کلامی سے درگزر اور انکی ایذا دہی پر صبر کرتے رہتے جیسے اللہ نے حکم دیا تھا۔ فرمایا۔ ولتسمعن من الذین اُوتُوا الکتاب الخ اور اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا۔ ودّ کثیرٌ من اہل الکتاب اخیر آیت تک۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی ایذا دہی پر وہی طریقہ اختیار کرتے تھے جس کا حکم اللہ تعالےٰ نے دیا تھا (یعنے صبر اور شکر کا جادہ) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے باب میں جہاد کی اجازت دی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کا جہاد کیا۔ اور اس جہاد کیوجہ سے اللہ تعالےٰ نے قریش کے بڑے بڑے کافر رئیسوں کو قتل کرایا۔ تو عبداللہ بن اُبی اُس وقت (ڈر کر) اپنے ساتھ والوں مشرک بُت پرستوں سے کہنے لگا۔ اَب تو اس دین میں شریک ہونے کا موقع آن پہنچا۔ (اس کا غلبہ ہوگیا) تو اسلام لاکر پیغمبر صاحب سے بیعت کر لو۔ اس پر وہ مسلمان ہوگئے۔

ف۱ فدک ایک مقام ہے مدینہ سے دو یا تین منزل پر ف۲ یہ عبارت مکرر ہے امام مسلم کی روایت میں تکرار نہیں ہے ف۳ مردود لطیف مزاج بنا۔ ارے بھکوے یہ گرد تو نعمت ہوتی ہے۔ آرزو دارم کہ خاک آں قدم۔ طوطیائے چشم سازم دمبدم

ف۴ حافظؒ نے کہا۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے۔ کہ جس مجلس میں مسلمان کافر سب موجود ہوں۔ اس کو سلام کرنا درست ہے لیکن سلام میں مسلمانوں کی نیت کرے۔ بعضوں نے کہا یوں کہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ ف۵ مردود کو جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت اور نصیحت کی باتیں بُری معلوم ہوئیں عنب شپ اور واہی تباہی کو پسند کرتا ہے سچ ہے۔ قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری۔ موچی کو عطر سنگھاؤ۔ تو اس کو بُرا لگتا ہے۔ اس کو تو سڑے چمڑے کی بدبو چاہیے۔ ف۶ اور ہم کو دین کی باتیں سُنایا کیجیے۔ ف۷ آپؐ رحمۃ للعالمین تھے۔ اگر دنیا کے بادشاہوں کی طرح ہوتے۔ تو عبداللہ بن ابی کو ایسی سزا دیتے۔ جو اسکو ہمیشہ یاد رہتی۔

بَابُ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لا تحسبن الذین یفرحون بما أتوا۔ الآیہ کی تفسیر

۹۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ وَفَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا وَأَحَبُّوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا، فَنَزَلَتْ: لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا۔ کہا ہم کو محمد بن جعفر نے۔ کہا مجھ کو زید بن اسلم نے انہوں نے عطاء بن یسار سے۔ انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چند منافق لوگ ایسے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر جاتے تو وہ مدینہ میں رہ جاتے۔ اور پیچھے رہ جانے پر خوش ہوتے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے لوٹ کر آتے۔ تو وہ (طرح طرح) کے بہانے بناتے اور قسمیں کھاتے (ان وجوہات سے ہم نہ جا سکے) اُن کو ایسے کام پر تعریف ہونا پسند آتا۔ جس کو انہوں نے نہ کیا ہوتا۔ تو یہ آیت اُتری۔ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا

۹۱۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی۔ ان کو ابن جریج نے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے۔ ان کو علقمہ بن وقاص نے خبر دی کہ مروان نے

وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ: اذْهَبْ يَا رَافِعُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا لَكُمْ وَلِهَذِهِ؟ إِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودًا فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوهُ عَنْهُ فِيمَا سَأَلَهُمْ وَفَرِحُوا بِمَا أَتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ، ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ - وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كَذَلِكَ حَتَّى قَوْلِهِ - يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ

اپنے دربان (رافع) سے کہا۔ اے رافع تو ابن عباس کے پاس جا۔ اُن سے پوچھ۔ اس آیت کی رُو سے۔ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا تو ہم سب کو عذاب ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک آدمی اُن نعمتوں پر جو اسکو ملی ہیں خوش ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام اُس نے کیا کرایا کچھ نہیں اس پر اسکی تعریف ہو۔ (رافع نے ابن عباس ؓ سے پوچھا) انہوں نے کہا۔ اس آیت سے تم مسلمانوں کو کیا تعلق۔ ہوا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بُلوا بھیجا۔ اُن سے (دین کی) کوئی بات پُوچھی۔ انہوں نے ٹھیک بات چھپائی اور غلط بتلادی۔ ف پھر یہ سمجھے کہ ہم آپ کے نزدیک تعریف کے لائق ٹھہرے۔ آپ نے جو بات پوچھی وہ بتلا دی اور حق بات چھپا رکھنے پر خوش ہوئے اس کے بعد ابن عباس ؓ نے یہ آیت پڑھی۔ واذ اخذ اللہ آخر آیت سے پہلے ہے یفرحون بما اتوا تک ہشام بن یوسف کیساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی ابن جریج سے روایت کیا۔ ف ۲

ف گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دیا۔ ف ۲: مگر ابن جریج پر راویوں کا اختلاف ہے کوئی اُن سے کسی طرح روایت کرتا ہے۔ کوئی کس طرح۔ دوسرے رافع جو مروان کا دربان تھا۔ وہ مجہول الحال ہے۔ اس لئے امام بخاری ؒ پر لوگوں نے طعن کیا ہے۔ کہ یہ روایت کیوں لائے۔ حالانکہ خود امام بخاری ؒ نے بسرہ بنت صفوان کی حدیث کو مس ذکر کے باب میں اسی وجہ سے ترک کیا ہے کہ مروان نے جس دربان کو بسرہ کے پاس یہ حدیث سننے کے لئے بھیجا تھا وہ مجہول الاسم اور مجہول الحال ہے۔ اسی لئے امام مسلم اپنی صحیح میں اس روایت کو نہیں لائے۔ اور عبدالرزاق کی روایت کو اسمٰعیلی اور طبری اور ابُونعیم نے وصل کیا۔ اور صاحب تیسیر القاری نے غلطی کی جو کہا کہ ابن جریج کے باب میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ یعنی اس کی ثقاہت اور ضعف میں حالانکہ ابن جریج کے ثقہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

---

۹۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو حجاج بن محمد نے خبر دی۔ انہوں نے ابن جریج سے۔ کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی۔ اُن کو حمید بن عبدالرحمٰن بن

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بِهَذَا۔

عوف نے کہ مروان نے (اپنے دربان سے کہا) پھر یہی حدیث بیان کی۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار لایات لاولی الالباب۔ کی تفسیر۔

۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ، فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ۔ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ: فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا۔ کہا ہم کو محمد بن جعفر نے۔ کہا مجھ کو شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے انہوں نے کریب سے۔ انہوں نے ابن عباس رضؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا کہ ایک رات میں اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رضؓ کے پاس رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تھوڑی دیر اپنی بی بی ام المؤمنین میمونہؓ سے باتیں کرتے رہے۔ پھر سو گئے۔ جب رات کا آخری حصہ شروع ہوا۔ تو آپ (اٹھ کر) بیٹھے۔ آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار لایات لاولی الالباب پھر کھڑے ہوئے وضو کیا۔ مسواک فرمایا۔ اور گیارہ رکعتیں (تہجد اور وتر کی) پڑھیں۔ اس کے بعد بلالؓ نے (صبح کی) اذان دی۔ آپؐ نے فجر کی دو رکعت سنت پڑھی پھر باہر نکلے صبح کی نماز پڑھائی

بَابٌ۔ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ الْآيَةَ:

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض کی تفسیر

۹۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرحمن بن مھدی نے۔ انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے۔ انہوں نے کریب

سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَرَحَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طُولِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ، فَقَرَأَ الْآيَاتِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ آلِ عِمْرَانَ حَتَّى خَتَمَ، ثُمَّ أَتَى سِقَاءً مُعَلَّقًا، فَأَخَذَهُ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَ يَفْتِلُهَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ۔

سے۔ انہوں نے ابن عباس رضؓ سے۔ انہوں نے کہا ایک رات میں اپنی خالہ ام المومنین میمونہ رضؓ کے پاس رہ گیا۔ اور میں نے (اپنے جی میں) کہا۔ آج رات کو میں دیکھوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد کی) نماز کیونکر پڑھتے ہیں۔ میری خالہؓ نے آنحضرتؐ کے (آرام فرمانے کیلئے ایک گدہ بچھایا۔ آپ اس گدے کے لمباؤ میں لیٹ کر سو رہے ف۱ جب آدھی رات گزری) تو آپؐ جاگے اور منہ پر سے نیند کا خمار پونچھنے لگے پھر سورۂ آل عمران کی اخیر کی دس آیتیں پڑھنا شروع کیں سورۃ ختم کر دی۔ اس کے بعد ایک پرانی مشک کیطرف جو لٹک رہی تھی۔ تشریف لیگئے۔ اسمیں سے پانی لیا۔ وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی اٹھا اور جیسے آنحضرتؐ نے کیا تھا۔ میں نے بھی کیا (یعنی وضو طہارت وغیرہ) پھر آیا۔ تو آپؐ کے بازو کھڑا ہو گیا آپ نے (عین نماز میں) اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا۔ اور (پیار سے) میرا کان پکڑ کر ملنے لگے۔ آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں۔ پھر دو رکعتیں۔ پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں۔ پھر دو رکعتیں سب بارہ رکعتیں پھر وتر پڑھا ف۲

ف۱ دوسری روایت میں یوں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میری خالہ تو اس کے لمباؤ میں لیٹے اور میں اس کے عرض میں لیٹ رہا۔ (یعنے آپ کے بازو کے ایک طرف) ف۲ یہ حدیث کتاب صلوۃ اللیل میں گزر چکی ہے۔ تہجد کی زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعتیں ہیں۔ یعنی بارہ رکعتیں تہجد کی اور ایک رکعت پڑھ کر اس کو وتر یعنے طاق کر ڈالنا۔

بَابٌ۔ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظالمین من انصار۔ کی تفسیر

۹۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ:

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے

حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ، قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

معن بن عیسٰی نے انہوں نے امام مالک سے انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے۔ انہوں نے کریب سے جو عبداللہ بن عباسؓ کے غلام تھے۔ اُن کو عبداللہ بن عباسؓ نے خبر دی کہ وہ ایک رات کو اُمّ المؤمنین میمونہؓ کے پاس رہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی اور اُن کی خالہ تھیں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ مَیں توشک کے عرض میں لیٹ رہا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اس کے لمباؤ میں لیٹے۔ آپ سو گئے۔ جب آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد تو آپ بیدار ہوئے۔ اور دونوں ہاتھوں سے نیند کا خمار اُتارنے لگے۔ پھر سورۂ آل عمران کی دس آیتیں تلاوت کیں۔ اور ایک پُرانی مشک کی طرف گئے۔ جو لٹک رہی تھی۔ اس میں سے (پانی لے کر) اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ مَیں نے بھی وہ ہی کیا۔ جو آپ نے کیا۔ اور جا کر آپؐ کے بازو میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ سے میرا کان (شفقت سے) ملنے لگے پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں۔ پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں۔ پھر دو رکعتیں۔ پھر دو رکعتیں (سب بارہ رکعتیں) ہوئیں۔ پھر وتر پڑھا۔ پھر لیٹ رہے۔ جب مؤذن آیا۔ (اُس نے نماز کے لئے بلایا) اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور ہلکی پھلکی دو رکعتیں (فجر کی سنّت کی) ادا کیں۔ پھر باہر نکلے۔ اور صبح کی نماز پڑھائی۔

بَابٌ۔ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول ربنا اننا سمعنا

يُنَادِي لِلْإِيمَانِ۔ الآيَةَ۔

۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

منادیًا ینادی للایمان۔ اخیر تک کی تفسیر

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ انہوں نے امام مالک ؒ سے۔ انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے کریب ؒ سے جو ابن عباس ؓ کے غلام تھے۔ اُن سے ابن عباس ؓ نے بیان کیا۔ وہ ایک شب اپنی خالہ اُم المومنین میمونہ ؓ کے پاس رہ گئے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔ ابن عباس ؓ کہتے ہیں۔ مَیں توشک کے عرض میں لیٹا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اُس کے طُول (لمباؤ) میں لیٹے اور سو گئے۔ آدھی رات ہوئی پھر یا اس سے پہلے یا کچھ بعد آپ جاگے۔ اور بیٹھ کر نیند کا خمار منہ پر سے اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگے۔ پھر سورۂ آل عمران کے اخیر کی دس آیتیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ ایک پرانی مشک کیطرف گئے۔ جو لٹک رہی تھی۔ اس میں سے (پانی لیکر) اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس ؓ کہتے ہیں۔ جو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مَیں نے بھی کیا۔ اور جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا۔ اور میرا داہنا کان پکڑ کر (پیار سے) اُس کو ملنے لگے۔ آپ ؐ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں۔ پھر دو رکعتیں۔ پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں۔ (سب بارہ رکعتیں ہوئیں) پھر وتر پڑھا۔ پھر مؤذن کے آنے تک لیٹے رہے۔ جب مؤذن آیا تو کھڑے ہوئے۔ اور ہلکی پھلکی۔ (فجر کی سنت) کی دو رکعتیں پڑھ کر باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا۔

سورة النساء

سورۂ نساء کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَسْتَنْكِفُ: يَسْتَكْبِرُ، قِوَامًا: قِوَامُكُمْ: مِنْ مَعَايِشِكُمْ، لَهُنَّ سَبِيلًا: يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ، وَقَالَ غَيْرُهُ - مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ - يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَأَرْبَعًا، وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ۔

ابن عباس نے کہا یستنکف کا معنی اعزور کرے۔ اکلینہ سے [1] قواما کا معنی معاش جس سے گزران ہوتی ہے [2] لہن سبیلا سے مراد بیاہی عورت کا سنگسار کرنا ہے اور بن بیاہی کو کوڑے مارنا [3] ابن عباس رض کے سوا اوروں نے اس آیت مثنیٰ وثلاث ورباع کی تفسیر یوں کی ہے۔ دو دو۔ تین تین، چار چار اور عرب کے لوگ رباع سے آگے نہیں بڑھے۔ [4]

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے باسناد صحیح نکالا۔ ف۲ ابن عمر رض نے اس آیت کو یوں ہی پڑھا ہے ولا تؤتوا السفهاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قواما۔ اور مشہور قرأت میں قیاما ہے معنی دونوں کا ایک ہے۔ اس تفسیر کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے وصل کیا۔ ف۳ اس کو عبد بن حمید نے ابن عباس رض سے وصل کیا۔ ف۴ یعنی خماس اور سداس اور سباع نہیں کہتے۔ اس لیے متنبی کے اس مصرع پر اعتراض ہوا ہے جن میں احاد ام سداس آیا ہے بعضوں نے کہا۔ خماس سے عشار تک بھی مستعمل ہے۔ یہ تفسیر ابو عبیدہ سے منقول ہے۔

بَابٌ - وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وإن خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ کی تفسیر۔

۹۷۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَنَكَحَهَا وَكَانَ لَهَا عِذْقٌ وَكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ، فَنَزَلَتْ فِيهِ - وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامٰى - أَحْسِبُهُ قَالَ: كَانَتْ شَرِيكَتَهُ فِي ذٰلِكَ

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی انہوں نے ابن جریج سے کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص وا ایک یتیم لڑکی کی پرورش کرتا تھا۔ اس نے اس سے نکاح کر لیا۔ وہ لڑکی ایک کھجور کے درخت کی مالکہ تھی۔ اس درخت کے طمع سے یہ شخص اس لڑکی کی پرورش کرتا تھا۔ باقی اس کے دل میں اس لڑکی کیلئے کوئی الفت نہ تھی اس باب میں یہ آیت اتری وإن خفتم ان لا تقسطوا الخ ہشام

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا۔

سورة النساء

سورۂ نساء کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَسْتَنْكِفُ: يَسْتَكْبِرُ، قِوَامًا: قِوَامُكُمْ: مِنْ مَعَايِشِكُمْ، لَهُنَّ سَبِيلًا: يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ - يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَأَرْبَعًا، وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ-

ابن عباس رضؓ نے کہا۔ یستنکف کا معنی غرور کرے۔ الکینہ سے ف۱ قواما کا معنی معاش جس سے گزران ہوتی ہے ف۲ لہن سبیلا سے مراد بیاہی عورت کا سنگسار کرنا ہے اور بن بیاہی کو کوڑے مارنا ف۳ ابن عباس رضؓ کے سوا اوروں نے اس آیت مثنیٰ وثلاث وربع کی تفسیر یوں کی ہے۔ دو دو، تین تین، چار چار اور عرب کے لوگ رباع سے آگے نہیں بڑھے۔ ف۴

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے باسناد صحیح نکالا۔ ف۲ ابن عمر رضؓ نے اس آیت کو یوں ہی پڑھا ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قواما۔ اور مشہور قرأت میں قیاما ہے معنی دونوں کا ایک ہے۔ اس تفسیر کو ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے وصل کیا۔ ف۳ اس کو عبد بن حمید نے ابن عباس رضؓ سے وصل کیا۔ ف۴ یعنی خماس اور سداس اور سباع نہیں کہتے۔ اس لیے متنبی کے اس مصرع پر اعتراض ہوا ہے جن میں احاد ام سداس آیا ہے بعضوں نے کہا۔ خماس سے عشار تک بھی مستعمل ہے۔ یہ تفسیر ابو عبیدہ سے منقول ہے۔

بَابٌ - وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وإن خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ کی تفسیر۔

۹۷- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ يَتِيمَةٌ فَنَكَحَهَا وَكَانَ لَهَا عِذْقٌ وَكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهِ شَيْءٌ، فَنَزَلَتْ فِيهِ - وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى - أَحْسِبُهُ قَالَ: كَانَتْ شَرِيكَتَهُ فِي ذَلِكَ

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی انہوں نے ابن جریج سے کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص ف۱ ایک یتیم لڑکی کی پرورش کرتا تھا۔ اس نے اس سے نکاح کر لیا۔ وہ لڑکی ایک کھجور کے درخت کی مالکہ تھی۔ اس درخت کے طمع سے یہ شخص اس لڑکی کی پرورش کرتا تھا۔ باقی اس کے دل میں اس لڑکی کیلئے کوئی الفت نہ تھی اس باب میں یہ آیت اتری وإن خفتم ان لا تقسطوا الخ ہشام

الْمَالِ عَمَّنْ رَغِبُوا فِي مَالِهِ وَجَمَالِهِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ۔

ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو۔ اسکا مطلب یہ ہے جب تم ان یتیم لڑکیوں سے جنکا مال اور جمال کم ہے۔ نکاح نہیں کرنا چاہتے۔ تو مال اور جمال والی یتیم لڑکیوں سے بھی جن سے تم کو نکاح کرنے کی رغبت ہے۔ نکاح نہ کرو۔ مگر جب انصاف کیساتھ ان کا پورا مہر ادا کرو۔

ف یہ ظاہر ہے کہ امام بخاریؒ کی روایت میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ وترغبون ان تنکحوھن اسی آیت ویستفتونک فی النساء میں ہے۔ حافظ نے کہا۔ راویوں کے سہو سے امام بخاریؒ کی روایت میں کچھ عبارت رہ گئی ہے۔ صحیح مسلم اور صحیح اسمٰعیلی اور نسائی کی روایت میں یوں ہے۔ ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیھن وما یتلی علیکم فی الکتب فی یتامی النساء اللاتی لا تؤتونھن ماکتب لھن وترغبون ان تنکحوھن فذکر اللہ ان یتلی علیکم فی الکتب الایۃ الاولی وھی قولہ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ قالت عائشۃ وقول اللہ فی الایۃ الاخری وترغبون ان تنکحوھن رغبۃ احدکم اخیر تک

بَابٌ۔ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا۔ وَبِدَارًا: مُبَادَرَةً، أَعْتَدْنَا: أَعْدَدْنَا، أَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف فاذا دفعتم الیھم اموالھم فاشھدوا علیھم وکفی باللہ حسیبا۔ کی تفسیر بدارا کا معنے جلدی جلدی۔ اعتدنا۔ ہم نے تیار کر رکھا ہے یہ عتاد سے نکلا ہے۔ اسکو باب افعال میں لے گئے

۹۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ۔ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا كَانَ فَقِيرًا أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهِ عَلَيْهِ بِمَعْرُوفٍ۔

مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا۔ (یا اسحق بن منصور نے) کہا ہم کو عبداللہ بن نمیر نے خبر دی۔ کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ سے۔ انہوں نے کہا۔ یہ آیت ومن کان غنیا فلیستعفف الخ یتیم کے مال میں اتری ہے مطلب یہ ہے کہ یتیم کا متولی اگر محتاج ہو۔ تو واجبی طور سے اپنی محنت کے بدل یتیم کے مال میں سے کھا سکتا ہے

بَابٌ۔ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول واذا حضر القسمۃ

الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ - الْآيَةَ: أُولُوا القربیٰ والیتٰمٰی والمسٰکین ۔ کی تفسیر

١٠٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا. وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ - قَالَ: هِيَ مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ، تَابَعَهُ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

ہم سے احمد بن حمید نے بیان کیا کہا ہم کو عبید اللہ اشجعی نے خبر دی۔ انہوں نے سفیان ثوری رح سے ۔ انہوں نے ابو اسحٰق شیبانی سے ۔ انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رض سے انہوں نے کہا یہ آیت واذا حضر القسمۃ اولو القربیٰ والیتٰمٰی والمساکین ۔ محکم ہے منسوخ نہیں ہے ف عکرمہ کے ساتھ اس حدیث کو سعید بن جبیر رح نے بھی ابن عباس رض سے روایت کیا ف

ف اکثر علماء نے کہا۔ یہ میراث کی آیت سے منسوخ ہے ۔ ابن عباس رض کا مطلب شاید یہ ہوگا۔ کہ یہ حکم استحباباً اب بھی باقی ہے گو وجوب اسکا منسوخ ہوگیا ہے ف اس کو خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الوصایا میں وصل کیا۔

---

١٠١ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَعْقِلُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ مَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي مَالِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَنَزَلَتْ - يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ -

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے ۔ اُن سے ابن جُریج نے ۔ کہا مجھ کو محمد بن منکدر نے خبر دی۔ انہوں نے جابر رض سے ۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رض پاؤں سے چلتے ہوئے بنی سلمہ کے محلہ میں میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے ۔ آپ نے دیکھا۔ میں (بالکل) بیہوش ہوں۔ تو پانی منگوایا۔ اُس سے وضو کیا۔ پھر وضو کا مستعمل ف پانی مجھ پر چھڑکا۔ مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے پوچھا۔ یارسول اللہ! میرے مال وجائیداد کو میں کس طرح بانٹوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یوصیکم اللہ فی اولادکم اخیر تک ف

ف جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعضاء شریف دھوئے تھے ۔

ف ابن جریج کی روایت میں ایسا ہی ہے ۔ لیکن بعضوں نے کہا۔ کہ یہ ابن جریج کی غلطی ہے ۔ اور ٹھیک یہ ہے سورۃ نساء کی اخیر آیت کریمہ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلٰلۃ ۔ حضرت جابر رض کے باب میں اتری ۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ۔

ماترك ازواجكم۔ کی تفسیر

۱۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: عَنْ وَرْقَاءَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ، فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ، وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ، وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا۔ انہوں نے ورقا بن عمر یشکری سے۔ انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے عطاء سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ (شروع اسلام میں) میت کا سارا مال اَولاد کو ملا کرتا تھا۔ اور ماں باپ کو وہ ملتا۔ جو میت اُن کیلئے وصیت کر جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جو چاہا۔ وہ منسوخ کردیا۔ اور مرد کو عورت کا دوہرا حصّہ دلایا۔ اور ماں اور باپ ہر ایک کو چھٹا حصّہ اور تہائی حصّہ اور جورو کو آٹھواں حصّہ۔ یا چوتھائی حصہ اور خاوند کو آدھا۔ یا پاؤ حصّہ۔

بَابٌ۔ لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ۔ الْآيَةَ، وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَا تَعْضُلُوهُنَّ: لَا تَقْهَرُوهُنَّ، حُوبًا: إِثْمًا، تَعُولُوا: تَمِيلُوا، نِحْلَةً: فَالنِّحْلَةُ الْمَهْرُ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما آتیتموھنّ۔ الا یہ۔ کی تفسیر۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ لا تعضلوھنّ۔ اُن پر جبر نہ کرو۔ ف۱ حُوبًا کا معنے گناہ تعولوا کا معنے جھک جاؤ نحلہ کا معنے مہر ف۲

ف۱ اس کو طبری نے اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ یہ تینوں تفسیریں بھی ابن عباسؓ سے منقول ہیں۔ حُوبًا کی تفسیر کو ابن ابی حاتم نے اور تعولوا کی تفسیر کو سعید بن منصور نے اور نحلہ کی تفسیر کو ابن ابی حاتم اور طبری نے وصل کیا ف۳

۱۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ الشَّيْبَانِيُّ: وَذَكَرَهُ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ، وَلَا أَظُنُّهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اسباط بن محمد نے۔ کہا ہم سے ابو اسحاق شیبانی نے۔ انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے شیبانیؒ نے کہا۔ اس روایت کو ابو الحسن (عطا) سوائی نے بھی نقل کیا میں سمجھتا ہوں۔ انہوں نے بھی ابن عباسؓ سے روایت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ- قَالَ كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ، إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَاءُوا زَوَّجُوهَا، وَإِنْ شَاءُوا لَمْ يُزَوِّجُوهَا وَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي ذَلِكَ.

کی ؎۱ انہوں نے کہا۔ یہ آیت جو ہے یاایھا الذین امنوا لایحل لکم ان ترثوا النساء کرھا ولاتعضلوھن لتذھبوا الخ اسوقت اتری جب عرب لوگوں کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ اُن میں کوئی مرجاتا۔ تو اسکی بی بی پر میت کے وارثوں کا اختیار رہتا۔ چاہتے تو خود اس سے نکاح پڑھا لیتے۔ چاہتے تو اور کسی سے نکاح کر دیتے چاہتے تو اسکو یوں ہی رکھتے ؎۲ غرض خاوند کے وارثوں کا اس پر زور چلتا تھا۔ عورت کے وارثوں کا کچھ زور نہ چلتا۔ پھر یہ آیت اتری۔ عورتوں کو اختیار ملا کہ وہ آزاد ہو جائیں ؎۳

؎۱ حافظ رہ نے کہا مطلب یہ ہے کہ شیبانی رہ نے اس حدیث کو دو طریقوں سے روایت کیا۔ ایک عکرمہ رض کے طریق سے جو یقیناً موصول ہے۔ دوسرا اسوائی کے طریق سے جس کے موصول ہونے میں شک ہے۔ ؎۲ کسی سے نکاح نہ ہوتا۔ بیوگی میں عمر گزارتی۔ ؎۳ اب کہاں ہیں۔ وہ پادری لوگ جو اسلام پر طعنہ مارتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو لونڈی بنا دیا۔ اسلام کی برکت سے تو عورتیں آدمی ہوئیں ورنہ عرب کے لوگوں نے تو گائے بیل کیطرح اُن کو مال و اسباب سمجھ لیا تھا۔ عورت کو ترکہ نہ ملتا تھا۔ اسلام نے ترکہ دلایا۔ عورت کو جتنی چاہتے بے گنتی طلاق دیئے جاتے۔ عدت گزرنے نہ پاتی کہ ایک اور طلاق دیدیتے۔ اس کی جان غضب میں رہتی۔ اسلام نے تین طلاقوں کی حد باندھ دی خاوند کے مرنے کے بعد عورت اسکے وارثوں کے ہاتھ میں کٹ پُتلی کی طرح رہتی۔ اسلام نے عورت کو پورا اختیار دیا ہے۔ جس سے چاہے نکاح ثانی پڑھا لے۔

بَابٌ ؎۱- وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا- وَقَالَ مَعْمَرٌ: مَوَالِيَ: أَوْلِيَاءَ وَرَثَةً، عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ: هُوَ مَوْلَى الْيَمِينِ: وَهُوَ الْحَلِيفُ، وَالْمَوْلَى أَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ، وَالْمَوْلَى الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى:

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبھم۔ الخ کی تفسیر معمر نے کہا موالی سے مراد اس کے اولیاء اور وارث ہیں ؎۱ والذین عقدت ایمانکم سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جن کو قسم کھا کر اپنا وارث بناتے تھے یعنی حلیف اور مولی کے کئی معنے آئے ہیں چچا کا بیٹا ؎۲ غلام، لونڈی کا مالک جو اس پر احسان کرے اسکو آزاد کرے خود غلام جو آزاد کیا جائے۔ مالک دین کا پیشوا

الْمُعْتَقُ، وَالْمَوْلَى: الْمَلِيكُ، وَالْمَوْلَى مَوْلًى فِي الدِّيْنِ۔

ف حافظ رح نے کہا۔ یہ معمر بن مثنیٰ ہیں۔ نہ معمر بن راشد اس کو عبد الرزاق اور اسمٰعیل قاضی نے احکام میں وصل کیا۔ ف ۲:۔ ان معنوں کے سوا اور بھی کئی معنے ہیں۔ دوست، محب، ہمسایہ، مددگار، داماد، تابع وغیرہ۔

۱۰۷۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ إِدْرِيسَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ۔ قَالَ: وَرَثَةً۔ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ: كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ۔ نُسِخَتْ، ثُمَّ قَالَ۔ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ۔ مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيحَةِ۔ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصِي لَهُ، سَمِعَ أَبُو أُسَامَةَ إِدْرِيسَ، وَسَمِعَ إِدْرِيسُ طَلْحَةَ۔

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو اُسامہؓ نے۔ انہوں نے ادریس سے انہوں نے طلحہ بن مصرف سے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ یہ جو آیت ہے ہم نے ہر ایک شخص کے مولیٰ رکھے ہیں۔ مولیٰ سے مراد وارث ہیں اور والذین عقدت ایمانکم کی تفسیر یہ ہے۔ کہ (شروع اسلام میں) جب مہاجرین مدینہ میں آئے تھے ف۱ تو مہاجر (اپنے بھائی) انصاری کا وارث ہوتا۔ اس انصاری کے ناتے والوں کو ترکہ نہ ملتا۔ اسکی وجہ یہی تھی کہ آنحضرت صلعم نے انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ کرا دیا تھا جب یہ آیت اتری ولکل جعلنا موالی تو اب ایسے بھائیوں کو ترکہ ملنا موقوف ہوگیا۔ اب والذین عقدت ایمانکم یعنی جن سے دوستی مدد اور خیر خواہی کا قسم کھا کر عہد کیا جائے۔ ان کے لئے ترکہ تو نہ رہا۔ مگر وصیت کا حکم رہ گیا۔ ف۲ اس اسناد میں ابو اُسامہؒ نے ادریسؒ سے اور ادریس نے طلحہ بن مصرف سے سنا ہے ف۳

ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا تھا۔ ف۲ یعنی اگر میت اپنے ایسے بھائی کو مرتے وقت کچھ دلا جائے۔ تو اس کی وصیت نافذ کریں گے۔ ف۳ یعنی گو اس سند میں عن عن ہے مگر طبری کی روایت میں ابو اُسامہ نے یوں کہا ہے۔ ہم سے ادریس بن یزید نے بیان کیا۔ اور امام بخاریؒ نے فرائض میں ادریسؒ سے یوں نقل کیا ہم سے طلحہ نے بیان کیا۔ تو دونوں کا سماع ثابت ہوگیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ۔ يَعْنِي زِنَةَ ذَرَّةٍ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ کی تفسیر۔ مثقال سے مراد وزن ہے۔ ف

١٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أُنَاسًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيرَةِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا، إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ: تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَيُدْعَى الْيَهُودُ، فَيُقَالُ لَهُمْ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللهِ، فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ. مَا اتَّخَذَ اللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ. فَمَاذَا تَبْغُونَ؟ فَقَالُوا: عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا، فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُونَ، فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا

ہم سے محمد بن عبد العزیز نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو عمر حفص بن میسرہ نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے، انہوں نے ابو سعید خدری سے انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چند لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا۔ ہاں (بیشک دیکھو گے) دوپہر کے وقت جب ابر وغیرہ کچھ نہ ہو۔ صاف روشنی ہو۔ سورج دیکھنے میں کچھ اڑچن (کشمکش ہوتی ہے) انہوں نے کہا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ چودھویں رات کو جب ابر وغیرہ کچھ نہ ہو۔ صاف روشنی ہو۔ چاند دیکھنے میں تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے! انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بس اسی طرح تم کو قیامت کے دن اپنے پروردگار کے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی جیسے سورج اور چاند کے دیکھنے میں نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن ایسا ہوگا ایک پکارنے والا یوں پکارے گا۔ لوگو! جو جس کو پوجتا تھا۔ اسی کے ساتھ چلا جائے۔ اب اللہ کے سوا دوسری چیزوں کو پوجنے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ سب اپنے معبودوں کے ساتھ جیسے بت تھان وغیرہ ہیں۔ دوزخ میں جا کر گر جائیں گے وہ لوگ رہ جائیں گے۔ جو خدا کو پوجتے تھے۔ ان میں اچھے برے (سب طرح کے مسلمان) ہوں گے۔ اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ پہلے یہودی بلائے جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ تم (اللہ کے سوا) اور کس کو پوجتے تھے۔ وہ کہیں گے۔ ہاں! ہم عزیر پیغمبر کو بھی پوجتے تھے۔ وہ اللہ کے بیٹے تھے۔ تب ان سے کہا جائے گا۔ کہ تم جھوٹے ہو۔ اللہ کا نہ تو کوئی جورو ہے۔ نہ اسکی اولاد ہے۔ اچھا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے۔ اے پروردگار! ہم پیاسے ہیں۔ ہم کو پانی پلا۔

سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيُقَالُ لَهُمْ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا: كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللهِ، فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ - مَا اتَّخَذَ اللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ - فَيُقَالُ لَهُمْ: مَاذَا تَبْغُونَ؟ فَكَذَلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ - حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ فِي أَدْنَى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا، فَيُقَالُ: مَاذَا تَنْتَظِرُونَ؟ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، قَالُوا: فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: لَا نُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔

اُن کو (دُور سے) چمکتی ہوئی ریتی بتلائی جائے گی (وہ پانی کی طرح معلوم ہوگی) اُن سے کہا جائیگا۔ وہاں جاؤ۔ درحقیقت وہ دُوزخ ہوگی۔ ایک کو ایک کچلتی توڑتی ہوئی وہ ف۲ اسی میں جا کرگر پڑیں گے اس کے بعد نصارٰی بلائے جائیں گے۔ اُن سے پوچھا جائیگا۔ تم بتاؤ (اللہ کے سوا) کس کو پوجتے تھے۔ وہ کہیں گے ہم خداوند یسُوع مسیح کو پوجتے تھے۔ جو اللہ کے بیٹے تھے۔ اُن سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو۔ بھلا اللہ کو جورو یا اولاد کہاں سے آئی پھر اُن سے کہا جائیگا۔ اچھا اب کیا چاہتے ہو۔ وہ بھی ایسا ہی کہیں گے۔ جیسے یہودیوں نے کہا تھا۔ اور اُنکی طرح دوزخ میں جاگرینگے اب اُس میدان میں (وہی لوگ رہ جائیں گے۔ جو خالص خدا کو پوجتے تھے۔ اُن میں اچھے بُرے سب طرح کے مسلمان ہُونگے (مگر سب مُوحّد) اسوقت پروردگار ایک صُورت میں جلوہ گر ہوگا۔ جو پہلی صُورت سے جسکو وہ دیکھ چکے ہونگے۔ ملتی جُلتی ہوگی (پر وُہ صورت نہ ہوگی ف۳ اور ان لوگوں سے کہا جائیگا ف۴ تم کس کے انتظار میں کھڑے ہو ف۵ ہر اُمت اپنے معبود کیساتھ چلی گئی یہ کہیں گے ہم کو دنیا میں ان گمراہ لوگوں کی احتیاج تھی۔ اس وقت تو ہم انسے جدا رہے ان کا ساتھ نہیں دیا ف۶ ہم تو اپنے سچّے خدا کی انتظار کر رہے ہیں جسکو ہم دنیا میں پوجتے رہے۔ اُسوقت پروردگار فرمائیگا۔ میں تمہارا خدا ہوں۔ وُہ دو بار یا تین بار یوں کہیں گے۔ ہم اللہ کیساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں۔ ف

ف۱ یعنی ذرّے کے وزن برابر اللہ جلّ شانہٗ کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ ف۲ یعنی آگ کی تیزی اور لپیٹ ایسی ہوگی۔ کہ اپنے آپ کو کھا رہی ہوگی۔ ایک شعلہ اُٹھے گا۔ تو دوسرا اُسکو توڑ دے گا۔ جیسے سمندر کی موجیں اُٹھتی ہیں۔ ایک موج دوسری موج کو کچل دیتی ہے۔ ف۳ اس حدیث سے پروردگار کے لئے صورت ثابت ہوئی۔ اگر صورت نہ ہو۔ تو پھر اسکا دیدار کیونکر ہوگا۔ پچھلے اہل کلام اور معتزلہ نے اس کی تاویل کی ہے۔ صورت سے صفت اور آنے سے دیکھنا مراد ہے۔ ف۴ خود پروردگار فرمائیگا۔ ف۵ تم بھی اپنے معبُود کے ساتھ کیوں نہیں جاتے۔ ف۶ اب ہم انکے ساتھ بھلا کیونکر جانے لگے۔ ف امام مسلم رح کی روایت میں یوں ہے۔ کہ مسلمان پہلے اپنے پروردگار کو نہ پہچانیں گے۔ کیونکہ وہ دوسری صورت میں جلوہ گر ہوگا۔ اور جب وہ فرمائیگا۔ مَیں تمہارا پروردگار ہوں۔ تو مسلمان کہیں گے۔ ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

پھر پروردگار اپنی پہلی صورت میں ظاہر ہوگا۔ جس صورت میں مسلمان اسکو دیکھ چکے ہوں گے۔ اسوقت سب مسلمان سجدے میں گر پڑیں گے۔ اور کہیں گے۔ توبیشک ہمارا پروردگار ہے۔ سبحان اللہ! یہ وقت بھی کیا خوشی کا وقت ہوگا۔ جب بندہ اپنے مالکِ حقیقی کی پناہ میں آکر اس کے ساتھ ہولے گا۔

بَابٌ ـ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ـ الْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ، نَطْمِسَ وُجُوهًا: نُسَوِّيهَا حَتَّى تَعُودَ كَأَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ: مَحَاهُ، بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا: وَقُودًا.

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ الخ) کی تفسیر

مُخْتَال اور خَتَّال کا معنی ایک ہے۔ یعنی غروری (اترانے والا) نَطْمِسَ وُجُوہًا۔ کا معنی۔ ہم انکا منہ میٹ کر گدھے کی طرح سپاٹ کر دیں گے۔ یہ طَمَسَ الْكِتَابَ سے نکلا ہے۔ یعنی لکھا ہوا میٹ دیا۔ (سَعِيرًا) کا معنی ایندھن۔

١٠٦ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ يَحْيَى بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى بَلَغْتُ ـ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ـ قَالَ: أَمْسِكْ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ ـ

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے خبر دی۔ انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے سلیمان اعمش سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے عبیدہ بن عمرو سلمانی سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رض سے یحییٰ نے کہا۔ اس حدیث کا ایک ٹکڑا اعمش نے عمرو بن مرہ سے بھی روایت کیا ہے ف۱ انہوں ف۲ نے کہا۔ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائش کی۔ کچھ قرآن سناؤ۔ میں نے کہا بھلا میں آپ کو کیا سناؤں۔ آپ پر تو خود قرآن اترا ہے ف۳ آپ نے فرمایا۔ نہیں! بات یہ ہے کہ مجھ کو دوسرے شخص سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی جب اس آیت پر پہنچا۔ (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا الخ) تو آپ نے فرمایا۔ بس کر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ف۴

ف۱ انہوں نے ابراہیم نخعی سے اخیر تک۔ ف۲ یعنی عبداللہ بن مسعود رض نے۔ ف۳ آپ کے سامنے کیا پڑھوں گا۔ ف۴ آپ اس وجہ سے رو دیئے کہ امت نے جو جو کیا ہے۔ اس پر گواہی دینی ہوگی۔ بعضوں نے کہا۔ یہ رونا آپ کا خوشی کا رونا تھا۔ چونکہ آپ تمام پیغمبروں کے گواہ بنیں گے۔

بَابُ قَوْلِهِ- وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ- صَعِيدًا: وَجْهَ الْأَرْضِ، وَقَالَ جَابِرٌ: كَانَتِ الطَّوَاغِيتُ الَّتِي يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهِمَا فِي جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ، وَ فِي أَسْلَمَ وَاحِدٌ، وَفِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ، كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، وَقَالَ عُمَرُ: الْجِبْتُ: السِّحْرُ، وَالطَّاغُوتُ: الشَّيْطَانُ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: الْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ شَيْطَانٌ، وَالطَّاغُوتُ الْكَاهِنُ-

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط کی تفسیر صعید کہتے ہیں رُوئے زمین کو وف جابر رض نے کہا طاغوت وہ لوگ جن کے پاس کافر اپنے مقدمے لے جاتے تھے۔ جہینہ قبیلے میں ایک طاغوت تھا۔ اسلم قبیلے میں ایک تھا۔ اسی طرح ہر ایک قبیلے میں ایک ایک یہ لوگ کاہن تھے۔ اُن کے اوپر شیطان اُترا کرتا تھا وٹ اور حضرت عمر رض نے کہا۔ جبت کہتے ہیں جادُو کو۔ اور طاغوت شیطان کو وٹ اور عکرمہ رض نے کہا جبت حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کا معنی کاہن وٹ

ول یہ ابو عبیدہ کی تفسیر ہے۔ قتادہ نے کہا صعید وہ زمین ہے جس میں درخت یا گھاس نہ ہو۔ عمرو بن قیس نے کہا صعید مٹی۔ ابن زید نے کہا صاف ہموار زمین۔ وٹ اس کو ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ کے طریق سے وصل کیا وٹ اس کو عبد بن حمید نے اور مسدد اور ابن رُستہ نے کتاب الایمان میں وصل کیا۔ وٹ اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ اور طبری نے قتادہ رح سے بھی ایسا ہی روایت کیا۔

١٠٧- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ عَلَى وُضُوءٍ وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى، يَعْنِي آيَةَ التَّيَمُّمِ-

مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رض سے۔ انہوں نے کہا ایسا ہوا حضرت اسماء کے گلے کا ہار (جو حضرت عائشہ رض نے مانگ کر لیا تھا) کہیں گر گیا۔ کئی آدمیوں کو آنحضرت ص نے اس کے ڈھونڈنے کے لئے بھیجا۔ نماز کا وقت آگیا وہاں پانی نہ تھا۔ لوگ باوضو نہ تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اُتاری (وان کنتم مرضی الخ)

بَابٌ- أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ- ذَوِي الْأَمْرِ-

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی تفسیر اولی الامر سے صاحب حکومت لوگ مراد ہیں

١٠٨- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ:

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا۔ کہا ہم کو حجاج بن

أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ۔

محمد نے خبر دی۔ انہوں نے ابن جریج سے۔ انہوں نے یعلے بن مسلم سے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے انہوں نے ابن عباس رضؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ یہ آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اخیر تک۔ عبداللہ بن حذافہ کے باب میں اتری۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک فوج کا سردار بنا کر بھیجا تھا۔ ف۱

ف۱۔ راستہ میں ان کو کسی بات پر غصہ آیا۔ انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا۔ آگ سلگاؤ جب آگ روشن ہوئی۔ تو کہا اس میں گھس جاؤ۔ بعضوں نے کہا۔ ان کی اطاعت کرنا چاہیئے۔ بعضوں نے کہا۔ یہ حکم شرع کے خلاف ہے۔ اسکا ماننا ضرور نہیں۔ آخر یہ آیت اتری۔ فان تنازعتم فی شیء۔ حافظ نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف اور جھگڑا ہو جائے۔ تو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کی طرف رجوع کرو۔

بَابٌ۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم کی تفسیر

۱۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فِي شَرِيجٍ مِنَ الْحَرَّةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ، ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ، وَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے۔ انہوں نے کہا۔ زبیرؓ اور ایک انصاری (ثابت بن قیس) میں حرہ کی ایک نالی پر جھگڑا ہوا۔ ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) یہ حکم دیا۔ زبیرؓ تو اپنے درختوں کو پانی پلالے پھر اپنے ہمسایہ کے باغ میں پانی جانے دے۔ یہ سن کر انصاری کہنے لگا۔ کیوں نہیں۔ زبیرؓ آخر آپ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں ف۲ آپ کے چہرے کا رنگ (غصے سے) بدل گیا۔ (آپ نے دوسرا حکم دیا۔ (جو قاعدے کا تھا) زبیرؓ ایسا کر اپنے درختوں کو پانی پلا۔ اور پانی کو روک رکھ جب تک مینڈھوں تک نہ بھر جائے۔ پھر اپنے ہمسایہ کی طرف چھوڑ دے ف۳ انصاری نے جب آپکو غصہ دلایا تو آنحضرت صلی

حِينَ أَحْفَظَهُ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرٍ لَهُمَا فِيهِ سَعَةٌ، قَالَ الزُّبَيْرُ: فَمَا أَحْسِبُ هَذِهِ الْآيَاتِ إِلَّا نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ. فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ.

اللہ علیہ وسلم نے (دوسرا حکم دے کر) زبیرؓ کو ان کا پورا حق دلا دیا۔ پہلے جو حکم آپؐ نے دیا تھا۔ اس میں دونوں کی رعایت تھی (انصاری کا فائدہ تھا) زبیرؓ نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ آیتیں۔ فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم اخیر تک اسی مقدمہ میں اُتری ہیں ف۴

ف۱ حرہ مدینہ کی پتھریلی زمین۔ ف۲ آپؐ اُن کی رعایت کرتے ہیں۔ ف۳ زہری نے کہا جب انصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے حکم کی قدر نہ کی۔ ف۴ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اُن لوگوں کا ایمان کبھی پورا ہونے والا نہیں۔ جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم نہ بنائیں۔ پھر تیرے فیصلے کو سُن کر خوشی خوشی تسلیم نہ کرلیں۔ مؤمن کی یہی علامت ہے کہ جس مسئلہ میں اُس کو صحیح حدیث مل جائے۔ بس خوشی خوشی اس پر عمل شروع کر دے۔ اگر تمام جہان کے مولوی مجتہد اس کے خلاف بیان کریں۔ تو کرتے رہیں ذرا بھی دل میں یہ خیال نہ لائے۔ کہ ان مجتہدوں کا مذہب جو ہم چھوڑتے ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے بلکہ دل میں بہت خوشی اور سرور پیدا ہو۔ کہ حق تعالیٰ نے حدیث شریف کی پیروی کی توفیق دی۔ اور کیدانی اور رقانی کے پھندے سے نجات دلائی

بَابٌ. فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ.

باب۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم الخ کی تفسیر

۱۱۰. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَكَانَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ.

ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے۔ انہوں نے اپنے والد (سعد بن ابراہیم) سے انہوں نے عروہ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپؐ فرماتے تھے۔ جو پیغمبر بیمار ہوتا ہے اس کو مرنے سے پہلے اختیار ملتا ہے چاہے دنیا میں اُور رہے چاہے آخرت کا سفر اختیار کرے موت کی بیماری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زور کا ٹھسکا لگا۔ میں نے سُنا آپؐ فرما رہے تھے مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصلحین میں سمجھ گئی کہ آپ کو بھی اختیار ملا ف (اور آپ نے سفر آخرت اختیار فرمایا)

ف یہ آیت اس وقت اُتری جب ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ مجھ کو آپ سے بیحد محبت ہے۔ گھر میں رہوں تو چین نہیں آتا جب آپ کی صورت مبارکہ آن کر دیکھتا ہوں۔ تو تسلی ہوتی ہے۔ اب مجھ کو یہ فکر ہے۔ کہ آخرت میں آپ تو اعلیٰ درجے پر ہوں گے۔ مَیں خدا جانے کہاں ہوں گا۔ آپ کا جمال مبارک وہاں کیسے دیکھ سکوں گا۔ ایک روایت میں یوں ہے۔ مجھ کو یہ فکر ہے۔ کہ بہشت میں بھی جاؤں گا۔ تو آپ کو کیسے پاؤنگا۔ اگر آپ کا جمال مبارک نہ دیکھوں تو بہشت میں بھی چین نہیں آئے گا۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب فرماتے تھے ایک شخص سب کے ساتھ کیونکر ہو سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے اگر وہ سب کا پیارا ہوگا۔ تو سب کے ساتھ ہوگا۔

بَابٌ - وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ - إِلَى - الظَّالِمِ أَهْلُهَا -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ ــــ الظالم اھلھا تک کی تفسیر

۱۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ -

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی یزید مکی سے انہوں نے کہا مَیں نے ابن عباسؓ سے سُنا۔ وُہ کہتے تھے۔ اس آیت میں جو مستضعفین (یعنی کمزور ناتواں) لوگوں کا ذکر ہے۔ تو مَیں اور میری والدہ (مکّہ میں) ایسے ہی لوگوں میں تھے۔ ف

ف ان کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث تھا جو ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ یہ دونوں دل سے مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر مکہ میں کافروں کے ہاتھ میں پھنسے ہوئے تھے۔ ہجرت نہیں کر سکتے تھے۔

---

۱۱۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا - إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ - قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ، وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: حَصِرَتْ: ضَاقَتْ، تَلْوُوا أَلْسِنَتَكُمْ: بِالشَّهَادَةِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: الْمُرَاغَمُ: الْمُهَاجَرُ، رَاغَمْتُ: هَاجَرْتُ قَوْمِي - مَوْقُوتًا: مُوَقَّتًا وَقَّتَهُ عَلَيْهِمْ -

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے کہ ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی۔ الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان۔ کہا۔ مَیں اور میری والدہ دونوں اُن لوگوں میں تھے جن کو اللہ نے معذور رکھا۔ اور ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ حصرت صدورھم کا معنی انکے دل تنگ ہیں تلووا السنتکم یعنی زبان اڑپھیر کربات بناکر گواہی دو ف ابن عباسؓ کے سوا دوسرے شخص (ابوعبیدہ) نے کہا مراغم کا معنے ہجرت کا مقام عرب لوگ کہتے ہیں۔ راغمت قومی یعنی مَیں نے اپنی قوم والوں کو چھوڑ دیا۔ موقوتا کا معنے ایک ایک وقت پر۔

ف۱ کافر ان کو زبردستی اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ف۲ اس کو طبری نے وصل کیا

بَابٌ۔ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول فما لکم فی المنافقین

فِئَتَيْنِ وَاللهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَدَّدَهُمْ، فِئَةٌ: جَمَاعَةٌ

فئتین واللہ أرکسھم کی تفسیر۔ ارکسھم کا معنے ان کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ (چندی چندی کر دیا) فئۃ کا معنے گروہ۔ ف۱

۱۱۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ۔ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أُحُدٍ وَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ، فَرِيقٌ يَقُولُ اقْتُلْهُمْ، وَفَرِيقٌ يَقُولُ لَا، فَنَزَلَتْ۔ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ۔ وَقَالَ: إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر ۃ اور عبد الرحمٰن ع نے ان دونوں نے کہا، ہم سے شعبہ نے انہوں نے عدی بن ثابت سے۔ انہوں نے عبداللہ بن یزید خطمی سے انہوں نے زید بن ثابت رضی سے انہوں نے کہا کہ فما لکم فی المنافقین فئتین اُسوقت اتری جب جنگ اُحد میں کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کر پھر آپ کو چھوڑ کر مدینہ لوٹ آئے۔ اب مسلمان ان کے مقدمہ میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ کہتا تھا ہم تو (مدینہ جا کر) ان کو قتل کریں گے۔ دوسرا کہتا تھا نہیں ہم تو قتل نہیں کریں گے پھر یہ آیت اتری۔ فما لکم فی المنفقین الخ اور آنحضرت نے فرمایا۔ مدینہ کا نام طیبہ ہے (پاک کرنیوالا) یہ پلیدی کو ایسے دور کر دیتا ہے۔ جیسے آگ، چاندی (یا لوہے) کے میل کو۔

ف۱ ان دونوں تفسیروں کو طبری نے وصل کیا۔ ۃ محمد بن جعفر۔ ع ابن مہدی۔

C1_۸

بَابٌ۔ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ کی تفسیر

الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ۔ أَيْ أَفْشَوْهُ يَسْتَنْبِطُونَهُ، يَسْتَخْرِجُونَهُ، حَسِيبًا: كَافِيًا، إِلَّا إِنَاثًا، يَعْنِي الْمَوَاتَ حَجَرًا، أَوْ مَدَرًا وَمَا أَشْبَهَهُ، مَرِيدًا: مُتَمَرِّدًا، فَلَيُبَتِّكُنَّ: بَتَّكَهُ: قَطَّعَهُ، قِيلًا وَقَوْلًا وَاحِدٌ، طَبَعَ: خَتَمَ۔

اذاعوا کا معنے مشہور کر دیتے ہیں ف۱ یستنبطونہ کا معنے نکال لیتے ہیں ف۲ حسیبا کا معنے کافی ہے۔ الا اناثا سے بے جان چیزیں مراد ہیں۔ مثلاً پتھر، مٹی وغیرہ ف۳ مریدا کا معنے شریر (نمانا) فلیبتکن بتک سے نکلا ہے یعنی اس کو کاٹ ڈالا قیل اور قول دونوں کے ایک معنی ہیں ف۴ طبع کا معنی مہر کر دی۔

ف۱ یہ ابن منذر نے ابن عباس رض سے نکالا۔ ف۲ یعنی اصلی حقیقت سمجھ لیتے ہیں۔ یہ ابو عبیدہ رض سے منقول ہے۔

ف۳ جس سے بُت بنائے جاتے ہیں۔ ف۴ اس آیت میں ومن اصدق من اللہ قیلا

بَابٌ۔ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جھنم کی تفسیر۔

۱۱۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: آيَةٌ اخْتَلَفَ فِيهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ فَرَحَلْتُ فِيهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ۔ هِيَ آخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان نے۔ انہوں نے کہا میں نے سعید بن جبیرؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے قرآن کی اس آیت ومن یقتل مومنا متعمدا میں کوفہ کے لوگوں نے اختلاف کیا۔ (بعضے کہتے تھے منسوخ ہے) آخر میں سفر کر کے ابن عباسؓ کے پاس گیا۔ اُن سے پوچھا انہوں نے کہا یہ آیت تو اخیر زمانہ میں اُتری ہے منسوخ کہاں سے ہوئی ف۱

ف۱ اُوپر گزر چکا ہے کہ ابن عباسؓ اسی آیت کے موافق کہتے تھے۔ کہ قاتل مومن کی توبہ مقبول نہیں ہے اور زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابوہریرہؓ اور کئی تابعین کا بھی یہی قول ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں۔ جب شرک اور کفر سے توبہ قبول ہے تو قتل مومن سے بھی توبہ درست ہوگی۔ اور سورۂ فرقان میں اس کی صراحت موجود ہے الامن تاب وامن وعمل عملا صالحا۔

بَابٌ۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ السَّلَمُ وَالسَّلَامُ وَالسَّلَمُ وَاحِدٌ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا کی تفسیر سَلَم اور سِلْم اور سَلام سب کے ایک معنے ہیں۔

۱۱۵۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ،

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے۔ انہوں نے عطاء سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ اس آیت ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا کے باب میں عطاء کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ ایسا ہوا۔ ایک شخص (مرداس ابن نہیک) تھوڑی سی بکریاں لئے ہوئے مسلمانوں کو ملا۔ اس نے (اپنا اسلام ظاہر کرنے کیلئے) السلام علیکم کہا۔ اور

فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا غُنَيْمَتَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ إِلَى قَوْلِهِ - عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا - تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ، قَالَ: قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ السَّلَامَ -

مسلمانوں نے اس کو (بہانہ خور سمجھ کر) مار ڈالا۔ اسکی بکریاں لے لیں۔ (اسامہ بن زیدؓ نے اس کو قتل کیا[1]) اسوقت یہ آیت اتری ولاتقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا تبتغون عرض الحیٰوۃ الدنیا تک عرض سے مراد یہی بکریاں ہیں۔ ابن عباسؓ نے اس آیت میں السلام پڑھا ہے[2]۔

ف[1] اس لشکر کے سردار غالب بن فضالہ اللیثی تھے۔ ف[2] مشہور قرأت بھی یہی ہے۔ بعضوں نے السِّلم پڑھا ہے۔ بکسر سین وسکون لام، بعضوں نے بہ فتحہ سین اور لام پڑھا ہے۔

بَابٌ - لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - الْآيَةَ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لایستوی القاعدون من المؤمنین کی تفسیر

۱۱۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُ رَأَى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ أَعْمَى، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرَضَّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ - غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ -

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہابؒ سے۔ انہوں نے کہا مجھ سے سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں نے مروان بن حکم کو (جو مدینہ کا حاکم تھا) مسجد میں بیٹھے دیکھا۔ میں اس کے بازو پر جا بیٹھا۔ وہ کہنے لگا ہم کو زید بن ثابتؓ نے خبر دی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یہ آیت یوں لکھوائی۔ لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاھدون فی سبیل اللہ۔ عبداللہ بن اُمّ مکتوم آپ کے پاس آئے آپ یہی آیت لکھوا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ (وہ آنکھوں سے معذور تھے) یا رسول اللہ! اگر مجھ کو جہاد کی طاقت ہوتی (میں معذور نہ ہوتا) تو ضرور جہاد کرتا۔ اسی وقت اللہ نے آنحضرتؐ پر وحی بھیجی آپ کی ران میری ران پر تھی۔ وحی آنے سے آپؐ کی ران اتنی بھاری ہوگئی۔ میں ڈرا۔ کہیں میری ران (بوجھ سے) ٹوٹ جاتی ہے پھر یہ حالت موقوف ہوئی۔ اللہ نے یہ لفظ اتارا غیر اولی الضرر[1]

ف[1] اس لفظ کے اترنے سے عبداللہ بن ام مکتوم اور دوسرے لوگوں کو تسلی ہوگئی جو معذور تھے کہ ان کا مرتبہ مجاہدین سے گھٹ نہیں سکتا۔ البتہ جو لوگ قدرت رکھ کر جہاد نہ کریں وہ مجاہدین کا درجہ نہیں پا سکتے۔

۱۱۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ- لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ-

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابواسحٰق سے۔ انہوں نے براء بن عازبؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ جب یہ آیت اتری لایستوی القاعدون الخ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت کو بُلایا۔ انہوں نے یہ آیت لکھی، پھر ام مکتومؓ کا بیٹا آیا۔ اس نے یہ شکوہ کیا کہ میں اندھا ہوں (جہاد نہیں کر سکتا)۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ اُتارا۔ غیر اُولی الضرر۔

۱۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ- لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ- قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْعُوا فُلَانًا، فَجَاءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ أَوِ الْكَتِفُ فَقَالَ: اكْتُبْ- لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَخَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَا ضَرِيرٌ، فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا- لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ-

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل بن یونس سے۔ انہوں نے اپنے دادا ابواسحٰق سبیعی سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا۔ جب یہ آیت اتری لایستوی القاعدون الخ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فلاں شخص (یعنی زید بن ثابتؓ) کو بُلاؤ۔ وہ دوات، تختی یا شانہ کی ہڈی ف (جس پر لکھتے تھے) لئے ہوئے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ لکھ! لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ۔ اس وقت ابن ام مکتومؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (بیٹھے) ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو آنکھوں سے معذور ہوں۔ (میرا کیا قصور جو مجھ کو مجاہدین کا درجہ نہ ملے) اس وقت یہ آیت اتری۔ لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر۔ الخ

ف یہ راوی کو شک ہے کہ لوح کا لفظ کہا یا کتف کا بعضے نسخوں میں بجائے اَوْ کے واو پڑھا ہے۔

۱۱۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ أَنَّ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی۔ ان کو ابن جریج نے۔ دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا۔ مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبدالرزاق نے۔ کہا ہم کو ابن جریج نے۔ کہا مجھ کو عبدالکریم جزری نے۔ اُن سے مقسم نے بیان کیا۔ جو عبداللہ بن حارث کے غلام تھے۔ اُن سے ابن عباسؓ نے کہا لایستوی القاعدون کا مطلب

أُخْبَرَهُ۔ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ۔

یہ ہے۔ کہ بدر کی لڑائی میں جو مسلمان نہیں گئے اور جو بدر کی لڑائی میں گئے ہیں۔ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔

بَابٌ۔ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ، الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ) کی تفسیر۔

۱۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ: قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِي عَنْ ذٰلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي السَّهْمُ يُرْمَى بِهِ فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ، فَأَنْزَلَ اللهُ۔ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ۔ الْآيَةَ۔ رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ۔ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ۔ الْآيَةَ۔

ہم سے عبداللہ بن یزید مقری نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حیوۃ بن شریح وغیرہ نے بیان کیا۔ف کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسود نے۔ انہوں نے کہا۔ مدینہ والوں کو ایک فوج نکالنے کا حکم دیا گیا۔ف۲ اس فوج میں میرا نام بھی لکھا گیا۔ پھر عکرمہ سے ملا جو ابن عباس رض کے غلام تھے۔ اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ ف۳ انہوں نے مجھ کو بہت منع کیا۔ ف پھر کہنے لگے۔ مجھ کو ابن عباس رض نے خبر دی۔ کہ ایسا ہوا کہ کچھ مسلمان مشرکوں کے ساتھ تھے ان کی تعداد بڑھاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر ایک تیر آتا۔ ان میں سے کوئی مارا جاتا۔ یا تلوار کی ضرب سے کوئی قتل کیا جاتا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ف۵ (اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ الآیۃ) اخیر آیت تک ف اس حدیث کو لیث بن سعد رح نے بھی ابوالاسود رح سے روایت کیا ہے۔ف

ف وغیرہ سے مراد ابن لہیعہ ہے۔ وہ ضعیف ہے۔ اسکی روایت طبرانی نے معجم صغیر میں نکالی۔ ف۲ یعنی عبداللہ بن زبیر رض کی خلافت میں یہ فوج اہل شام سے لڑنے کے لئے نکالی گئی تھی۔ ف۳ کہ میں فوج میں شریک ہوگیا ہوں۔ ف۴ کہ اس فوج میں مت شریک ہو۔ ف۵ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مسلمانوں کو کسی حال میں کافروں کی فوج میں شریک ہونا درست نہیں۔ جب مسلمانوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنا۔ ایسا خوفناک ہو۔ تو وائے! بر حال ان مسلمانوں کے جو

تھوڑی سی تنخواہ کے لئے کافروں کی نوکری کریں۔ اور اُن کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑیں۔ یہ لوگ ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتے۔ اگر یہ کافروں کے ساتھ ہو کر مارے جائیں۔ تو اُنکا حکم بھی بموجب آیت کریمہ کافروں کا سا ہو گا۔ اور اُن کا خاتمہ کفر ہی پر سمجھا جائے گا۔ معاذ اللہ! مسلمانوں کو ہرگز کافروں کی فوج میں شریک نہ ہونا چاہیئے۔ ایسی نوکری کرنے سے تو بھیک مانگنا بہتر ہے۔ کچھ بھی محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پال سکتے ہیں۔ اپنا ایمان ضائع کرنا اور آخرت کا برباد کرنا۔ وہ بھی دس، بارہ روپے کے لئے۔ کسی عقلمند کا کام نہیں ہے۔ ف۶ عکرمہ کا مطلب یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں جو لوگ مارے جائیں۔ گو وہ مسلمان بھی ہوں۔ اور اُنکی نیت بھی مسلمانوں سے لڑنے کی نہ ہو۔ مگر ان کا خاتمہ اس آیت کی رُو سے بُرا ہو گا۔ اور یہ کہنا کچھ کام نہ آئیگا۔ کہ ہم مجبور تھے۔ اُن سے کہا جائے گا۔ کہ اللہ کی زمین کچھ تنگ تھوڑی تھی۔ تمہیں کہیں اور جگہ ہجرت کر جانا تھا۔ ف۷ اسکو اسمٰعیلی اور طبرانی نے معجم اوسط میں وصل کیا۔

۱۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ۔ قَالَ: كَانَتْ أُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ۔

ہم سے ابُوالنعمان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حمادبن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے۔ انہوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے، انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا۔ میری والدہ (اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ) یعنی معذور لوگوں میں سے تھی۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ فَأُولٰئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ۔ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (فَاُولٰئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْھُمْ) الخ کی تفسیر

۱۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ: اللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ رَبِيعَةَ اللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، اللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى

ہم سے ابُونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شیبانؒ نے۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے۔ انہوں نے ابُوسلمہؒ سے۔ انہوں نے ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ایک بار ایسا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد سجدہ کرنے سے پہلے یُوں دُعا فرمائی۔ کہ یا اللہ! عیاش بن ربیعہ کو (کافروں کے پنجے سے) چھڑا دے۔ یا اللہ! سلمہ بن ہشام کو چھڑا دے۔ یا اللہ ولید بن ولید کو چھڑا دے۔ یا اللہ! کمزور مسلمانوں کو نجات دلوا دے۔ یا اللہ! مضر کے کافروں کو خوب سزا دے۔

مُضَرَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِىْ يُوْسُفَ۔

اُن پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے سے برابر کئی سال تک قحط بھیج۔ ف

ف معلوم ہوا۔ کہ جو کافر مسلمانوں کو ستائیں۔ اُن پر قحط اور بیماری کی بد دُعا کرنا درست ہے۔

بَابٌ۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ۔ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ۔ الخ) کی تفسیر۔

۱۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى۔ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ وَكَانَ جَرِيحًا۔

ہم سے ابُوالحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا۔ کہا ہم کو حجاج بن محمد اعور نے خبر دی انہوں نے ابن جریج سے کہا مجھ کو یعلیٰ بن مسلم نے خبر دی انہوں نے سعید بن جبیر رضہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا کہ یہ آیت اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذًى مِنْ مَطَرٍ الخ۔ عبدالرحمٰن بن عوف کے باب میں نازل ہوئی۔ وہ زخمی تھے۔

بَابٌ قَوْلِهٖ۔ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ۔ الْآيَه

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ الخ) کی تفسیر۔

۱۲۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ۔ إِلَى قَوْلِهٖ۔ وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: هُوَ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْيَتِيْمَةُ هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا فَأَشْرَكَتْهُ فِي مَالِهٖ حَتّٰى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا رَجُلًا فَيَشْرَكُهُ فِي مَالِهٖ بِمَا شَرِكَتْهُ فَيَعْضُلُهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ۔ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابُواسامہ حماد بن اسامہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا۔ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ اخیر آیت اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ تک کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک یتیم لڑکی ہو جس کی وہ پرورش کر رہا ہو۔ اس کا ولی اور وارث بھی وہی ہو۔ اور یہ لڑکی اس کے مال میں یہاں تک کہ کھجور کے درخت میں بھی شرکت رکھتی ہو۔ اور وہ شخص اُس لڑکی سے خود نکاح کر لینا چاہے۔ دوسرے کسی سے اس کا نکاح کرنا اس خیال سے پسند نہ کرے۔ کہ وہ اس کے مال میں شریک ہو جائیگا۔ جیسے وہ لڑکی شریک تھی۔ اور اسی خیال سے اس لڑکی کو بٹھائے رکھے۔ (اس کا نکاح نہ ہونے دے) ف

نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : شِقَاقٌ: تَفَاسُدٌ ـ وَأُحْضِرَتِ الأَنْفُسُ الشُّحَّ ـ قَالَ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ عَلَيْهِ كَالْمُعَلَّقَةِ لَا هِيَ أَيِّمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ، نُشُوزًا: بُغْضًا ـ

(وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا الخ) کی تفسیر۔ ابن عباس رض نے کہا۔ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ) میں شقاق سے مراد جنگ اور فساد ہے۔ ف وَأُحْضِرَتِ الأَنْفُسُ الشُّحَّ) میں شح سے مراد حرص خواہش نفسانی بخیلی۔ ف مُعَلَّقَة کا معنی بیچ اَدھڑ۔ نہ تو بیوہ اور نہ خاوند والی ف نُشُوز کا معنی بُغض ف عداوت یا شرارت

ف اور خود بھی واجبی مُہر پر اس سے نکاح نہ کرے۔ بلکہ مہر کم دینا چاہے۔ تو ایسے نکاح سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ اور یہ حکم دیا۔ کہ اگر تم پورے پورے مہر پر اس سے نکاح نہ کرنا چاہو۔ تو دوسرے شخص سے اُس کو نکاح کرنے دو۔ منع نہ کرو۔ کہتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک چچیری بہن تھی۔ بدصورت تھی۔ جابر رض اُس سے خود نکاح نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اور مال و اسباب کے خیال سے یہ بھی نہیں چاہتے تھے۔ کہ کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح کرے۔ کیونکہ وہ اُس کے مال کا دعویٰ کرے گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ف۲ یعنی آئے دِن میاں اور بیوی میں کھٹ پٹ رہے۔ کسی طرح نہ بنے اِس کو ابن ابی حاتم رح نے وصل کیا۔ قسطلانی نے کہا۔ امام بخاری رح کو یہ تفسیر اس سے پہلے بیان کرنا تھی۔ ف۳ اس کو ابن ابی حاتم رح نے ابن عباس رض سے وصل کیا۔ ف۴ اس کو بھی ابن ابی حاتم رح نے ابن عباس رض سے وصل کیا۔ ف۵ اس کو ابن ابی حاتم رح نے ابن عباس رض سے وصل کیا

١٢٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ـ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا ـ قَالَتْ: الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا، فَتَقُولُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي ذَلِكَ ـ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا۔ خبر دی ہم کو عبداللہ بن مبارک رح نے۔ کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک شخص کے ایک عورت ہو جس سے وہ بہت میل جول نہ رکھتا ہو۔ اس کو چھوڑ دینا چاہے اور عورت کہے۔ اچھا میں تجھ کو اپنی باری یا نان ونفقہ کا حق معاف کئے دیتی ہوں۔ مگر مجھ کو طلاق نہ دے۔ یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی۔ ؎۱

؎۱ کہ جورو مرد اگر صلح کر کے کوئی بات ٹھہرالیں۔ تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے مثلاً جورو اپنی باری معاف کر دے۔ یا اور کوئی بات ٹھہر جائے۔

بَابٌ ـ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ـ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْفَلَ النَّارِ، نَفَقًا: سَرَبًا ـ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ الخ کی تفسیر ابن عباس رض نے کہا۔ دوزخ کا نیچے کا طبقہ، درک اسفل سے یہی مراد ہے ف اور سورۂ انعام میں نفقًا سے مراد سرنگ ہے ؎۲

۱۲۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: كُنَّا فِي حَلْقَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَاءَ حُذَيْفَةُ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلَى قَوْمٍ خَيْرٍ مِنْكُمْ، قَالَ الْأَسْوَدُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ- إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ- فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهُ فَرَمَانِي بِالْحَصَا، فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: عَجِبْتُ مِنْ ضِحْكِهِ وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ، لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلَى قَوْمٍ كَانُوا خَيْرًا مِنْكُمْ ثُمَّ تَابُوا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ-

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا مجھ سے ابراہیم نخعی نے۔ انہوں نے اسود بن یزید رح سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم عبداللہ بن مسعود رض کے (شاگردوں کے) حلقے میں بیٹھے تھے اتنے میں حذیفہ بن یمان رض (صحابی) آئے۔ انہوں نے کھڑے رہ کر ہمکو سلام کیا۔ پھر کہنے لگے۔ نفاق تو ایسی بلا ہے جو تم سے بہتر لوگوں پر (آنحضرت ص کے زمانہ والوں پر) آچکا ہے۔ اسود[3] نے یہ سن کر تعجب سے کہا۔ سبحان اللہ! اللہ تو فرماتا ہے منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں رہیں گے ۔ عبداللہ بن مسعود رض مسکرا دیئے۔ اور حذیفہ رض مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ پھر عبداللہ بن مسعود رض (شاگردوں کو تعلیم دیکر) اُٹھے۔ اُن کے سب شاگرد چلدیئے۔ حذیفہ رض نے کنکریاں پھینک کر مجھ کو (اشارے سے) بلایا۔ میں اُن کے پاس گیا۔ وُہ کہنے لگے مجھ کو تعجب ہے عبداللہ بن مسعود رض مسکرائے کیوں حالانکہ وُہ میری بات کو خوب جانتے ہیں۔ بیشک نفاق ان لوگوں پر آیا جو تم سے بہتر تھے۔ (اسلام سے پھر گئے) پھر انہوں نے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کر دیا۔

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وصل کیا۔ اس تفسیر کو امام بخاری رح یہاں اس لئے لائے۔ کہ منافق اور نفق کا مادہ ایک ہے ۔ ف۳ اسود رح کو یہ تعجب ہوا۔ کہ بھلا منافق لوگ ہم مسلمانوں سے کیونکر بہتر ہو سکتے ہیں۔ حذیفہ رض کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ لوگ تم سے بہتر تھے۔ یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ کے زمانہ میں تھے۔ تم تو تابعین کے زمانہ میں ہو۔ پر نفاق کیوجہ سے خراب ہو گئے۔ دین سے پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ- إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ- إِلَى قَوْلِهِ- وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ-

باب قولہ- اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ- اِلٰى قَوْلِهٖ- وَيُوْنُسَ وَهَارُوْنَ وَسُلَيْمَانَ- کی تفسیر

۱۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي

ہم سے مُسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان رح نے۔ انہوں نے سفیان ثوری رح سے۔ کہا مجھ سے اعمش رح نے

الأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى۔

بیان کیا انہوں نے ابو وائل سے۔ انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ کسی کو ایسا کہنا درست نہیں ہے۔ کہ میں یونس بن متی پیغمبر سے بہتر ہوں۔ ف

ف۔ حضرت یونس علیہ السلام سے ایک قصور ہو گیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کا قصور معاف فرما دیا۔ پیغمبری کا درجہ بہت بڑا درجہ ہے۔ کوئی شخص اپنے تئیں حضرت یونس علیہ السلام سے فضیلت نہیں دے سکتا۔ بعضوں نے کہا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ مجھ کو یعنی پیغمبر صاحب کو یونس پیغمبر سے بہتر نہ کہو۔ اس صورت میں آپ کا یہ ارشاد تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہو گا۔ یا اس وقت تک آپ سے یہ نہ کہا گیا ہو۔ کہ آپ سب پیغمبروں کے سردار ہیں۔ بعضوں نے کہا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مجھ کو حضرت یونس علیہ السلام پر اس طرح فضیلت نہ دو۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام کی حقارت نکلے کیونکہ کسی پیغمبر کی تحقیر یا توہین کرنا کفر ہے۔ اور تعجب ہے۔ ان مسلمانوں سے جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ ع یا حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر کی توہین پر خاموش رہتے ہیں۔ جیسے ایک اخبار میں دیکھا گیا۔ کہ فرانس کے کافروں نے حضرت عیسیٰ ع اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ نقل کرنا چاہی۔ تو مسلمان حکومتوں نے حضرت محمدؐ کی نقل کئے جانے پر اعتراض کیا۔ مسلمان حکومتوں کو اسی طرح حضرت عیسیٰ ع کی نقل کئے جانے پر بھی اعتراض کرنا ضرور تھا۔ ہم مسلمان سب پیغمبروں کو واجب التعظیم جانتے ہیں۔ اور کسی پیغمبر کی ذراسی بھی توہین یا تحقیر کو گوارا نہیں کر سکتے۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔ کہ پیغمبر سب گویا علاتی بھائی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ جو کوئی پیغمبروں کو برا کہے۔ وہ واجب القتل ہے۔

۱۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ: حَدَّثَنَا هِلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے فُلیح بن سُلیمان نے۔ کہا ہم سے ہلال بن علی نے۔ انہوں نے عطاء بن یسار سے۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ جو کوئی یوں کہے۔ کہ میں یونس بن متی سے اچھا ہوں۔ تو اس نے جھوٹ کہا۔

بَابٌ۔ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ۔

باب: يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ، إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ۔ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ، وَهُوَ يَرِثُهَا۔ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ۔ کی تفسیر۔

وَالْكَلَالَةُ مَنْ لَمْ يَرِثْهُ أَبٌ أَوِ ابْنٌ، وَهُوَ مَصْدَرٌ مِنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ۔

کلالہ۔ اسکو کہتے ہیں۔ جسکا باپ اور بیٹا نہ ہو یہ لفظ تکللہ النسب سے نکلا ہے یعنی نسب نے اس کے دونوں کنارے خراب کر ڈیئے

۱۲۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ، آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ۔ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے ابو اسحٰق سے کہا۔ میں نے براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ آخیر سورت جو اتری وہ سورت براءت ہے۔ اور اخیر آیت جو اتری ہے وہ یہ آیت ہے۔ (یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ)

ف مطلب یہ ہے۔ کہ نہ باپ رکھے۔ اور نہ بیٹا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

تفسیر سورۃ المائدۃ

سورۂ مائدہ کی تفسیر

بابٌ۔ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ۔ وَاحِدُهَا حَرَامٌ۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ۔ بِنَقْضِهِمُ الَّتِي كَتَبَ اللهُ، تَبُوءُ: تَحْمِلُ، دَائِرَةٌ: دَوْلَةٌ، وَقَالَ غَيْرُهُ: الْإِغْرَاءُ: التَّسْلِيطُ، أُجُورَهُنَّ: مُهُورَهُنَّ، الْمُهَيْمِنُ: الْأَمِينُ، الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ، وَقَالَ سُفْيَانُ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ۔ مَخْمَصَةٌ: مَجَاعَةٌ، مَنْ أَحْيَاهَا: يَعْنِي مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ، حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيعًا، شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا: سَبِيلًا وَسُنَّةً، فَإِنْ عُثِرَ: ظَهَرَ، الْأَوْلَيَانِ: وَاحِدُهُمَا أَوْلَى۔

باب (حرم) جمع ہے حرام کی۔ یعنی احرام باندھے ہو (فبما نقضھم میثاقھم) سے یہ مُراد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو جو حکم دیا تھا۔ (بیت المقدس میں داخل ہوجاؤ) وُہ بجا نہیں لائے۔ (تبوأ باثمی) یعنی تو میرا گناہ اُٹھالے گا۔ (دائرۃ) کا معنیٰ زمانہ کی گردش ف۱۔ اور دوسرے لوگوں نے کہا۔ (اغراء) کا معنیٰ مسلط کرنا۔ ڈال دینا۔ (اُجورھن) یعنی اُن کے مہر۔ (المھیمن) کا معنیٰ امانت دار، نگہبان گویا قرآن اگلی آسمانی کتابوں کا محافظ ہے۔ سفیان ثوری ؒ نے کہا۔ سارے قرآن کریم میں اس سے زیادہ کوئی آیت مجھ پر سخت نہیں ہے۔ لستم علےٰ شئ حتیٰ تقیموا التوراۃ والانجیل وما اُنزل الیکم من ربکم) ف۳ (مخمصۃ) کا معنیٰ بھوک (من احیاھا) یعنی جس نے ناحق آدمی کا خون کرنا حرام سمجھا۔ گویا سب آدمی اس کی وجہ سے زندہ رہے۔ شرعۃ ومنھاجا۔ یعنے راہ اور طریقہ۔ عثر کا معنیٰ ظاہر ہوا۔ الاولیان تثنیہ ہے اس کا واحد اولیٰ ہے یعنی پہلا

ف۱ سدی نے ایسا ہی کہا۔ ف۲ فاغرینا بینھم میں۔ ف۳ کیونکہ اس آیت میں یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق سب حکموں پر مضبوطی سے کوئی عمل نہ کرے اس وقت اُس کا دین اور ایمان کچھ لائق اعتبار نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَخْمَصَةٌ: مَجَاعَةٌ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (الیوم اکملت لکم دینکم) کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ مخمصۃ سے مُراد بھوک ہے۔ ف۱

۱۳۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ،

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے۔ کہا ہم سے سفیان ثوری رح نے۔ انہوں

عَنْ قَيْسٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ: قَالَتِ الْيَهُودُ لِعُمَرَ: إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ آيَةً لَوْ نَزَلَتْ فِينَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيدًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَأَعْلَمُ حَيْثُ أُنْزِلَتْ، وَأَيْنَ أُنْزِلَتْ؟ وَأَيْنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَإِنَّا وَاللَّهِ بِعَرَفَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: وَأَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمْ لَا؟ - الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ -

نے قیس بن اسلم سے۔ انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے کہا۔ کہ یہودی لوگ (کعب احبار) حضرت عمرؓ سے کہنے لگے۔ تم (اپنے قرآن میں) ایک ایسی آیت پڑھتے ہو۔ اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی۔ تو ہم اس دن کو عید (خوشی) کا دن مقرر کر لیتے۔ ف۲ حضرت عمرؓ نے کہا میں خوب جانتا ہوں۔ یہ آیت کب اتری۔ اور کہاں اتری۔ اور جس وقت یہ آیت اتری۔ اس وقت آنحضرتؐ کہاں تشریف رکھتے تھے۔ یہ آیت عرفہ کے دن اتری۔ اُسوقت خدا کی قسم! ہم عرفات میں تھے۔ سفیان نے کہا۔ مجھ کو شک ہے کہ اس دن جمعہ تھا یا اور کوئی دن۔ ف۳

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ کونسی آیت ہے۔ انہوں نے کہا۔ الیوم اکملت لکم دینکم اخیر آیت تک۔ ف۳ قیس بن مسلم کی روایت میں بالیقین مذکور ہے۔ کہ وہ جمعہ کا دن تھا۔ تو اس دن دوہری عید ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ - فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا - تَيَمَّمُوا: تَعَمَّدُوا، آمِّينَ عَامِدِينَ، أَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمَسْتُمْ، وَتَمَسُّوهُنَّ، وَاللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ، وَالْإِفْضَاءُ: النِّكَاحُ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (فلم تجدوا ماءً الخ) کی تفسیر تیمموا۔ کا معنی قصد کرو۔ آمین البیت الحرام۔ یعنی بیت اللہ کا قصد کرنے والے۔ امممت اور تیممت دونوں کا معنے ایک ہی ہے۔ اور ابن عباسؓ نے کہا۔ قرآن میں جو لمستم (یا لامستم) کا لفظ آیا ہے۔ اسیطرح تمسوھن، اسیطرح دخلتم بھن، اسیطرح افضی بعضکم الی البعض، تو ان چاروں لفظوں ف۱ سے جماع مُراد ہے ف۲

۱۳۱ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے۔ انہوں نے اپنے والد قاسم بن محمد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم ایک سفر (غزوہ بنی مصطلق ۵ یا ۶ ہجری) میں آنحضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے۔ ف۳ تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ آپؐ اور آپؐ

عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ۔

کے ساتھ لوگ بھی اس کے ڈھونڈھنے کے لئے ٹھہرے رہے۔ (کوچ نہیں کیا۔) وہاں پانی نہ تھا۔ اور نہ لوگوں کے ساتھ کچھ پانی تھا۔ یہ حال دیکھ کر لوگ حضرت ابوبکر صدیق رض کے پاس گئے۔ ان سے شکایت کی۔ کہ تم نے دیکھا حضرت عائشہ صدیقہ رض نے کیا کر رکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ساتھ والوں کو ایک ایسے مقام میں روک دیا ہے جہاں پانی نہیں۔ نہ ان کے ساتھ کچھ پانی ہے۔ ابوبکر رض یہ شکوہ سُن کر (میرے پاس) آئے۔ اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رض (مجھ سے) کہنے لگے۔ تم نے (یہ کیا کیا ہے) آنحضرت اور آپ کے ساتھ والوں کو ایسی جگہ پر اٹکا دیا جہاں پانی میسر نہیں۔ نہ لوگوں کے ہمراہ پانی ہے۔ (کہ اسی سے کچھ کام چلتا)۔ حضرت عائشہ رض کہتی ہیں۔ ابوبکر رض نے مجھ پر غصہ کیا۔ اور جو اللہ نے چاہا۔ وہ انہوں نے منہ سے نکالا۔ ف۴ اور کیا کیا اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں ٹھونسے دینے لگے۔ میں (ان کی مار سے) ضرور تڑپتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا (اس خیال سے کہ آپ بیدار ہو جائیں گے۔ میں ہلی تک نہیں۔) خیر اُسوقت آپ بیدار ہوئے جب صبح ہو گئی تھی۔ پانی بالکل نہ تھا۔ اسوقت اللہ نے تیمم کی آیت نازل کی۔ اُسید بن حضیر رض انصاری (بے اختیار) کہنے لگے۔ ابوبکر رض کے خاندان والو یہ کچھ تمہاری پہلی برکت تھوڑی ہے ف۵ حضرت عائشہ رض کہتی ہیں ف۶ جب مایوس ہو کر ہم نے سواری کا اونٹ اٹھایا۔ تو ہار اس کے نیچے سے نکلا (اللہ نے ہار بھی دلا دیا۔ اور تیمم کی رخصت بھی مل گئی۔)

ف۱ یعنی لمس، مس، دخول اور افضا۔ ف۲ لمس کی تفسیر اسمٰعیل قاضی نے اور مس کی ابن منذر نے۔ اور دخول کی ابن ابی حاتم نے اور افضا کی بھی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نکالی۔ ف۳ یہ دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ ف۴ دوسری روایت میں یوں ہے۔ ابوبکر رض نے کہا ایک ہار کیلئے تُو نے اتنے آدمیوں کو اٹکا دیا۔ تو ہمیشہ لوگوں کو تکلیف دیتی ہے۔ ف۵ بلکہ ایسی بہت برکتیں تمہارے خاندان سے مسلمانوں کو نصیب ہو چکی ہیں۔ ف۶ خدا کی قدرت دیکھو۔ یا تو ہم ہار ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے بیزار ہو گئے تھے۔

۱۳۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِي بِالْبَيْدَاءِ وَنَحْنُ دَاخِلُونَ الْمَدِينَةَ، فَأَنَاخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فَثَنَى رَأْسَهُ فِي حَجْرِي رَاقِدًا، أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيدَةً وَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِي، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ، فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوجَدْ، فَنَزَلَتْ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ - الْآيَةَ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، لَقَدْ بَارَكَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ فِيكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَرَكَةٌ لَهُمْ۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے عبداللہ ابن وہب نے۔ کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے۔ ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میرا ایک ہار بیداء میں گر گیا۔ اس وقت ہم مدینہ کو (لوٹے) آرہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہار ڈھونڈنے کے لئے) اونٹ بٹھایا۔ اونٹ سے اُتر کر سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو گئے۔ اتنے میں ابوبکر رضہ آئے۔ انہوں نے زور سے ایک مُکا مجھ کو مارا۔ اور کہنے لگے۔ (ارے) تو نے یہ کیا کیا۔ ایک ہار کے لئے سارے لوگوں کو روک دیا۔ میں مُردے کی طرح خاموش رہی۔ (ذرا نہ ہلی) ہر چند درد بہت ہوا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ ذرا (ہلتی تو ڈر تھا کہیں آپ جاگیں) خیر آپ اس وقت بیدار ہوئے جب صبح کی نماز کا وقت آگیا۔ لوگوں نے پانی ڈھونڈا۔ پانی کہیں سے نہ ملا۔ اس وقت یہ آیت اتری۔ یٰایُّھا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلاۃ۔ اخیر آیت تک۔ اُسید بن حضیر رضہ انصاری یہ حال دیکھ کر (بیساختہ) کہنے لگے۔ ابوبکر رضہ کے گھر والو! تمہارے سبب سے اللہ نے لوگوں کو یہ آسانی دی اور تمہارا وجود لوگوں کے لئے باعث برکت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ - فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (فاذہب انت وربک فقاتلا۔ الخ) کی تفسیر۔

۱۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ ح وَحَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اسرائیل نے۔ انہوں نے مخارق سے۔ انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعود رضہ سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ میں اسوقت موجود تھا جب مقداد بن اسود رضہ نے۔ دوسری سند۔ امام بخاری رح نے کہا۔ مجھ سے حمدان بن عمر نے

أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا الأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَا نَقُولُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى۔ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ۔ وَلَكِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ، فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ أَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوالنضر (ہاشم بن قاسم) نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن اشجعی نے۔ انہوں نے سفیان ثوری رح سے انہوں نے مخارق بن عبداللہ سے۔ انہوں نے طارق بن شہاب سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رض سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ بدر کے دن ف۱ مقداد بن اسود رض (صحابی) نے کہا۔ یارسول اللہ! کیا ہم آپ کو وہی جواب دیں گے۔ جو بنی اسرائیل نے موسیٰ ع پیغمبر کو دیا تھا۔ کہ تم جاؤ۔ اور تمہارا خدا۔ دونوں جاکر لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ نہیں! آپ چلیں۔ ہم آپ کے ساتھ اپنی جان دینے کو حاضر ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ کی فکریں دور ہوگئیں۔ اس حدیث کو وکیع نے بھی سفیان ثوری رح سے۔ انہوں نے مخارق سے انہوں نے طارق سے روایت کیا ہے۔ کہ مقداد رض نے آنحضرت ص سے یہ عرض کیا۔ جیسے اُوپر گذر چکا ہے۔ ف۲

ف۱ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مدینہ کے باہر لڑائی کے لئے لے جانا چاہا۔
ف۲ اس کو امام احمد رح اور اسحاق نے اپنی اپنی مسندوں میں وصل کیا۔

بَابٌ۔ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا۔ الْآيَةَ۔ الْمُحَارَبَةُ لِلّٰهِ: الْكُفْرُ بِهِ۔

باب قوله۔ اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا۔ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سے کفر کرنا مراد ہے ف۱

۱۳۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمَانُ أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَذَكَرُوا وَذَكَرُوا، فَقَالُوا: وَقَالُوا قَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ فَالْتَفَتَ إِلَى أَبِي قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَقَالَ:

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے۔ کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے۔ کہا مجھ سے سلمان ابورجاء نے۔ جو ابوقلابہ کے غلام تھے انہوں نے ابوقلابہ سے۔ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) کے پیچھے بیٹھے تھے۔ اتنے میں قسامت کے متعلق لوگوں نے گفتگو کی۔ ف۲ کہنے لگے۔ قسامت میں (قصاص لازم ہوگا)۔ اگلے خلیفوں نے اس میں قصاص لیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے ابوقلابہ کی طرف دیکھا وہ ان کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے۔ عبداللہ

ماتقول يا عبد الله بن زيد؟ أو قال
ماتقول يا أبا قلابة؟ قلت ما علمت
نفسا حل قتلها في الإسلام إلا رجل
زنى بعد إحصان، أو قتل نفسا بغير
نفس، أو حارب الله ورسوله صلى الله
عليه وسلم، فقال عنبسة: حدثنا أنس
بكذا وكذا، قلت: إياي حدث أنس،
قال: قدم قوم على النبي صلى الله عليه
وسلم فكلموه فقالوا: قد استوخمنا
هذه الأرض فقال: هذه نعم لنا
تخرج فاخرجوا فيها فاشربوا من
ألبانها وأبوالها، فخرجوا فيها فشربوا
من أبوالها وألبانها واستصحوا ومالوا
على الراعي فقتلوه واطردوا النعم
فما يستبطأ من هؤلاء، قتلوا النفس
وحاربوا الله ورسوله وخوفوا رسول
الله صلى الله عليه وسلم، فقال سبحان الله
فقلت: تتهمني؟ قال: حدثنا بهذا
أنس، قال: وقال يا أهل كذا إنكم
لن تزالوا بخير ما أبقى الله هذا
فيكم، ومثل هذا۔

بن زید تم کیا کہتے ہو۔ یا یوں کہا۔ ابُوقلابہ تم کیا کہتے ہو۔ مَیں نے کہا۔ مَیں تو یہ جانتا ہوں۔ کہ ہماری شریعت یعنی اسلام میں کسی کا خون درست نہیں۔ مگر جو مُحصن ہو کر زنا کرے۔ یا کسی کو ناحق مار ڈالے۔ یا اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم سے لڑے (محاربہ کرے) ف۱ یہ سُن کر عنبسہ بن سعید کہنے لگے۔ ہم سے انس بن مالک رضؓ نے ایسی ایسی حدیث بیان کی۔ میں نے کہا۔ مجھ سے تو انس رضؓ نے یہ بیان کیا۔ کہ کچھ لوگ (عکل یا عرینہ) کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہم کو مدینہ کی ہَوا ناموافق آئی۔ (ہم بیمار ہو گئے ہیں) آپ نے فرمایا۔ اچھا ہمارے اُونٹ باہر چرنے کیلئے جا رہے ہیں۔ تم بھی اُن کے ساتھ جاؤ۔ اُن کا دودھ مُوت پیؤ۔ (مزاج درست ہو جائے گا۔) وہ گئے اونٹوں کا دودھ اور مُوت پیا۔ اچھے اور تندرست ہو کر یہ کام کیا کہ چرواہے پر پل پڑے۔ اس کو مار کر اُونٹ بھگا کر لے گئے۔ ایسے بدمعاشوں کی سزا میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ انہوں نے چرواہے کا خون کیا۔ اللہ اور اس کے رسول صلعم سے لڑے۔ (اسلام سے مرتد ہو گئے۔) اور آنحضرت صلعم کو ڈرایا۔ عنبسہ نے یہ حدیث سُن کر (تعجب سے) سبحان اللہ! کہا۔ میں نے کہا عنبسہ تم مجھکو جھوٹا سمجھتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ انس رضؓ نے مجھ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ (مَیں نے اس پر تعجب کیا۔ کہ تمکو حدیث خوب یاد رہتی ہے۔) پھر عنبسہ کہنے لگے۔ شام والو! تم ہمیشہ اچھے رہو گے۔ جب تک ابوقلابہ یا ابوقلابہ کے سے عالم کو اللہ تعالیٰ تم میں زندہ رکھے گا۔ ف۳

ف۱ جمہور علماء نے کہا۔ راہزنی مُراد ہے۔ ف۲ قسامت کا بیان اُوپر گزر چکا ہے۔ ف۳ دوسری روایت میں یوں ہے میں نے کہا امیر المومنین تمہارے پاس اتنی فوج کے سردار اور عرب کے اشراف ہیں۔ بھلا اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک ایسے محصن مرد پر گواہی دیں۔ جو دمشق کے قلعہ میں ہو۔ کہ اس نے زنا کیا ہے۔ مگر اُن لوگوں نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔ تو کیا آپ اس کو سنگسار کریں گے۔؟ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ میں نے کہا۔ اگر اُن میں پچاس آدمی ایک

شخص پر جو حمص میں ہو انہوں نے اس کو نہ دیکھا ہو یہ گواہی دیں کہ اس نے چوری کی ہے۔ تو کیا آپ اُس کا ہاتھ کٹوا دیں گے۔؟ انہوں نے کہا۔نہیں۔ مطلب ابُو قلابہ کا یہ تھا۔ کہ قسامت میں قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ دیت دلائی جائیگی۔ ف۔ معلوم ہوا۔ کہ علم بھی قرآن اور حدیث ہے۔ نہ کہ اِدھر اُدھر کے زٹل قافیے۔ خیالی اور بے تکی باتیں۔

بَابُ قَوْلِهِ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ

۱۳۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ ابْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ سِنُّهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَنَسُ، كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ) کی تفسیر۔

مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا۔ کہا ہم کو مروان بن معاویہ فزاری نے خبر دی انہوں نے حمید طویل سے۔ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ ایسا ہوا کہ میری پھوپھی ربیع نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ ڈالا۔ (اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔) لڑکی کے وارثوں نے قصاص چاہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد آئی۔ آپ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ انس بن نضر رض جو انس بن مالک رض کے چچا تھے (اور ربیع کے بھائی) وہ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! یہ تو کبھی نہیں ہوگا۔ کہ ربیع کا دانت توڑا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے انس! (تو یہ کہہ رہا ہے) اللہ تعالیٰ کی کتاب تو قصاص کا حکم دیتی ہے۔ پھر (خدا کی قدرت) ایسا ہوا کہ لڑکی کے وارث قصاص کی معافی اور دیت لینے پر راضی ہو گئے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بعضے بندے ایسے بھی ہیں۔ اگر اللہ کے فضل پر بھروسہ کر کے قسم کھا بیٹھیں۔ تو اللہ انکی قسم سچی کر دے۔

بَابُ۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ۔

۱۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ) کی تفسیر۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری رح نے۔ انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے۔ انہوں نے عامر شعبی رح سے۔ انہوں نے مسروق رح سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے۔ انہوں نے کہا مسروق

مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ، وَاللهُ يَقُولُ۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ۔ الآيَةَ۔

جو کوئی تجھ سے یہ کہے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا کوئی کلام نازل کیا ہوا چھپالیا۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے۔ اے پیغمبر! جو کچھ تجھ پر تیرے مالک کی طرف سے نازل ہوا۔ وہ لوگوں کو پہنچادے۔ (سنادے) ف

ف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی کے برخلاف چھپا کیسے سکتے تھے۔ جو کوئی ایسا سمجھتا ہے۔ وہ بے ایمان، کذاب اور مفتری ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ یہ آیت جناب علی بن ابی طالب کے باب میں نازل ہوئی ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رض کا ہاتھ تھاما۔ اور غدیر خم پر صاف صاف فرما دیا۔ میں اس کا دوست ہوں۔ علی بن ابی طالب جس کا دوست ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم) کی تفسیر۔

۱۳۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ۔ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللهِ، وَبَلَى وَاللهِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے مالک بن سعیر نے۔ کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا۔ اس آیت (لا یؤاخذکم اللہ الخ) میں لغو قسموں سے یہ مراد ہے۔ جیسے آدمی (تکیہ کلام کے طور پر قسم کی نیت سے نہیں) لا واللہ۔ بلیٰ واللہ۔ کہتا ہے۔ ف

ف امام شافعی رح اور اہلحدیث کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ رح نے کہا۔ ایک بات کا گمان غالب ہو۔ اور اس پر کوئی قسم کھالے۔ تو یہ لغو قسم ہے۔ بعضوں نے کہا۔ لغو قسم وہ ہے۔ جو غصے میں یا بھول کر کھائی جائے۔ بعضوں نے کہا۔ کھانے پینے یا لباس وغیرہ کے ترک پر جو قسم کھائی جائے۔

۱۳۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِي يَمِينٍ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا أَرَى يَمِينًا أُرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ

ہم سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا۔ کہا ہم سے نضر بن شمیل نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے۔ کہا مجھ کو والد نے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے کہ ان کے والد (ابوبکر صدیق) کبھی اپنی قسم نہیں توڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے قسم کا کفارہ اتارا۔ اس وقت ابوبکر رض کہنے لگے۔ میں تو جب کچھ قسم کھالیتا ہوں۔ پھر اس کے خلاف کرنا اچھا سمجھتا

رُخْصَةَ اللّٰهِ وَ فَعَلْتُ الَّذِی هُوَ خَیْرٌ۔

ہوں۔ تو اللہ کی رخصت کو منظور کر کے وہ کام کر لیتا ہوں جسکو اچھا سمجھتا ہوں۔ (کفارہ دے دیتا ہوں۔) ف

ف ثعلبی نے تفسیر میں کہا۔ کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضہ کے باب میں نازل ہوئی ہے۔ جب انہوں نے غصے ہو کر یہ قسم کھائی تھی۔ کہ اب سے مسطح بن اثاثہ کے ساتھ میں کوئی سلوک نہیں کروں گا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَی۔ یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَیِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَیِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ) کی تفسیر۔

۱۳۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ إِسْمَاعِیلَ، عَنْ قَیْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالَی عَنْهُ قَالَ: کُنَّا نَغْزُوا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا: أَلَا نَخْتَصِی؟ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ۔ یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَیِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ۔

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا۔ کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے۔ انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے۔ انہوں نے قیس بن ابی حازم سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضہ سے۔ انہوں نے کہا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جایا کرتے تھے۔ اور ہمارے پاس عورتیں نہ تھیں۔ (جن سے اپنی خواہش بُجھاتے۔) ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کر ڈالیں۔ (خص کم جہاں پاک) آپ نے منع کیا۔ پھر (اسی سفر میں) آپ نے ہم کو یہ اجازت دی۔ کہ ایک کپڑا دیکر بھی ہم عورت سے نکاح کر سکتے ہیں یعنی متعہ ف اس کے بعد عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ آیت پڑھی۔ یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ الخ ف

ف۔ دس درم کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے حنفیہ کا خیال ہے۔ ف۲ نووی رح نے کہا۔ اس سے یہ نکلتا ہے۔ کہ عبداللہ بن مسعود رضہ متعہ کی حلت کے قائل تھے۔ جیسے عبداللہ بن عباس رضہ اور شاید ان دونوں صاحبوں کو نسخ کی حدیثیں نہیں پہنچی ہوں گی۔ میں کہتا ہوں۔ اس حدیث سے بھی متعہ کی حلت سفر میں عین ضرورت کی حالت میں نکلتی ہے۔ نہ بے ضرورت حالت حضر میں۔ اور ابن مسعود رضہ نے قرآن میں یوں پڑھا ہے۔ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ إِلٰی أَجَلٍ مُّسَمًّی۔ جس سے صراحتاً متعہ کی حلت ثابت ہوتی ہے۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ متعہ کئی بار حلال ہوا۔ پھر آخری بار حرام ہوا۔ اس آخری حرمت کی خبر بعضے صحابہ کرام رضہ کو نہیں پہنچی تو حلت کے قائل رہے۔ اور جن لوگوں نے اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ سے متعہ کی حرمت نکالی ہے۔ اُن سے غلطی ہوئی ہے۔ کہ یہ آیت مکی ہے۔ اور متعہ اس کے بعد باتفاق رواۃ حلال ہوا تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ- إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْأَزْلَامُ: الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُونَ بِهَا فِي الْأُمُورِ، وَالنُّصُبُ: أَنْصَابٌ يَذْبَحُونَ عَلَيْهَا، وَقَالَ غَيْرُهُ: الزُّلَمُ الْقِدْحُ لَا رِيشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ، وَالْاِسْتِقْسَامُ: أَنْ يُجِيلَ الْقِدَاحَ، فَإِنْ نَهَتْهُ انْتَهَى، وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ بِهِ، يُجِيلُ: يُدِيرُ، وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا بِضُرُوبٍ يَسْتَقْسِمُونَ بِهَا، وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ، وَالْقُسُومُ الْمَصْدَرُ-

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول (انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان) کی تفسیر۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ازلام سے فال کھولنے کے تیر مراد ہیں کافر لوگ اُن سے اپنی قسمت کا حال دریافت کیا کرتے تھے اور نصب سے تھان مراد ہیں۔ جن پر کافر لوگ قربانیاں کرتے تھے۔ ؎ اور دوسرے لوگوں نے کہا۔ ازلام۔ زُلَم کی جمع ہے زُلَم کہتے ہیں۔ بے پَر کے تیر کو۔ اور استقسام سے ان تیروں کا پھرانا مراد ہے۔ اگر منع کی فال نکلتی تو وہ کام نہ کرتے۔ اگر حکم کی فال نکلتی تو اس کام کو کرتے۔ ان تیروں پر مشرکوں نے قسم قسم کی نشانیاں بنا رکھی تھیں۔ اُن سے قسمت کا حال دریافت کرتے تھے۔ ف استقسام کے معنے کو متکلم کے صیغہ میں لے جاؤ۔ تو کہیں گے۔ قَسَمْتُ اور قسوم مصدر ہے۔

ف کسی تیر پر لکھا تھا۔ اَمَرَنِی رَبِّی اور کسی پر نَہَانِی رَبِّی اور کسی پر اور کچھ۔ کہتے ہیں یہ سات تیر تھے۔ اور بڑے بُت (ہُبَل) کے سامنے رکھے ہوئے تھے۔ ؎ اس کو ابن منذر رحمہ اللہ نے وصل کیا۔

۱۴۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ مَا فِيهَا شَرَابُ الْعِنَبِ-

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم کو محمد بن بشر نے کہا ہم سے عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز نے۔ کہا مجھ سے نافع نے۔ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ جب شراب کی حُرمت نازل ہوئی۔ تو اس وقت مدینہ میں پانچ طرح کی شراب رائج تھی۔ انگور کے شراب کا بالکل رواج نہ تھا۔ ف

ف وہ پانچ شراب یہ تھے۔ شہد، کھجور، گیہوں، جَو اور جوار کے شراب۔ مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے شراب کو انگور سے خاص کیا ہے۔ ان کا قول غلط ہے۔ جب شراب حرام ہوئی تو اس وقت انگور کے شراب کا وجود ہی نہیں تھا۔

۱۴۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابن علیہ اسمٰعیل بن ابراہیم نے، کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے۔

ابْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيخِكُمْ هَذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ، فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ؟ فَقَالُوا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، قَالُوا: أَهْرِقْ هَذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ، قَالَ فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ۔

انہوں نے کہا۔ انس بن مالکؓ نے کہا کہ ہم لوگوں کا تو شراب فضیخ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ یہی شراب جس کو تم فضیخ کہتے ہو۔ ف۱ میں کھڑا ہوں ابوطلحہؓ اور فلاں فلاں (ابودجانہؓ سہیل بن بیضا، ابوعبیدہ، ابی ابن کعب، معاذ بن جبل، ابوایوبؓ) کو پلا رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ (نام نامعلوم) کہنے لگا۔ کچھ خبر بھی ہے۔؟ انہوں نے پوچھا۔ کہہ! تو کہنے لگا شراب حرام ہوگیا۔ تب اُن لوگوں نے کہا۔ انس ان کوزوں کو بہادے۔ اس کے بعد سے جب سے اُس آدمی نے یہ خبر دی۔ کبھی نہ شراب کو پوچھا۔ اور نہ اُس کو پیا۔ ف۲

ف۱ فضیخ وہ شراب ہے۔ جو گدر کھجور کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کو بھگو دیتے ہیں۔ جب جوش مارنے لگتا ہے۔ تو اس میں نشہ آجاتا ہے اس کو آگ پر نہیں پکاتے۔ ف۲ معلوم ہوا کہ حلت اور حرمت کے متعلق ایک شخص کی خبر پر اکتفا ہو سکتا ہے۔

۱۴۲- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَبَّحَ أُنَاسٌ غَدَاةَ أُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيعًا شُهَدَاءَ وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِهَا۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا۔ کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا۔ کہ اُحد کے دن بعضے لوگ صبح کو شراب پئے ہوئے تھے۔ اسی حال میں شہید ہوئے۔ اس وقت شراب حرام نہیں ہوا تھا۔

۱۴۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الْعِنَبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ: مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا خبر دی ہم کو عیسٰی اور عبداللہ بن ادریس نے، انہوں نے ابوحیان (یحیٰی بن یزید) سے۔ انہوں نے عامر شعبیؒ سے۔ انہوں نے ابن عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ مَیں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ اما بعد۔ اے لوگو! شراب حرام ہوا۔ شراب پانچ چیزوں سے بنا کرتا ہے۔ انگور سے۔ اور کھجور سے۔ اور شہد سے، اور گیہوں سے۔ اور جَو سے۔ اور جس شراب سے عقل میں فتور آئے۔ وہ خمر ہے۔ ف۱

ف۔ قسطلانی رحہ نے کہا۔ کہ حبوب اور نباتات بھی جو نشہ کریں۔ جیسے افیون، بھنگ وغیرہ وہ بھی خمر میں داخل ہیں۔

بَابُ۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا۔ الْآيَةَ۔

باب قَوْلِهِ۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا۔ الآیہ کی تفسیر۔

١٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ الْخَمْرَ الَّتِي هُرِيقَتِ الْفَضِيخُ، وَزَادَنِي مُحَمَّدٌ الْبِيكَنْدِيُّ، عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: اخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هَذَا الصَّوْتُ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هَذَا مُنَادٍ يُنَادِي: أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ لِي: اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا، قَالَ: فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا۔

ہم سے ابوالنعمان (محمد بن فضل) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید رحہ نے۔ کہا ہم سے ثابت رحہ نے۔ انہوں نے انس رضؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ جو شراب بہا دیا گیا تھا۔ وہ شراب فضیخ تھا۔ ف دوسری سند امام بخاری نے کہا مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے ابوالنعمان سے روایت کر کے ف۲ اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا۔ کہ انس رضؓ نے کہا۔ میں ابوطلحہ رضؓ کے گھر میں لوگوں کا ساقی بنا تھا۔ (اُن کو شراب پلا رہا تھا۔) پھر شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ تو آنحضرت صلعم نے ایک شخص (نام نامعلوم) کو حکم دیا۔ اُس نے منادی کر دی۔ (کہ شراب حرام ہو گیا۔) ابوطلحہ رضؓ نے (منادی کی آواز سن کر) انس رضؓ سے کہا۔ ذرا باہر تو نکل۔ پوچھ یہ کیا آواز ہے۔ انس رضؓ کہتے ہیں۔ میں گیا۔ اور لوٹ کر ابوطلحہ رضؓ سے کہا یہ منادی کی آواز ہے۔ وہ منادی کر رہا ہے۔ کہ شراب حرام ہو گیا۔ ابوطلحہ رضؓ نے کہا۔ اچھا۔ تو پھر جا۔ یہ سب شراب بہا دے۔ میں نے بہا دیا۔ وہ مدینہ کی گلیوں میں بہتا چلا گیا۔ انس رضؓ کہتے ہیں ان دنوں شراب کیا تھا۔ یہی فضیخ۔ اب بعض لوگ کہنے لگے۔ کہ اُن لوگوں کا کیا حال ہو گا جن کے پیٹ میں شراب تھا۔ اور وہ اسی حال میں شہید ہو گئے اسوقت اللہ نے یہ آیت اُتری لیس علی الذین آمنو

ف یعنی گدر کھجور کا شراب جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ ف۲ امام بخاری نے اس حدیث کو براہ راست ابوالنعمان سے اور محمد بن سلام بیکندی کے واسطہ سے دونوں طرح روایت کیا لیکن براہ راست جو روایت سنی وہ مختصر تھی اور یہ مطول ہے

بَابُ قَوْلِهِ۔ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

باب قَوْلِهِ۔ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ کی تفسیر۔

۱۴۵- حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَارُودِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ، قَالَ: لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، قَالَ: فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوهَهُمْ لَهُمْ خَنِينٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ فُلَانٌ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔ رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ۔

ہم سے منذر بن ولید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے موسیٰ بن انس سے۔ انہوں نے (اپنے والد) انس بن مالک رضؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ سُنایا۔ ویسا (عمدہ) خطبہ میں نے کبھی نہیں سُنا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم کو وہ باتیں معلوم ہوں۔ جو مجھ کو معلوم ہیں۔ تو تم بہت کم ہنسو۔ اور اکثر روتے رہو۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یہ سن کر آپ کے اصحابؓ نے منہ ڈھانپ لیا۔ چیں چیں رونے کی آواز نکلنے لگی۔ اتنے میں ایک شخص (عبداللہ بن حذافہؓ) نے پوچھا۔ یارسول اللہ! میرا باپ کون تھا آپؐ نے فرمایا۔ تیرا باپ (حذافہ) تھا ف پھر یہ آیت نازل ہوئی (لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ) اس حدیث کو نضر بن شمیل اور روح بن عبادہ نے بھی شعبہؒ سے روایت کیا ہے۔ ف۲

ف ہوا یہ تھا۔ کہ لوگوں کو اس شخص کے بارے میں شبہ تھا۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ یہ حذافہ کا بیٹا نہیں ہے۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ یہ حذافہ کا بیٹا ہے۔ اِس لئے اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ ف۲ نضر کی روایت کو امام مسلم رحؒ نے اور روح کی روایت کو خود امام بخاری رحؒ نے اعتصام میں نکالا۔

۱۴۶- حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتِهْزَاءً فَيَقُولُ الرَّجُلُ: مَنْ أَبِي؟ وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ: أَيْنَ نَاقَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةَ۔

ہم سے فضل بن سہل بغدادی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوالنضر نے۔ کہا ہم سے ابوخیثمہؒ نے۔ کہا ہم سے ابوالجویریہ نے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ کچھ لوگ (خوامخواہ) ٹھٹھے کی راہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیا کرتے تھے۔ کوئی پوچھتا۔ میرا باپ کون تھا؟ کوئی پوچھتا۔ کہ میری اُونٹنی گم ہوگئی ہے۔ بتلایئے۔ وہ کہاں ہے۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اے ایمان والو! مت پوچھو ایسی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ. حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا.

چیزوں کے بارے میں اگر تم پر ظاہر ہوں۔ تو تم کو بری معلوم ہوں۔) اخیر آیت تک پوری آیت تلاوت فرمائی۔

بَابٌ. مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ. وَإِذْ قَالَ اللَّهُ. يَقُولُ قَالَ اللَّهُ، وَإِذْ هَاهُنَا صِلَةٌ، الْمَائِدَةُ أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ، كَعِيشَةٍ رَاضِيَةٍ، وَتَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ، وَالْمَعْنَى مِيدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ مَادَنِي يَمِيدُنِي، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ.

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِن بَحِیرَۃٍ وَّلَا سَائِبَۃٍ وَّلَا وَصِیلَۃٍ وَّلَا حَامٍ) کی تفسیر
وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیسَی ابْنَ مَرْیَمَ میں قَالَ (جو ماضی کا صیغہ ہے۔) یَقُوْلُ (مستقبل) کے معنوں میں ہے۔ اور اِذْ زائد ہے۔ مَائِدَۃٌ اصل میں مفعول کے معنوں میں ہے۔ (گو صیغہ فاعل کا ہے۔) جیسے رَاضِیَۃٌ۔ عِیْشَۃٌ رَاضِیَۃٌ میں مَرْضِیَّۃٌ کے معنوں میں ہے۔ اور تَطْلِیْقَۃٌ بَائِنَۃٌ میں ف تو مَائِدَہ کا معنیٰ (مَمِیْدَہ) یعنی خیر اور بھلائی جو کسی کو دی گئی اسی سے ہے۔ مَادَنِیْ یَمِیْدُنِیْ ف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مُتَوَفِّیْکَ کا معنیٰ۔ تجھ کو مار ڈالنے والا ہوں۔ ف

ف بائنہ کی تفصیل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ بائنہ تو اپنے اصلی معنوں میں ہے یعنی اسم فاعل کے تطلیقہ بائنہ سے جدا کرنے والا طلاق مراد ہے۔ ف یعنی اجوف یائی ہے۔ جیسے بَاعَ یَبِیْعُ۔ ف۔ اس کو ابن ابی حاتم رہ نے وصل کیا۔ یہ لفظ اگرچہ سورۂ آل عمران میں ہے۔ مگر اس سورت میں تَوَفَّیْتَنِیْ آیا ہے۔ دونوں کا مادہ ایک ہے۔ اس لئے اس کی تفسیر یہاں بیان کر دی ہے۔

---

١٤٧ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، وَالسَّائِبَةُ كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ، قَالَ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ عَمْرَو ابْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ،

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل رہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے سعید بن مسیّب سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ بحیرہ وہ دودھیل جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام پر روک لیا جائے۔ یعنی کوئی اُسکا دودھ نہ دُوہے۔ اور سائبہ وہ جانور ہے۔ جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس پر کوئی بوجھ نہیں لادتا۔ (نہ سواری کرتا ہو یعنی سانڈ) سعید رض نے کہا حضرت ابوہریرہ رض نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا۔ کہ وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے۔ سانڈ کی رسم اُسی نے سب سے پہلے نکالی تھی۔

كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ، وَالْوَصِيلَةُ: النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الْإِبِلِ بِأُنْثَى ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى، وَكَانُوا يُسَيِّبُونَهُمْ لِطَوَاغِيتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ، وَالْحَامِ: فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُودَ فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوهُ لِلطَّوَاغِيتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَسَمَّوْهُ الْحَامِيَ، وَقَالَ لِي أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: سَمِعْتُ سَعِيدًا يُخْبِرُهُ بِهَذَا، قَالَ: وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ، وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سعید رہ نے کہا۔ وَصِیلَہ۔ وہ بن بیاہی اُونٹنی ہے۔ جو پہلے پہل اونٹنی جنے۔ پھر دوسری بار بھی اونٹنی جنے (نر اونٹنی نہ جنے) ایسی اونٹنی کو وہ اپنے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے جب وہ برابر دو مادہ اونٹنیاں جنتی۔ نر نہ جنتی۔ اور حام وہ نر اونٹ ہے۔ جو مادہ پر شمار سے جستیں کرتا۔ (اس کے نطفے سے دس بچے پیدا ہو جاتے۔) جب وہ اتنی جستیں کر چکتا۔ تو بتوں کے نام پر اس کو رخصت کر دیتے۔ اور بوجھ لادنے سے معاف کر دیتے۔ اَب اس پر بوجھ نہ لادتے۔ (نہ سواری کرتے۔) اس کا نام حام رکھتے۔ ف اور ابوالیمان (حکم بن نافع) نے کہا۔ ہم کو شعیب رہ نے خبر دی۔ انہوں نے زہری رہ سے۔ کہا میں نے سعید بن مُسیّب سے یہی حدیث سُنی۔ جو اوپر گزری ہے۔ اور کہا سعید نے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ (وہی عمرو بن عامر خزاعی کا واقعہ) جو اُوپر گزر چکا ہے۔ اور یزید بن عبداللہ بن ہاد نے بھی اس حدیث کو ابن شہاب سے روایت کیا۔ انہوں نے سعید بن مسیب سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رض سے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ ف

ف۱ حام کا معنی بچانے والا۔ یعنی اُس نے دس بچے جنا کر اپنی پیٹھ کو بچا لیا۔ اَب کوئی شخص اُس پر کسی قسم کا بوجھ نہیں لاد سکتا۔ ف۲ اس کو ابن مردویہ نے وصل کیا۔

---

١٤٨ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكِرْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ

مجھ سے محمد بن ابی یعقوب ابوعبداللہ کرمانی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حسان بن ابراہیم نے۔ کہا ہم سے یونس نے۔ انہوں نے زہری رہ سے۔ انہوں نے عروہ سے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَیں نے دوزخ کو دیکھا۔ وہ اپنے آپ کو کچل رہی تھی۔ (اس قدر تیزی تھی۔) اور مَیں نے عمرو بن عامر خزاعی کو (وہاں) اپنی آنتیں کھینچتے دیکھا۔ اسی نے

قُصْبَهُ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ۔ پہلے پہل سانڈ چھوڑنے کی رسم شروع کی۔

بَابٌ۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔

باب وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

۱۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، ثُمَّ قَالَ: كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ۔ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ۔ فَيُقَالُ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ رحمہ نے۔ کہا ہم کو مغیرہ بن نعمان نے خبر دی۔ کہا۔ مَیں نے سعید بن جبیرؓ سے سُنا۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ حشر کئے جاؤ گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (کَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ۔ الخ) آپ نے پھر فرمایا۔ سُن لو! قیامت کے دن ساری خلقت میں ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کو پہلے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اور میری اُمت کے کچھ لوگ حاضر کئے جائیں گے۔ اُن کو بائیں (دوزخ کی) طرف لے چلیں گے۔ مَیں عرض کروں گا اے پروردگار! یہ میرے ساتھ والے ہیں۔ جواب ملے گا۔ تم نہیں جانتے۔ تمہارے بعد جو انہوں نے نئی نئی باتیں (بدعتیں) نکالیں۔ اس وقت مَیں وہی کہوں گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا۔ مَیں جب تک اُن لوگوں میں رہا۔ اُن کا حال دیکھتا رہا جب تو نے مجھ کو (دنیا سے) اُٹھا لیا۔ اس کے بعد تجھ کو ان کی خبر ہے۔ جواب ملیگا۔ جب سے تم اُن سے جدا ہوئے۔ اسی وقت سے برابر یہ لوگ ایڑیوں کے بل (اسلام سے پھرے رہے)

ف قسطلانی رحمہ نے کہا یہ وہ اکھڑ گنوار لوگ ہیں جو دنیا کی رغبت سے مسلمان ہوئے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ۔ الْآيَةَ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (ان تعذبھم فانھم عبادک) کی تفسیر

۱۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان رح نے۔ کہا مجھ سے سعید بن جبیر رض نے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا (قیامت کے دن) تمہارا حشر ہوگا۔ اور کچھ لوگوں کو بائیں جانب دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔ ف میں اس وقت کہوں گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا۔ وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم اخیر آیت العزیز الحکیم تک۔

ف۔ جن کو دنیا میں میں مسلمان سمجھتا تھا۔

قُصْبَهُ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ۔ پہلے پہل سانڈ چھوڑنے کی رسم شروع کی۔

بَابٌ۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔

باب وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

۱۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، ثُمَّ قَالَ: كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ۔ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ۔ فَيُقَالُ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ رح نے۔ کہا ہم کو مغیرہ بن نعمان نے خبر دی۔ کہا۔ مَیں نے سعید بن جبیر رض سے سُنا۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ حشر کئے جاؤ گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (کَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ۔ الخ) آپ نے پھر فرمایا۔ سُن لو! قیامت کے دن ساری خلقت میں ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کو پہلے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اور میری اُمت کے کچھ لوگ حاضر کئے جائیں گے۔ اُن کو بائیں (دوزخ کی) طرف لے چلیں گے۔ مَیں عرض کروں گا اے پروردگار! یہ میرے ساتھ والے ہیں۔ جواب ملے گا۔ تم نہیں جانتے۔ تمہارے بعد جو انہوں نے نئی نئی باتیں (بدعتیں) نکالیں۔ اس وقت مَیں وہی کہوں گا۔ جو اللہ تعالےٰ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا۔ مَیں جب تک اُن لوگوں میں رہا۔ اُن کا حال دیکھتا رہا جب تو نے مجھ کو (دنیا سے) اُٹھا لیا۔ اس کے بعد تجھ کو ان کی خبر ہے۔ جواب ملیگا۔ جب سے تم اُن سے جُدا ہوئے۔ اسی وقت سے برابر یہ لوگ ایڑیوں کے بل (اسلام سے پھرے رہے)ف

ف قسطلانی رح نے کہا یہ وہ اکھڑ گنوار لوگ ہیں جو دنیا کی رغبت سے مُسلمان ہوئے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ۔ الآيَةَ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (ان تعذبھم فانھم عبادک) کی تفسیر

۱۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری ؒ نے کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان ؒ نے۔ کہا مجھ سے سعید بن جبیر رضؓ نے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا (قیامت کے دن) تمہارا حشر ہوگا۔ اور کچھ لوگوں کو بائیں جانب دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔ فائیں اس وقت کہوں گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا۔ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ اخیر آیت العزیز الحکیم تک۔

ف۔ جن کو دنیا میں میں مسلمان سمجھتا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

سورة الانعام

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ:
مَعْذِرَتُهُمْ، مَعْرُوشَاتٍ: مَا يُعْرَشُ
مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، حَمُولَةً: مَا
يُحْمَلُ عَلَيْهَا، وَ لَلَبَسْنَا: لَشَبَّهْنَا
لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ: أَهْلُ مَكَّةَ، وَيَنْأَوْنَ:
يَتَبَاعَدُونَ، تُبْسَلُ: تُفْضَحُ، أُبْسِلُوا:
أُفْضِحُوا، بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ: الْبَسْطُ:
الضَّرْبُ، اسْتَكْثَرْتُمْ: أَضْلَلْتُمْ كَثِيرًا
مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ: جَعَلُوا لِلَّهِ مِنْ
ثَمَرَاتِهِمْ وَمَالِهِمْ نَصِيبًا وَلِلشَّيْطَانِ
وَالْأَوْثَانِ نَصِيبًا، أَكِنَّةً: وَاحِدُهَا كِنَانٌ
أَمَّا اشْتَمَلَتْ: يَعْنِي هَلْ تَشْتَمِلُ إِلَّا
عَلَى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى؟ فَلِمَ تُحَرِّمُونَ
بَعْضًا وَتُحِلُّونَ بَعْضًا؟ مَسْفُوحًا:
مُهْرَاقًا، صَدَفَ: أَعْرَضَ، أُبْلِسُوا:
أُويِسُوا، أُبْسِلُوا: أُسْلِمُوا، سَرْمَدًا:
دَائِمًا، اسْتَهْوَتْهُ: أَضَلَّتْهُ، تَمْتَرُونَ:
تَشُكُّونَ، وَقْرًا: صَمَمٌ، وَأَمَّا الْوِقْرُ
فَإِنَّهُ الْحِمْلُ، أَسَاطِيرُ: وَاحِدُهَا
أُسْطُورَةٌ وَإِسْطَارَةٌ وَهِيَ التُّرَّهَاتُ
الْبَأْسَاءُ: مِنَ الْبَأْسِ، وَيَكُونُ مِنَ الْبُؤْسِ
جَهْرَةً: مُعَايَنَةً، الصُّوَرُ: جَمَاعَةُ
صُورَةٍ، كَقَوْلِهِ سُورَةٌ وَسُوَرٌ، مَلَكُوتٌ
وَمُلْكٌ مِثْلُ رَهَبُوتٍ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوتٍ، وَتَقُولُ

سورۂ انعام کی تفسیر

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ف ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ کا معنی پھر
ان کا اور کوئی عذر نہ ہوگا۔ مَعْرُوشَاتٍ کا معنی ٹہنیوں پر چڑھائے
ہوئے جیسے انگور وغیرہ (جن کی بیل ہوتی ہے۔) حَمُولَةً کا معنے
لادو یعنی بوجھ لادنے کے جانور۔ وَلَلَبَسْنَا کا معنی۔ ہم شبہ ڈال دیں گے
لِأُنْذِرَكُمْ میں خطاب اہل مکہ سے ہے۔ يَنْأَوْنَ کا معنی دور ہو جاتے ہیں تُبْسَلَ
کا معنی رسوا کیا جائے۔ ابسلوا رسوا کئے گئے۔ باسطوا ايديهم میں بسط کے معنی مارنا
اِسْتَكْثَرْتُمْ۔ یعنی تم نے بہتوں کو گمراہ کیا۔ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ
الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا۔ یعنی انہوں نے پھلوں، میووں اور
مالوں میں اللہ تعالیٰ کا ایک حصہ اور شیطان اور بتوں کا حصہ ٹھہرایا
أَكِنَّةً۔ کنان کی جمع ہے۔ یعنی پردہ، أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ
الْأُنْثَيَيْنِ۔ یعنی کیا مادوں کے پیٹ میں نر اور مادہ نہیں ہوتے
پھر تم ایک کو حلال اور ایک کو حرام کیوں بناتے ہو۔ ؟ أَوْ دَمًا
مَسْفُوحًا۔ یعنی بہایا گیا خون۔ وَصَدَفَ کا معنی منہ پھیرا۔ أُبْلِسُوا
کا معنی ناامید ہوئے فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ میں۔ اور أُبْسِلُوا، بِمَا كَسَبُوا
میں یہ معنی ہے۔ کہ ہلاکت کے لئے سپرد کئے گئے۔ سَرْمَدًا کا
معنی ہمیشہ۔ ف۲ اِسْتَهْوَتْهُ۔ کا معنی گمراہ کیا۔ تَمْتَرُونَ کا معنی شک
کرتے ہو۔ وَقْرًا۔ کا معنی بوجھ (جس سے کان بہرا ہو۔) اور وِقْرًا
بکسر واؤ کا معنی بوجھ جو جانور پر لادا جائے۔ أَسَاطِيرُ۔ اسطورہ
اور اسطارہ کی جمع ہے۔ یعنی واہیات اور لغو باتیں۔ اَلْبَأْسَاءُ
بَأْسٌ سے نکلا ہے یعنی سختی یا بؤس سے یعنی تکلیف اور محتاجی
جَهْرَةً۔ کھلم کھلا۔ صُوَر۔ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوَرِ میں صورت کی جمع
ہے۔ جیسے سور، سورت کی جمع ہے۔ ف۳ ملکوت سے ملک
یعنی سلطنت مراد ہے۔ جیسے رہبوت اور رحموت مثل ہے
رہبوت (یعنی ڈر) رحموت (مہربانی) سے بہتر ہے۔ اور

تُرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُرْحَمَ، جَنَّ: أَظْلَمَ، يُقَالُ عَلَى اللهِ حُسْبَانُهُ، أَيْ حِسَابُهُ، وَيُقَالُ حُسْبَانًا مَرَامِيَ وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ، مُسْتَقِرٌّ فِي الصُّلْبِ وَمُسْتَوْدَعٌ فِي الرَّحِمِ الْقِنْوُ: الْعِذْقُ، وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ، مِثْلُ صِنْوَانِ وَصِنْوَانٌ۔

کہتے ہیں تیرا ڈرایا جانا تجھ پر مہربانی کرنے سے بہتر ہے۔ جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ ۔رات کی اندھیری اُس پر چھاگئی۔ ف حُسبان کا معنیٰ حساب کہتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اس کا حُسبان یعنی حساب ہے۔ اور بعضوں نے کہا۔حُسبان سے مراد تیر اور شیطان پر پھینکنے کے حربے۔مُستقر باپ کی پشت۔ مُستودَع ماں کا پیٹ۔ قنو (خوشہ) اس کا تثنیہ قنوانٌ اور جمع بھی قنوانٌ ہے۔ جیسے صِنو۔ اور صِنوانٌ (یعنے جڑ سے ملے ہوئے درخت۔)

ف ۔ان تفسیروں کو ابن ابی حاتم نے ابن عبّاس رض سے وصل کیا۔ ف۲ یہ لفظ سورت قصص میں ہے ۔یہاں اس کو وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا ۔کی مناسبت سے بیان کر دیا ہے۔ ف۳ مشہور قرأت صُور ہے ۔ابن کثیر رح نے کہا۔صحیح یہی ہے ۔کہ صُور سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کا بگل مراد ہے۔ جیسے احادیث میں وارد ہے۔صُور کی قرأت میں ترجمہ یوں ہوگا جس دن مُردوں میں جان پھونکی جائے گی۔ ف۴ اس کے بعد متن قسطلانی میں اتنی عبارت زائد ہے۔ تَعَالَى عَلَا وَإِنْ تَعْدِلْ تُقْسِطْ لَا يُقْبَلْ مِنْهَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔ تعالیٰ کا معنیٰ ۔بلند ہوا۔ اور تعدِل کا معنیٰ انصاف کرے ۔یعنی اُس دن کیسا ہی عدل و انصاف کرے اس کے کچھ کام نہیں آئے گا۔

بَابٌ۔ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ) کی تفسیر۔

۱۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ: إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، إِنَّ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں۔ جو اللہ جلّ شانہٗ ہی جانتے ہیں۔ قیامت کب آئے گی۔ اور پانی بھی وُہی برساتا ہے۔ ف اور ماں کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ۔ اور وہی جانتا ہے (کسی کو معلوم نہیں) کہ کل کیا ہوگا۔ اور کسی کو معلوم نہیں۔ کہ وہ کس ملک میں مرے گا۔

اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ — اللہ تعالیٰ ہی کو ان باتوں کا علم اور اُسی کو خبر ہے۔

ف۱ کسی کو معلوم نہیں۔ کہ برسات کب ہوگی۔ کس وقت ہوگی۔ کہاں کہاں ہوگی۔ اور کتنی ہوگی۔

بَابٌ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ۔ الآيَةَ، يَلْبِسَكُمْ: يَخْلِطَكُمْ مِنَ الإِلْتِبَاسِ، يَلْبِسُوا، يَخْلِطُوا، شِيَعًا: فِرَقًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (قُلْ ہُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ) کی تفسیر۔ یَلْبِسَکُمْ کا معنے ملا دے۔ غلط کر دے۔ یہ التباس سے نکلا ہے۔ شِیَعًا۔ کا معنی۔ گروہ، گروہ اور فرقے فرقے۔ ف۱

۱۵۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعُوذُ بِوَجْهِكَ:۔ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ۔ قَالَ: أَعُوذُ بِوَجْهِكَ۔ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هٰذَا أَهْوَنُ، أَوْ هٰذَا أَيْسَرُ۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار رہ سے۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی۔ قُلْ ہُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر اس آیت کا یہ حصہ نازل ہوا۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر یہ حصہ نازل ہوا۔ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ پہلے عذابوں سے تو آسان یا ہلکا عذاب ہے۔ ف۲

ف۱ یعنی تم کو پھوڑ کر الگ الگ فرقے کر دے۔ اور ایک کو دوسرے سے لڑا دے۔ آپس میں ہی جھگڑا ہونے لگے۔ ایک مدت سے مسلمانوں پر یہی عذاب ہو رہا ہے۔ ف۲ کیونکہ پہلے عذاب تو عام عذاب تھے۔ جس سے کوئی نہ بچتا تھا۔ اس میں تو کچھ بچ رہتے ہیں۔ اور کچھ مارے جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر سے رجم یعنی آسمان سے پتھر برسنے کا عذاب، اور خسف یعنی زمین میں دھنسنے کا عذاب موقوف رکھا ہے۔ اور یہ عذاب یعنے آپس کی پھوٹ اور نااتفاقی کا باقی رکھا بعضوں نے کہا۔ موقوف رکھنے سے یہ مراد ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں یہ عذاب موقوف رہا۔ آئندہ اس امت میں خسف اور قذف اور مسخ ہوگا۔ جیسے دوسری حدیث شریف میں ہے۔

بَابٌ - وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ -

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) کی تفسیر۔

١٥٣ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ - وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ. قَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ؟ فَنَزَلَتْ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ -

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابن ابی عدی نے۔ انہوں نے شعبہ بن حجاج سے۔ انہوں نے سلیمان اعمش سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے علقمہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (یہ تو بڑی مشکل ہوئی) ہم میں کون ایسا ہے جس نے ظلم (گناہ) نہ کیا ہو۔ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔ (معلوم ہوا۔ ظلم سے شرک مراد ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ - وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ -

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ) کی تفسیر۔

١٥٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ، يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى -

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے۔ کہا ہم سے شعبہؒ نے۔ انہوں نے قتادہؒ سے انہوں نے ابوالعالیہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ تمہارے پیغمبر کے چچا زاد بھائی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کسی بندے کو یوں نہیں کہنا چاہیئے۔ کہ میں یونسؑ بن متی پیغمبر علیہ السلام سے بہتر ہوں۔

---

١٥٥ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہؒ نے۔ کہا ہم کو سعد بن ابراہیم نے خبر دی کہا میں نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے سُنا۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے

قَالَ: مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى۔

فرمایا۔ کسی بندے کو یوں نہیں کہنا چاہیئے۔ کہ مَیں یونس بن متّٰی پیغمبر علیہ السلام سے بہتر ہوں۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ) کی تفسیر۔

۱۵۶۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ: أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَفِي صٓ سَجْدَةٌ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ تَلَا ـ وَوَهَبْنَا ـ إِلَى قَوْلِهِ ـ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ۔ ثُمَّ قَالَ: هُوَ مِنْهُمْ، زَادَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ الْعَوَّامِ، عَنْ مُجَاهِدٍ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ۔

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے۔ خبر دی اُن کو ابن جریج نے۔ کہا مجھ کو سلیمان احول نے اُن کو مجاہد نے۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ کیا سورت صٓ میں سجدہ ہے۔؟ انہوں نے کہا۔ ہاں ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَوَھَبْنَا لَہٗ اسحٰق اخیر فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ تک۔ پھر فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام بھی انہی پیغمبروں میں ہیں۔ ف۱ یزید بن ہارون اور محمد بن عبید اور سہل بن یوسف نے عوام بن حوشب سے انہوں نے مجاہد سے یوں روایت کیا ہے۔ مَیں نے ابن عباسؓ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ تمہارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اگلے پیغمبروں کی پیروی کا حکم ہُوا ف۲

ف۱ جن کی پیروی کرنے کا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا۔ ف۲ یعنی جب تک اس حکم کا کوئی ناسخ نہ اُترے۔ تو آپؐ کو اگلے پیغمبروں کی شریعت پر چلنے کا حکم تھا۔ ابن حاجب رہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ بعضوں نے کہا۔ آنحضرتؐ پر یہ امر لازم نہ تھا۔ جب تک خاص اُس باب میں کوئی حکم نہ اُترے۔ یزید بن ہارون کی روایت کو اسماعیلی نے اور محمد بن عبیدؒ کی روایت کو امام بخاری رہ اور سہل بن یوسف کی روایت کو امام بخاری رہ نے وصل کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ۔ الْآيَةَ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا کُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ) اخیر آیت تک کی تفسیر۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلَّ ذِي ظُفُرٍ: الْبَعِيرُ وَالنَّعَامَةُ، الْحَوَايَا: الْمَبْعَرُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: هَادُوا: صَارُوا يَهُودًا، وَأَمَّا قَوْلُهُ هُدْنَا: تُبْنَا،

ابن عباس رضہ نے کہا۔ ذی ظفر سے اُونٹ، شتر مرغ مراد ہے۔ ف الحوایا سے مراد مینگنی کی آنتیں ہیں۔ اور لوگوں نے کہا ھادوا کا معنیٰ یہودی ہوگئے۔ اور سورۂ اعراف میں جو ھُدْنَا آیا ہے

هَائِدٌ: تَائِبٌ۔

اُس کا معنیٰ ہم نے توبہ کی۔ ھائد کہتے ہیں توبہ کرنیوالے کو۔

۱۵۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ: قَالَ عَطَاءٌ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ لَمَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا جَمَلُوهَا ثُمَّ بَاعُوهَا فَأَكَلُوهَا، وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ: كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ: سَمِعْتُ جَابِرًا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عمرو بن خالد تمیمی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے۔ کہ عطاء بن ابی رباح نے کہا۔ کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا۔ وُہ کہتے تھے۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ یہودیوں کا ستیاناس کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر چربی کو حرام کیا۔ تو انہوں نے کیا کیا۔ چربی کو پگھلا کر اس کو بیچا۔ اُس کے دام کھرے کئے اور کھائے۔ اور ابُو عاصم نبیل نے اس حدیث کو یوں روایت کیا۔ کہا ہم سے عبدالحمید بن جعفر نے۔ کہا ہم سے یزید بن ابی حبیب نے، انہوں نے کہا عطاء بن ابی رباح نے مجھ کو یہ لکھا۔ کہ مَیں نے جابر رضہ سے سُنا۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے یہ حدیث۔

ف۔ اس کو ابن جریر نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو امام احمدؒ نے وصل کیا۔ ابو عاصمؒ امام بخاریؒ کے شیخ ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ) کی تفسیر

۱۵۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ، وَلِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ، وَلِذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ، قُلْتُ: سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَرَفَعَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَكِيلٌ: حَفِيظٌ وَمُحِيطٌ بِهِ، قُبُلًا جَمْعُ قَبِيلٍ، وَالْمَعْنَى أَنَّهُ ضُرُوبٌ لِلْعَذَابِ كُلُّ

ہم سے حفص بن عمرؓ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ رحہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے۔ انہوں نے ابو وائل شقیق بن سلمہؒ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں ہے۔ ف اسی لئے اُس نے چھپی اور کھلی بے شرمی کی باتوں کو حرام کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو تعریف کرنا پسند نہیں ہے۔ اور یہاں تک کہ اُس نے خود اپنی آپ تعریف کی۔ عمرو بن مرہ نے کہا۔ مَیں نے ابُو وائل سے پوچھا۔ کیا تم نے یہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضہ سے خود سُنی۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا۔ عبداللہ بن مسعود رضہ نے یہ آنحضرت صلعم کا قول بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ وکیل کا معنیٰ نگہبان

ضَرْبٍ مِنْهَا قَبِيلٌ، زُخْرُفَ الْقَوْلِ: كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهُ وَزَيَّنْتَهُ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ، وَحَرْثٌ حِجْرٌ: حَرَامٌ، وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ، مَحْجُورٌ، وَالْحِجْرُ: كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَيُقَالُ لِلْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ، وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى، وَأَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُودَ، وَمَا حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ، وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُومٍ، مِثْلَ قَتِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ، وَأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ۔

گھیر لینے والا۔ قُبُلاً۔ قبیل کی جمع ہے۔ یعنی عذاب کی قسمیں عذاب کی ایک ایک قسم قبیل کہلاتی ہے۔ زخرف لغو اور بیکار چیز (یا بات) جس کو ظاہر میں آراستہ پیراستہ کریں۔ (زخرف القول) چکنی چپڑی باتیں (حرث حجر) یعنی روکی گئی کھیتی حجر کہتے ہیں۔ حرام اور ممنوع چیز کو۔ اسی سے ہے۔ حجر، محجور۔ اور حجر عمارت کو بھی کہتے ہیں۔ اور مادیان گھوڑی کو بھی اور عقل کو بھی حجر اور حجی کہتے ہیں۔ اور اصحاب الحجر میں حجر سے مراد ثمود کی بستی ہے۔ اور جس زمین کو تو روک دے۔ اسمیں کوئی چرانے یا آنے نہ پائے اسی سے خانہ کعبہ کے حطیم کو حجر کہتے ہیں۔ حطیم محطوم کے معنوں میں ہے۔ جیسے قتیل مقتول کے معنوں میں ہے اب رہا یمامہ کا حجر تو وہ ایک مقام کا نام ہے۔

ف قسطلانی رہ نے غیرت کی صفت کی تاویل کی۔ اور کہا۔ غیرت کے معنی پروردگار کے حق میں بری باتوں کو حرام کرنا۔ اور مومنوں کو ان سے روکنا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اہلحدیث نے اور صفات الٰہی جیسے غضب، ضحک تعجب فرح کی طرح غیرت کی بھی تاویل نہیں کی ہے۔ اور اس کو اپنے ظاہری معنوں پر رکھا ہے جو پروردگار کی شان کے لائق ہے۔ اور یہی طریقہ ہے سلف کا۔ جیسے اوپر کئی بار گزر چکا ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے۔ لا شخص اغیر من اللہ معلوم ہوا کہ اللہ کو شخص کہہ سکتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمْ۔ لُغَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمْعِ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (هلم شهداءكم) کی تفسیر اہل حجاز والوں کا محاورہ ہے۔ واحد، تثنیہ اور جمع سب میں هلم بولتے ہیں۔

بَابٌ۔ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا۔

١٥٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (لا ينفع نفسا ايمانها) کی تفسیر۔ ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے۔ کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے۔ کہا ہم سے ابوزرعہ نے۔ کہا ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک سورج پچھم کی طرف سے نہ نکلے گا

حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا رَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ۔

اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب لوگ یہ نشانی (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) دیکھیں گے۔ تو سارے زمین والے ایمان لے آئیں گے۔ مگر اس وقت ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جیسے ارشاد باری ہے۔ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا الخ۔

۱۶۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ، وَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا۔ ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ۔

مجھ سے اسحاق (بن نصر یا ابن منصور) نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبدالرزاق نے۔ کہا ہم کو معمر نے۔ انہوں نے ہمام سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک سورج پچھم سے نہ نکلے۔ قیامت ہونے والی نہیں جب سورج پچھم سے نکلے گا۔ اور لوگ دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے۔ مگر یہ وہ وقت ہوگا۔ کہ جب ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دیگا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (لَا يَنْفَعُ نَفْسًا الخ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام جو بہت مہربان نہایت رحم والا۔

سورة الأعراف

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَرِيَاشًا: الْمَالُ، إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ فِي الدُّعَاءِ وَفِي غَيْرِهِ عَفَوْا: كَثُرُوْا، الْفَتَّاحُ: الْقَاضِي، افْتَحْ بَيْنَنَا: اقْضِ بَيْنَنَا، نَتَقْنَا الْجَبَلَ، رَفَعْنَا، انْبَجَسَتْ: انْفَجَرَتْ، مُتَبَّرٌ: خُسْرَانٌ، آسَى: أَحْزَنُ، تَأْسَ: تَحْزَنْ۔ وَقَالَ غَيْرُهُ مَا مَنَعَكَ أَنْ لَا تَسْجُدَ يَقُوْلُ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ، يَخْصِفَانِ: أَخَذَا الْخِصَافَ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ، يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ: يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ، سَوْآتِهِمَا: كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا، وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ: هُوَ هَاهُنَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَى مَا لَا يُحْصَى عَدَدُهَا، الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ، قَبِيْلُهُ جِيْلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ، ادَّارَكُوْا: اجْتَمَعُوْا، وَمَشَاقُّ الْإِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهَا يُسَمَّى سُمُوْمًا وَاحِدُهَا سَمٌّ، وَهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهُ وَأُذُنَاهُ وَدُبُرُهُ وَإِحْلِيْلُهُ، غَوَاشٍ: مَا غُشُوْا بِهِ، نُشُرًا: مُتَفَرِّقَةً، نَكِدًا: قَلِيْلًا، يَغْنَوْا: يَعِيْشُوْا، حَقِيْقٌ: حَقٌّ، اسْتَرْهَبُوْهُمْ، مِنَ الرَّهْبَةِ، تَلْقَفُ: تَلَقَّمُ، طَائِرُهُمْ: حَظُّهُمْ،

سورۂ اعراف کی تفسیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یُوَارِی سَوْآتِکُمْ وَرِیْشًا میں وریشا سے مال واسباب مُراد ہیں۔ فـ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ میں معتدین سے دعا میں اور غیر دعا میں حد سے بڑھ جانیوالے مراد ہیں۔ عَفَوْا کا معنے۔ بہت ہو گئے۔ اُن کے مال زیادہ ہو گئے فتّاحٌ کہتے ہیں۔ فیصلہ کرنے والے کو۔ اِفْتَحْ بَیْنَنَا۔ ہمارا فیصلہ کر۔ نَتَقْنَا اٹھایا۔ انْبَجَسَتْ۔ پھوٹ نکلے۔ مُتَبَّرٌ۔ تباہی ونقصان اٰسٰی۔ غم کھاؤں۔ فَلَا تَأْسَ۔ غم نہ کھا۔ اوروں نے کہا مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ۔ (میں لَا زائد ہے۔) یعنے تجھے سجدہ کرنے سے کس بات نے رُوکا۔ یَخْصِفَانِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ۔ انہوں نے بہشت کے پتّوں کو دُونا بنالیا۔ یعنے بہشت کے پتّے اپنے اُوپر جوڑ لئے۔ (تاکہ ستر نہ نظر آئے۔) سَوْآتِھِمَا سے شرمگاہ مُراد ہے۔ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ۔ میں حین سے مُراد قیامت ہے۔ عرب کے محاورے میں حین ایک ساعت سے لے کر بے انتہا مدّت کو کہہ سکتے ہیں۔ رِیَاش اور رِیْش کے معنیٰ ایک ہیں۔ یعنی ظاہری لباس۔ قَبِیْلُہٗ۔ اس کی ذات والے شیطان جن میں سے وہ خود بھی ہے۔ اِدَّارَکُوْا۔ اکٹھا ہو جائیں گے آدمی اور جانور سب کے سوراخ (یا مساموں) کو سموم کہتے ہیں۔ اس کا مفرد سَم ہے۔ یعنی آنکھ کے سوراخ، نتھنے، منہ، کان، پاخانہ کا مقام اور پیشاب کا مقام۔ غواش۔ غلاف جس سے ڈھانپے جائینگے۔ نُشُرًا۔ متفرق۔ نکدا۔ تھوڑا۔ یَغْنَوْا جئے یا بسے۔ حَقِیْقٌ۔ حق واجب۔ اِسْتَرْھَبُوْھُمْ۔ رہبت سے نکلا ہے۔ یعنے ڈرایا۔ تَلْقَفُ لقمہ کرنے لگا۔ (نگلنے لگا۔)، طَائِرُھُمْ۔ اُن کا نصیبہ حصہ۔ طوفان۔ سیلاب بہیا کا کبھی موت کی کثرت کو بھی طوفان کہتے ہیں۔ قمل چچڑیاں چھوٹی جوئں

طُوفَانٌ: مِنَ السَّيْلِ، وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ، الْقُمَّلُ: الْحُمْنَانُ شِبْهُ صِغَارِ الْحَلِمِ، عُرُوشٌ وَعَرِيشٌ: بِنَاءٌ، سُقِطَ: كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهِ، الأَسْبَاطُ: قَبَائِلُ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ: يَتَعَدَّوْنَ لَهُ، يُجَاوِزُونَ، تَعْدُ: تُجَاوِزْ، شُرَّعًا: شَوَارِعَ، بَئِيسٍ: شَدِيدٍ، أَخْلَدَ إِلَى الأَرْضِ: قَعَدَ وَتَقَاعَسَ، سَنَسْتَدْرِجُهُمْ: نَأْتِيهِمْ مِنْ مَأْمَنِهِمْ كَقَوْلِهِ تَعَالَى. فَأَتَاهُمُ اللهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا. مِنْ جِنَّةٍ: مِنْ جُنُونٍ، أَيَّانَ مُرْسَاهَا: مَتَى خُرُوجُهَا، فَمَرَّتْ بِهِ: اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ، يَنْزَغَنَّكَ: يَسْتَخِفَّنَّكَ، طَيْفٌ مُلِمٌّ: بِهِ لَمَمٌ، وَيُقَالُ طَائِفٌ وَهُوَ وَاحِدٌ، يَمُدُّونَهُمْ: يُزَيِّنُونَ: وَخِيفَةً: خَوْفًا، وَخِيفَةً مِنَ الإِخْفَاءِ، وَالآصَالِ: وَاحِدُهَا أَصِيلٌ، وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهِ: بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔

کی طرح عُروش اور عَریش عمارت۔ سُقِطَ۔ جب شرمندہ ہوتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ سُقِطَ فِی یدہ اسباط۔ بنی اسرائیل کے خاندان قبیلے، یَعْدُونَ فِی السَّبْتِ۔ ہفتہ کے دن حد سے بڑھ جاتے تھے۔ اسی سے ہے تَعْدُ یعنی حد سے بڑھ جائے۔ شُرَّعًا پانی کے اُوپر تیرتے ہوئے۔ بَئِیس سخت۔ اَخْلَدَ بیٹھ رہا۔ پیچھے کو ہٹ گیا۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ۔ یعنی جہاں سے اُن کو ڈر ہو گا۔ اُدھر سے ہم آئیں گے۔ جیسے اس آیت میں ہے۔ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوا۔ یعنے اللہ جل شانہٗ کا عذاب اُدھر سے آن پہنچا جدھر سے گمان بھی نہ تھا۔ مِنْ جِنَّۃٍ یعنے جُنون اور دیوانگی اَیَّانَ مُرْسٰهَا کب اسکو نکلنا ہو گا۔ فَمَرَّتْ بِہٖ برابر پیٹ رہا اس نے پیٹنے کی مدت پوری کی یَنْزَغَنَّكَ گدگدائے، پھسلائے طیف اور طائف شیطان کی طرف سے جو اُترے۔ (یعنی وسوسہ آئے) دونوں کا ایک معنےٰ ہے۔ یَمُدُّوْنَهُمْ۔ اُن کو اچھا کر دکھلاتے ہیں خِیفَۃ کا معنےٰ خوف، ڈر خیفہ۔ اخفاء سے ہے۔ یعنی چپکے چپکے۔ اصال۔ اَصِیل کی جمع ہے۔ وہ وقت جو عصر سے مغرب تک ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت شریف میں ہے۔ بُکْرَۃً وَّاَصِیلًا۔

ف ۱ اس کو ابن جریر رح نے وصل کیا ہے۔ جمہور کی قرأت میں وریشا ہے۔ ف ۲ یعنے جو محال یا بے ضرورت باتوں کی دُعا کرے۔ ابن ماجہ رح نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کی ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ دُعا کرتے ہوئے سُنا۔ الٰہی! مجھ کو بہشت میں ایک سُفید محل داہنے طرف عطا کر۔ تو کہنے لگے۔ بیٹا۔ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ مانگ (بس یہی کافی ہے۔) مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے۔ جو دعا اور طہارت میں حد سے زیادہ بڑھ جائیں گے۔ ف ۳ دونوں قرائتیں مروی ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

باب ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الفواحش ماظہر منھا و ما بطن) کی تفسیر۔

۱۶۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَرَفَعَهُ قَالَ: لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہؒ نے۔ انہوں نے عمرو بن مرہ سے۔ انہوں نے ابُو وائلؒ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عمرو بن مرہ نے کہا۔ میں نے ابُو وائل سے پوچھا۔ کہ تم نے یہ حدیث حضرت عبدُاللہ بن مسعود رضؓ سے سُنی ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ عبدُاللہ بن مسعود رضؓ کہتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت والا نہیں ہے۔ اور اسی لئے اس نے فحش (بُرے بے حیائی) کے کاموں کو حرام کیا ہے۔ کُھلے ہوں یا پوشیدہ۔ اور اللہ سے بڑھ کر اور کسی کو تعریف ہونا پسند نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس نے آپ اپنی تعریف کی ہے۔ ف

ف حالانکہ بشر کو خود سرائی زیب نہیں دیتی۔ بقول شخصے کہ اپنے منہ میاں مٹھو۔ مگر پروردگار جلّ و علا کو خود سرائی اور خود ستائی پوری سزاوار ہے۔ اور تعریف کے لائق ہے۔

بَابٌ۔ وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ۔ الْآيَةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَرِنِي أَعْطِنِي۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِیقَاتِنَا وَکَلَّمَہُ رَبُّہٗ قال رب ارنی انظر الیک) کی تفسیر

حضرت عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ ارنی انظر الیک، کا معنے یہ ہے۔ کہ مجھ کو اپنے دیدار کا مرتبہ سرفراز کر۔

۱۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سُفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عمرو بن یحیٰی سے۔ انہوں نے اپنے والد (یحیٰی بن عمارہ) سے انہوں نے ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ ایک یہودی (فنحاص یا اور کوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اسکو کسی مُسلمان نے ایک طمانچہ (تھپّڑ) رسید کیا تھا۔ وہ کہنے لگا۔

رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ فِي وَجْهِي، قَالَ: ادْعُوهُ فَدَعَوْهُ قَالَ: لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي مَرَرْتُ بِالْيَهُودِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ، فَقُلْتُ وَعَلَى مُحَمَّدٍ؟ وَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ، قَالَ: لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّورِ؟

اے محمدؐ! تمہارے ایک انصاری صحابی نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو بلاؤ۔ تو بلایا۔ اور وہ حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا۔ تم نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا ہے؟ وہ کہنے لگا۔ یارسول اللہؐ! میں راستے میں یہودیوں پر سے گزرا۔ (جن میں یہ بھی تھا۔) یہ کیا کہنے لگا۔ قسم اس خدا کی۔ جس نے موسیٰ پیغمبرؑ کو سارے آدمیوں میں سے چن لیا۔ میں نے کہا۔ کیا وہ محمدؐ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اور مجھے غصہ آیا۔ میں نے طمانچہ لگایا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ دیکھو دوسرے پیغمبروں پر مجھ کو فضیلت نہ دو۔ ف۳ ایسا ہوگا۔ قیامت کے دن لوگ (ایک ہی ایکا) بیہوش ہوجائینگے۔ میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا۔ کیا دیکھوں گا۔ موسیٰ پیغمبرؑ (مجھ سے پہلے) عرش کا پایہ تھامے کھڑے ہیں۔ اب میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کو مجھ سے پہلے ہی ہوش آجائے گا۔ یا وہ بیہوش ہی نہ ہونگے۔ کیونکہ دنیا میں کوہ طور پر بے ہوش ہوچکے ہیں۔

ف۔ مراو رار سد کبریاوری۔ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی۔ اُس نے اپنی تعریف اس لئے کی ہے۔ کہ بندے اس کے صفات کو پہچان لیں۔ اور ان الفاظ سے اس کی تعریف کرنے پر ثواب اور اجر کمائیں۔ ورنہ وہ تعریف سے بھی مستغنی ہے
ف۲ اس کو ابن جریر نے وصل کیا۔ ف۳ یعنے اس طرح سے کہ دوسرے پیغمبروں کی توہین نکلے۔ یا اپنی رائے اور قیاس سے بغیر نص صریح کے فضیلت نہ دو۔ یا یہ حکم اس وقت کا ہے جب تک آپ کو یہ نہیں بتلایا گیا تھا۔ کہ آپ سب انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار اور امام ہیں۔

الْمَنَّ وَالسَّلْوَى

منّ اور سلویٰ کا بیان

۱۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءُ الْعَيْنِ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہؒ نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے۔ انہوں نے عمرو بن حریث سے۔ انہوں نے سعید بن زید سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ کھنبی منّ کی قسم سے ہے۔ (خود بخود پیدا ہوتی ہے) اور اس کا پانی آنکھ کی دوا ہے۔

بَابٌ۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔

۱۶۴۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُوسَى بْنُ هَارُونَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: كَانَتْ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَأَغْضَبَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ، فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرٍ يَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتَّى أَغْلَقَ بَابَهُ فِي وَجْهِهِ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ عِنْدَهُ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا صَاحِبُكُمْ هَذَا فَقَدْ غَامَرَ، قَالَ: وَنَدِمَ عُمَرُ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ فَأَقْبَلَ حَتَّى سَلَّمَ وَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَصَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ، قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: وَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ

باب قولہ۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔

ہم سے عبداللہ (حماد آملی) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن اور موسیٰ بن ہارون نے دونوں نے کہا ہم سے ولید بن مسلم نے۔ کہا ہم سے عبداللہ بن علاء بن زبیر نے کہا مجھ سے بُسر بن عبیداللہ نے۔ کہا مجھ سے ابوادریس خولانی نے۔ کہا میں نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وُہ کہتے تھے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان (کسی بات پر) تکرار ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کو غصّہ آیا۔ اور غصّے میں لوٹ کر چلے۔ حضرت ابوبکرؓ اُن کے پیچھے ہوئے۔ اور کہتے جاتے تھے (بھائی) معاف کرو۔ لیکن حضرت عمرؓ نے نہ سُنا۔ اور گھر میں جاکر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ (تاکہ حضرت ابوبکرؓ اندر نہ آسکیں) آخر حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابوالدرداءؓ کہتے ہیں۔ اُسوقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ آپؐ نے (حضرت ابوبکرؓ کی صُورت دیکھتے ہی) فرمایا۔ تمہارے یہ صاحب کسی سے لڑکر آئے ہیں۔ اُس کے بعد ایسا ہوا۔ کہ حضرت عمرؓ بھی شرمندہ ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ سلام کرکے بیٹھے۔ اور سارا واقعہ بیان کیا۔ (کہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے مُعافی مانگی اور میں نے نہیں سُنا) حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہی غصّہ ہوگئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ (آپ کا غصّہ فرو کرنے لگے۔)

يَقُولُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَأَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي؟ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي؟ إِنِّي قُلْتُ- يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا- فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقْتَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: غَامَرَ: سَبَقَ بِالْخَيْرِ-

کہنے لگے۔ یارسول اللہ! خدا کی قسم؛ اس مسئلہ میں مَیں قصوروار تھا۔ (عمر کی زیادتی نہ تھی) آنحضرت صؐ نے (صحابہؓ سے) فرمایا (تم کو کیا ہو گیا ہے؟) تم کو میرا بھی لحاظ نہیں ہے۔ میرا تو لحاظ کرو۔ میرے دوست کو مت ستاؤ۔ میرا تو لحاظ کرو۔ میرے دوست کو مت ستاؤ۔ دیکھو جب لوگوں سے مَیں نے یہ کہا۔ یَاأَیُّھَاالنَّاسُ إِنِّی رَسُولُ اللّٰہِ الخ تو تم لوگوں نے میری بات کو جھٹلایا۔ اور ابو بکرؓ نے کہا آپ سچ کہتے ہیں ف امام بخاریؒ نے کہا۔ غامر کا معنے حدیث میں یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے بھلائی میں سبقت کی۔ ف۲

ف۔ مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ تو اُن کی قدامت اسلام اور میری رفاقت کا خیال رکھو۔ اُن کو رنجیدہ نہ کرو۔ اس حدیث سے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی بہت زیادہ فضیلت نکلی۔

ف۲۔ یہ امام بخاری رحؒ کی تفسیر ہے۔ اور جو ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ وہ صحاح اور نہایہ اور دوسری کتب لغت کے موافق ہے

بَابُ قَوْلِهِ حِطَّةٌ-

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَقُولُوا حِطَّةٌ) کی تفسیر

١٦٥- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ- ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ فَبَدَّلُوا- فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوا: حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ-

مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل کو یہ حکم ہوا تھا۔ کہ سجدہ کرتے ہوئے (یعنی جھک کر) بیت المقدس کے دروازے میں جاؤ۔ اور یوں کہو۔ حطۃٌ یعنی اللہ ہمارے گناہ بخش دے۔ تو ہم تمہارے گناہ بخشدیں گے۔ انہوں نے کیا کیا۔ اللہ کا حکم بدل ڈالا۔ (سجدے کے بدلے) چوتڑوں پر گھسٹتے داخل ہوئے اور حطۃٌ کے بدلے حَبَّۃٌ فِی شَعْرَۃٍ۔ کہنے لگے۔

بَابُ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ- الْعُرْفُ: الْمَعْرُوفُ-

باب خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ۔ کی تفسیر۔ عُرف کا معنے معروف۔ اچھا کام۔

١٦٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ، وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمَشَاوَرَتِهِ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ: يَا ابْنَ أَخِي، لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ، قَالَ: سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: هِي يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ بِهِ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ، وَاللهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللهِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبداللہ بن عُتبہ نے۔ کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا عیینہ بن حصن بن حذیفہ (مدینہ میں) آئے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس بن حصن کے پاس اُترے۔ حر بن قیس اُن لوگوں میں تھے۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب (پاس بیٹھنے والے) تھے۔ حضرت عمر رضہ کی عادت تھی۔ وہ اپنا مقرب اسی شخص کو بناتے جو قرآن مجید کا قاری (عالم) ہوتا۔ ایسے ہی لوگ اُن کی مجلس اور مشورے میں شریک رہتے۔ بوڑھے اور جوان کی کوئی قید نہ ہوتی۔ ف خیر عُیینہ بن حصن نے اپنے بھتیجے سے کہا۔ بھتیجے! تمہاری تو امیر المومنین کے پاس رسائی ہے۔ مجھے بھی اجازت لے کر انکی خدمت میں لے چلو۔ حُر بن قیس نے کہا۔ اچھا میں اجازت لونگا۔ حضرت ابن عباس رضہ کہتے ہیں۔ حُر نے عمر رضہ سے عُیینہ کو لانے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دی۔ جب عُیینہ حضرت عمر رضہ کے پاس گئے۔ تو کہنے لگے غضب سے غضب لیو سنو اے خطاب کے بیٹے! نہ تو تم (میں سخاوت ہے) ہم کو بہت داد و دہش کرتے ہو۔ نہ عدل اور انصاف ہے۔ یہ سُن کر عمر رضہ غصے ہوئے۔ قریب تھا۔ کہ عُیینہ کو مار بیٹھیں۔ ف اُسوقت حُر نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! اللہ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے۔ خُذ العفو الخ۔ یہ شخص (عیینہ) بھی جاہل ہے (درگزر کریں) خُدا کی قسم! عمر رضہ نے اس آیت کے سنتے ہی اس پر عمل کیا جب حُر نے یہ آیت پڑھی اور عمر رضہ اللہ کی کتاب (پر پورا پورا چلتے ذرا بھی اس) کے خلاف نہ کرتے

ف یہاں تک کہ حضرت ابن عباس رضہ بالکل نوجوان تھے۔ لیکن حضرت عمر رضہ کے پاس بیٹھتے تھے۔ دوسرے بوڑھے بوڑھے لوگوں پر اُن کا مرتبہ زیادہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم اور علماء کے قدردان تھے۔ اور ہر ایک بادشاہِ اسلام کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ ہمیشہ علماء کرام کی قدر و منزلت اور تکریم و تعظیم لازم ہے۔ ورنہ پھر کوئی اُن کے ملک میں علم پڑھیگا نہیں۔ اور

ملک کیا ہوگا ؟ جاہلوں کا ڈربہ۔ ایسا ملک بہت جلد تباہ اور برباد ہوگا۔ افسوس! ہمارے زمانے میں علم اور عُلما کی قدر اور منزلت تو کیا عالموں کو جاہلوں کے برابر بھی نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ جاہلوں کو جو عہدے اور منصب عطا کئے جاتے ہیں عُلماء اُن کے مستحق اور سزاوار نہیں سمجھے جاتے۔ خود مجھ پر واقعہ گزر چکا ہے چند روز میں قضا کی آفت میں گرفتار کیا گیا تھا۔ مگر خُدا تعالےٰ کا بڑا ہی فضل اور احسان ہوا۔ کہ علم وفضل کی ناقدردانی نے مجھ کو سبکدوش کر دیا۔ ورنہ معلوم نہیں کب تک میں اُس آفت میں گرفتار رہتا میں دل سے قضاء کو مکروہ جانتا تھا۔ خیر میں تو ہٹا دیا گیا تھا اور دوسرے لوگ جو علم وفضل سے عاری اور ان کی قابلیت ایسی تھی۔ کہ برسوں تک انکو تعلیم دے سکتا تھا۔ وہ اپنی خدمات پر بدستور قائم رہے۔ گو میں اُس انقلاب سے جہاں تک میری ذات سے متعلق تھا۔ خوش ہوا۔ اور سجدہ شکر بجالایا۔ مگر مُلک اور قوم پر رُونا آیا۔ یا اللہ! ہمارے حکمرانوں کو سمجھ عطا فرما۔ آمین یارب العالمین۔ ف ۲۔ اللہ اللہ! عُیینہ کی بے ادبی اور گستاخی اور حضرت عمرؓ کا صبر اور تحمّل، اگر کوئی دوسرا دنیادار حکمران ہُوتا۔ تو ایسی زبان درازی اور بے ادبی کو کیسے برداشت کرتا۔ اور اس پر کیسی سزا دیتا۔ عُیینہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دُنیادار حکمرانوں کی طرح سمجھے۔ کہ جاہل مصاحبوں اور واہی رفیقوں پر شاہی خزانہ جو رعایا کی ملک اور اُن کا مال ہے لُٹاتے رہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کو تو ایک ادنیٰ سپاہی کی طرح تنخواہ دیا کرتے۔ وہ بھلا اُس سے (یعنی خزانہ سے) واہی لوگوں کو کب دینے والے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان اور اخلاص کو سمجھنے کے لئے انصاف والے آدمی کے لئے یہی واقعہ کافی ہے۔ قرآن شریف کی آیت مبارکہ کو پڑھتے ہی غصہ جاتا رہا صبر اور تحمّل پر عمل کیا۔

۱۶۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ- خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ- قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بَرَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: قَالَ هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَمَرَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ-

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ (یا یحییٰ بن جعفر) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وکیع نے۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ یہ آیت جو اللہ نے نازل فرمائی۔ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ تو اخلاق کے باب میں نازل فرمائی۔ (یعنی اپنے اخلاق کو ایسا رکھنا چاہئے) اور عبداللہ بن براد نے کہا ہم سے ابُواسامہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام نے، انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اخلاق (عادات) میں سے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف فرمانے کا حکم دیا یا کچھ ایسا ہی۔ ف

ف ۱ غرض امام بخاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی یہ ہے۔ کہ عفو سے اس آیت میں قصور کی معافی کرنا خطا سے درگزر کرنا

مُراد ہے۔ اور یہ آیت حسن اخلاق سے متعلق ہے حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے۔ کہ قرآن حکیم میں کوئی آیت اس آیت کی طرح جامع اخلاق نہیں ہے۔ لیکن بعضوں نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے۔ کہ خُذِ العفو سے یہ مراد ہے۔ کہ جو کچھ مال اُن کے ضروری اخراجات سے بچ رہے۔ وہ لے۔ اور یہ حکم زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ طبری رہ اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اُبی سے نکالا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اس کا مطلب پوچھا۔؟ انہوں نے کہا میں جاکر پروردگار سے پوچھتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام پھر لوٹ کر آئے۔ کہنے لگے۔ تمہارا پروردگار تم کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ جو کوئی تم سے ناطہ کاٹے۔ تم اس سے جوڑو۔ اور جو کوئی تم کو محروم کرے۔ تم اس کو عطا کرو۔ اور جو کوئی تم پر ظلم کرے۔ تم اسکو معاف کر دو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے اور رحم والا

سُورَةُ الأَنْفَالِ

سورت انفال کی تفسیر۔

قَوْلُهُ۔ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الأَنْفَالِ قُلِ الأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الأَنْفَالُ: المَغَانِمُ، قَالَ قَتَادَةُ: رِيْحُكُمْ: الحَرْبُ، يُقَالُ نَافِلَةٌ: عَطِيَّةٌ۔

قَوْلُهُ يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الأَنْفَالِ قُلِ الأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ الخ۔ کی تفسیر

حضرت ابن عباس رضؓ نے کہا۔ انفال سے لوٹ کے مال مُراد ہیں۔ ف۱ قتادہؒ نے کہا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ میں ریح سے لڑائی مُراد ہے ف۲۔ نافلہ (جس کی جمع انفال ہے) اس کا معنے۔ عطیہ۔

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اسکو عبدالرزاق نے روایت کیا۔ بعضوں نے کہا ریح سے ہوا مراد ہے جو فتح کے وقت چلتی ہے۔

۱۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: سُوْرَةُ الأَنْفَالِ؟ قَالَ: نَزَلَتْ فِيْ بَدْرٍ، الشَّوْكَةُ: الحَدُّ، مُرْدِفِيْنَ: فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ، رَدِفَنِيْ وَأَرْدَفَنِيْ: جَاءَ بَعْدِيْ، ذُوْقُوْا: بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا، وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الفَمِ، فَيَرْكُمَهُ: يَجْمَعُهُ، شَرِّدْ: فَرِّقْ، وَإِنْ جَنَحُوْا: طَلَبُوْا السَّلْمَ وَالسِّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ، يُثْخِنَ: يَغْلِبَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مُكَاءً: إِدْخَالُ أَصَابِعِهِمْ فِيْ أَفْوَاهِهِمْ وَتَصْدِيَةً: الصَّفِيْرُ، لِيُثْبِتُوْكَ: لِيَحْبِسُوْكَ۔

مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سعید بن سُلیمان نے۔ کہا ہم کو ہشیم بن بشیر نے۔ کہا ہم کو ابوبشر نے خبر دی انھوں نے سعید بن جبیر رضؓ سے انھوں نے کہا۔ مَیں نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے پُوچھا کہ سُورت انفال کس باب میں نازل ہوئی ہے انھوں نے کہا۔ بدر کے باب میں۔ شوکۃ کا معنے دھار نوک۔ مُردفین کا معنے فوج در فوج کہتے ہیں رَدِفَنِيْ وَأَرْدَفَنِيْ یعنے میرے بعد آیا۔ ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْہُ کا معنے یہ ہے کہ یہ عذاب اُٹھاؤ۔ اس کا تجربہ کرو۔ منہ سے چکھنا مُراد نہیں ہے۔ فَیَرْکُمَہٗ کا معنے اسکو جمع کرے۔ شرد کا معنے جدا کر دے۔ (یا سخت سزا دے۔) جَنَحُوْا کا معنے طلب کریں سلم اور سلام دونوں کا معنی ایک ہے۔ یثخن کا معنی غالب ہوا۔ اور مجاہد نے کہا مکاء کا معنی انگلیاں منہ پر رکھنا۔ تصدیہ کا معنی سیٹی دینا۔ لیثبتوک تجھ کو قید کرلیں۔

ف اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا

بَابٌ۔ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ۔الخ۔) کی تفسیر۔

۱۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ۔ قَالَ: هُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ورقاء بن عمر نے۔ انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد رحمہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ۔الخ) سے مراد بنی عبد الدار کے لوگ ہیں ف

ف قریش کے کافروں میں سے یہ لوگ اُحد کے دن کفار کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے تھے۔

بَابٌ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ۔ اسْتَجِيبُوا: أَجِيبُوا، لِمَا يُحْيِيكُمْ: لِمَا يُصْلِحُكُمْ۔

باب:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

استجیبوا۔ کا معنے جواب دو، قبول کرو۔ لِمَا یُحْیِیْکُمْ جو تم کو درست کرے۔ مد

۱۷۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ؟ أَلَمْ يَقُلِ اللهُ

مجھ سے اسحٰق بن راہویہ (یا اسحٰق بن منصور) نے بیان کیا کہا ہم کو روح بن عبادہ نے۔ کہا ہم کو شعبہ نے۔ بیان کیا۔ انہوں نے خُبیب بن عبد الرحمٰن سے۔ کہا میں نے حفص بن عاصم سے سنا۔ وہ ابو سعید بن معلےٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا۔ میں نماز پڑھ رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے سے گزرے اور مجھ کو بُلایا۔ میں (چونکہ نماز میں تھا۔ فوراً) نہ گیا۔ جب نماز پڑھ چکا۔ تو آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ تو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ - ثُمَّ قَالَ: لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ، فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهُ، وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: سَمِعَ حَفْصًا: سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَقَالَ: هِيَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، السَّبْعُ الْمَثَانِي۔

میرے بُلاتے ہی کیوں نہیں آیا۔ اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا تُو نے نہیں سُنا۔ (اے ایمان والو! جب تم کو اللہ اور اُسکا رسول بلائے۔ تو جواب دو ؀) پھر آپ نے فرمایا۔ مَیں (مسجد کے باہر) جانے سے پہلے تجھ کو قرآن حکیم کی بڑی سُورت بتلاؤں گا جب آپ جانے لگے۔ تو مَیں نے آپ کو یاد دلایا۔ کہ آپ نے ایک بڑی سورت بتلانے کا مجھ سے وعدہ فرمایا تھا معاذ بن ابی معاذ عنبری نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے ؀ ہم سے شعبہ نے بیان کیا۔ انہوں نے خُبیب سے۔ انہوں نے حفص سے سُنا۔ انہوں نے ابوسعید بن معلی سے جو آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک شخص تھے۔ خیر آپ نے فرمایا۔ کہ وہ سورت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ہے اس میں سات آیتیں ہیں۔ جو (ہر نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں۔

؀۔ اسی حدیث شریف سے بعض علماء نے یہ کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر بلائیں تو فوراً حاضر ہو جانا چاہیئے۔ گو نماز پڑھ رہا ہو۔ اور آپ کے بلانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ ؀۔ اس کو حسن بن ابی سُفیان نے اپنی مسند میں وصل کیا ہے۔ ؂ تم کو ہمیشہ اور دائمی زندگی بخشے۔

بَابُ قَوْلِهِ - وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ - الْآيَةَ، قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: مَا سَمَّى اللَّهُ مَطَرًا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا عَذَابًا وَتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى - وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ۔ الخ) کی تفسیر۔

سُفیان بن عُیینہ نے کہا۔ قرآن شریف میں جہاں مَطَر کا لفظ آیا ہے۔ اُس سے عذاب کی بارش مُراد ہے ؀ اور عرب لوگ بارش کو غَیْث کہتے ہیں۔ جیسے اس آیت میں ہے۔ وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ۔ الخ۔

؀ یہ سُفیان بن عُیینہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ جس کو سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی نے اُن سے روایت کیا ہے۔
؀۔ اس پر اعتراض ہُوا ہے کہ اَوْ کَانَ بِکُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ میں معمولی بارش مُراد ہے نہ کہ عذاب کی بارش مراد ہے

۱۷۱- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا

مجھ سے احمد (بن عبدالوہاب) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عُبیداللہ بن معاذ نے۔ کہا ہم سے والد (معاذ بن معاذ بن

شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ: سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو جَهْلٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. فَنَزَلَتْ - وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. الْآيَةَ۔

حسان) نے کہا ہم سے شعبہؒ نے۔ انہوں نے عبدالحمید بن کردید صاحب الزیادی سے۔ انہوں نے انس بن مالک رضؓ سے سُنا۔ کہ ابوجہل (مردود) یوں کہنے لگا۔ یا اللہ! اگر یہ کلام یعنے قرآن شریف سچّا ہے۔ اور تیری طرف سے اُترا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا اور کوئی تکلیف والا عذاب ہمارے اُوپر بھیج۔ اُسوقت اللہ تعالےٰ کیطرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ۔ اخیر آیت تک۔

ف کہتے ہیں۔ کہ ابوجہل کمبخت نے جو اپنے اوپر یہ بد دُعا کی تھی۔ اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ اب تک جہاں وہ مارا گیا ہے یعنے بدر میں۔ لوگ اس مقام پر پتھر پھینکا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہاں پتھروں کا ایک انبار ہو گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔

باب قَوْلِهِ۔ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔ کی تفسیر۔

۱۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ: سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ أَبُو جَهْلٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ، فَنَزَلَتْ۔ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ الْآيَةَ

ہم سے محمد بن نضرؒ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبیداللہ بن معاذ نے۔ کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے شعبہؒ نے۔ انہوں نے عبدالحمید بن کردید صاحب الزیادیؒ سے۔ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ ابوجہل (مردود) یوں کہنے لگا۔ اے اللہ! اگر یہ کلام یعنی قرآن شریف سچّا ہے اور تیری طرف سے اُترا ہے۔ تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا اور کوئی تکلیف والا عذاب ہمارے اُوپر بھیج۔ اُس وقت یہ آیت اُتری۔ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ اخیر تک۔

بَابٌ۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ۔

۱۷۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ؟ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا۔ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَغْتَرُّ بِهَذِهِ الْآيَةِ وَلَا أُقَاتِلُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَغْتَرَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى۔ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا۔ إِلَى آخِرِهَا، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ فَعَلْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ كَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا يَقْتُلُوهُ وَإِمَّا يُوثِقُوهُ حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ، فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُ لَا يُوَافِقُهُ فِيمَا يُرِيدُ قَالَ: فَمَا قَوْلُكَ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا قَوْلِي فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ، أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللَّهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكَرِهْتُمْ أَنْ تَعْفُوا عَنْهُ، وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُولِ

باب:۔ اللہ تعالےٰ کے اِس قول (وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ الخ) کی تفسیر

ہم سے حسن بن عبدالعزیز نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ بن یحیٰی نے۔ کہا ہم سے حیوۃ بن شریح نے انہوں نے بکر بن عمرو سے۔ انہوں نے بکیر سے۔ انہوں نے نافع رح سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے۔ ایک شخص (حبان یا علاء بن عرار) نے پوچھا۔ ابو عبدالرحمٰن تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں سُنی۔ (وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا۔) اخیر تک۔ اس آیت کے بموجب تم (حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما والوں سے) کیوں نہیں لڑتے۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ فقاتلوا التی تبغی) انہوں نے کہا۔ میرے بھتیجے! اگر میں اس آیت کی تاویل کر کے مسلمانوں سے نہ لڑوں۔ تو یہ مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ میں اِس آیت۔ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا۔ کی تاویل کروں۔ وہ شخص کہنے لگا۔ اچھا۔ اس آیت کو کیا کرو گے۔ (اُن سے لڑو تاکہ فتنہ نہ رہے۔ اور سارا دین اللہ کا ہو جائے) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ (واہ واہ) یہ لڑائی تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کر چکے ہیں۔ اُس وقت مُسلمان بہت تھوڑے تھے۔ اور مُسلمانوں کو اسلام کے دین پر تکلیف دی جاتی۔ قتل کرتے، قید کرتے یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا۔ مُسلمان بہت ہو گئے۔ اب فتنہ (جو اس آیت میں مذکور ہے) وہ رہا کہاں۔ ؟ جب اس شخص نے دیکھا۔ کہ عبداللہ بن عمر کسی طرح لڑائی پر اس کے موافق نہیں ہوتے تو کہنے لگا۔ اچھا بتلاؤ۔ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ ہاں! یہ کہو۔ میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بارے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ وَهٰذِهِ ابْنَتُهُ أَوْ بِنْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ۔

میں اپنا اعتقاد بیان کرتا ہوں۔ عثمانؓ کا جو قصور (تم بیان کرتے ہو۔ ف) تو اللہ نے انکا یہ قصور معاف کر دیا۔ مگر تم کو یہ معافی پسند نہیں ف اور حضرت علی المرتضیٰؓ تو سبحان اللہ آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد بھی تھے۔ اور ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا یہ اُن کا گھر ہے ف جہاں تم دیکھ رہے ہو۔ ف

ف جس میں مسلمان کو قصداً قتل کرنیوالے کی سزا جہنم بیان کی گئی ہے ف ۲۔ کہ وہ اُحد کی جنگ سے بھاگ نکلے۔ ف ۳۔ جبکہ تم ان پر اَب تک قصور لگائے جاتے ہو۔ ف ۴ یا یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی رہتی تھیں۔
ف ۵ یعنی حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقرب اور علوِ مرتبہ تو ان کا گھر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے گھر سے ان کا گھر ملا ہوا ہے۔ اور قرابت قریبہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور اس پر یہ کہ آپؐ کے داماد بھی تھے۔ ایسے صاحبِ فضیلت کی نسبت بداعتقادی کرنا کم بختی اور بدبختی کی علامت ہے۔ شاید یہ شخص خوارج میں سے ہوگا۔ جو حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما دونوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

۱۷۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا بَيَانٌ: أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا أَوْ إِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ: كَيْفَ تَرَى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ: وَهَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ؟ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَ الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے۔ کہا ہم سے بیان بن بشرؒ نے۔ اُن سے وبرہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے سعید بن جبیرؒ نے۔ انہوں نے کہا۔ کہ عبداللہ بن عمرؓ ہم پر یا ہماری طرف نکلے۔ ایک شخص اُن سے پوچھنے لگا تم اس فتنہ کی لڑائی کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ ف یعنی جو مسلمانوں میں آپس میں ہو رہی ہے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ ارے تو جانتا ہے۔ فتنہ ف سے کیا مُراد ہے۔ ہوا یہ کہ آنحضرتؐ مشرکوں سے لڑتے تھے۔ اور مُشرکوں کے پاس کوئی مسلمان جاتا۔ تو فتنہ میں پڑ جاتا ف کیا آنحضرتؐ کی لڑائی تمہاری طرح دنیا کے لئے تھی۔ ف ہرگز نہیں۔

ف جو قرآن میں مذکور ہے۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ۔ ف ۲ وہ اس کو تکلیف دیتے
ف ۳۔ یعنی دنیا کی حکومت یا سرداری کے لئے نہیں بلکہ خالص دین کے لئے تھی۔ کہ کافروں کا زور ٹوٹ جائے۔ اور مسلمان اُن کی ایذا سے محفوظ رہیں۔ تم تو دنیا کی سلطنت، حکومت اور خلافت حاصل کرنے کے لئے لڑ رہے ہو۔ اور دلیل اس آیت سے لیتے ہو جس کا مطلب دوسرا ہے۔

باب ـ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ـ الآيَةَ ـ

باب ـ اللہ تعالیٰ کے اس قول (یَا أَیُّہَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ) کی تفسیر ـ

۱۷۵ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: لَمَّا نَزَلَتْ ـ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ـ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ، فَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ: أَنْ لَا يَفِرَّ عِشْرُونَ مِنْ مِائَتَيْنِ، ثُمَّ نَزَلَتْ ـ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ ـ الآيَةَ، فَكُتِبَ أَنْ لَا يَفِرَّ مِائَةٌ مِنْ مِائَتَيْنِ، وَزَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَزَلَتْ ـ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ ـ قَالَ سُفْيَانُ: وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ: وَأَرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هَذَا ـ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سُفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عمرو بن دینار رح سے۔ انہوں نے ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اگر مُسلمان بیس ہوں صبر کرنیوالے تو دو سَو کافروں پر غالب ہوں۔ اس وقت یہ فرض ہُوا۔ کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ سُفیان نے کہا اس حدیث میں کئی باریوں بھی کہا ہے۔ کہ بیس مُسلمان دو سو کافروں کے مُقابلہ سے نہ بھاگیں پھر اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ الخ اب یہ فرض ہُوا۔ کہ سو مسلمان دو سَو کافروں کے مُقابلہ سے نہ بھاگیں ف۱ اور ایک بار سفیان رح نے اس حدیث میں اتنا اور بڑھایا۔ یہ آیت نازل ہوئی حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ۔ سُفیان رح نے کہا عبداللہ بن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) کہتے تھے۔ مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی یہی حکم ہے۔ ف۲

ف۱ اگر دو چند سے زیادہ کافر ہوں جب بھاگ جانا درست ہے۔ لیکن لڑنا اور صبر کرنا ہر حال میں افضل ہے۔
ف۲ یعنی اگر مخالفین کی جماعت برابر یا دُگنی ہو۔ جب بھی کلمۂ حق کہنے میں دریغ نہ کرے۔ ورنہ گنہگار ہوگا۔ اچھی بات کا حکم کرے۔ اور بُری بات سے منع کر دے۔ اگر مخالفین دو نے سے زیادہ ہوں۔ اور جان یا عزّت جانے کا ڈر ہو۔ تو اس وقت سکوت کرنا جائز ہے لیکن دل سے اُن کو بُرا سمجھے۔ اُن کی جماعت سے الگ رہے۔

باب ـ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ـ الآيَةَ ـ

باب ـ اللہ تعالیٰ کے اس قول (اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا) کی تفسیر ـ

۱۷۶ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السُّلَمِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

ہم سے یحییٰ بن عبداللہ سلمی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک رح نے خبر دی کہا ہم کو جریر بن حازم نے کہا مجھ کو زبیر بن خرّیت نے۔ انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے

الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيتِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ - إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ - شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حِينَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَجَاءَ التَّخْفِيفُ فَقَالَ: الْآنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ - قَالَ: فَلَمَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ -

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے کہا۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اِن یَکُن مِنکُم عِشرُونَ صَابِرُونَ یَغلِبُوا مِائَتَین تو مسلمانوں کو سخت گزرا جب اللہ تعالےٰ نے اُن پر یہ فرض کیا کہ ایک مسلمان دس کافروں کے مقابلہ سے نہ بھاگے۔ پھر تخفیف کا حکم آیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "اَلاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنکُم وَعَلِمَ اَنَّ فِیکُم ضَعفًا فَاِن یَّکُن مِّنکُم مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغلِبُوا مِائَتَین" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے کہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے شمار میں کمی کر دی دس کے بدل دو کافر رکھے تو اتنا ہی مسلمانوں کا صبر بھی کم ہو گیا ف

ف۔ یعنے جب ایک مسلمان کو دس کافروں سے مقابلہ کا حکم تھا۔ اسوقت مسلمانوں کو صبر بھی ویسا ہی دیا تھا۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اٹھارھواں [۱۸] پارہ تمام ہوا۔ اب خدا چاہے تو انیسواں [۱۹] پارہ شروع ہوتا ہے۔

انیسواں پارہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور رحم والا ہے۔

سورۃ براءۃ

مَرْصَدٌ: طَرِيقٌ، إِلًّا: الإِلُّ: القَرَابَةُ
وَالذِّمَّةُ وَالعَهْدُ، وَلِيجَةً: كُلُّ شَيْءٍ
أَدْخَلْتَهُ فِي شَيْءٍ، الشُّقَّةُ: السَّفَرُ،
الخَبَالُ: الفَسَادُ، وَالخَبَالُ: المَوْتُ،
وَلاَ تَفْتِنِّي: لاَ تُوَبِّخْنِي، كَرْهًا وَكُرْهًا
وَاحِدٌ، مُدَّخَلًا: يُدْخَلُونَ فِيهِ،
يَجْمَحُونَ: يُسْرِعُونَ، وَالمُؤْتَفِكَاتُ:
ائْتَفَكَتْ: انْقَلَبَتْ بِهَا الأَرْضُ أَهْوَى:
أَلْقَاهُ فِي هُوَّةٍ، عَدْنٍ: خُلْدٍ، عَدَنْتُ
بِأَرْضٍ: أَيْ أَقَمْتُ، وَمِنْهُ مَعْدِنٌ،
وَيُقَالُ فِي مَعْدِنِ صِدْقٍ: فِي مَنْبَتِ صِدْقٍ
الخَوَالِفُ الخَالِفُ الَّذِي خَلَفَنِي فَقَعَدَ
بَعْدِي وَمِنْهُ يَخْلُفُهُ فِي الغَابِرِينَ
وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مِنَ النِّسَاءِ الخَالِفَةِ،
وَإِنْ كَانَ جَمْعَ الذُّكُورِ فَإِنَّهُ لَمْ يُوجَدْ
عَلَى تَقْدِيرِ جَمْعِهِ إِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ
وَفَوَارِسُ، وَهَالِكٌ وَهَوَالِكُ، الخَيْرَاتُ:
وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ الفَوَاضِلُ،
مُرْجَوْنَ: مُؤَخَّرُونَ الشَّفَا: شَفِيرٌ، وَهُوَ
حَدُّهُ، وَالجُرُفُ: مَا تَجَرَّفَ مِنَ
السُّيُولِ وَالأَوْدِيَةِ، هَارٍ: هَائِرٍ، يُقَالُ
تَهَوَّرَتِ البِئْرُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَ
مِثْلُهُ، لَأَوَّاهٌ: شَفَقًا وَفَرَقًا، وَقَالَ
الشَّاعِرُ:-

سورت برأت کی تفسیر

مرصد، راستہ اِلًّا۔ اِل اور قرابت الذمہ، عہد۔ ولیجہ وہ چیز ہے جو دوسری چیز کے اندر گھیڑی جائے (یہاں مراد بھیدی ہے) الشقۃ سفر یا دور دراز راہ) خَبَالٌ ۔ کے معنے فساد اور خبال موت کو بھی کہتے ہیں۔ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۔ یعنی مجھ کو مت جھڑک ۔ مجھ پر خفامت ہو۔ ف۱ کَرھًا اور کُرھًا دونوں کا معنے ایک ہے ۔ یعنی زبردستی اور ناخوشی سے ۔مُدَّخَلاً ۔ گھس کر بیٹھنے کا مقام (مثلاً سرنگ وغیرہ) یَجْمَحُوْنَ ۔ دوڑتے جائیں ۔ مُؤْتَفِکَات ۔ ف۲ یہ اِئْتَفَکَتْ بہ الارض سے نکلا ہے ۔ یعنی اس کی زمین اُلٹ دی گئی ۔ ف۳ اَھْوٰی ف۴ اسکو گڑھے میں دھکیل دیا جنات عَدْنٍ ۔ عدن کا معنی ہمیشگی جیسے عرب لوگ کہتے ہیں۔ عَدَنْتُ بارضٍ ۔ یعنے مَیں اس سرزمین میں رہ گیا ۔ اسی سے مَعْدَن کا لفظ نکلا ہے ۔ ف۵ عرب لوگ کہتے ہیں ۔ فِی مَعْدَنِ صِدْقٍ ۔ یعنی اُس سرزمین میں جہاں سچائی اُگتی ہے ۔ الخوالف ۔ خالف کی جمع ہے ۔ خالِف وہ جو مجھ کو چھوڑ کر پیچھے بیٹھ رہا ۔ اُسی سے یہ حدیث واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین ف۶ یعنے جو لوگ مَیت کے بعد باقی رہ گئے ۔ تو اُن کا قائم مقام بن ف۱ اور خوالف بھی مراد ہو سکتی ہیں اس صُورت میں یہ خالفہ کی جمع ہوگی ۔ ف۸ اگر خالف مذکر کی جمع ہو ۔ تو یہ شاذ ہوگی کیونکہ مذکر کی لغت عرب میں دو ہی جمعیں آئی ہیں ۔ جیسے فارس اور فوارس ۔ اور ہالک اور ہوالک ۔ ف۹ الخیرات ۔ خیرۃ کی جمع ہے یعنی نیکیاں، بھلائیاں ۔ مُرْجَوْنَ ۔ ڈھیل میں ڈالے گئے (زیر دریافت رہے) الشفا کہتے ہیں شفیر کو ۔ یعنی کنارہ ۔ الجُرُفُ ۔ کگار جو ندی اور نالوں کے بہاؤ سے کھد جاتی ہے ۔ ھَارٍ ۔ گرنیوالی ۔ اسی سے ہے تَھَوَّرَتِ الْبِئْر ۔ اور اِنْھَارَتْ ۔ یعنے کنواں گر گیا ۔ اَوَّاہٌ یعنی (خدا کے) خوف سے آہ وزاری کرنیوالا (جیسے شاعر مثقب عبدی) کہتا ہے

إِذَا مَا قُمْتُ أُرَحِّلُهَا بِلَيْلٍ
تَأَوَّهُ آهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِينِ

رات کو اُٹھ کر کسُوں جب اُونٹنی
غمزدہ مردوں کی سی کرتی ہے آہ ف۱۰

ف۱ یا مجھ کو گناہ میں مت ڈال۔ ف۲ حضرت لُوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں۔ ف۳ ان بستیوں کو بھی اللہ تعالےٰ نے اُلٹ دیا تھا۔ ف۴ جو سُورت نجم میں ہے۔ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوٰى۔ ف۵ جس کا معنیٰ سونے، چاندی یا اور کسی چیز کی کان۔ ف۶ اس کو امام مسلم رحہ نے اُمّ سلمہ رضہ سے نکالا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُبُوسلمہ فوت ہو گئے۔ تو یہ دعا فرمائی۔ اللّٰهُمَّ اغفِر لأبي سلمۃ وارفع درجتہ في المہدیّین واخلفہ في عقبہ في الغابرین۔ ف۷ یعنی انکا محافظ اور نگہبان۔ ف۸ کیونکہ فَاعِلَۃٌ کی جمع فواعل آئی ہے۔ ف۹ یہ اُبُوعُبیدہ کا قول ہے۔ لیکن ابن مالک رح نے کہا کہ ان کے سوا اور بھی جمعیں مُذکر کی اس وزن پر آئی ہیں۔ جیسے شَاہِقٌ سے شَوَاہِقُ، نَاکِسٌ سے نَوَاکِسُ۔ اور دَاجِنٌ سے دَوَاجِنُ۔ ف۱۰ یہ ایک قصیدے کا شعر ہے جسکا مطلع یہ ہے۔ أفاطمُ قبلَ بَينِکِ متّعيني۔ ومنعکِ ما سألتُ کأن تبيني۔ اس شعر کو امام بخاری رحہ نے لاکر یہ ثابت کیا۔ کہ اَوَّاہٌ بروزن فعّال مبالغہ کا صیغہ ہے جو تاوّہ سے نکلا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ بَرَاءَةٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

أَذَانٌ: إِعْلَامٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أُذُنٌ يُصَدِّقُ تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَنَحْوُهَا كَثِيرٌ، وَالزَّكَاةُ: الطَّاعَةُ وَالْإِخْلَاصُ، لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ، لَا يَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، يُضَاهِئُونَ: يُشَبِّهُونَ۔

بَابُ قَوْلِهِ بَرَاءَةٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ کی تفسیر

اذان کا معنیٰ آگاہ کرنا۔ ابن عبّاس رضہ نے کہا۔ اُذُنٌ۔ اس شخص کو کہتے ہیں جو ہر بات سُن لے اور اس پر یقین کرلے۔ ف۱ تُطَهِّرُهُمْ وتُزَكِّيهِم کا ایک ہی معنے ہے ایسے الفاظ (مترادف) قرآن مجید میں بہت ہیں۔ زکوٰۃ کا معنیٰ بندگی اور اخلاص۔ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ کا مطلب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی گواہی نہیں دیتے۔ ف۲ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ کافروں کی سی بات کرتے ہیں ف۳

ف۱۔ جیسے کہتے ہیں۔ وہ تو نرے کان ہیں۔ اس کو ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے وصل کیا۔ ف۲ یہ ابن ابی حاتم رحہ نے ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکالا۔ ف۳ اس کو ابن ابی حاتم رحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نکالا۔

۱۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ۔ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ

ہم سے اُبوالولید (ہشام بن عبدالملک) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے اُبواسحاق سے کہا۔ مَیں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے۔ سب سے اخیر میں جو آیت نازل ہوئی وہ

يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ - وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ -

آیت یہ ہے۔ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ اور سب سے اخیر میں جو سورت نازل ہوئی وہ سورت براءت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ - فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ

فَسِيحُوا: سِيرُوا -

باب قولہ - فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ

فسیحوا کا معنے۔ زمین میں چلو اور پھرو۔

۱۷۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِي أَهْلِ مِنًى بِبَرَاءَةٍ وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ -

ہم سے سعید بن عُفیر نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے عقیل سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا (مجھ کو بیان کیا یا) مجھ کو خبر دی حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے کہ ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حج میں ف دسویں تاریخ ذی الحجہ کی اور منادی کرنے والوں کے ساتھ مجھ کو بھی بھیجا۔ یہ منادی کرنے کو۔ کہ اس سال کے بعد پھر کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ (جیسے مشرک کیا کرتے تھے)۔ حمید ابن عبدالرحمٰن نے کہا۔ (ابُوبکر صدیق کو روانہ کرنے کے بعد) ان کے پیچھے ہی آنحضرت صلعم نے حضرت علی بن ابی طالب رض کو روانہ کیا۔ ف۲ ان کو بھی حکم دیا۔ کہ سورت براءت (کافروں کو) سُنادیں۔ ابُوہریرہ رض کہتے ہیں کہ حضرت علی رض نے بھی ہمارے ساتھ دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں براءۃ کی منادی کی۔ اور یہ کہا۔ کہ اب اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کو آئے۔ اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔

ف جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سردار بنا کر بھیجا تھا۔ ف۲ عرب میں دستور تھا۔ کہ عہد کی مدت ختم ہونے پر عہد کے ٹوٹ جانے کی وہی شخص اطلاع دیتا جس نے عہد کیا ہوتا تھا۔ یا اس کا کوئی ناطہ دار جاتا۔ آپ نے اس خیال سے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھیجا۔

بابُ قَوْلِهِ - وَأَذَانٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ - إِلَى قَوْلِهِ - الْمُشْرِكِينَ آذَنَهُمْ: أَعْلَمَهُمْ -

باب : اللہ تعالیٰ کے اس قول وَ أَذَانٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ - اِلٰی قَوْلِهٖ - اَلْمُشْرِكِيْنَ آذَنَهُمْ کا معنے ۔ اُن کو آگاہ کیا۔

۱۷۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِينَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بِمِنًى: أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، قَالَ حُمَيْدٌ: ثُمَّ أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَاءَةٍ، وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ - إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ -

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ کہا مجھ سے عقیل نے کہ ابن شہاب نے کہا مجھ کو حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوہریرہ رض نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھ کو بھی مُنادی کرنے والوں کے ساتھ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو اس حج میں منیٰ میں یہ مُنادی کرنے کو بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے۔ اور کوئی شخص ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ حمیدؒ نے کہا۔ پھر حضرت ابوبکر رض کے فوراً بعد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض ابن ابی طالب کو بھی بھیجا۔ اُن کو بھی حکم دیا۔ کہ براءۃ کی سورت کافروں کو سُنا دیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علی رض نے بھی منیٰ میں ہمارے ساتھ رہ کر سورت براءت لوگوں کو سنائی۔ اور یہ مُنادی کی کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنے پائے

---

۱۸۰ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے۔ کہا ہم سے والد (ابراہیم بن سعد) نے انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے اُن کو حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی۔ اُن کو ابوہریرہ رض نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس حج میں جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا جس میں آنحضرت صلعم نے ان کو سردار بنا کر بھیجا تھا۔ مجھ کو کئی اور آدمیوں کے

الوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ العَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالبَيْتِ عُرْيَانٌ، فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُولُ: يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الحَجِّ الأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

ساتھ لوگوں میں یہ مُنادی کرنے کو بھیجا۔ کہ اس سال کے بعد اب کوئی مُشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیتُ اللہ کا طواف کرنے پائے۔ حمید کہتے ہیں۔ ذی الحجہ کا دسواں دن یہی حج اکبر کا دن ہے۔ حضرت ابُوہریرہؓ کی حدیث سے یہ نکلتا ہے۔ ف۱

ف۱ کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَأَذَانٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الحَجِّ الأَكْبَرِ۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے اسی دن منادی کی۔ معلوم ہوا کہ یوم الحج الاکبر سے یوم النحر مراد ہے۔ یعنے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ حج اکبر حج کو کہتے ہیں اور حج اصغر عُمرے کو۔ اور یہ جو عوام میں مشہور ہے۔ کہ حج اکبر وہ ہے۔ جس میں عرفہ کا دِن جمعہ کو واقع ہو۔ اس کی اصل صحیح حدیثوں سے نہیں پائی جاتی۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ۔

باب اللہ تعالٰے کے اس قول (فقاتلوا أئمة الكفر انهم لا ايمان لهم) کی تفسیر۔

۱۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ: مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ الآيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ، وَلَا مِنَ المُنَافِقِينَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: إِنَّكُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُونَنَا فَلَا نَدْرِي فَمَا بَالُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُبَقِّرُونَ بُيُوتَنَا وَيَسْرِقُونَ أَعْلَاقَنَا؟ قَالَ: أُولَئِكَ الفُسَّاقُ، أَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَوْ شَرِبَ المَاءَ البَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهُ۔

ہم سے محمد بن مثنّٰی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحیٰی بن سعید قطان نے۔ کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے۔ کہا ہم سے زید بن وہب نے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حُذیفہ بن یمانؓ (صحابی) کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں انہوں نے کہا۔ کہ یہ آیت فقاتلوا ائمة الكفر جن لوگوں کے باب میں نازل ہوئی ہے اُن میں سے اب صرف تین شخص باقی ہیں ف۱ اسی طرح مُنافقوں میں سے بھی اب چار شخص باقی ہیں۔ ف۲ اتنے میں ایک گنوار (نام نامعلوم) کہنے لگا۔ بھائی! تم لوگ آنحضرتؐ کے اصحاب ہو ہم کو بتلاؤ۔ ہم نہیں جانتے۔ اُن لوگوں کا کیا حال ہونا ہے۔ جو ہمارے گھروں میں نقب مارتے ہیں۔ اور ہمارے عُمدہ عُمدہ مال چُرا لے جاتے ہیں۔ (یا قفل کُنجی چرا لیتے ہیں) حذیفہؓ نے کہا۔ یہ لوگ تو گنہگار اور بدکار ہیں۔ ف۳ ہاں ہاں۔ اُن منافقوں میں سے چار شخص ابھی زندہ ہیں۔ مَیں انکو جانتا ہوں۔ ان میں ایک ایسا بوڑھا پھونس ہے۔ اگر ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کی ٹھنڈک نہیں پاتا۔ ف۴

ف۱۔ ائمۃ الکفر سے اس آیت میں ابوسفیان، ابوجہل، عتبہ، اور سہیل بن عمرو وغیرہ مُراد تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ سب لوگ مارے گئے یا مر گئے صرف تین شخص اُن میں سے زندہ ہیں۔ یعنی ابوسفیان اور سہیل اور کوئی ایک اور شخص۔ اگرچہ اسوقت ابوسفیان اور سہیل مسلمان ہوگئے تھے۔ مگر آیت کے نازل ہونے کے وقت یہ لوگ ائمۃ الکفر کے ماتحت تھے۔
ف۲ حافظ رہ نے کہا۔ اُن کے نام معلوم نہیں ہوئے۔ حذیفہ رضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز تھے۔ اُن کو معلوم ہوگا۔
ف۳ پر کافر یا منافق نہیں ہیں۔ ف اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہے۔ اس کی زبان، حلق یا معدہ میں قوت نہیں رہی۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔

باب قوله۔ والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم

۱۸۲۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ۔

ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا۔ اُن سے عبدالرحمٰن اعرج نے کہا۔ مجھ سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کے دن تم میں سے کسی کا خزانہ (جس کی وہ زکوٰۃ نہ دیتا ہو) ایک گنجا سانپ بنے گا۔

۱۸۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ، فَقُلْتُ: مَا أَنْزَلَكَ بِهٰذِهِ الْأَرْضِ؟ قَالَ: كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ قَالَ مُعَاوِيَةُ: مَا هٰذِهِ فِينَا، مَا هٰذِهِ إِلَّا فِي أَهْلِ الْكِتَابِ، قَالَ: قُلْتُ: إِنَّهَا لَفِينَا وَفِيهِمْ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر نے انھوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے۔ انھوں نے زید بن وہب سے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے ربذہ (ایک مقام ہے مدینہ کے قریب) میں ابوذر غفاری رضی کو پایا۔ اُن سے پوچھا؟ تم یہاں جنگل میں کیوں آن پڑے؟ انھوں نے کہا۔ ہم ملک شام میں تھے۔ (مجھ میں اور معاویہ رضی وہاں کے حاکم میں جھگڑا ہوگیا۔) میں نے یہ آیت پڑھی۔ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ الخ۔ تو معاویہ رضی کہنے لگے۔ یہ آیت ہم مسلمانوں کے حق میں نہیں ہے۔ (گو وہ کتنے ہی خزانے جمع کریں۔ پر زکوٰۃ دیتے رہیں)۔ بلکہ اہل کتاب کے حق میں ہے۔ میں نے کہا یہ آیت عام ہے۔ ہم اور اُن سب کو شامل ہے ف۱

ف بس اس مسئلہ پر میری معاویہ رضہ سے تکرار ہوگئی۔ حضرت معاویہ رضہ نے میری شکایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو لکھی۔ انہوں نے مجھ کو شام سے بُلا بھیجا۔ مَیں مدینہ منورہ میں آگیا۔ وہاں بھی بہت سے لوگ میرے پاس اکھٹے ہونے لگے۔ مَیں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا۔ تم چاہو۔ تو کہیں الگ جگہ پر جاکر رہو۔ اس وجہ سے مَیں یہاں جنگل میں آکر رہ گیا ہوں۔

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا الْآيَةَ۔

باب۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول (یوم یحمی علیھا فی نار جھنم) کی تفسیر۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ: هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ۔

اور احمد بن شبیب نے کہا۔ ہم سے والد (شبیب بن سعید) نے بیان کیا۔ انہوں نے یونس رہ سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے خالد بن اسلم سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے۔ ف انہوں نے کہا۔ کہ یہ آیت اسوقت کی ہے جب زکوٰۃ کا حکم نہیں اُترا تھا۔ پھر جب زکوٰۃ کا حکم اترا۔ تو اللہ نے مالوں کو زکوٰۃ سے پاک کر دیا۔

ف اس کو ابُو داؤد نے ناسخ اور منسوخ میں ذکر کیا۔ ف۲۔ دوسری روایت میں یُوں ہے۔ کہ اتنے میں ایک گنوار نے اُن سے پوچھا۔ کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ۔ اخیر تک۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ۔ الْقَيِّمُ: هُوَ الْقَائِمُ۔

باب إنَّ عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السمٰوات والارض منھا اربعۃ حرم ذالک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم۔ کی تفسیر

اَلقَیِّمُ کا معنیٰ قائم، مستقیم، سیدھا، دُرست

۱۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ

ہم سے عبداللہ بن عبدالوھاب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے۔ انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے۔ انہوں نے اپنے والد ابوبکرہ نفیع بن حارث سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے (حجۃ

كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُوالْقَعْدَةِ، وَذُوالْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ۔

الوداع کے خطبے میں) فرمایا۔ دیکھو! زمانہ ہر پھر کر پھر اسی نقشے پر آگیا جس دن اللہ تعالےٰ نے زمین اور آسمان پیدا کئے تھے۔ ف ایک سال بارہ ماہ کا ہوتا ہے۔ اُن میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین تو لگاتار ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم الحرام اور چوتھا مضر کا رجب ۲ جو جمادی الاخراے اور شعبان کے بیچ میں ہوتا ہے۔

ف۔ اس حدیث کی تفسیر اُوپر گذر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مُشرکین جہاں اَور لغو باتوں میں مبتلا تھے۔ یہ ہر بونگ بھی مچا رکھا تھا۔ کہ کبھی ذی الحجہ کو محرم، محرم کو صفر، کبھی سفر کو محرم کر دیتے یہی خبط ایک مدت سے چلا آتا تھا۔ اتفاق سے جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کیا۔ اس سال حج ذی الحجہ کے صحیح مہینے میں ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اب حساب پھر گھوم کر اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ اب سے صحیح صحیح مہینوں کا شمار رکھو۔ چنانچہ آج تک اللہ کے فضل و کرم سے قمری سال کا صحیح صحیح حساب باقی ہے۔ ف ۲۔ مضر ایک قبیلہ کا نام ہے۔ جو رجب کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا۔ اسی لئے رجب کو مضر کا رجب فرمایا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ نَاصِرُنَا، السَّكِينَةُ: فَعِيلَةٌ مِنَ السُّكُونِ۔

باب ثانی اثنین إذهما فی الغار اذیقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا، کی تفسیر معنا یعنی ہمارا مدد گار ہے ف اَلسَّكِينَةُ۔ بروزن فَعِيلَةٌ سکون سے نکلا ہے۔ع

۱۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا، قَالَ: مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حبّان بن ہلال باہلی نے۔ کہا ہم سے ہمام بن یحیٰی نے۔ کہا ہم سے ثابت نے۔ کہا ہم سے انسؓ بن مالک نے۔ وہ کہتے تھے مجھ سے ابوبکر صدیق رضؓ نے بیان کیا کہ میں ہجرت کے وقت غار (ثور) میں آنحضرت ؐ کے ساتھ تھا۔ میں نے (غار میں سے) کافروں کے پاؤں دیکھے۔ (جو ہمارے سر پر کھڑے تھے) میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اگر اُنمیں کوئی اپنا پاؤں اٹھا کر نیچے دیکھے تو ہمکو دیکھ لیگا (ابوبکر گھبرا گئے) آپؐ نے فرمایا۔ تو کیا سمجھتا ہے اُن دو آدمیوں کو کوئی نقصان پہنچا سکیگا جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔ ف

ف۔ امام بخاری رہ نے اور اہلحدیث کی طرح اللہ تعالےٰ کی معیّت کے یہی معنے رکھے کہ وہ علم سے سب کے ساتھ ہے

اور مدد سے مُومنین کے ساتھ ہے۔ ف۲ اللہ اکبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال عقلمند آدمی کے نزدیک آپ کے سچے پیغمبر ہونے کا عمدہ ثبوت ہے۔ ف۳ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت عظمےٰ ہے جو پیغمبروں اور نیک بندوں کے دلوں پر اُتاری جاتی ہے۔

---

۱۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، قُلْتُ: أَبُوهُ الزُّبَيْرُ، وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ، وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ وَجَدُّهُ أَبُوبَكْرٍ، وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ، فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِسْنَادُهُ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ جُرَيْجٍ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے ابن جریج سے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جب اُن میں اور عبداللہ بن زبیرؓ میں جھگڑا ہوا ف۱ کہ ان کے والد زبیر بن عوام (جو عشرہ مبشرہ میں اور آنحضرتؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے) والدہ اسماء (ابوبکرؓ کی بیٹی) خالہ حضرت عائشہؓ ام المومنین۔ نانا۔ ابوبکر صدیقؓ۔ دادی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب (آنحضرتؐ کی پھوپھی) عبداللہ بن محمد کہتے ہیں مَیں نے سُفیان بن عیینہ سے کہا۔ اس حدیث کی سند تو بیان کرو۔ انہوں نے اتنا کہا (حدثنا) آگے بیان کرنے کو تھے۔ کہ ایک آدمی نے اُنکو دوسری باتوں میں لگا دیا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا۔ کہ حدثنا ابن جریج۔ ف۲۔

ف۱ عبداللہ بن زبیرؓ، ابن عباسؓ اور محمد بن حنفیہؒ سے یہ خواہاں تھے۔ کہ اُن سے بیعت کرلیں۔ انہوں نے اس خیال سے تامّل کیا کہ ابھی خلافت کا معاملہ خوب جما نہیں۔ ایسا نہ ہو۔ پھر اَور کسی سے بیعت کرنا پڑے۔ آخر عبداللہ بن زبیرؓ نے دونوں صاحبوں پر سختی کی۔ اور اُن کو قید کر دیا۔ مختار بن ابی عُبید ثقفی نے یہ حال سُن کر ایک فوج بھیجی جس نے اُن دونوں صاحبوں کو قید سے نجات دلوائی۔ پھر کہنے لگی۔ کہ تم عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑو۔ انہوں نے انکار کیا۔ اور طائف چلے گئے۔ ف۲ اس صُورت میں یہ احتمال رہ گیا۔ کہ شاید سُفیان نے یہ حدیث خود ابن جُریج سے بلاواسطہ نہ سُنی ہو۔ اس لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کو دوسرے طریق سے بھی ابن جریج سے نکالا۔ ف۳ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کرنے میں تامّل کیا۔ کہا تم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فضیلت کو نہیں جانتے۔

---

۱۸۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ

مُجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے یحییٰ بن معین نے۔ کہا ہم سے حجاج بن محمد نے۔ کہ ابن جریج نے کہا۔ کہ ابن ابی ملیکہ کہتے تھے عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ

ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ، فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ مَا حَرَّمَ اللَّهُ، فَقَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ: إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا، قَالَ: قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقُلْتُ وَأَيْنَ بِهَذَا الْأَمْرِ عَنْهُ؟ أَمَّا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ الزُّبَيْرَ، وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ، يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ، وَأَمَّا أُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ، يُرِيدُ أَسْمَاءَ، وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، يُرِيدُ عَائِشَةَ، وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ خَدِيجَةَ، وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ، يُرِيدُ صَفِيَّةَ، ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ، قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ، وَاللَّهِ إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ، وَإِنْ رَبُّونِي رَبُّونِي أَكْفَاءٌ كِرَامٌ، فَآثَرَ عَلَيَّ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ، يُرِيدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ بْنِ تُوَيْتٍ، وَبَنِي أُسَامَةَ، وَبَنِي أَسَدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ، يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ، وَإِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ، يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ۔

ہیں (بیعت کا) کچھ جھگڑا ہوا۔ میں صبح کو ابن عباسؓ کے پاس گیا اُن سے پوچھا۔ کیا تم عبداللہ بن زبیر سے لڑنا چاہتے ہو؟ اور اللہ کے حرام کو حلال کرنا۔ انہوں نے کہا معاذ اللہ! یہ امر تو اللہ نے عبداللہ بن زبیرؓ اور بنی اُمیہ ہی کی تقدیر میں لکھدیا تھا۔ وہ حرم کے اندر لڑائی کرنا جائز کرتے ہیں ف اور میں تو خدا کی قسم حرام کو حلال نہیں کروں گا۔ (وہاں لڑائی روا نہیں رکھوں گا۔) ابن عباسؓ نے کہا۔ لوگ مجھ سے کہتے ہیں۔ کہ تم عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کر لو۔ میں نے اُن کو یہ جواب دیا۔ کہ خلافت عبداللہ بن زبیرؓ سے کچھ دُور نہیں ف۲ ان کے والد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رفیق (حواری) تھے ف۳ ابن عباسؓ نے زبیرؓ کو مُراد لیا ہے اُن کے نانا غار میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے۔ یعنی ابوبکر صدیقؓ اُن کی والدہ ذات النطاق (کمربند والی) تھیں یعنی اسماء بنت بکر ف۴ اُنکی خالہ اُمّ المومنین تھیں۔ یعنی حضرت عائشہؓ۔ اُنکی پھوپھی آنحضرتؐ کی خاص بی بی۔ یعنی حضرت خدیجہؓ۔ آنحضرتؐ کی پھوپھی اُنکی دادی۔ یعنی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب (یہ تو خاندانی فضائل ہیں) اب ذاتی فضائل دیکھو۔ ان سب باتوں کے ساتھ وہ اسلام کی حالت میں ہمیشہ پاکدامن رہے۔ (بری باتوں سے پرہیز کرتے رہے) قرآن کے قاری ہیں۔ خدا کی قسم! بنی اُمیہ کے لوگ اگر مجھ سے اچھا سلوک کریں۔ تو انکو کرنا ہی چاہیئے کیونکہ وہ میرے نزدیک کے رشتہ دار ہیں ف۵ اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو خیر حکومت کریں۔ وہ ہمارے برابر کے عزت دار ہیں لیکن عبداللہ بن زبیرؓ نے تو یہ کیا۔ کہ تویت، اُسامہ اور حمید کے لوگوں کو جو بنی اسد کی شاخ ہیں۔ ہم پر مقدم رکھا۔ ہم سے پہلے وہ باریاب ہوا کرتے ہیں دیکھو۔ ابوالعاص کا بیٹا یعنی عبدالملک بن مروان کیسے زور سے ظاہر ہوا۔ بڑی عمدگی سے چل رہا ہے۔ ابن زبیرؓ نے تو اس کے سامنے دُم دبالی ہے۔ ف۹

ف بنی امیہ نے تو پہلے ہی عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کیا۔ اور حرم میں جا کر لڑائی شروع کی تھی۔ لیکن عبداللہ بن زبیرؓ نے اُن کا دفعیہ

کیا۔ اور دفعیتہ کے بعد بنی ہاشم کو بیعت پر مجبور کیا۔ اُن کا محاصرہ کیا۔ تو گویا انہوں نے بھی حرم میں لڑائی رَوا رکھی۔ ف ۲ یہ بات نہیں ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ خلافت کے مستحق نہ ہوں۔ ف ۳ جیسے اُوپر حدیث میں گزرا ہے کہ ہر پیغمبر کا ایک حواری ہوتا ہے میرا حواری زبیرؓ ہے۔ ف ۴ یہ واقعہ اُوپر گزر چکا ہے۔ کہ حضرت اسماءؓ نے ہجرت کے وقت اپنا کمر بند دو ٹکڑے کر کے ایک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توشہ اور دوسرے سے مشکیزہ باندھ دیا تھا۔ اسی روز سے اُن کا لقب ذات النطاق یا ذات النطاقین پڑ گیا تھا۔ ف ۵ یعنی اُن کے والد کی پھوپھی کیونکہ حضرت زُبیرؓ، عوام بن خویلد بن اسد کے بیٹے تھے۔ اور حضرت خدیجہؓ، خویلد بن اسد کی بیٹی تھیں۔ ف ۶ ابن ابی خیثمہؒ نے اپنی تاریخ میں اسجگہ اتنا اور بڑھایا ہے۔ انہی باتوں کو دیکھ کر میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کی جانبداری کی۔ بنی اُمیہ نے اپنے عمزاد لوگوں کی حمایت چھوڑ دی۔ ہُوا یہ تھا۔ کہ شروع شروع میں عبداللہ عباسؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کی بڑی خیر خواہی کی۔ لوگوں کو اُن سے بیعت کر لینے کی ترغیب دی۔ جب اُنکی خلافت ذرا جمنے لگی۔ تو انہوں نے ابن عبّاس اور بنی ہاشم سے بے اعتنائی شروع کر دی۔ اپنی قوم والوں یعنی بنی اسد کو پہلے بُلاتے۔ اُن کے بعد بنی ہاشم اور بنی مطلب کو۔ اس امر سے ابن عبّاس کو بڑا رنج ہوا۔ اور رنج ہونے کی بات ہی تھی۔ اس موقعہ پر حضرت عمرؓ ہونا تھے جنہوں نے اپنی قوم والوں کو ذرا بھی نہ پوچھا۔ اور ہمیشہ بنی ہاشم اور انصار کو سب پر مقدّم کرتے رہے۔ ف ۷ حضرت عبّاسؓ عبدالمطلب کے بیٹے تھے، وہ ہاشم کے، وہ عبد مناف کے، اور اُمیہ عبدشمس کا بیٹا تھا۔ وہ عبد مُناف کا۔ تو عبدالمطلب امیہ کے چچازاد بھائی تھے۔ یہی امیہ مَروان کا دادا تھا۔ جو اسوقت عبدُاللہ بن زبیرؓ کے خلاف اپنی خلافت جمانا چاہتا تھا آدھے ملکوں پر عبدُاللہ بن زبیرؓ حکومت کرتے تھے۔ اور آدھے پر مروان۔ یہی حال مروان کے مرنے تک رہا۔ پھر اس کے بیٹے عبدالملک نے بہت غلبہ حاصل کیا۔ اور حجاج بن یوسف ظالم کو بھیج کر عبدُاللہ بن زبیرؓ کو شہید کرا دیا۔ اسوقت سے عبدُالملک کی خلافت جم گئی۔ ف ۸ روز بروز اسکا زور بڑھتا جاتا ہے۔ ف ۹ نامردی اختیار کی۔ عبدُالملک نے خلیفہ ہوتے ہی عراق کا ملک عبداللہ بن زبیرؓ سے چھین لیا۔ اُن کے بھائی مصعب کو مار ڈالا۔ پھر مکہ بھی فتح کر لیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوئے۔ جیسے ابن عباسؓ نے کہا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ عبدالملک عبداللہ بن زبیرؓ کی ضد سے بنی اسد کو سب کے بعد بُلایا کرتا۔ ے باوجود اس کے کہ میں نے انکی خیرخواہی کی۔ اپنے چچازاد بھائیوں یعنی بنوامیہ کی رفاقت چھوڑ دی۔

---

١٨٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَلَا تَعْجَبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هَذَا؟ فَقُلْتُ: لَأُحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ، مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ، وَلَا لِعُمَرَ، وَلَهُمَا

ہم سے محمد بن عُبید بن میمون نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عیسٰی بن یونس نے۔ انہوں نے عمر بن سعید سے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ کو ابن ابی مُلیکہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا ہم ابن عباسؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا۔ کیا تم عبداللہ بن زبیرؓ پر تعجب نہیں کرتے۔ انہوں نے جب خلافت لی۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں اُن کے لئے ایسی محنت اور مشقت کرونگا کہ ویسی محنت اور مشقت میں نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے لئے بھی نہیں کی

كَانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ، وَقُلْتُ: ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ، وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ، فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَعْرِضُ هَذَا مِنْ نَفْسِي فَيَدَعُهُ وَمَا أُرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا وَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَأَنْ يَرُبَّنِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَرُبَّنِي غَيْرُهُمْ۔

حالانکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ ہر بات میں اُن سے بڑھ کر تھے۔ ف۱ میں نے (لوگوں سے) کہا۔ وہ آنحضرتؐ کی پھوپھی کے بیٹے (یعنی پوتے) ہیں۔ اور حضرت زبیرؓ کے بیٹے اور ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے (یعنی نواسے) اور حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے اور حضرت عائشہؓ کے بھانجے ہیں۔ لیکن عبداللہ بن زبیرؓ نے کیا کیا۔ مجھ سے غرور کرنے لگے۔ انہوں نے چاہا۔ کہ میں اُن کے خاص مصاحبوں میں رہوں۔ میں نے (اپنے دِل میں) کہا۔ مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا۔ کہ میں اُن سے ایسی عاجزی کرونگا۔ اور وُہ اس پر بھی مجھ سے راضی نہ ہونگے۔ (مجھ کو چھوڑ کر بیٹھ رہیں گے۔) خیر اب مجھے امید نہیں۔ کہ وہ میرے ساتھ بھلائی کریں گے۔ جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اب بنی امیہ جو میرے چچازاد بھائی ہیں۔ اگر مجھ پر حکومت کریں تو یہ مجھ کو اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ ف۲

ف۱۔ لفظی ترجمہ یوں ہے۔ میں اپنے نفس سے اُن کے لئے ایسا جھگڑوں گا کہ ویسا جھگڑا میں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے لئے بھی نہیں کیا۔ مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ کے فضائل اور مناقب خوب لوگوں سے بیان کر کے اُن کے دلوں کو اُن کی طرف مائل کروں گا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسکی حاجت نہ تھی۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فضائل سے سب لوگ خوب واقف تھے۔ ف۲۔ یعنی بنی اسد کی حکومت سے جن میں عبداللہ بن زبیر تھے۔ گویا ابن عباسؓ نے بنی امیہ کی خلافت عبداللہ بن زبیر کی خلافت سے زیادہ پسند کی۔ کیونکہ بنی امیہ قریبی رشتہ دار تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ۔ قَالَ مُجَاهِدٌ: يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ۔

باب اللہ تعالےٰ کے اِس قول (وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ) کی تفسیر مجاہدؒ نے کہا۔ مُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، وُہ لوگ جن کو کچھ دے کر اُن کا دِل ملایا جائے۔ ف۱

۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَتَأَلَّفُهُمْ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا عَدَلْتَ،

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا۔ کہا ہم کو سُفیان ثوریؒ نے۔ انہوں نے اپنے والد (سعید بن مسروق) سے، انہوں نے ابن ابی نعم (عبدالرحمن) سے۔ انہوں نے ابُوسعید خدریؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال بھیجا گیا۔ ف۲ آپؐ نے اُس کو چار آدمیوں ف۳ میں تقسیم کر دیا۔ (وہ سب نو مسلم تھے۔) اور فرمایا میں۔ (ذیل انکو دیکر)

فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا أَقْوَامٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ۔

اُن کا دل ملانا چاہتا ہوں۔ اس پر (بنی تمیم) ایک شخص کہنے لگا۔ ؎ یا رسول اللہ! آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دین سے باہر ہو جائینگے

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سونے کا ایک ڈلا بھیجا تھا۔ ف۳ اقرع، عُیینہ، زید، اور علقمہ، ف۴ ذوالخویصرہ حرقوس بن زہیر۔ ف۵ اس حدیث کا مفصل ذکر اُوپر گزر چکا ہے کتاب المغازی میں۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ يَلْمِزُونَ: يَعِيبُونَ، وَجُهْدَهُمْ وَجَهْدَهُمْ: طَاقَتَهُمْ۔

باب۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول (اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الخ) کی تفسیر یلمزون کا معنے عیب لگاتے ہیں طعنے مارتے ہیں جُھدھم اور جَھدھم (دونوں قرائتیں جائز ہیں) یعنے محنت مزدوری کرکے مقدور موافق۔

۱۹۰ - حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ أَبُو عُقَيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْآخَرُ، إِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ۔ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ۔ الْآيَةَ۔

مجھ سے ابو محمد بشر بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم کو محمد بن جعفر نے۔ انہوں نے شعبہؒ سے۔ انہوں نے سلیمان اعمش سے۔ انہوں نے ابو وائلؒ سے۔ انہوں نے ابو مسعود انصاری سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جب ہم کو خیرات کرنے کا حکم ہوا۔ اس وقت ہم مزدوری پر بوجھ اٹھایا کرتے تھے۔ تو ابوعقیل حباب اسی مزدوری کے پیسے سے) آدھ صاع کھجور کا لے کر آئے۔ اور ایک صاحب (عبدالرحمٰن بن عوف) بہت سا مال لائے۔ ف۱ اس پر منافق کیا کہنے لگے۔ ابوعقیل کی خیرات کی اللہ کو کیا پرواہ تھی۔ (آدھ صاع کھجور کیا مالیت ہے) اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تو دکھلانے (ناموری) کے لئے اتنا بہت سا مال خیرات کیا ہے۔ اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی الَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ الخ اخیر تک۔ ف۲

ف۱۔ دو ہزار، چار ہزار، چھ ہزار یا آٹھ ہزار درم لائے۔ ف۲ کمبخت منافقوں کو کسی طرح سے بھی چین نہ تھا جس بے چارے نے تکلیف اٹھا کر تھوڑی سی خیرات کی۔ اس پر بھی طعنہ کیا۔ اور جس نے اپنی حیثیت کے موافق بہت سا مال اللہ تعالےٰ کی راہ میں دیا۔ اس کا بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ اس کو ریا کار قرار دیا۔ ہمارے زمانے میں بھی بعضے نام کے مسلمانوں نے منافقوں کا شیوہ اختیار کیا ہے۔ حسد کی راہ سے، جو کوئی اللہ کا بندہ نیک کام کرتا ہے۔ تو اس کو ریا کار بناتے ہیں۔ ان کمبخت مسلمانوں کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ ہماری قوم کیسی تباہ حالت میں ہے۔ اس وقت میں جو مسلمان کوئی قومی کام کرے۔

توسب کومل کر اس کی خوب تعریف اور شکریہ ادا کرنا چاہیئے تاکہ دوسرے مسلمان بھی اس کے دیکھا دیکھی اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے پر مستعد ہوں۔ رہی اسکی نیت، توتم کو اس سے کیا غرض وہ اللہ جل شانہٗ کے حوالے ہے۔ ہر شخص کے ساتھ اسکی نیت کے موافق معاملہ کرے گا۔

۱۹۱۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا میں نے ابواُسامہ (حماد بن اسامہ) سے کہا کیا تم سے زائدہ بن قدامہ نے سلیمان اعمش سے انہوں نے شقیق بن سلمہ سے۔ انہوں نے ابومسعود انصاریؓ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیرات کا حکم دیتے۔ اس وقت ہم میں سے کوئی مزدوری کر کے (اناج یا کھجور) لاتا۔ اور آج تو ہم لوگ ایسے امیر ہیں کہ ہم میں سے کسی کے پاس ایک لاکھ درم موجود ہیں۔ یہ ابوسعید نے اپنی طرف اشارہ کیا (حماد نے کہا۔ ہاں)

بَابُ قَوْلِهِ۔ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ۔

باب قوله: استغفر لهم او لا تستغفر لهم إن تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم

۱۹۳۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ، فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ

ہم سے عُبید بن اسماعیل نے بیان کیا۔ انہوں نے ابواُسامہ سے۔ انہوں نے عبیداللہ عمری سے۔ انہوں نے نافعؒ سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ جب عبداللہ بن اُبیّ (منافق) مرگیا۔ تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ (جو سچا مسلمان تھا۔) وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ سے یہ درخواست کی۔ کہ اپنا کُرتہ عنائیت فرمایئے تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں۔ آپ نے کُرتہ دیدیا۔ پھر اس نے درخواست کی کہ آپ اس پر جنازے کی نماز پڑھیئے۔ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے، تو حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر آپ کا کپڑا تھاما۔ اور عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ

اللهِ، أَتُصَلِّي عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللهُ فَقَالَ۔ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً۔ وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ، قَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، قَالَ: فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللهُ۔ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ۔

نے ایسے لوگوں یعنی (منافقوں) پر نماز پڑھنے سے آپکو منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے (مجھ کو منع نہیں کیا ہے بلکہ اختیار دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آپ اُن کے لئے دُعا کریں یا نہ کریں اگر اُن کے لئے تو ستر دفعہ دُعا کرے گا جب بھی اللہ تعالیٰ اُن کو بخشنے والا نہیں۔ مَیں ایسا کروں گا۔ ستر بار سے زیادہ دُعا کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! وُہ تو منافق تھا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عمرؓ کا کہنا نہ سُنا) اُس پر نماز پڑھی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تو ان منافقوں میں سے کوئی مَر جائے۔ تو اس پر نماز نہ پڑھ۔ اس کی قبر پر کھڑا بھی نہ ہو۔ ف

ف: دوسری روایت میں یوں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرا کرتہ اُس کے کچھ کام آنیوالا نہیں مگر مجھے امید ہے کہ اسکی قوم کے ہزاروں آدمی مسلمان ہو جاینگے۔ ایسا ہی ہوا عبداللہ بن اُبی کی قوم کے لوگ یہ حال دیکھ کر بہت سے مُسلمان ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ عبداللہ بن اُبی ابھی زندہ تھا کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلا بھیجا۔ اور آپ سے کُرتہ مانگا۔ اور دُعا کی درخواست کی۔

۱۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ وَقَالَ غَيْرُهُ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ بْنُ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے یحییٰ بن بُکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے۔ یحییٰ کے سوا دوسرے شخص (عبداللہ بن صالح لیث کے منشی) نے۔ یوں کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے عقیل نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا۔ مجھ کو عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا جب عبداللہ بن اُبی بن سلول (منافق) مرگیا۔ تو آنحضرتؐ اس پر (جنازے کی) نماز پڑھنے کے لئے بُلائے گئے جب آپ اُس پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔ تو مَیں کود کر گر گیا۔ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ اُبی کے بیٹے پر نماز پڑھتے ہیں۔ اُس نے تو فلاں دن ایسی بات کہی تھی۔ اور فلاں دن ایسی مَیں اُسکی (کفر کی) باتیں شمار کرنے لگا۔ یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرا دیئے۔ اور فرمایا۔ عُمرؓ رہو بھی۔ جب میں نے بہت

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ، فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: إِنِّي خُيِّرْتُ، فَاخْتَرْتُ، لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا، قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ. وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا. إِلَى قَوْلِهِ. وَهُمْ فَاسِقُونَ. قَالَ: فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

اصرار کیا۔ کہ آپ اس پر نماز مت پڑھیئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بات یہ ہے اللہ کی طرف سے مجھکو اختیار ملا ہے۔ (منافقوں کے لئے دعا کروں یا نہ کروں) مجھے اختیار ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اگر میں یہ جانوں کہ ستر بار سے زیادہ دعا کرنے میں اسکی بخشش ہو جائیگی۔ تو میں ستر بار سے زیادہ اس کے لئے دعا کروں ف۱ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھ کر لوٹے۔ تھوڑی دیر ٹھہرے تھے۔ کہ سورہ براءت کی یہ دو آیتیں نازل ہوئیں وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ الخ ف۲ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ بعد میں مجھ کو اپنے اوپر تعجب آیا۔ کہ تو نے اللہ کے رسولؐ پر اتنی جرأت (دلیری) کیوں کی۔ بار بار آپؐ کو نماز پڑھنے سے روکا۔ حالانکہ اللہ اور اسکا رسولؐ (ہر کام کی مصلحت) خوب جانتے ہیں۔

ف۱: سبحان اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور مہربانی کا کیا کہنا۔ یہ ہماری خوش قسمتی اور خوش نصیبی ہے کہ ہم کو ایسا مہربان، اپنی امت کا غمخوار پیغمبر اللہ جل شانہ نے عنایت فرمایا۔ یہ عبداللہ بن اُبی وہی تھا۔ جس نے زندگی میں کیا کیا بے ادبی کی باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کہی تھیں۔ اور جنگ اُحد میں آپ کو عین وقت پر چھوڑ کر چلا آیا تھا پھر بھی آپ نے اسکی بری باتوں کا کچھ خیال نہ فرمایا۔ اور اس کے لئے دعا کرنے اس پر نماز پڑھنے کو مستعد ہو گئے۔ اسی ماہ رجب ۲۲-۱۳ ھ میں، میں نے حالت خواب میں یہ دیکھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور میں بیساختہ یہ اشعار پڑھ رہا ہوں۔ نظم۔ بہ پیش تو حاضر بحال تباہ۔ وحید زمان مذنب و روسیاہ۔ بدہ کفش ہا تا بسر بر نہم۔ کنم سرمۂ چشم خاک قدم رسول خدا شو مرا دستگیر۔ ندارم غیر از تو مرشد نہ پیر۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً۔ ف۲: اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق حکم دیا۔ حضرت عمرؓ کا کیا کہنا۔ عجب صاحب الرائے سردار تھے۔ امور انتظامی اور سیاست مدن میں تو اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ. وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ.

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ) کی تفسیر۔

۱۹۴- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے انس بن عیاض نے۔ انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے نافع سے، انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا جب عبداللہ بن ابی (منافق) مر گیا۔ تو اس کا بیٹا

أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّنَهُ فِيهِ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهِ فَقَالَ: تُصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ؟ قَالَ: إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللَّهُ أَوْ أَخْبَرَنِي اللَّهُ فَقَالَ - اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ - فَقَالَ: سَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ، قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ - وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ -	عبداللہ بن عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ نے اس کو اپنا کرتہ عنایت کیا۔ اور فرمایا۔ اسی میں اپنے باپ کا کفن کر۔ پھر اس کے جنازے پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے حضرت عمرؓ نے آپ کا کپڑا تھاما۔ اور عرض کیا۔ وہ تو مُنافق تھا۔ آپ اس پر نماز کیسے پڑھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو منافقوں کے لئے دُعا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھ کو (منع نہیں فرمایا۔ بلکہ) اختیار دیا ہے۔ یا ایک بات کی خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یوں فرمایا ہے۔ تو ان کے لئے دُعا کرے۔ یا نہ کرے۔ اگر ستر بار بھی دُعا کرے جب بھی اللہ اُن کو نہیں بخشے گا۔ مَیں ستر مرتبہ سے زیادہ اس کے لئے دُعا کروں گا۔ ف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آخر آپ نے اُس پر نماز پڑھی۔ (میرا کہنا نہ سُنا) ہم لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ الخ

ف: جب سرورِ عالم اشرف انبیاء کی دُعا۔ وہ بھی ستر دفعہ کافروں اور منافقوں کے لئے مؤثر نہ ہو۔ تو کسی ولی یا درویش کی بساط ہے؟ کہ اس کی سفارش سے کسی کافر یا مشرک یا مُنافق کی مغفرت ہو جائے۔ اللہ جل شانہٗ مسلمانوں کو عقل اور فہم عطا کرے وہ ایسی جھوٹی حکایتیں اور نقلیں کیونکر مان لیتے ہیں۔ کہ فلاں درویش نے روحوں کا تھیلہ حضرت عزرائیل ؑ سے چھین لیا۔ اور سب کی مغفرت کرادی۔ یا فلاں درویش کا دھوبی جو مُشرک تھا۔ انکا نام لینے سے بخشدیا گیا۔

بَابُ قَوْلِهِ - سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ -	باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول (سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ) کی تفسیر
۱۹۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ	ہم سے یحییٰ (ابن عبداللہ بن بکیر) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے عقیل سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا۔ کعب بن مالک جب

ابْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللهِ مَا أَنْعَمَ اللهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ- سَيَحْلِفُونَ بِاللهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ- إِلَى قَوْلِهِ —— الْفَاسِقِينَ-

غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ تو کہتے تھے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دین اسلام کی جو ہدایت دی۔ تو اس نعمت کے بعد دوسری کوئی نعمت اس سے بڑھ کر نہیں دی۔ کہ میں نے (غزوۂ تبوک کے معاملہ میں) آنحضرتؐ سے صحیح صورت حال عرض کر دی۔ (اپنے قصور کا اعتراف کر لیا۔) اگر میں جھوٹ اور بہانے کرتا۔ تو دوسرے جھوٹ بولنے والوں کی طرح تباہ اور برباد ہو جاتا۔ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ سَيَحْلِفُوْن اخیر تک۔ ف

ف:۔ یہ حدیث کتاب المغازی میں مفصل گزر چکی ہے۔ دیکھ لیجئے۔

بَابُ قَوْلِهِ- وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ- الْآيَةَ-

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول (وآخرون اعترفوا بذنوبھم) کی تفسیر۔

۱۹۶- حَدَّثَنِي مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا: أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَابْتَعَثَانِي فَانْتَهَيَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ، شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، قَالَا لَهُمْ: اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، قَالَا لِي: هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ، قَالَا: أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ

ہم سے مؤمل بن ہشام نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے۔ کہا ہم سے عوف بن ابی جمیلہ نے، کہا ہم سے ابورجاء نے۔ کہا ہم سے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات کو میرے پاس دو فرشتے آئے۔ انہوں نے نیند سے مجھ کو جگایا۔ (اور لے چلے) جاتے جاتے ایک شہر پر پہنچے۔ جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ وہاں ہم کو کئی آدمی ملے۔ اُن کا آدھا بدن تو نہایت خوبصورت تھا۔ اور آدھا بدن نہایت بدشکل تھا۔ میرے ساتھ والے فرشتوں نے اُن سے کہا۔ چلو۔ اس ندی میں گرو۔ وہ اس میں گر گئے۔ لوٹ کر جو آئے۔ تو اُن کی بدصورتی بالکل جاتی رہی۔ آدھا بدن بھی نہایت خوب صورت ہو گیا۔ اُن فرشتوں نے مجھ سے کہا۔ یہ جنّتُ العدن (بہشت کا باغ) ہے۔ اور تمہارا مکان یہیں ہے۔ پھر کہنے لگے۔ جن لوگوں کا آدھا جسم تُم نے خوب صورت دیکھا۔ اور آدھا جسم بدصورت دیکھا۔ وہ وہ

وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا، تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

لوگ ہیں۔ جنہوں نے (دنیا میں) اچھے اور بُرے سب طرح کے کام کیئے۔ اللہ جلّ شانہ، نے اُن کو بخش دیا۔ ف

ف یہ حدیث پوری تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ تعالےٰ کتابُ التعبیر میں مذکور ہوگی۔ ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِهِ۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ۔

باب :۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ) کی تفسیر

۱۹۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْ عَمِّ، قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ، فَنَزَلَتْ۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن نضر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمرؒ نے۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے سعید بن مسیّبؒ سے۔ انہوں نے اپنے والد (مسیّب بن حزن صحابیؓ) سے۔ انہوں نے کہا۔ جب ابُوطالب (آنحضرتؐ کے چچا) فوت ہونے لگے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں ابوجہل، عبداللہ بن ابی (اور اُمیہ بن خلف) (کافروں کے سردار) بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا۔ چچا میاں۔ تم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ (ایک بار زبان سے) کہدو۔ مجھ کو (قیامت کے دن) اللہ تعالےٰ کے سامنے تمہارے (چھڑانے کے) لئے ایک دلیل مل جائے گی یہ سُن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی (اور اُمیہ بن خلف) ان کو سمجھانے لگے۔ ابوطالب! کیا عبدالمطلب (اپنے باوا) کے دین سے تم پھر جاتے ہو۔ ف اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تو تمہارے لئے برابر دُعا کرتا رہوں گا۔ جب تک منع نہ کیا جاؤں۔ تب اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الخ اخیر تک

ف غرض ابوطالب نے کلمہ نہ پڑھا۔ اور مرتے وقت یہ کہنے لگے۔ میں عبدالمطلب کے مذہب پر مرتا ہوں۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ۔ الْآيَةَ۔

باب :۔ اللہ تعالےٰ کے اس قول (لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ) کی تفسیر۔

۱۹۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ؛ قَالَ أَحْمَدُ، وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي حَدِيثِهِ۔ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا۔ قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ۔ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔ الْآيَةَ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے۔ کہا مجھ کو یونس نے۔ دوسری سند۔ احمد بن صالح نے کہا۔ ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یونس نے انہوں نے ابن شہاب سے۔ کہا مجھ کو عبدالرحمٰن بن کعب نے۔ کہا مجھ کو عبداللہ بن کعب نے۔ وہ کعب کے بیٹوں میں اپنے باپ کو لے کر چلا کرتے تھے۔ جب وہ اندھے ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا۔ کعب بن مالک رضؓ اس آیت کے متعلق وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا۔ جو قصہ بیان کرتے تھے۔ اس میں مَیں نے سُنا۔ وہ کہتے تھے مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ مَیں اپنی توبہ کے قبول ہونے کے شکریہ میں یہ کرتا ہوں۔ کہ اپنا سارا مال خالص اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضامندی کے لئے خیرات کر دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ تھوڑا مال اپنے لئے بھی رکھ لے۔ یہ تیرے حق میں بہتر ہے۔

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ کی تفسیر

۱۹۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ: أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ: غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ، وَغَزْوَةِ بَدْرٍ، قَالَ: فَأَجْمَعْتُ

مجھ سے محمد بن نضر نیشاپوری نے بیان کیا۔ (یا محمد بن یحییٰ ذہلی نے) کہا ہم سے احمد بن ابی شعیب نے۔ کہا ہم سے موسیٰ بن اعین نے۔ کہا ہم سے اسحاق بن راشد نے۔ اُن سے زہری نے بیان کیا۔ کہا مجھ کو عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن کعب بن مالکؓ نے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے والد کعب بن مالک سے سُنا۔ وہ اُن تینوں میں سے ایک شخص تھے جن کا قصور اللہ تعالےٰ نے معاف کر دیا تھا میرے والد کہتے تھے۔ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی لڑائی میں پیچھے نہ رہا۔ ایک غزوۂ عسرہ (جنگ تبوک) اور ایک غزوۂ بدر میں البتہ رہ گیا۔ سو مَیں نے اپنی پکی نیت یہ کر لی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے

صَدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ضُحًى وَكَانَ قَلَّمَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ
إِلَّا ضُحًى، وَكَانَ يَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ
فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِي وَكَلَامِ
صَاحِبَيَّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ
الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرِنَا، فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا
فَلَبِثْتُ كَذٰلِكَ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ وَمَا مِنْ
شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فَلَا يُصَلِّي
عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ
يَمُوتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَكُونَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا
يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ،
فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْآخِرُ مِنَ
اللَّيْلِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ
أُمِّ سَلَمَةَ، وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِي
شَأْنِي، مَعْنِيَّةً فِي أَمْرِي، فَقَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ،
تِيبَ عَلَى كَعْبٍ، قَالَتْ: أَفَلَا أُرْسِلُ
إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ؟ قَالَ: إِذًا يَحْطِمَكُمُ
النَّاسُ فَيَمْنَعُونَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ،
حَتّٰى إِذَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ آذَنَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ
عَلَيْنَا، وَكَانَ إِذَا اسْتَبْشَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ
حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ، وَكُنَّا
أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ خُلِّفُوا عَنِ الْأَمْرِ

وقت مدینہ تشریف لائیں گے۔ میں وہی کہوں گا جو سچ ہے
ف اور آپ اکثر جب سفر سے تشریف لاتے۔ تو چاشت
ہی کے وقت (کچھ دن چڑھے) شہر میں آتے پہلے مسجد میں جاتے
وہاں دوگانہ پڑھتے ف۲ خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
لوگوں کو منع کر دیا۔ کہ مجھ سے اور میرے دونوں ساتھیوں سے
(ہلالؓ اور مرارہؓ) سے کوئی بات نہ کرے۔ ہم تینوں کے سوا اور
لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے۔ اُن کے لئے یہ حکم نہیں دیا۔ اب
لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا چھوڑ دی۔ میں اسی حال
میں رہا یہاں تک کہ زندگی دوبھر ہوگئی۔ مجھ کو بڑی فکر یہ تھی
کہ کہیں میں مر جاؤں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے
جنازے پر نماز بھی نہ پڑھیں۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات ہو جائے۔ اور میں (تمام عمر) اسی مصیبت میں
مبتلا رہوں گا۔ کوئی مجھ سے بات چیت نہ کرے۔ مروں تو نماز
تک نہ پڑھے۔ آخر (پوری پچاس راتیں گزرنے پر) اللہ تعالٰی
نے ہماری معافی کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا
اس وقت تہائی رات باقی تھی۔ اور آپ بی بی اُم المؤمنین
اُم سلمہؓ کے گھر میں تھے۔ بی بی اُم سلمہؓ میری بھلائی کے
فکر میں تھیں۔ اور میری مدد کرنا چاہتی تھیں۔ خیر آنحضرتؐ
نے اُن سے فرمایا۔ اُم سلمہ! کعب بن مالکؓ کی توبہ قبول ہو
گئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں کعبؓ کو مبارک باد کہلا بھیجوں
آپ نے فرمایا۔ (اتنی رات کو) لوگ ہجوم کر آئیں گے تمہاری
نیند کو بھی خراب کریں گے۔ جب آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔ تو
اس توبہ کے قبول ہونے کی لوگوں کو خبر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا قاعدہ تھا کہ آپ کو جب خوشی ہوتی تو آپ کا چہرہ مبارک
چمکنے لگتا۔ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور ہم تین آدمی جن کا ذکر
قرآن مجید میں ہے۔ کہ وہ پیچھے ڈال دیئے گئے (یعنی ہماری
نسبت کوئی حکم نہیں ہوا تھا) جب اللہ نے ہماری معافی کا حکم

الَّذِي قِيلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ اعْتَذَرُوا حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ لَنَا التَّوْبَةَ، فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِينَ فَاعْتَذَرُوا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهِ أَحَدٌ، قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ۔ يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ۔ الْآيَةَ۔

نازل فرمایا۔ پھر اُن کا بھی ذکر آیا۔ جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے۔ جنھوں نے جھوٹے بہانے کئے تھے۔ تو اُن کا ذکر بہت بُرے طریقے سے کیا گیا۔ ویسا بُرا ذکر اللہ جل شانہٗ نے کسی کا نہیں کیا۔ فرمایا۔ بہانے لائیں گے۔ تمہارے پاس۔ جب لوٹ کر جاؤ گے آپ کہہ دیں۔ بہانے مت بناؤ۔ ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ تمہاری بات۔ اللہ تعالیٰ تمہارے احوال ہم کو بتا چکا ہے اور ابھی دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کام اور اس کا رسول۔ پھر جاؤ گے طرف اُس جاننے والے چھپے اور کھلے کے۔ سو وہ بتائے گا۔ جو تم کر رہے ہو۔

ف۱ پہلے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے دل میں طرح طرح کے خیالات شیطان نے ڈالے تھے۔ کہ کوئی جھوٹا بہانہ کردینا۔ لیکن اللہ نے انکو بچالیا۔ انہوں نے سچ سچ اپنے قصور کا اقرار کرلیا۔ ف۲ یہ دوگانہ شکریہ کا تھا۔ کہ حق تعالیٰ نے سفر سے مع الخیر واپس لایا۔ ف۳ ۔ تو وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا۔ کا یہ معنیٰ نہیں ہے۔ کہ اُن تینوں پر جو جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ جن کا مقدمہ زیر تجویز تھا۔ اور جنکے بارے میں قطعی کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا۔

بَابٌ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ) کی تفسیر

۲۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي، مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے عقیل سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے۔ کہ عبداللہ بن کعب نے۔ جو اپنے والد کعب بن مالک کو کھینچ کر چلایا کرتے تھے۔ یوں کہا۔ مَیں نے کعب بن مالک سے سُنا۔ وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے تھے۔ کہتے تھے۔ خدا کی قسم! مَیں نہیں جانتا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی واقعہ کو سچ کہنے کی توفیق دے کر اُس پر اتنا احسان کیا ہو۔ جیسے مجھ پر احسان کیا ہے میں نے اس زمانے سے جب مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا، وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَقَدْ تَابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ - إِلَى قَوْلِهِ - وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ -

وسلم سے اس مقدمہ میں سچ سچ عرض کیا۔ اب تک قصدًا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی باب میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مہربان ہوا۔ نبیؐ پر اور مہاجرین اور انصار پر۔ جو ساتھ رہے نبی کے مشکل گھڑی میں۔) اخیر تک۔

بَابُ قَوْلِهِ - لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ - الآيَةَ - مِنَ الرَّأْفَةِ -

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول (لَقَدْ جَاءَكُمْ رسول من انفسکم الخ) کی تفسیر۔ رؤف۔ رأفۃ سے نکلا ہے۔ (یعنے بہت مہربانی)

٢٠١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ، وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللهُ لِذَلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: وَعُمَرُ عِنْدَهُ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب نے انہوں نے زہریؒ سے کہا مجھ کو عبید بن سباق نے خبر دی۔ انہوں نے کہا۔ کہ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو قرآن مجید لکھنے والوں میں سے تھے۔ وہ کہتے تھے جب (۱۱ھ ہجری میں) یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھ کو بلا بھیجا۔ اُس وقت حضرت عمرؓ بھی اُن کے پاس موجود تھے میں گیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے۔ کہ حضرت عمرؓ میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے مسلمان مارے گئے۔ ف۔ اور میں ڈرتا ہوں۔ اسی طرح لڑائیوں میں اور قاری بھی مارے جائیں۔ تو بہت سا قرآن دنیا سے اُٹھ جائیگا۔ ف اگر قرآن کو ایک جگہ جمع کرا دو۔ تو یہ ڈر نہ رہیگا۔ میری رائے تو یہ ہے۔ کہ تم قرآن کو جمع کرا دو۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا۔ میں نے حضرت عمرؓ کو یہ جواب دیا۔ بھلا میں وہ کام کیسے کروں۔ جو آنحضرتؐ نے نہیں کیا۔ عمرؓ کہنے لگے۔ خدا کی قسم! یہ اچھا کام ہے۔ اور بار بار یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی ڈال دیا (کہ یہ اچھا کام ہے۔) ف اور میں عمرؓ کی رائے

جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ، كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ، فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ـ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ ـ إِلَى آخِرِهَا، وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ: مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ، وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي

سے موافق ہوگیا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمرؓ یہ تقریر سنتے رہے۔ اور خاموش بیٹھے رہے۔ پھر ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا۔ دیکھو تم جوان ہو اور عقلمند آدمی ہو۔ اور ہم تم کو سچا جانتے ہیں۔ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی قرآن مجید لکھا کرتے تھے۔ اب ایسا کرو۔ قرآن کو جا بجا تلاش کرو۔ اور سب اکٹھا کرو۔ زید بن ثابت رضؓ کہتے ہیں۔ اگر حضرت ابوبکرؓ مجھ کو پہاڑ ڈھونے کو کہتے۔ تو مجھ کو اتنا مشکل معلوم نہ ہوتا۔ جتنا قرآن شریف جمع کرنا معلوم ہوا۔ آخر میں یہ کہہ اٹھا۔ تم دونوں ایسا کام کرتے ہو۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا۔ خدا کی قسم یہ اچھا کام ہے۔ پھر میں اُن سے بڑا تکرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا سینہ کھول دیا تھا۔ (میں بھی اس کام کو اچھا سمجھنے لگا) خیر میں اٹھا اور قرآن مجید کی تلاش شروع کر دی۔ کہیں پرچوں پر لکھا ہوا تھا۔ کہیں مونڈھے کی ہڈیوں پر۔ کہیں کھجور کی ڈالیوں پر لکھا ہوا تھا۔ لوگوں کو بھی یاد تھا۔ یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے سوا اور کہیں نہ پائیں۔ یعنی لَقَدْ جَاءَکُمْ آخر تک۔ ف پھر یہ مصحف جس میں قرآن جمع کیا گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی تک اُن کے پاس رہا۔ پھر حضرت عمرؓ کی زندگی تک اُن کے پاس رہا۔ اُن کی وفات کے بعد اُم المومنین حفصہ رضؓ کو ملا۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر اور لیث بن سعد نے بھی یونس سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا۔ ف اور لیث نے کہا۔ مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی۔ اس میں (خزیمہ کے بدل) ابوخزیمہ انصاری ہے۔ ف اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی۔ کہا ہم سے ابن شہاب نے۔

خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ، وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ۔

اس روایت میں بھی ابوخزیمہ ہے ۔ ف موسیٰ بن اسمٰعیل کے ساتھ اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم نے بھی اپنے والد ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ف اور ابو ثابت محمد بن عبید اللہ مدنی نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا ۔ اس روایت میں شک کے ساتھ خزیمہ یا ابوخزیمہ مذکور ہے ۔ ف۹

ف۱ : کہتے ہیں ۔ گیارہ سو یا چودہ سو مسلمان اس لڑائی میں شہید ہوئے ۔ ان میں ستر قرآن حکیم کے قاری بھی تھے ۔
ف۲ : کیونکہ اسوقت اکثر لوگ قرآن حکیم کو زبانی یاد کیا کرتے تھے ۔ لکھی ہوئی مصحف کا رواج نہ تھا ۔ ف۳ : پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن حکیم کے جمع کرنے کو ایک نیا کام اور بدعت سمجھے ۔ حالانکہ یہ امر بدعت شرعیہ نہ تھا ۔ گو نیا کام تھا کیونکہ قرآن حکیم کا جمع تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت میں شروع ہو گیا تھا ۔ ف۴ حافظ رہ نے کہا ۔ صحیح ابوخزیمہ انصاری رض ہے ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے ۔ کہ یہ آیت صرف ابوخزیمہ کے اعتبار پر قرآن کریم میں شریک کر دی گئی ۔ بلکہ یہ آیت اور لوگوں نے بھی سنی تھی ۔ مگر لکھی ہوئی کسی کے پاس نہ ملی ۔ ابوخزیمہ کے پاس ملی ۔ اسوقت سب کو یاد آ گئی ۔ اور قرآن حکیم میں شریک کر دی گئی ۔ ف۵ عثمان بن عمر کی روایت کو امام احمد اور اسحاق نے اپنی مسندوں میں اور لیث کی روایت کو خود امام بخاری رہ نے فضائل قرآن حکیم اور توحید میں وصل کیا ۔ ف۶ اسکو ابوالقاسم بغوی نے فضائل قرآن مجید میں وصل کیا ۔ ف۷ اسکو خود امام بخاری رہ نے فضائل قرآن حمید میں وصل کیا ۔ ف۸ اسکو ابوبکر ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں وصل کیا ۔ ف۹ اسکو خود امام بخاری رہ نے کتاب الاحکام میں وصل کیا ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا

سورة يونس

سورۂ یونس کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاخْتَلَطَ: فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ، وَقَالُوا۔ اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ۔ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ۔ أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ۔ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: خَيْرٌ، يُقَالُ تِلْكَ آيَاتُ، يَعْنِي هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ، وَمِثْلُهُ۔ حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ۔ الْمَعْنَى بِكُمْ

ابن عباس رض نے کہا ۔ فاختلط بہ نبات الارض ۔ اس کا معنی یہ ہے کہ پانی برسنے کی وجہ سے زمین سے ہر قسم کا سبزہ اگا ۔ (یعنی گیہوں جو اور دوسرے اناج ف۱) اور وقالوا اتخذ اللہ ولدا سبحٰنہ ہو الغنی کی تفسیر ف۲ اور زید بن اسلم نے کہا ۔ قدم صدق سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں ف۳ اور مجاہد رہ نے کہا ۔ بھلائی مراد ہے ف۴ تلک ایات میں تلک جو غائب کے لئے ہے ۔ مراد اس سے حاضر ہے ۔ یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں ۔ جیسے حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بہم ۔ میں بھم سے بکم مراد ہے ۔ (یعنی غائب سے

دَعْوَاهُمْ: دُعَاؤُهُمْ، أُحِيطَ بِهِمْ: دَنَوْا مِنَ الهَلَكَةِ. أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ، فَاتَّبَعَهُمْ وَأَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ، عَدْوًا: مِنَ العُدْوَانِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالخَيْرِ، قَوْلُ الإِنْسَانِ لِوَلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ: اللَّهُمَّ لاَ تُبَارِكْ فِيهِ وَالعَنْهُ. لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ. لَأَهْلَكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَأَمَاتَهُ. لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الحُسْنَى مِثْلُهَا. حُسْنَى وَزِيَادَةٌ: مَغْفِرَةٌ وَرِضْوَانٌ. وَقَالَ غَيْرُهُ: النَّظَرُ إِلَى وَجْهِهِ، الكِبْرِيَاءُ: المُلْكُ

حاضر مُراد ہے۔) دَعْوَاهُمْ۔ اُن کی دُعا۔ اُحِيطَ بِهِمْ ہلاکت کے نزدیک پہنچے۔ جیسے اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْئَتُہٗ۔ یعنی گناہوں نے اس کو سب طرف سے گھیر لیا۔ ف فَاتَّبَعَهُمْ (جو حسن کی قرأت ہے۔) اور فَاَتْبَعَهُمْ (جو مشہور قرأت ہے۔) دونوں کے معنے ایک ہیں۔ عَدْوًا۔ عُدوان سے نکلا ہے۔ یعنی شرارت اور حرام زدگی۔ اور مجاہد نے کہا۔ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ۔ سے مُراد یہ ہے کہ آدمی جو غصّے میں اپنی اولاد یا مال کو کوستا ہے۔ کہتا ہے۔ یا اللہ! اس میں برکت نہ کیجیو۔ یا اللہ! اس پر لعنت کر۔ ف لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ۔ یعنی جس کو کوستا ہے۔ وہ تباہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو مار ڈالتا۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ۔ میں مجاہد رحمہ نے کہا۔ زیادہ سے مغفرت (اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی) مُراد ہے۔ ف دوسرے لوگوں نے کہا۔ وزیادہ سے اللہ تعالیٰ کا دیدار مُراد ہے ف الکبریاء سلطنت اور بادشاہی۔

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اس باب میں امام بخاری رحمہ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ ف۳ اسکو ابن جریر نے وصل کیا۔ ف۴ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۵ تباہی کا وقت آن پہنچا۔ ف۶ اس کو فریابی اور عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۷ اسکو فریابی اور عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۸ حضرت ابوبکر صدیق رض، ابو قتادہ رض، حذیفہ رض، ابن عباس رض اور اکثر سلف سے یہی منقول ہے۔ یہ تفسیر خود مرفوع حدیث میں وارد ہے۔ اس کو مسلم اور ترمذی نے صہیب سے نکالا۔

بَابٌ. وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ البَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ المُسْلِمِينَ.

باب: وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

نُنَجِّيكَ: عَلَى نَجْوَةٍ مِنَ الأَرْضِ، وَهُوَ النَّشَزُ، المَكَانُ المُرْتَفِعُ.

نُنَجِّیْکَ کا معنی یہ ہے۔ کہ تیری لاش کو نجوہ (اونچی جگہ) پر ڈال دیں گے۔ جس کو سب کے سب دیکھیں گے اور عبرت حاصل کریں گے۔)

۲۰۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر نے

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا: هٰذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوا۔

کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے ابوالبشر سے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو اس وقت یہودی عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور کہنے لگے یہ وہ دن ہے جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سُن کر اپنے اصحاب سے فرمایا۔ تم کو موسیٰ ؑ سے نسبت یہود کے زیادہ تعلق ہے۔ تم بھی اس دن روزہ رکھو۔ ف۔

ف:۔ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ اسی دن اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دلوائی۔ اور فرعون کو ڈبو دیا۔ تو باب کی مطابقت حاصل ہوگئی۔ اس حدیث سے یہ نکلا۔ کہ مسلمانوں کو سب پیغمبروں سے وہی تعلق ہے جو اپنے پیغمبر ؐ سے ہے۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ۔ ہم مسلمانوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت یہود سے زیادہ اور عیسیٰ ؑ کی محبت نصاریٰ سے زیادہ رکھنا چاہیئے۔ ہم مسلمان کسی پیغمبر کی ادنیٰ سے ادنیٰ توہین بھی گوارا نہیں کرسکتے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ ھود

سورہ ہود کی تفسیر

وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ: الْأَوَّاهُ: الرَّحِيمُ بِالْحَبَشِيَّةِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَادِيَ الرَّأْيِ: مَا ظَهَرَ لَنَا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْجُودِيُّ بِالْجَزِيرَةِ، وَقَالَ الْحَسَنُ - إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ۔

ابومیسرہ (عمرو بن شرحبیل) نے کہا۔ اَوَّاہ ” حبشی زبان میں مہربان اور رحم دل کو کہتے ہیں۔ اور ابن عباسؓ نے کہا۔ بادی الرأی کا معنے۔ جو ہم کو ظاہر ہوا۔ اور مجاہد نے کہا۔ کہ جُودی ایک پہاڑ ہے۔ اس جزیرے میں (جو دجلہ اور فرات کے بیچ میں موصل کے قریب ہے۔) امام حسن بصریؒ نے کہا۔ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيمُ۔ یہ کافروں نے حضرت شعیب ؑ

يَسْتَهْزِئُونَ بِهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَقْلِعِي: أَمْسِكِي، عَصِيبٌ: شَدِيدٌ، لَا جَرَمَ: بَلَى، وَفَارَ التَّنُّورُ: نَبَعَ الْمَاءُ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَجْهُ الْأَرْضِ۔

کو ٹھٹھے کی رو سے کہا تھا۔ اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ اقلعی کا معنے تھم جا۔ عصیب کا معنی سخت۔ لاجرم کا معنے کیوں نہیں۔ یعنے ضرور ہے۔ وفار التنور کا معنی پانی پھوٹ نکلا ہے۔ عکرمہ رضہ نے کہا تنور سطح زمین کو کہتے ہیں۔ ف

ف یعنی زمین سے پانی پھوٹ کر اُوپر آگیا اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہ تنور حضرت آدم علیہ السلام کا تھا ملک شام ہیں۔

بَابٌ۔ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔ وَقَالَ غَيْرُهُ وَحَاقَ: نَزَلَ، يَحِيقُ: يَنْزِلُ، يَئُوسٌ: فَعُولٌ مِنْ يَئِسْتُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَبْتَئِسْ: تَحْزَنْ، يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ: شَكٌّ وَامْتِرَاءٌ فِي الْحَقِّ، لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ: مِنَ اللّٰهِ إِنِ اسْتَطَاعُوا۔

باب۔ اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ۔ کی تفسیر۔ عکرمہ کے سوا۔ اور لوگوں نے کہا۔ حاق کا معنی اُتر پڑا۔ اسی سے ہے یحیق یعنے اترتا ہے۔ اِنَّہٗ لَيَئُوسٌ كَفُوْرٌ میں یئوس کا معنے نا امید بروزن فعول یئست سے نکلا ہے۔ اور مجاہد نے کہا۔ تبتئس کا معنے ہے۔ غم نہ کھا۔ یثنون صدورھم کا مطلب یہ ہے۔ کہ حق بات میں شک اور شبہ کرتے ہیں۔ لیستخفوا منہ۔ یعنی اگر ہو سکے تو اللہ تعالٰی سے چھپا لیں۔

⁘ ⁘

۲۰۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ صَبَّاحٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ ابْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ: أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ۔ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ: أُنَاسٌ كَانُوا يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ وَأَنْ يُجَامِعُوا نِسَاءَهُمْ فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ، فَنَزَلَ ذَٰلِكَ فِيهِمْ۔

ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حجاج بن محمد بن اعور نے۔ کہا ابن جریج نے۔ مجھ کو محمد بن عباد بن جعفر نے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ وہ یہ آیت پڑھتے تھے۔ اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ف میں نے پوچھا۔ یہ آیت کس باب میں نازل ہوئی ہے انہوں نے کہا۔ کہ کچھ لوگ ننگے ہو کر پاخانہ پھرنے میں آسمان کی طرف ستر کھولنے میں (پروردگار سے) شرماتے تھے۔ اسی طرح صحبت کرنے کے وقت آسمان کیطرف ستر کھولنے سے شرماتے تھے (شرم کے مارے جھکے جاتے تھے) تو یہ آیت نازل ہوئی

ف یہ ابن عباس رضہ کی روایت ہے۔ اور مشہور قرأت یوں ہے۔ اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ یثنون، اثنونی سے ہے بروزن افعوعل۔

۲۰۴۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ۔ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ۔ قُلْتُ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ، مَا يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ؟ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحِي أَوْ يَتَخَلَّى فَيَسْتَحِي، فَنَزَلَتْ۔ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ۔

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی انہوں نے ابن جریج سے کہا مجھ کو اوروں نے بھی) اور محمد بن عباد بن جعفر نے بھی خبر دی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔ اَلَا اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ۔ محمد بن عباد نے کہا۔ ابُوالعباس (یہ ابن عباس رضی کی کنیت ہے) یثنون صدورھم کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہوا یہ کہ بعضے لوگ اپنی عورتوں سے صحبت کرنے میں یا بیتُ الخلاء میں ننگے ہونے سے شرماتے تھے۔ (یہ خیال کر کے کہ پروردگار دیکھ رہا ہے۔) اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلَا اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُم ف

ف یعنی وہ اپنے سینے دُہرے کرتے۔ اللہ تعالےٰ سے چھپانا چاہتے ہیں۔ وہ تو کپڑوں کے اندر بھی سب کچھ دیکھتا ہے۔ اور جانتا ہے۔ اس سے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے۔

۲۰۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ۔ وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: يَسْتَغْشُونَ يُغَطُّونَ رُءُوسَهُمْ، سِيءَ بِهِمْ: سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ، وَضَاقَ بِهِمْ بِأَضْيَافِهِ، بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ: بِسَوَادٍ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ، إِلَيْهِ أُنِيبُ: أَرْجِعُ:

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سُفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم سے عمرو بن دینار نے۔ انہوں نے کہا۔ ابن عباس رضی نے یہ آیت پڑھی۔ اَلَا اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ لِیَسْتَخْفُوْا مِنْہُ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَھُمْ۔ عمرو بن دینار کے سوا اوروں نے ابن عباس رضی سے یوں نقل کیا ہے۔ ف یَسْتَغْشُوْنَ یعنی اپنے سر ڈھانپ لیتے ہیں۔ سِیْءَ بِھِمْ۔ اپنی قوم سے بدگمان ہوا۔ وَضَاقَ بِھِمْ یعنے اپنے مہمانوں کو دیکھ کر رنجیدہ ہوا ف بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّیْلِ۔ یعنی رات کی سیاہی میں ف۳ اور مجاہد نے کہا۔ اُنِیْبُ کا معنی رجوع کرتا ہوں متوجہ ہوتا ہوں۔

ف۱ اس کو طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے نکالا۔ ف۲ وہ بہت خوبصورت تھے۔ حضرت لُوط علیہ السلام سمجھے میری قوم کے لوگ اُن کو ضرور ستائیں گے۔ ف۳ اسکو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی سے روایت کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ) کی تفسیر

۲۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا

ہم سے ابُوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔

شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ
عَزَّ وَجَلَّ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ:
يَدُ اللهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ
اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ
مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ
يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ،
وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ،
اعْتَرَاكَ: افْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهُ أَيْ
أَصَبْتُهُ، وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَانِي.
آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا أَيْ فِي مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ،
عَنِيدٌ وَعَنُودٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ، هُوَ تَأْكِيدُ
التَّجَبُّرِ، وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ وَاحِدُهُ
شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ،
اسْتَعْمَرَكُمْ: جَعَلَكُمْ عُمَّارًا، أَعْمَرْتُهُ
الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى: جَعَلْتُهَا لَهُ
نَكِرَهُمْ وَأَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ،
وَاحِدٌ، حَمِيدٌ مَجِيدٌ: كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ
مَاجِدٍ، مَحْمُودٌ: مِنْ حَمِدَ، سِجِّيلٌ:
الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ، سِجِّيلٌ وَسِجِّينٌ وَاحِدٌ
وَاللَّامُ وَالنُّونُ أُخْتَانِ، وَقَالَ تَمِيمُ بْنُ
مُقْبِلٍ:

وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً
ضَرْبًا تَوَاصَى بِهِ الْأَبْطَالُ سِجِّينَا

- وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا - أَيْ إِلَى أَهْلِ
مَدْيَنَ لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ، وَمِثْلُهُ،

کہا ہم کو ابوالزناد نے۔ انہوں نے اعرج سے۔ انہوں نے
ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ
(اے بندے) تو خرچ کر۔ میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا۔
(تجھ کو دونگا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا
ہاتھ بھرا ہوا ہے (اسکا خزانہ بے انتہا ہے) کتنا ہی خرچ
ہو۔ وہ کم نہیں ہوتا۔ رات اور دن اس کا فیض جاری ہے
اور یہ بھی فرمایا۔ دیکھو اجب سے آسمان اور زمین بنے ہیں
اسوقت سے جو اس نے خرچ کیا۔ تو اس کے ہاتھ میں جو
(خزانہ) تھا۔ وہ کچھ کم نہیں ہوا۔ (آسمان اور زمین بننے سے
پہلے) اس کا تخت پانی پر تھا۔ اس کے ہاتھ میں (رزق کا)
ترازو ہے جس کے لئے چاہتا ہے۔ یہ ترازو جھکا دیتا ہے۔
جس کے لئے چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے۔ ف اِعْتَرَاكَ۔
باب افتعال سے ہے۔ عروتہٗ سے۔ یعنی میں نے اس
کو پکڑ لیا۔ اسی سے ہے۔ یَعْرُوْہُ (مضارع کا صیغہ)۔ اور
وَاعْتَرَانِي آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا یعنی اسکی حکومت اور
قبضہ قدرت میں ہے۔ عَنِيد، عنود اور عَانِد سب کے
ایک ہی معنیٰ ہیں۔ (سرکش، مخالف) اور یہ جبّار کی تاکید ہے ف۲
اشھاد شاہد کی جمع ہے جیسے اصحاب صاحب کی۔ استعمرکم تم کو بسایا آباد
کیا۔ عرب کہتے ہیں اعمرتہ الدار فہی عمری یعنی یہ گھر میں نے اسکو عمر بھر کیلئے دیدیا
نکرھم، انکرھم اور استنکرھم سب کے ایک معنی ہیں۔ (یعنی انکو
پرائے ملک والا پردیسی سمجھا) حمید فعیل کے وزن پر ہے بمعنے محمود
سراہا گیا۔ اور مجید ماجد کے معنی میں ہے۔ یعنی کرم کرنیوالا۔ سجّین
سجّیل دونوں کے معنی سخت اور بڑا ف۳ لام اور نون بہنیں ہیں
ایک دوسرے سے بدل جاتی ہیں۔ تمیم بن مقبل شاعر کہتا ہے

بعضے پیدل دن دہاڑے خود پر سجین ماریں کرتے ہیں۔ ف۴
پہلوان جنکی وصیت کرتے ہیں۔ ایسی لگانا چاہیے۔

وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ - وَاسْأَلِ الْعِيرَ - يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَالْعِيرِ - وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا - يَقُولُ لَمْ تَلْتَفِتُوا إِلَيْهِ، وَيُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ لِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا، وَالظِّهْرِيُّ هَاهُنَا: أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ، أَرَاذِلُنَا: سُقَاطُنَا، إِجْرَامِي: هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ أَجْرَمْتُ، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ: جَرَمْتُ: الْفُلْكُ وَالْفَلَكُ وَاحِدٌ وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ، مَجْرَاهَا: مَدْفَعُهَا، وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ، وَأَرْسَيْتُ: حَبَسْتُ، وَيُقْرَأُ مَجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ، وَمَرْسَاهَا - مِنْ رَسَتْ - وَمُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا - مِنْ فُعِلَ بِهَا - الرَّاسِيَاتُ: ثَابِتَاتٌ -

وَاِلٰی مَدْیَنَ۔ یعنی مدین والوں کی طرف کیونکہ مدین ایک شہر کا نام ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا۔ وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ۔ یعنی گاؤں والوں سے پوچھ۔ وَاسْئَلِ الْعِیْرَ۔ یعنی قافلہ والوں سے پوچھ وَرَاءَکُمْ ظِہْرِیًّا۔ یعنی پس پشت ڈالدیا۔ اس کی طرف التفات نہ کیا جب کوئی کسی کا مقصد پورا نہ کرے۔ تو عرب لوگ کہتے ہیں۔ ظَہَرْتَ بِحَاجَتِیْ اور جَعَلْتَنِیْ ظِہْرِیًّا۔ اس جگہ ظِہری کا معنٰے وہ جانور یا برتن ہے۔ جس کو تو اپنے کام کے لئے ساتھ رکھے ف۳ اَرَاذِلُنَا۔ ہمارے میں کے رذلے (کمینے) اجرام، اَجْرَمْتَ کا مصدر ہے۔ یا جرمتُ (ثلاثی مجرد) کا فلک اور فلک (یا فلک اور فلک یا فلک اور فلک) جمع اور مفرد دونوں ہیں۔ ایک کشتی اور کئی کشتیوں کو بھی کہتے ہیں۔ مجریھا کشتی کا چلنا۔ یہ مصدر ہے۔ اجریت کا۔ اسی طرح مُرسٰھا مصدر ہے۔ ارسیتُ کا۔ یعنی میں نے کشتی تھمائی۔ (لنگر دیا) بعضوں نے مجراھا (بفتحہ میم) پڑھا ہے جرتْ سے۔ اور مرساھا رست سے بعضوں نے مجریھا و مرسیھا پڑھا ہے۔ یعنی اللہ اس کو چلانے والا ہے۔ اور وہی اس کا تھمانے والا ہے۔ ف۵ یہ معنوں میں مفعول کے ہے۔ الراسیات یعنی جمی ہوئیں۔ ف۶

ف۱ یعنی جس کو چاہتا ہے۔ اس پر روزی کی کشائش کرتا ہے۔ اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی کرتا ہے۔ وسعت اور ضیق رزق دونوں اس کے اختیار میں ہیں۔ عقل، علم اور ہنر روزی کے اسباب ہیں۔ مگر جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے ان سے کچھ نہیں ہوتا۔ ؎ ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد۔ ف۲ اس آیت میں وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۔ ف۳ مگر لغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سجّیل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور سجّین کوئی چیز جو سخت ہو۔ ف۴ سجّین مارین یعنی سخت ماریں۔ یہاں یہ اعتراض ہوا ہے۔ کہ شعر سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ سجّیل اور سجّین کے ایک معنٰی ہیں ف۵ یہ عبارت اَلظِّہْرِیُّ ھٰھُنَا اَنْ تَاْخُذَ مَعَکَ دَابَّۃً اَوْ وِعَاءً تَسْتَظْہِرُ بِہٖ ابوذر کی روایت میں نہیں ہے۔ اور یہی بہتر ہے کیونکہ اس عبارت کا ظاہری مطلب یہ نکلتا ہے۔ کہ قرآن شریف میں جو ظِہْرِیًّا کا لفظ آیا ہے۔ وہ ان معنوں میں ہے۔ حالانکہ قرآن شریف میں ظِہْرِیًّا سے یہ معنٰی مراد نہیں ہے۔ بلکہ وہی معنی ہے۔ کہ تم نے خدا کو اپنے پس پشت ڈالدیا۔ یعنی بالکل بھول گئے۔ ف۶ بعضوں نے مَجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا بھی پڑھا ہے۔ ف۷ یہ لفظ سورت ھود میں نہیں ہے۔ بلکہ

سورت سبا میں ہے۔ اسکی تفسیر امام بخاریؒ نے یہاں مُرسِّها کی مناسبت سے کردی کیونکہ دونوں کا مادّہ ایک ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ۔ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا ۔ الْآيَةَ، وَاحِدُ الْأَشْهَادِ شَاهِدٌ، مِثْلُ صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ ۔

باب اللہ تعالٰے کے اس قول (وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ) کی تفسیر اشھاد، شاہد کی جمع ہے۔ جیسے صاحب کی جمع اصحاب ہے۔

۲۰۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ قَالَا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ: بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوَى؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ، وَقَالَ هِشَامٌ: يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ، تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ يَقُولُ: أَعْرِفُ، مَرَّتَيْنِ، فَيَقُولُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، ثُمَّ تُطْوَى صَحِيفَةُ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الْآخَرُونَ أَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادَى عَلَى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ، وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ اور ہشام بن ابی عبداللہ دستوائی نے۔ کہا ہم سے قتادہ نے۔ انہوں نے صفوان بن محرز سے انہوں نے کہا۔ ایسا ہوا۔ ایک بار عبداللہ بن عمرؓ طواف کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص (نام نامعلوم) سامنے آیا اور کہنے لگا۔ ابوعبدالرحمٰن یا ابن عمرؓ! کیا تم نے آنحضرتؐ سے سرگوشی کے باب میں کچھ سُنا ہے۔ (جو اللہ تعالٰے قیامت کے دن مومنوں سے کریگا۔) انہوں نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے مومن اپنے پروردگار کے قریب لایا جائیگا۔ ہشام نے یوں کہا۔ کہ مومن اپنے پروردگار سے قریب ہو جائیگا۔ یہاں تک کہ خدا ایک جانب اس پر رکھ دیگا۔ اس کے سب گناہ اسکو جتلائیگا۔ فرمائیگا۔ فلاں گناہ تجھ کو معلوم ہے۔ مومن عرض کریگا بیشک پروردگار مجھ کو معلوم ہے۔ کیوں نہیں۔ اسوقت اللہ فرمائیگا۔ مَیں نے تیرا یہ گناہ دنیا میں چھپائے رکھا۔ (لوگوں پر کھلنے نہ دیا۔) آج مَیں تجھ کو یہ گناہ مُعاف کئے دیتا ہوں۔ پھر اُسکی نیکیوں کا دفتر لپیٹ دیا جائیگا۔ دوسرے لوگوں یا کافروں کا یہ حال ہو گا کہ تمام محشر والوں کے سامنے جو گواہ ہونگے۔ اُن کیلئے یوں مُنادی ہوگی۔ یہی لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا۔ شیبان نے اس حدیث کو قتادہ سے یوں نقل کیا۔ ہم سے صفوان نے بیان کیا۔ ف

ف: قسطلانی نے کنف کی تاویل کی ہے۔ یعنی اپنی رحمت سے اس کو چھپا لے گا۔ اہلحدیث ایسی تاویلیں نہیں کرتے جیسے اُوپر کئی بار گزر چکا ہے۔ ف۲: حساب ختم ہوگا۔ یا نیکیوں کا پروانہ مل جائے گا۔ ف۳: شیبان کی روایت کو ابن مردویہ نے وصل کیا۔ امام بخاری رحہ نے یہ اس لئے کیا۔ کہ قتادہ تدلیس کیا کرتے ہیں۔ تو انکا سماع صفوان سے کھول دیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ: الْعَوْنُ الْمُعِيْنُ، رَفَدْتُهٗ: أَعَنْتُهٗ، تَرْكَنُوْا: تَمِيْلُوْا۔ فَلَوْلَا كَانَ۔ فَهَلَّا كَانَ أُتْرِفُوْا: أُهْلِكُوْا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: زَفِيْرٌ وَشَهِيْقٌ: شَدِيْدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيْفٌ

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ الخ) کی تفسیر الرِّفد المرفود۔ مدد جو دی جائے۔ (انعام جو مرحمت ہو۔) عرب لوگ کہتے ہیں۔ رَفَدْتُہٗ۔ یعنی میں نے اس کی مدد کی۔ تَرْکَنُوْا کا معنے ہے جھکو۔ مائل ہو۔ فَلَوْلَا کَانَ۔ یعنے کیوں نہ ہوئے۔ اُتْرِفُوْا۔ ہلاک کئے گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ زَفِیْرٌ۔ زور کی آواز شَهِيْقٌ پست آواز۔

۲۰۸۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ، قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ۔ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی کہا ہم سے برید بن ابی بردہ نے۔ انہوں نے ابو بردہ سے۔ انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ظالم کو (چند روز دنیا میں) مہلت دیتا ہے۔ پھر جب اس کو پکڑ لیتا ہے۔ تو چھوڑتا نہیں ف ابو موسیٰ رض کہتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور ایسی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو۔ اور وہ ظلم کر رہتے ہیں۔ بیشک اُس کی پکڑ دُکھ دیتی ہے۔

ف: سدا وہ عذاب میں رہے گا۔ اگر مشرک ہے۔ ورنہ جب تک ظلم کی سزا پوری نہ ہوگی۔ چھٹنے والا نہیں ہوگا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔ الْآيَةَ، وَزُلَفًا: سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ، وَمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ، الزُّلَفُ: مَنْزِلَةٌ بَعْدَ

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ الخ) کی تفسیر۔ زُلَفًا۔ گھڑی گھڑی۔ اسی سے ہے مزدلفہ۔ کیونکہ لوگ وہاں رات کی گھڑیوں میں آتے رہتے ہیں۔ اور زُلف منزلوں کو بھی کہتے ہیں۔ زُلفٰی کا لفظ (جو سورت صٓ

مَنْزِلَةٍ، وَأَمَّا زُلَفٌ فَمَصْدَرٌ مِنَ الْقُرْبَى، ازْدَلَفُوا: اجْتَمَعُوا، أَزْلَفْنَا: جَمَعْنَا۔

میں ہے۔) وہ مصدر ہے۔ جیسے قُرْبٰی۔ یعنی نزدیکی۔ اِزْدَلَفُوْا۔ کا معنیٰ جمع ہو گئے۔ اَزْلَفْنَا (متعدی ہے) ہم نے جمع کیا۔

۲۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ۔ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ۔ قَالَ الرَّجُلُ: أَلِي هٰذِهِ؟ قَالَ: لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یزید بن زریع نے۔ کہا ہم سے سلیمان تیمی نے۔ انہوں نے ابو عثمان سے۔ انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) ایک شخص (ابو الیسر یا نبہان یا عمرو بن غزیہ نے کیا کیا۔ کہ ایک انصاری) عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اپنا گناہ بیان کیا۔ اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ "اور کھڑی کر نماز دونوں سرے دن کے۔ اور کچھ ٹکڑوں رات کے۔ البتہ نیکیاں دُور کرتی ہیں۔ برائیوں کو۔ یہ یادگار ہے یاد رکھنے والوں کو" اس شخص نے عرض کیا۔ کیا یہ امر (نماز سے صغیرہ گناہ معاف ہو جانا خاص میرے لئے ہے۔) آپ نے فرمایا نہیں جو کوئی میری اُمت میں ایسا کرے۔ ف

ف۔ یعنی گناہ کر کے نادم ہو۔ نماز پڑھے۔ اور استغفار کرے۔ تو اللہ جل شانہ اس کے گناہ بخش دیگا۔ ابن منذر رح نے اسی حدیث سے یہ نکالا۔ کہ اگر کسی مرد کو غیر عورت کے ساتھ ایک لحاف میں دیکھیں تب بھی اس پر حد نہ ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورۃ یوسف

سورۂ یوسف کی تفسیر۔

وَقَالَ فُضَيْلٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، مُتَّكَأً: الْأُتْرُجُّ وَقَالَ فُضَيْلٌ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، مُتَّكَأً: كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّينِ، وَقَالَ قَتَادَةُ: لَذُو عِلْمٍ:

اور فضیل بن عیاض بن موسیٰ (زاہد مشہور) نے حصین ف بن عبد الرحمٰن سے روایت کی۔ انہوں نے مجاہد سے۔ انہوں نے کہا۔ مُتَّكَأً کا معنیٰ تُرنج اور خود فضیل نے بھی کہا۔ کہ مُتْكًا حبشی زبان میں ترنج کو کہتے ہیں۔ ف اور سفیان بن عیینہ نے ایک شخص (نام نامعلوم) سے روایت کی۔ اس نے مجاہد سے

عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ، وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: صُوَاعُ: مَكُّوكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِي يَلْتَقِي طَرَفَاهُ، كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُفَنِّدُونِ: تُجَهِّلُونِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: غَيَابَةُ الْجُبِّ: كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ، وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِي لَمْ تُطْوَ، بِمُؤْمِنٍ لَنَا: بِمُصَدِّقٍ، أَشُدَّهُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوا أَشُدَّهُمْ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَاحِدُهَا شَدٌّ، وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لِطَعَامٍ، وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ الْأُتْرُجُّ وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُّ فَلَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَمَارِقَ فَرُّوا إِلَى شَرٍّ مِنْهُ، فَقَالُوا إِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّاءِ، وَإِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ، وَمِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهَا مَتْكَاءُ وَابْنُ الْمَتْكَاءِ، فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَإِ، شَغَفَهَا: يُقَالُ بَلَغَ إِلَى شِغَافِهَا، وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا، وَأَمَّا شَعَفَهَا: فَمِنَ الْمَشْعُوفِ، أَصْبُ إِلَيْهِنَّ: أَمِيلُ إِلَيْهِنَّ حُبًّا، أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ: مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ، وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ وَمَا أَشْبَهَهُ وَمِنْهُ. وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا. لَا مِنْ قَوْلِهِ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ، وَاحِدُهَا ضِغْثٌ، نَمِيرُ مِنَ الْمِيرَةِ، وَنَزْدَادُ

سے۔ انہوں نے کہا۔ مُتَّکَاً ہر وہ چیز جو چھری سے کاٹی جائے۔ (میوہ ہو یا ترکاری ف) اور قتادہ نے کہا۔ ذُو عِلْمٍ کا معنی اپنے علم پر عمل کرنیوالا۔ ف اور سعید بن جبیر نے کہا صُوَاع ایک ماپ ہے جسکو فارسی میں مکوک کہتے ہیں ف یہ ایک گلاس کی طرح ہوتا ہے۔ جسکے دونوں کنارے مل جاتے ہیں۔ عجم کے لوگ اسمیں پانی پیا کرتے ہیں ف اور ابن عباس نے کہا۔ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ۔ کا معنی مجھ کو جاہل نہ کہو۔ دوسرے لوگوں نے کہا۔ غَیَابَۃٌ وہ چیز جو دوسری چیز کو چھپا دے۔ غائب کردے۔ اور جُبّ کچا کنواں جسکی بندش نہ ہوئی ہو۔ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا یعنی تو ہماری بات سچ ماننے والا نہیں اَشُدَّہٗ وہ عمر جو زمانہ انحطاط سے پہلے ہو۔ (تیس سے چالیس برس تک) عرب لوگ کہتے ہیں۔ بلغ اشدہٗ اور بلغوا اشدھم یعنی اپنی جوانی کی عمر کو پہنچا یا پہنچے بعضوں نے کہا۔ اَشُدّ جمع ہے شَدّ کی۔ مُتَّکَاً مسند، تکیہ جس پر تو پینے، کھانے یا باتیں کرنے کے لئے ٹیکا دے۔ اور جس نے یہ کہا کہ مُتَّکَاً ترنج کو کہتے ہیں۔ اُس نے غلط کہا عربی زبان میں مُتَّکَاً کے معنی بالکل ترنج کے نہیں آئے۔ جب اس شخص سے جو مُتَّکَاً کے معنی ترنج کہتا ہے۔ اسکی دلیل بیان کی گئی۔ کہ مُتَّکَاً مسند یا تکیہ کو کہتے ہیں۔ تو اس سے بھی بدتر ایک بات کہنے لگا۔ یعنی یہ لفظ مُتْکٌ ہے (بسکون تا) حالانکہ عربی زبان میں مُتْکٌ ٹُنے کے کنارے کو کہتے ہیں۔ (جہاں عورت کا ختنہ کرتے ہیں) اور یہی وجہ ہے۔ کہ عورت کو عربی زبان میں مُتْکَاءُ (متک والی) اور آدمی کو متکا کا بیٹا کہتے ہیں ف اگر بالفرض زلیخا نے ترنج بھی منگوا کر عورتوں کو دیا ہوگا۔ تو مسند تکیہ لگانے کے بعد دیا ہوگا۔ ف شَغَفَهَا یعنی اسکے دل کے شغاف (غلاف) میں اسکی محبت سما گئی ہے۔ بعضوں نے کہا۔ شَعَفَهَا (عین مہملہ سے) ہے۔ وہ مشعوف سے نکلا ہے ف اَصْبُ۔ مائل ہو جاؤنگا جھک پڑونگا۔ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ پریشان خواب جس کی

كَيْلَ بَعِيْرٍ: مَا يَحْمِلُ بَعِيْرٌ، اٰوٰى إِلَيْهِ: ضَمَّ إِلَيْهِ، السِّقَايَةُ: مِكْيَالٌ، اسْتَيْأَسُوْا، يَئِسُوْا، وَلَا تَيْأَسُوْا مِنْ رَوْحِ اللهِ مَعْنَاهُ الرَّجَاءُ، خَلَصُوْا نَجِيًّا: اعْتَرَفُوْا نَجِيًّا، وَالْجَمْعُ أَنْجِيَةٌ، يَتَنَاجَوْنَ الْوَاحِدُ نَجِيٌّ وَالْإِثْنَانِ وَالْجَمْعُ نَجِيٌّ وَأَنْجِيَةٌ، تَفْتَؤُ: لَا تَزَالُ، حَرَضًا: مُحْرَضًا: يُذِيْبُكَ الْهَمُّ، تَحَسَّسُوْا: تَخَبَّرُوْا، مُزْجَاةٌ: قَلِيْلَةٌ، غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللهِ: عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ۔

کچھ تعبیر نہ دی جاسکے۔ اصل میں اَضْغَاث، ضِغْثٌ کی جمع ہے یعنی ایک مٹھی بھر گھاس تنکے وغیرہ اسی سے ہے (سورہ ص میں) خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا یعنی اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا لے۔ اور اضغاث احلام میں ضغث کے یہ معنے مراد نہیں ہیں۔ بلکہ پریشان خواب مراد ہے ۱۱ نمیر میرہ سے نکلا ہے کھانا ۱۲ وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ یعنے ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ لائینگے۔ اٰوٰى إِلَيْهِ اپنے سے ملالیا (اپنے پاس بٹھالیا)۔ سِقَايَه ایک ماپ تھا۔ (جس سے غلہ ماپتے تھے) اسْتَيْأَسُوْا جب ناامید ہوگئے ۱۳ وَلَا تَيْأَسُوْا مِنْ رَوْحِ اللهِ۔ اللہ سے امید رکھو۔ (اسکی رحمت سے ناامید نہ ہو)۔ خَلَصُوْا نَجِيًّا۔ الگ جاکر مشورے کرنے لگے۔ نَجِی مشورہ کرنیوالا اسکی جمع أَنْجِيَةٌ بھی آئی ہے۔ اسی سے ہے يَتَنَاجَوْنَ یعنے مشورہ کر رہے ہیں۔ نَجِیٌّ مفرد کا صیغہ ہے۔ تثنیہ اور جمع میں نَجِی اور أَنْجِيَةٌ دونوں مستعمل ہیں۔ تَفْتَؤُ ہمیشہ رہو گے۔ حَرَضًا گلایا گیا یعنے رنج و غم تجھکو گلا ڈالے گا۔ تَحَسَّسُوْا خبر لو۔ ٹوہ لگاؤ۔ مُزْجَاةٌ تھوڑی۔ غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللهِ۔ اللہ کا عام عذاب جو سب کو گھیر لے۔

ف ۱: یہ کبار اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ اس روایت کو ابن منذر اور مسدد نے اپنی مسند میں وصل کیا۔ ف ۲ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف ۳: اسکو خود سفیان بن عیینہ نے اپنی مسند میں وصل کیا۔ ف ۴ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف ۵ اسکو ابن مندہ اور ابن مردویہ نے وصل کیا۔ ف ۶ یہ ملک عراق میں ایک پیمانہ ہے۔ ف ۷: یہ ایک چاندی کا کٹورا تھا مصر کا بادشاہ اسمیں پانی پیا کرتا تھا۔ پھر اسی سے غلہ ماپنے لگے۔ ف ۸ اسکو ابن مردویہ نے وصل کیا۔ ف ۹ متکأ اس عورت کو بھی کہتے ہیں جسکا ختنہ بڑا ہو۔ ف ۱۰: ابن عباسؓ، سعید بن جبیر، حسن اور قتادہ نے کہا۔ متکأ سے کھانا مراد ہے۔ بعضوں نے کہا۔ وہ کھانا جسکو چھری سے کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں۔ بعضوں نے کہا۔ زلیخا نے ان عورتوں کو ہاتھ میں خربوزہ یا تربوز یا موز دیا تھا۔ واللہ اعلم۔ ف ۱۱: یعنے جو محبت میں دیوانہ ہوگیا ہو۔ حریقُ العشق۔ ف ۱۲ یعنے ضغث کے دو معنے آئے ہیں۔ ف ۱۳: یعنی ہم اپنے گھر والوں کے لئے کھانا لائیں گے۔ ف ۱۴: کہ یوسف ان کی بات نہیں مانیں گے۔

بَابُ قَوْلِهٖ۔ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ۔ الْاٰيَةَ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ الخ) کی تفسیر۔

۲۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالصمد نے۔ انہوں نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار رح سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا۔ عزت دار، عزت دار کے بیٹے، عزت دار کے پوتے عزت دار کے پڑپوتے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ یعقوبؑ کے بیٹے۔ وہ اسحاق علیہ السلام کے بیٹے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے۔ (سب پیغمبر تھے)

بَابُ قَوْلِهِ: لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول (لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ الخ) کی تفسیر۔

۲۱۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ؟ قَالَ: أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاهُمْ، قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيلِ اللّٰهِ، قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا، تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ۔

مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے۔ انہوں نے عبیداللہ عمری سے۔ انہوں نے سعید بن ابی سعید سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون شخص لوگوں میں زیادہ عزت دار ہے۔ (یعنی اللہ کے نزدیک) آپؐ نے فرمایا۔ جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ ف لوگوں نے کہا ہم یہ نہیں پوچھتے آپ نے فرمایا۔ پھر تو سب سے زیادہ عزت دار (یعنی خاندان کے لحاظ سے) یوسف علیہ السلام پیغمبر ہیں۔ پیغمبر کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے خلیل اللہ کے پڑپوتے۔ انہوں نے کہا ہم یہ نہیں پوچھتے آپؐ نے فرمایا۔ تم شاید عرب کے خاندانوں کو پوچھتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ عربوں کا یہ حال ہے۔ جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں اچھے (اور شریف) تھے وہی اسلام کے زمانہ بھی اچھے ہیں۔ بشرطیکہ دین کی سمجھ حاصل کریں ف۲ عبدہ کے ساتھ اس حدیث کو ابو اسامہ نے بھی عبیداللہ سے روایت کیا ہے ف۳

ف۱: کیونکہ اللہ نے فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ ف۲: یعنی دین کا علم قرآن و حدیث معلوم ہوا کہ عالم آدمی خواہ نیچ خاندان سے ہو۔ اس جاہل سے کہیں بہتر ہے جسکا خاندان عالی ہو مگر ذاتی علم و لیاقت کچھ نہ رکھتا ہو۔ ف۳: اسکو خود امام بخاریؒ نے احادیث الانبیاء میں وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ۔ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۔ سَوَّلَتْ: زَيَّنَتْ ۔

باب: اللہ تعالےٰ کے اس قول (قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ) کی تفسیر۔ سَوَّلَتْ کا معنے اچھا کر دکھلایا۔

۲۱۲ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ: عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ، كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، قُلْتُ: إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ ۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ ۔ وَأَنْزَلَ اللَّهُ ۔ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ ۔ الْعَشْرَ الْآيَاتِ ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اُویسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ دوسری سند اور ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ بن عمر النُمیری نے۔ کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے۔ کہا میں نے زہری سے سنا۔ کہا میں نے عُروہ بن زبیر اور سعید بن مُسیّب اور علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبداللہ سے سُنا۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے کا واقعہ بیان کیا جب تہمت لگانے والوں نے تہمت لگائی۔ پھر اللہ نے اُن کی پاکی ظاہر کر دی۔ زہری کہتے ہیں ان چاروں شخصوں نے مجھ سے اس واقعہ کا کچھ کچھ ٹکڑا بیان کیا۔ ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا۔ اگر تو پاک ہے۔ تو اللہ تعالےٰ عنقریب تیری پاکی ظاہر کریگا۔ اور اگر تو آلودہ ہوگئی ہے (تجھ سے کوئی تقصیر ہوگئی ہے) تو اللہ سے بخشش مانگ، توبہ کر، (اپنے قصور کا اقرار کرلے) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ میں نے آپکو یہ جواب دیا کہ میں اپنی مثال حضرت یوسفؑ کے والد کی طرح پاتی ہوں۔ عمدہ صبر کرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اور جو تم کہہ رہے ہو۔ اس پر خدا ہی میری مدد کرنیوالا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں (سورۂ نور کی) نازل فرمائیں۔ اِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ ۔۔۔ الخ دس آیتیں ف۲

ف۱: چاروں شخصوں سے مُراد عُروہ، سعید، علقمہ اور عبید اللہ ہیں۔ چونکہ چاروں ثقہ اور حافظ تھے۔ اس وجہ سے یہ جہالت ضرر نہیں کرتی۔ کہ کس نے کون سا ٹکڑا بیان کیا۔ ف۲: اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ اس باب میں اس لئے لائے کہ اسمیں حضرت یوسفؑ کے والد محترم کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رنج اور صدمہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ رہا۔ انہوں نے یوں کہہ دیا حضرت یوسف علیہ السلام کے والد۔

٢١٣- حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ: حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الأَجْدَعِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ رُومَانَ، وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الحُمَّى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تُحُدِّثَ، قَالَتْ: نَعَمْ، وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ، قَالَتْ: مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوبَ وَبَنِيهِ - بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ-

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو عوانہ نے۔ انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے ابُو وائل (شقیق بن سلمہ) سے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے اُمّ رومان نے جو حضرت عائشہ رضؓ کی والدہ تھیں۔ بیان کیا ف انہوں نے کہا۔ عائشہ رضؓ اور میں بیٹھی تھیں اتنے میں عائشہ رضؓ کو بخار چڑھ آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی بیماری کا حال سُن کر فرمایا۔ شاید وہ تہمت کی خبر سنکر بیمار ہو گئی ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اور عائشہ رضؓ اُٹھ کر بیٹھی اور کہنے لگی میری اور تمہاری مثل اسوقت وہی ہے جو یعقوب اور ان کے بیٹوں کی تھی۔ خیر جو تم کہہ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ میری مدد کرنے والا ہے۔

ف:۔ اُمّ رومان رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہیں جب تو مسروق نے ان سے سنا جو تابعی ہیں۔ اور یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ اُم رومان آنحضرتؐ کی حیات میں مر گئی تھی اور آپ انکی قبر میں اُترے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ - وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ - وَقَالَ عِكْرِمَةُ: هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ، وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: تَعَالَهْ-

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ) کی تفسیر۔ عکرمہ نے کہا۔ ھَیْتَ لَکَ۔ حورانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنے آ جا۔ سعید بن جبیر رضؓ نے بھی یہی کہا ہے۔ ف۔

٢١٤- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: هَيْتَ لَكَ، قَالَ: وَإِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا مَثْوَاهُ مَقَامُهُ، وَأَلْفَيَا: وَجَدَا، أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ وَأَلْفَيْنَا، وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُونَ-

ہم سے احمد بن سعید دارمی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے بشر بن عمر نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے ابُو وائل سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے ھَیْتَ لَکَ (بفتحہ ھاء) پڑھا ہے۔ (بعضوں نے ھِیتَ لک (بکسر ھاء) پڑھا ہے) اور کہنے لگے جیسا ہم کو سکھایا گیا۔ ویسا ہی ہم پڑھتے ہیں۔ مثواہ کا معنی انکا ٹھکانا درجہ۔ اَلْفَیَا پایا۔ اسی سے ہے اَلْفَوْا آبَاءَھُم اور اَلْفَیْنَا۔ جو دوسری آیتوں میں ہیں ابن مسعود رضؓ سے سورہ صافات میں بَلْ عَجِبْتُ وَیَسْخَرُوْنَ منقول ہے۔

ف: عکرمہ کے قول کو ابن جریر نے اور سعید کے قول کو طبری اور ابوالشیخ نے وصل کیا۔ حورانی منسوب ہے حوران کی طرف جو ملک شام میں ایک شہر یا ایک پہاڑ تھا۔ ف۲: مشہور قرأت بَلْ عَجِبْتَ ہے بہ صیغہ خطاب۔ اس قرأت کے یہاں ذکر کرنے کی کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی بعضوں نے کہا۔ امام بخاری رح کی غرض یہ ہے۔ کہ ابن مسعودؓ نے جیسے عجبتَ کو عجبتُ بضمّہ تا پڑھا۔ اسی طرح هَيْتَ کو هَيْتُ بالضم بھی پڑھا ہے۔ جیسے ابن مردویہ نے سلیمان تیمی کے طریق سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

۲۱۵- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ: عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَئُوا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالإِسْلَامِ قَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ، فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ، قَالَ اللَّهُ- فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ- قَالَ اللَّهُ- إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ. أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ-

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے مسلم بن صبیح سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا جب قریش نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانا) اسلام لانے میں دیر کی۔ تو آپؐ نے ان کے حق میں بددعا کی۔ فرمایا۔ یا اللہ! سات برس کا قحط جیسے حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں سات برس تک قحط پڑا تھا۔ ان پر بھیج کر مجھ کو بچا۔ پھر (اس بددعا کا یہ اثر ہوا) ان پر ایسا قحط پڑا جس سے ہر چیز ملیا میٹ ہو گئی۔ اخیر میں ہڈیاں (مردے تک) کھا گئے۔ کوئی آدمی اُنکا آسمان کو دیکھتا تو دھوئیں کیطرح معلوم ہوتا (بھوک کے مارے ناتوانی سے ایسا نظر آتا)۔ اللہ نے (سورۂ دخان میں) فرمایا "سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان صریح دھواں"، اور فرمایا "ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے سے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو" (تو عذاب سے یہی قحط کا عذاب مراد ہے کیونکہ آخرت کا عذاب تو کافروں سے ٹلنے والا نہیں حاصل یہ کہ دخان اور بطشہ، جنکا ذکر سورۂ دخان میں ہے گزر چکا ہے۔ ف

ف: اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے یوں ہے کہ اسمیں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہے قسطلانیؒ نے کہا اس حدیث کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب قریش پر قحط کی سختی ہوئی تو ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا آپ ناطہ پروری کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم کے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اُن کے لئے دعا کیجئے آپؐ نے دعا فرمائی اور قریش کا قصور معاف کر دیا جیسے حضرت یوسفؑ نے زلیخا کا قصور معاف کر دیا تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ۔ حَاشَ وَحَاشَا تَنْزِيهٌ وَاسْتِثْنَاءٌ حَصْحَصَ: وَضَحَ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ إِلَى قوله قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ۔ حاشَ اور حاشا (الف کے ساتھ) ف اس کا معنیٰ پاکی بیان کرنا اور استثناء کرنا۔ حَصْحَصَ کا معنےٰ کھل گیا۔

۲۱۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ، وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ۔ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي۔

ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے۔ انہوں نے بکر بن مضر سے، انہوں نے عمرو بن حارث سے۔ انہوں نے یونس بن یزید سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے سعید بن مسیّب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت لوطؑ پیغمبر پر رحم کرے۔ وہ ایک زبردست سہارے کا آسرا ڈھونڈتے تھے۔ اور میں تو اگر حضرت یوسفؑ کی طرح برسوں (سات برس تک) قید خانے میں رہتا۔ تو بلانے والے کے ساتھ (فوراً) چلا جاتا۔ ف اور ہم کو تو بہ نسبت حضرت ابراہیمؑ کے (شک ہونا) زیادہ سزاوار ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا۔ کہ تجھ کو یقین نہیں تو انہوں نے کہا کیوں نہیں یقین تو ہے پر میں چاہتا ہوں اور اطمینان ہو جائے۔ ف

ف:۔ حَاشَ لِلّٰهِ اور حَاشَا لِلّٰهِ دونوں طرح قرائتیں ہیں۔ بعضوں نے کہا حَاشًا لِلّٰهِ تنوین کے ساتھ پڑھا ہے۔

ف۲:۔ مجھ سے قید خانے میں زیادہ صبر نہ ہو سکتا۔ ف۳:۔ اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔ اور باب کی مناسبت ظاہر ہے۔ کہ اسمیں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اور قید خانے کا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول (حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ) کی تفسیر

۲۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اُویسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا یہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ۔ قَالَ: قُلْتُ أَكُذِبُوا أَمْ كُذِّبُوا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: كُذِّبُوا. قُلْتُ: فَقَدِ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ: أَجَلْ لَعَمْرِي لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ، فَقُلْتُ لَهَا: وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا، قَالَتْ: مَعَاذَ اللّٰهِ، لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا، قُلْتُ: فَمَا هَذِهِ الْآيَةُ؟ قَالَتْ: هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ، وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ عِنْدَ ذَلِكَ۔

"یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسُول اور خیال کرنے لگے کہ اُن سے جھوٹ کہا گیا تھا" تو یہ کُذِبُوا ہے یا کُذِّبُوا ہے (تشدید ذال سے) حضرت عائشہ رضنے کہا۔ کُذِّبُوا (تشدید سے) ہے۔ ف۱ میں نے کہا۔ اس صورت میں تو مطلب نہ بنے گا۔ کیونکہ پیغمبروں کو تو یقین تھا۔ کہ اُن کی قوم والوں نے اُن کو جھٹلایا۔ پھر ظَنُّوا سے کیا مُراد ہے۔ انہوں نے کہا۔ اپنی زندگی کی قسم۔ بیشک پیغمبروں کو اس کا یقین تھا۔ ف۲ میں نے کہا۔ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا تخفیف ذال کے ساتھ پڑھیں۔ تو کیا قباحت ہے۔ انہوں نے کہا۔ معاذ اللہ ف۳ پیغمبر کہیں اپنے پروردگار کی نسبت ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ ف۴ مَیں نے کہا۔ اچھا۔ اس آیت کا مطلب کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے مانا۔ اُن کی تصدیق کی جب اُن پر ایک مدت دراز تک آفت اور مصیبت آتی رہی۔ اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبر اُن کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے۔ جنہوں نے انکو جھٹلایا تھا۔ اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہم کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے۔ اسوقت اللہ کی مدد آن پہنچی۔

ف۱: یہ بھی ایک قرأت ہے اور مشہور قرأت کُذِبُوا بہ تخفیف ذال ہے۔ ف۲: مطلب حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کا یہ ہے کہ کبھی ظن کا لفظ یقین میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے طبری نے قتادہ سے صراحۃً ایسا نقل کیا ہے۔ ف۳: اس کا تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ پیغمبروں کو یہ گمان ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو اُن سے وعدے کئے تھے۔ وہ سب جھوٹ تھے۔ ف۴: حالانکہ مشہور قرأت یوں ہی ہے۔ تخفیف کیساتھ لیکن اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ کافروں کو یہ گمان ہوا۔ کہ پیغمبروں سے جو وعدے فتح و نصرت کے کئے گئے تھے۔ وہ سب جھوٹ تھے۔ یا کافروں کو یہ گمان ہوا۔ کہ پیغمبروں نے جو اُن سے وعدے کئے تھے۔ وہ سب جھوٹ تھے۔

۲۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كُذِبُوا مُخَفَّفَةً،

ہم سے ابُو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا۔ کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے کہا میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا۔ شاید

قالت: معاذ اللہ نحوہ۔

اس آیت میں حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ میں کُذِبُوْا ہے (بہ تخفیف ذال) انہوں نے کہا معاذ اللہ۔ پھر وہی حدیث بیان کی جو اُوپر گزری۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الرّعد

سورہ رعد کی تفسیر۔

قال ابن عباس: كباسط كفيه۔ مثل المشرك الذي عبد مع الله إلها غيره كمثل العطشان الذي ينظر إلى ظل خياله في الماء من بعيد وهو يريد أن يتناوله ولا يقدر، وقال غيره: سخر ذلل متجاورات: متدانيات، وقال غيره: المثلات واحدها مثلة وهي الأشباه والأمثال، وقال: إلا مثل أيام الذين خلوا، بمقدار: بقدر، يقال معقبات: ملائكة حفظة تعقب الأولى منها الأخرى، ومنه قيل العقيب أي عقبت في أثره، المحال العقوبة۔ كباسط كفيه إلى الماء۔ ليقبض على الماء، رابيا: من ربا يربو۔ أو متاع زبد مثله۔ المتاع: ما تمتعت به، جفاء: يقال: أجفأت القدر: إذا غلت فعلاها الزبد، ثم تسكن فيذهب الزبد بلا منفعة فكذلك يميز الحق من الباطل، المهاد: الفراش، يدرءون: يدفعون،

ابن عباس رضؓ نے کہا۔ کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ یہ مُشرک کی مثال ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی پوجا کرتا ہے جیسے پیاسا پانی کا تصور باندھ کر دور سے پانی کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اُس کو نہ لے سکے وقا دوسرے لوگوں نے کہا۔ سَخَّرَ کا معنی تابعدار کیا۔ مسخر کیا۔ متجاورات ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ قریب قریب المثلات مثلۃ کی جمع ہے یعنی جوڑا اور مشابہ دوسری آیت میں ہے۔ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا بمقدار یعنے اندازے سے جوڑ سے۔ مُعَقِّبَات نگہبان فرشتے جو ایک دوسرے کے بعد (باری باری) آتے رہتے ہیں ؎ اسی سے عقیب کا لفظ نکلا ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ عَقَّبْتُ فِیْ اَثَرِہٖ یعنی میں اس کے نشان قدم پر پیچھے پیچھے گیا۔ المحال عذاب کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَآءِ جو دونوں ہاتھ بڑھا کر پانی لینا چاہے۔ رابیا رَبَا یَرْبُوْ سے نکلا ہے۔ یعنی بڑھنے والا۔ یا اُوپر تیرنے والا۔ المتاع ؎ جس چیز سے تو فائدہ اٹھائے اس کو کام میں لائے۔ جُفَآءً اجفأت القدر سے نکلا ہے یعنی ہانڈی نے جوش مارا۔ پھین (یا جھاگ) اوپر آ گیا۔ پھر جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ تو پھین بیکار، سوکھ کر فنا ہو جاتا ہے حق باطل سے اسی طرح جدا ہو جاتا ہے ؎ المھاد بچھونا یَدْرَءُوْنَ دھکیلتے ہیں۔ دفع کرتے ہیں۔ یہ دَرَأْتُہٗ سے نکلا ہے۔ یعنی میں نے اس کو دور کیا۔ دھتکارا۔ بنایا۔ سلام علیکم

دَرَأْتُهُ عَنِّي: دَفَعْتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ: أَيْ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، وَالْمَتَابُ إِلَيْهِ تَوْبَتِي، أَفَلَمْ يَيْأَسْ: أَفَلَمْ يَتَبَيَّنْ، قَارِعَةٌ: دَاهِيَةٌ، فَأَمْلَيْتُ: أَطَلْتُ، مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمِلَاوَةِ وَمِنْهُ مَلِيًّا، وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيلِ مِنَ الْأَرْضِ: مَلًى مِنَ الْأَرْضِ مَلًى أَشَقُّ: أَشَدُّ، مِنَ الْمَشَقَّةِ، مُعَقِّبٌ: مُغَيِّرٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مُتَجَاوِرَاتٌ طَيِّبُهَا وَخَبِيثُهَا السِّبَاخُ، صِنْوَانٌ: النَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِي أَصْلٍ وَاحِدٍ، وَغَيْرُ صِنْوَانٍ: وَحْدَهَا بِمَاءٍ وَاحِدٍ، كَصَالِحِ بَنِي آدَمَ وَخَبِيثِهِمْ أَبُوهُمْ وَاحِدٌ، السَّحَابُ الثِّقَالُ: الَّذِي فِيهِ الْمَاءُ، كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ۔ يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَلَا يَأْتِيهِ أَبَدًا۔ فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا۔ تَمْلَأُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ، زَبَدًا رَابِيًا: الزَّبَدُ السَّيْلُ، زَبَدٌ مِثْلُهُ، خَبَثُ الْحَدِيدِ وَالْحِلْيَةِ۔

یعنی فرشتے مسلمانوں کو کہتے جائیں گے۔ کہ تم سلامت رہو الیہ متاب میں اسی کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ افلم ییأس کیا انہوں نے نہیں جانا۔ قارعۃ آفت، مصیبت فاملیت میں نے ڈھیلا چھوڑا۔ مہلت دی۔ یہ ملی اور ملاوہ سے نکلا ہے۔ اسی سے نکلا ہے۔ جو جبریل ؑ کی حدیث میں ہے۔ فلبثت ملیا یا قرآن میں ہے واھجرنی ملیا۔ کشادہ اور لمبی زمین کو ملا کہتے ہیں۔ اشق افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ مشقت سے یعنی بہت سخت (لامعقب لحکمہ میں) یعنی بدلنے والا۔ اور مجاہد نے کہا۔ متجاورات کا معنے یہ ہے۔ کہ بعضے قطع عمدہ ہیں (قابل زراعت) بعضے خراب شور کھارا ۵ صنوان وہ کھجور کے درخت جن کی جڑ ملی ہو۔ (ایک ہی جڑ پر کھڑے ہوں) غیر صنوان الگ الگ جڑ پر سب ایک ہی پانی سے اگتے ہیں۔ (ایک ہی ہوا سے ایک ہی زمین میں) آدمیوں کی بھی یہی مثال ہے کوئی اچھا کوئی بُرا۔ حالانکہ سب ایک باپ (آدم) کی اولاد ہیں السحاب الثقال وہ بادل جن میں پانی بھرا ہو۔ اور پانی کے بوجھ سے بھاری بھر کم ہوں۔ کباسط کفیہ۔ یعنے اس شخص کیطرح جو دور سے ہاتھ پھیلا کر پانی کو زبان سے بلائے۔ ہاتھ سے اسطرف اشارہ کرے۔ پانی کبھی اسکی طرف نہیں آنے کا۔ سالت اودیۃ بقدرھا یعنی نالے اپنے اندازے سے بہتے ہیں۔ پانی بھر کر، زبدا رابیا سے مراد بہتے پانی کا جھاگ زبد مثلہ، سے لوہے اور زیورات وغیرہ کا جھاگ۔

ف۱۔ اس کو ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے وصل کیا۔ ف۲۔ رات کے فرشتے الگ ہیں۔ دن کے فرشتے الگ ہیں جیسے دوسری حدیث شریف میں ہے۔ کہ رات اور دن کے فرشتے عصر اور صبح کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں طبری نے نکالا۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آدمی پر کتنے فرشتے مقرر ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہر آدمی پر دس فرشتے صبح اور دس رات کو معین رہتے ہیں۔ ف۳ اس آیت میں او متاع زبد مثلہ ف۴ باطل جھاگ کی طرح مٹ جاتا ہے اور حق قائم رہتا ہے۔ ف۵ اس کو فریابی نے وصل کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَاتَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ۔ غِيضَ: نُقِصَ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول اللّٰهُ يَعْلَمُ مَاتَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَى وَمَاتَغِيضُ الْأَرْحَامُ کی تفسیر غِيضَ کا معنی ہے۔ کم ہوا۔

۲۱۹۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ: لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ۔

مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معن بن علیٰی نے۔ کہا مجھ سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ ایک تو کل کیا ہو گا۔ اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔ دوسرا پیٹ جو گھٹاتا ہے (بڑھاتا ہے) ف اسکو اللہ ہی جانتا ہے۔ تیسرے پانی کب برسے گا۔ اللہ ہی کو معلوم ہے چوتھے کسی جاندار کو یہ خبر نہیں کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا (یا کب مریگا) پانچواں کوئی نہیں جانتا۔ کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ اللہ ہی کو معلوم ہے۔

ف:۔ یعنی پیٹ میں ایک بچہ ہے یا دو بچے ہیں۔ تین یا چار، بچہ موٹا ہے یا دُبلا، گورا ہے یا کالا، لڑکا ہے یا لڑکی کہتے ہیں کہ شریک اپنی ماں کے پیٹ میں تین بچوں کیساتھ تھے۔ امام شافعیؒ سے ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ یمن میں ایک عورت نے پانچ بچے جنے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا۔

سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ

سورت ابراہیم کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَادٍ: دَاعٍ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: صَدِيدٌ: قَيْحٌ وَدَمٌ، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ أَيَادِيَ اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ: رَغِبْتُمْ إِلَيْهِ فِيهِ، تَبْغُونَهَا عِوَجًا:

ابن عباسؓ نے کہا۔ ھاد کا معنی بلانے والا ف اور مجاہد نے کہا۔ کہ صدید کا معنی پیپ اور لہو ف اور سفیان بن عیینہؒ نے کہا۔ اُذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں۔ اُن کو یاد کرو۔ اور جو جو اگلے واقعات اس کی قدرت کے ہوئے ہیں ف اور مجاہدؒ نے کہا۔ مِن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ کا معنی یہ ہے کہ جن

تَلْتَمِسُونَ لَهَا عِوَجًا، وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ: أَعْلَمَكُمْ، آذَنَكُمْ، رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ: هَذَا مَثَلٌ، كَفُّوا عَمَّا أُمِرُوا بِهِ، مَقَامِي: حَيْثُ يُقِيمُهُ اللَّهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، مِنْ وَرَائِهِ: قُدَّامَهُ جَهَنَّمُ، لَكُمْ تَبَعًا: وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِثْلُ غَيَبٍ وَغَائِبٍ، بِمُصْرِخِكُمْ: اسْتَصْرَخَنِي اسْتَغَاثَنِي، يَسْتَصْرِخُهُ: مِنَ الصُّرَاخِ، وَلَا خِلَالَ: مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالًا، وَيَجُوزُ أَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ، اجْتُثَّتْ: اسْتُؤْصِلَتْ۔

جن چیزوں کی تم نے رغبت کی ف۱ یَبْغُونَهَا عِوَجًا۔ اسمیں کجی پیدا کرنے کی تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ف۲ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ جب تمہارے مالک نے تم کو خبردار کیا۔ جتلادیا۔ رَدُّوا اَیْدِیَھُمْ فِیْ اَفْوَاھِھِمْ یہ عرب کی زبان میں ایک مثل ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا جو حکم ہوا تھا۔ اس سے باز رہے اسکو بجانہ لائے۔ مَقَامِیْ وہ جگہ جہاں اللہ تعالیٰ اسکو اپنے سامنے کھڑا کریگا۔ مِنْ وَّرَائِہٖ سامنے سے لَکُمْ تَبَعًا۔ تبع تابع کی جمع ہے جیسے غَیَب غائب کی۔ بِمُصْرِخِکُمْ عرب لوگ کہتے ہیں۔ اِسْتَصْرَخَنِیْ یعنی اس نے میری فریاد سُنی یَسْتَصْرِخُہٗ اسکی فریاد سنتا ہے۔ دونوں صراخ سے نکلے ہیں (صراخ کا معنے فریاد) وَلَا خِلَالَ، خَالَلْتُہٗ خِلَالًا کا مصدر ہے۔ اور خُلَّۃٌ کی جمع بھی ہوسکتا ہے۔ (یعنی اُسدن دوستی نہ ہوگی نہ دوستیاں ہونگی) اُجْتُثَّتْ جڑ سے اکھاڑ لیا گیا۔

ف۱ یہ کلمہ تو سورۂ رعد میں ہے۔ اس آیت میں اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ اس لئے اس تفسیر کو سورۂ رعد کی تفسیر میں ذکر کرنا تھا۔ شاید کاتب کی غلطی سے اس سورت میں یہ عبارت لکھی گئی ہے۔ ف۲ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۳ اس کو سُفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں اور طبری نے وصل کیا۔ ف۴ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۵ یعنی شبہ ڈال کر لوگوں کو سچی راہ سے پھسلا دینے کے لئے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ۔ الْآيَةَ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا۔ کی تفسیر۔

۲۲۰۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا وَلَا وَلَا، تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ،

مجھ سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ انہوں نے ابواسامہ سے۔ انہوں نے عبید اللہ سے، انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں آپ نے (حاضرین سے) فرمایا۔ مجھ کو بتلاؤ۔ وہ کونسا درخت ہے۔ جس کے پتے نہیں گرتے۔ مسلمان کی مثال اسی درخت کی سی ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہوتا، یہ بھی نہیں ہوتا، یہ بھی نہیں ہوتا ف۱

قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَلَمَّا لَمْ يَقُولُوا شَيْئًا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ النَّخْلَةُ، فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ: يَا أَبَتَاهُ: وَاللهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ؟ قَالَ: لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُونَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُولَ شَيْئًا، قَالَ عُمَرُ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا۔

ہر وقت میوہ دیئے جاتا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میرے دل میں آیا۔ کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں نے دیکھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ بیٹھے ہیں۔ انہوں نے جواب نہیں دیا۔ تو مجھ کو (ان بزرگوں کے سامنے) بات کرنا بُرا معلوم ہوا۔ جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ تو آنحضرتؐ نے خود ہی فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب ہم اس مجلس سے کھڑے ہوئے تو میں نے حضرت عمرؓ اپنے والد سے عرض کیا۔ باوا خدا کی قسم میرے دل میں آیا تھا کہہ دُوں۔ وہ کھجور کا درخت ہے۔ انہوں نے کہا پھر تو نے کہہ کیوں نہ دیا۔ میں نے کہا۔ آپ لوگوں نے کوئی بات نہیں کی میں نے (آگے بڑھکر) بات کرنا مناسب نہ جانا۔ انہوں نے کہا۔ واہ۔ اگر تو اسوقت کہہ دیتا۔ تو مجھ کو اتنے اتنے مال ملنے سے (لال لال اُونٹ ملنے سے بھی) زیادہ خوشی ہوتی۔ ف۲

ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صفتیں اس درخت کی اور بیان فرمائیں۔ جو راوی کو یاد نہ رہیں۔ کہتے ہیں وہ صفتیں یہ تھیں۔ کہ اسکا میوہ موقوف نہیں ہوتا، اس کا سایہ نہیں مٹتا، اسکا فائدہ معدوم نہیں ہوتا۔ ف۲ یہ حدیث کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔ اس باب میں لانے سے امام بخاری رہ کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ اس آیت میں شجرۃً طیبۃ سے کھجور کا درخت مراد ہے۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ کہ جوز کا درخت مُراد ہے۔ ناپاک درخت سے اندرائن کا درخت مراد ہے۔

بَابُ - يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ کی تفسیر۔

۲۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ - يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ رح نے کہا مجھ کو علقمہ بن مرثد نے خبر دی۔ کہا میں نے سعد بن عبیدہ سے سُنا۔ انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوگا۔ تو وہ کہے گا — اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، اسی طرح اس آیت میں ف۱ مضبوط کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو۔ مضبوط بات سے۔ دُنیا کی زندگی میں اور

بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔

آخرت میں، اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے جو چاہے" سے یہی مراد ہے۔ ف۱

ف۱۔ یعنی اللہ جل شانہٗ ایماندار کو پکی بات یعنی توحید اور رسالت کی شہادت پر دنیا اور آخرت دونوں جگہ مضبوط رکھے گا۔ تو یہ آیت سوال اور عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔

بَابٌ۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا۔ أَلَمْ تَرَ: أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا الْبَوَارُ: الْهَلَاكُ، بَارَ يَبُورُ بَوْرًا، قَوْمًا بُورًا: هَالِكِينَ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا۔ کی تفسیر

اَلَم تَرَ کا معنی اَلَم تَعلَم یعنی کیا تو نے نہیں جانا۔ جیسے اَلَم تَرَ کَیفَ فَعَلَ رَبُّکَ، یا اَلَم تَرَ اِلَی الَّذِینَ خَرَجُوا۔ البوار کا معنی ہلاکت بَارَ یَبُورُ بَورًا سے نکلا ہے۔ قَومًا بُورًا۔ ہلاک ہونے والے

۲۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ: سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا۔ قَالَ: هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ اَلَم تَرَ اِلَی الَّذِینَ بَدَّلُوا نِعمَةَ اللّٰہِ کُفرًا سے مکہ کے کافر مراد ہیں ف۱

ف۱۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ وہ بنی مخذوم اور بنی امیہ کے فاجر لوگ ہیں۔ بنی مخزوم میں ابوجہل تھا۔ جو بدر کے دن مارا گیا۔ اور بنی امیہ میں ابوسفیان تھا۔ جو بعد میں مسلمان ہوگیا۔ مگر اُن کے خاندان نے غضب ڈھایا۔ ہمیشہ بنی ہاشم کے دشمن رہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ کہ اللہ نے بنی امیہ کو ایک وقت تک مہلت دی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

تفسیر سورۃ الحجر

سورۂ حجر کی تفسیر۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ: الْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللَّهِ، وَعَلَيْهِ طَرِيقُهُ، لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ: عَلَى الطَّرِيقِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَعَمْرُكَ: لَعَيْشُكَ، قَوْمٌ مُنْكَرُونَ: أَنْكَرَهُمْ لُوطٌ،

مجاہدؒ نے کہا۔ صِرَاطٌ عَلَیَّ مُستَقِیمٌ کا معنی سچا رستہ جو اللہ تک پہنچتا ہے۔ اللہ پر جاتا ہے۔ ف لَبِاِمَامٍ مُبِینٍ یعنے کھلے رستے پر اور ابن عباسؓ نے کہا۔ لَعَمرُکَ کا معنے تیری زندگی کی قسم ف قَومٌ مُنکَرُونَ۔ لوط علیہ السلام نے اُن کو اجنبی (پردیسی) سمجھا۔ دوسرے لوگوں نے کہا۔

كِتَابٌ مَعْلُومٌ: أَجَلٌ، لَوْمَا: هَلَّا تَأْتِينَا، شِيَعٌ: أُمَمٌ وَلِلْأَوْلِيَاءِ أَيْضًا شِيَعٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُهْرَعُونَ: مُسْرِعِينَ، لِلْمُتَوَسِّمِينَ: لِلنَّاظِرِينَ، سُكِّرَتْ: غُشِّيَتْ، بُرُوجًا: مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، لَوَاقِحَ، مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً حَمَإٍ: جَمَاعَةُ حَمْأَةٍ، وَهُوَ الطِّينُ الْمُتَغَيِّرُ، وَالْمَسْنُونُ: الْمَصْبُوبُ تَوْجَلْ: تَخَفْ، دَابِرَ: آخِرَ، لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ: الْإِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ، الصَّيْحَةُ: الْهَلَكَةُ

کتابٌ معلوم کا معنے معین میعاد۔ لَوْ مَا تَأْتِينَا کا معنی کیوں ہمارے پاس نہیں لاتا۔ شِیَعٌ امتیں اور کبھی دوستوں کو بھی شیع کہتے ہیں۔ ف۳ اور ابن عباس رضؓ نے کہا۔ یُھرعون کا معنے دوڑتے جلدی کرتے ف۴ لِلْمُتَوَسِّمِینَ دیکھنے والوں کے لئے۔ سُکِّرَتْ ڈھانکی گئیں۔ بُرُوجًا بُرج یعنی سورج اور چاند کی منزلیں۔ لَوَاقِحَ مُلَاقِحَ کے معنوں میں ہے۔ جو مُلْقِحَۃٌ کی جمع ہے۔ یعنی حاملہ کرنے والی حَمَاٍ حَمْاَۃٍ کی جمع ہے۔ بدبودار کیچڑ مَسْنُوْن قالب میں ڈھالی گئی لَا تَوْجَلْ کا معنی مت ڈر۔ دَابِرَ اخیر (دُم) لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ امام وہ شخص ہے۔ جس کی تو پیروی کرے۔ اس سے راہ پائے۔ اَلصَّیْحَۃُ۔ ہلاکت۔

ف۱ بعضوں نے کہا عَلَیَّ کا معنے اس آیت میں اِلَیَّ ہے۔ ایک قرأت میں یوں ہے صِرَاطٌ عَلِیٌّ مُسْتَقِیْمٌ یعنی بلند سیدھی راہ۔ مجاہد کے اس قول کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۳ اسی سے ہے۔ شیعہ علی یعنی حضرت علی اور ان کے دوست اور ان سے محبت رکھنے والے۔ یا اللہ! قیامت کے دن ہمارا حشر شیعہ علی میں کر۔ اور زندگی بھر ہم کو حضرت علیؓ اور سب اہل بیت کی محبت پر قائم رکھ۔ ف۴ یہ لفظ اس سورت میں نہیں ہے۔ بلکہ سورۂ ہود میں ہے۔ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ۔ اسکو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ـ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَہٗ شِہَابٌ مُّبِیْنٌ۔ کی تفسیر۔

٢٢٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَالسِّلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانٍ، قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ: صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذَلِكَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے۔ انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضؓ سے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر جب کوئی حکم دیتا ہے۔ تو فرشتے اس کے حکم پر عاجزی سے اپنے پنکھ مارنے لگتے ہیں ف۱ جیسے زنجیر صاف سپاٹ پتھر پر چلاؤ۔ ایسی آواز سنتے ہیں ف۲ علی بن مدینی نے کہا۔ سفیان کے سوا اور راویوں نے (بعوض صفوان بسکون فا

فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ. فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ، وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنَى، نَصَبَهَا بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَيُحْرِقَهُ، وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتَّى يُلْقُوهَا إِلَى الْأَرْضِ، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقَى عَلَى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُصَدَّقُ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُونُ كَذَا وَكَذَا؟ فَوَجَدْنَا حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ۔

کے (صفوان کہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنا ارشاد فرشتوں تک پہنچا دیتا ہے۔ جب اُن کے دلوں پر سے ڈر جاتا رہتا ہے۔ تو دوسرے (دور والے) فرشتے نزدیک والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں۔ پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا۔ نزدیک والے فرشتے کہتے ہیں۔ بجا ارشاد فرمایا۔ اور وہ اُونچا ہے بڑا فی فرشتوں کی یہ باتیں (شیطان) چوری سے بات اڑانے والے سُن پاتے ہیں یہ بات اُڑانے والے (شیطان اُوپر تلے رہتے ہیں ایک پر ایک) سفیان نے اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیاں کھول کر ایک پر ایک کر کے بتلایا۔ (کہ اسطرح شیطان اُوپر تلے رہ کر وہاں جاتے ہیں) پھر کبھی ایسا ہوتا ہے (فرشتے خبر پاکر) آگ کا شعلہ پھینکتے ہیں۔ وہ بات سُننے والے کو اس سے پہلے جلا ڈالتا ہے کہ وہ اپنے نیچے والے کو بات پہنچا دے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا۔ اور وہ اپنے نیچے والے (شیطان) کو وہ بات پہنچا دیتا ہے۔ (وہ اس سے نیچے والے کو) اسطرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں یا زمین تک آپہنچتی ہے (کبھی سُفیان نے یوں کہا۔) پھر وہ بات نجومی کے منہ پر ڈالی جاتی ہے۔ وہ ایک بات میں سَو باتیں جھوٹ (اپنی طرف سے) ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے کوئی کوئی بات اسکی سچی نکلتی ہے۔ تو لوگ کہنے لگتے ہیں دیکھو اس نجومی نے ہم کو فلاں دن یہ خبر دی تھی۔ کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا۔ اور ویسا ہی ہوا۔ اسکی بات سچ نکلی۔ یہ وہ بات ہوتی ہے جو آسمان سے چرائی گئی تھی۔ ف

ف اپنی اطاعت اور تابعداری ظاہر کرتے ہیں۔ ف ۲۔ ابن مردویہ کی روایت میں اسکی صراحت ہے کہ جب اللہ جلّ شانہٗ وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے۔ تو آسمان والے فرشتے ایسی آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر پتھر پر چلے۔ ف ۳۔ پھر آپس میں اس ارشاد کا تذکرہ کرتے ہیں۔ طبرانی کی روایت میں یوں ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ وحی بھیجنے کے لئے کلام کرتا ہے۔ تو آسمان لرز جاتا ہے اور آسمان والے اس کا کلام سنتے ہیں۔ تو بے ہوش ہو جاتے ہیں اور سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت جبرائیل ؑ سر اٹھاتے ہیں۔ پروردگار جو چاہتا ہے وہ اُن سے ارشاد فرماتا ہے۔ وہ حق تعالیٰ کا

کلام سن کر اپنے مقام سے چلتے ہیں۔ جہاں جاتے ہیں۔ فرشتے اُن سے پوچھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ان حدیثوں سے پچھلے متکلمین کے تمام خیالات رد ہو جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے۔ اور وہ نفسی ہے۔ اور اس کے کلام میں آواز نہیں ہے معلوم نہیں۔ یہ ڈھونگ اُن لوگوں نے کہاں سے نکالا ہے۔ اور شریعت سے تو صاف ثابت ہے۔ کہ اللہ جل شانہ، جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اسکی آواز آسمان والے فرشتے سنتے ہیں۔ اور اسکی عظمت سے تھرا جاتے ہیں۔ اور سجدے میں گر پڑتے ہیں جل جلالہ۔ ف ۱۔ اسکی سو جھوٹی باتوں میں ایک بھی سچی بات جو پوری ہو جاتی ہے۔ اور جاہل، نادان، ضعیف الاعتقاد لوگوں کو نجومی کا اعتقاد پیدا ہوتا ہے۔

---

٢٢٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: إِذَا قَضَى اللهُ الأَمْرَ، وَزَادَ: وَالْكَاهِنِ، وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: إِذَا قَضَى اللهُ الأَمْرَ وَقَالَ عَلَى فَمِ السَّاحِرِ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: أَنْتَ سَمِعْتَ عَمْرًا؟ قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ، قَالَ سُفْيَانُ: هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا؟ قَالَ سُفْيَانُ: وَهِيَ قِرَاءَتُنَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم سے عمرو بن دینار نے۔ انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رض سے۔ یہی حدیث اسمیں یوں ہے جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم دیتا ہے۔ اور ساحر کے بعد اس روایت میں کاہن کا لفظ زیادہ کیا۔ علی نے کہا۔ ہم سے سفیان نے بیان کیا۔ کہ عمرو نے کہا۔ میں نے عکرمہ سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ ہم سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم دیتا ہے۔ اور اس روایت میں عَلٰی فَمِ السَّاحِرِ کا لفظ ہے۔ علی بن عبداللہ نے کہا۔ میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا۔ کیا تم نے عمرو بن دینار سے خود سنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے عکرمہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے ابوہریرہ سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا ایک آدمی (نامعلوم) نے تو تم سے یوں روایت کی تم نے عمرو سے انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا۔ اور کہا کہ آنحضرتؐ نے فُرِّغَ پڑھا سفیان نے کہا میں نے عمرو کو اسیطرح پڑھتے سنا۔ اب میں نہیں جانتا۔ انہوں نے عکرمہ سے سنا یا نہیں۔ سفیان نے کہا۔ کہ ہماری بھی قرأت یہی ہے۔ ف۲

ف ۲: مشہور قرأت میں فُزِّعَ زائے معجمہ سے پڑھا جائے۔ تو ترجمہ یوں ہو گا۔ جب انکی گھبراہٹ جاتی رہی۔ اور جب فُرِّغَ رائے مہملہ سے پڑھا جائے۔ تو معنے یوں ہو گا جب فراغت ہوتی ہے یعنے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ختم ہو چکتا ہے

ف ۲ - یعنی فُرِّغ زائے مہملہ سے اب یہاں کرمانی نے اعتراض کیا کہ جب سماع کا یقین نہ ہو تو قرأت کیونکر جائز ہوگی حافظ نے جواب دیا شاید سفیان کا یہ مذہب ہو کہ قرأت بلا سماع بھی درست ہے جب معنے میں فساد نہ آئے جیسے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (صحابی) نے ایک شخص کو طعام الاثیم پڑھتے سُنا تو کہا یوں پڑھ طعام الفاجر اس سے نکلا کہ قرآن شریف میں ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدلنا درست ہے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی حافظ نے کہا متن کی عبارت سے تو یہ نکلتا ہے کہ اگرچہ وہ لفظ ہم معنے نہ ہو جب بھی نماز فاسد نہ ہوگی مترجم کہتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رہ کے مذہب پر یہ تقریر درست ہوگی کیونکہ اُن کے نزدیک قرآن صرف معنیٰ اور مطلب کا نام ہے۔ اُن کے مذہب پر قرآن کے ترجمہ کو گو وہ کسی زبان میں ہو۔ قرآن کہیں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رہ نماز میں فارسی، اردو یا اور کسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا جائز رکھا ہے۔ گو عربی میں پڑھنے کی قدرت ہو۔ البتہ اہلحدیث کے نزدیک قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ قرآن اُنکے نزدیک لفظ اور معنیٰ دونوں سے عبارت ہے۔ پس انکے مذہب پر نماز میں قرآن کا ترجمہ پڑھنا کافی نہ ہوگا جب عربی زبان میں پڑھنا ممکن ہو۔ اس تقریر سے اس حنفی مولوی کو سبق حاصل کرنا چاہیئے جو قرآن اور حدیث کے ترجمہ کرنے کو ناجائز سمجھتا ہے۔ اس کے امام نے تو قرآن کے ترجمہ کو قرآن کہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قفال امروزی نے جو علماء شافعیہ میں سے تھے۔ حنفی نماز کی نقل میں مُدْھَامَّتَان کی جگہ دو برگ سبز یا دو باغ سبز کہا تھا۔ حالانکہ قفال عربی زبان پر بخوبی قادر تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ کی تفسیر

۲۲۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ: لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معن بن یحییٰ نے۔ کہا مجھ سے امام مالک رہ نے۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار رہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حجر والوں (یعنے ثمود کی قوم والوں) پر سے گزرے تو اپنے اصحاب سے یوں فرمایا۔ تم اُن کے گھروں (اُجڑے دیار) میں مت جاؤ۔ اگر جاتے ہی ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کے ڈر سے روتے ہوئے جاؤ۔ اگر رونا نہ آئے۔ تو وہاں نہ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اُن جیسا عذاب تم پر بھی آجائے۔

بَابُ قَوْلِهٖ- وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ-

باب :- اللہ تعالیٰ کے اس قول وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ- کی تفسیر

۲۲۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّي فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ؟ فَقُلْتُ: كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ- ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ فَذَكَّرْتُهُ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ-

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے حفص بن عاصم سے۔ انہوں نے ابوسعید بن معلّٰی سے ف انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے سے گزرے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے مجھ کو بلایا۔ میں نہیں گیا جب نماز پڑھ چکا تو اس وقت گیا۔ آپ نے فرمایا۔ تو میرے بلاتے ہی کیوں نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا۔ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا (سورۂ انفال میں) کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ مسلمانو! اللہ اور اس کے رسولؐ کے بلانے پر حاضر ہو۔ پھر فرمایا۔ میں تجھ کو قرآن کی بڑی سورت بتلاؤں۔ مسجد کے باہر جانے سے پہلے ہی بتلاؤں گا جب آپ مسجد سے باہر نکلنے لگے۔ تو میں نے آپ کو یاد دلایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ سورۃ الحمد کی سورت ہے۔ اس میں سات آیات ہیں۔ جو دو، دو (چار، چار بار ہر نماز میں) پڑھی جاتی ہیں۔ اور قرآن عظیم، جو مجھ کو ملا ہے۔ وہ بھی یہی سورت ہے۔

ف :- اُن کا نام حارث تھا۔ یا رافع، یا اوس انصاری۔

۲۲۷- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ-

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے۔ کہا ہم سے سعید مقبری نے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُمّ القرآن یعنے (سورتِ فاتحہ) یہی سبع مثانی ہے۔ اور قرآن عظیم ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ - اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ - اَلْمُقْتَسِمِيْنَ : اَلَّذِيْنَ حَلَفُوا وَمِنْهُ لَا اُقْسِمُ: اَيْ اُقْسِمُ وَتُقْرَأُ لَاُقْسِمُ - قَاسَمَهُمَا: حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقَاسَمُوا: تَحَالَفُوا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ۔ کی تفسیر۔ اَلْمُقْتَسِمِيْنَ سے وہ کافر مراد ہیں جنہوں نے (رات کو جاکر صالح پیغمبر علیہ السلام کو مار ڈالنے کی قسم کھائی تھی ف۱ اسی سے نکلا ہے۔ لَا اُقْسِمُ (میں قسم کھاتا ہوں) بعضوں نے اسکو لَاُقْسِمُ (لام تاکید سے) پڑھا ہے۔ اسی سے ہے۔ وَقَاسَمَهُمَا یعنی شیطان نے آدم اور حوا سے قسم کھائی اور آدم اور حوا نے قسم نہیں کھائی تھی ف۲ اور مجاہدؒ نے کہا۔ تقاسموا باللہ میں تقاسموا کا یہ معنی ہے کہ حضرت صالح پیغمبرؑ کو رات کو جاکر مار ڈالنے کی انہوں نے قسم کھائی ف۳

ف۱ تو امام بخاری رہ نے مُقْتَسِمِيْنَ کو قسم سے رکھا۔ بعضوں نے کہا۔ یہ قسمت سے نکلا ہے۔ جس کے معنی بانٹنے کے ہیں۔ یعنی جن لوگوں نے قرآن مجید کو تکا بوٹی کر لیا تھا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔ اس کے کئی مطلب بیان کئے ہیں ایک یہ کہ پیغمبر صاحب کو کوئی جادوگر کہتا۔ کوئی مجنون، کوئی کاہن۔ دوسرے یہ کہ قرآن شریف سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ کوئی کہتا کہ مکھی والی سورت میری ہے۔ کوئی کہتا کہ مچھر والی سورت میری ہے۔ کوئی کہتا کہ مکڑی والی سورت میری ہے۔ مجاہدؒ نے کہا یہود مراد ہیں جو اللہ کی کچھ کتاب پر ایمان لائے تھے۔ اور کچھ نہیں مانتے تھے۔ ف۲ تو مفاعلت کے اصلی معنی یعنی مشارکت یہاں مراد نہیں ہیں۔ ف۳ صاحب فیض الباری سے تعجب ہوتا ہے۔ انہوں نے اس آیت کے یہ معنی کئے ہیں کہ کفار قریش نے اللہ کی قسم کھائی۔ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ حالانکہ یہ آیت قوم صالح کے بارے میں ہے کفار قریش اس وقت کہاں تھے۔ مجاہدؒ کی اس تفسیر کو فریابی نے وصل کیا۔

---

۲۲۸ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا أَبُوْبِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا - اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ - قَالَ: هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّءُوْهُ أَجْزَاءً فَآمَنُوْا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهِ۔

مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے۔ کہا ہم کو ابوبشر (جعفر بن ابی وحشیہ) نے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ سے اہل کتاب (یہودی مراد ہیں) انہوں نے قرآن شریف کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور کچھ کو مانا (جو تورات کے موافق تھا) اور کچھ کو نہ مانا۔ (جو تورات کے خلاف تھا)۔

۲۲۹ - حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ ظَبْيَانَ، عَنِ

مجھ سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے اعمش رہ سے۔ انہوں نے ابوظبیان (حصین بن جندب) سے انہوں

ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ، قَالَ: آمَنُوا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا بِبَعْضٍ، الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى۔

نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ کَمَا اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ میں مقتسمین سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں۔ انہوں نے کچھ قرآن کو مانا اور کچھ کو نہ مانا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔ قَالَ سَالِمٌ: الْيَقِينُ: الْمَوْتُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ کی تفسیر۔ سالم بن عبداللہ بن عمر نے کہا۔ اس آیت میں یقین سے موت مراد ہے ف۱

ف۱ اسکو اسحاق بن ابراہیم بستی اور فریابی اور عبد بن حمید نے وصل کیا۔ مرفوع حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی وفات پر فرمایا۔ اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ۔ اب جن صوفیوں نے اس آیت کے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ پروردگار کی عبادت یعنی نماز، روزہ مجاہدہ اسوقت تک ضرور ہے جب تک یقین یعنے فنا فی اللہ کا مرتبہ پیدا نہ ہو جائے۔ اس کے بعد عبادات کی حاجت نہیں۔ انکا قول غلط ہے۔ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں لکھتے ہیں۔ کہ جو کوئی ایسا سمجھتا ہے وہ ملحد ہے عبادات اور دین کے فرائض کسی کے ذمہ سے مرتے تک ساقط نہیں ہوتے۔ بشرطیکہ عقل اور ہوش باقی ہوں۔ اور اُن صوفیوں پر تعجب ہے۔ کہ پیغمبر صاحب اور صحابہ کرام رض تو تادم وفات عبادت اور مجاہدہ میں مصروف رہے۔ اُن کو یہ رتبہ حاصل نہ ہو۔ اور تم اُن کے ادنیٰ غلام، تم کو یہ رتبہ مل گیا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یہ محض وسوسہ شیطانی ہے۔ توبہ کرو۔ استغفار پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة النحل

سورہ نحل کی تفسیر

رُوحُ الْقُدُسِ: جِبْرِيلُ، نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ، فِي ضَيْقٍ: يُقَالُ أَمْرٌ ضَيْقٌ وَضَيِّقٌ مِثْلُ هَيْنٍ وَهَيِّنٍ، وَلَيْنٍ وَلَيِّنٍ، وَمَيْتٍ وَمَيِّتٍ،

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ میں روح الامین سے رُوح القدس یعنے حضرت جبرائیل مراد ہیں ف۲ فِیْ ضَیْقٍ عرب کے لوگ کہتے ہیں۔ اَمرٌ ضَیْقٌ اور ضَیِّقٌ جیسے ہَیْنٌ اور ہَیِّنٌ، لَیْنٌ اور لَیِّنٌ مَیْتٌ اور مَیِّتٌ۔ ابن عباس رض نے کہا۔ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ کا معنے اُن کے اختلاف میں ف۳ اور مجاہد نے کہا تَمِیْدَ، جھک جائے اُلٹ جائے ف۴ مُفْرَطُوْنَ کا معنی بُھلائے گئے ف۵ دوسرے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فِي تَقَلُّبِهِمْ؛ اخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَمِيدُ: تَكَفَّأُ، مُفْرَطُونَ: مَنْسِيُّونَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، هٰذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ، وَذٰلِكَ أَنَّ الْإِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْإِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُسِيمُونَ: تَرْعَوْنَ، شَاكِلَتِهِ نَاحِيَتِهِ، قَصْدُ السَّبِيلِ: الْبَيَانُ، الدِّفْءُ: مَا اسْتَدْفَأْتَ بِهِ، تُرِيحُونَ: بِالْعَشِيِّ، وَ تَسْرَحُونَ: بِالْغَدَاةِ، بِشِقِّ: يَعْنِي الْمَشَقَّةَ، عَلٰى تَخَوُّفٍ: تَنَقُّصٍ، الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً، وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ، وَكَذٰلِكَ النَّعَمُ لِلْأَنْعَامِ جَمَاعَةُ النَّعَمِ، أَكْنَانًا، وَاحِدُهَا كِنٌّ مِثْلُ حِمْلٍ وَأَحْمَالٍ، سَرَابِيلَ: قُمُصٌ تَقِيكُمُ الْحَرَّ، وَأَمَّا سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ، فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ دَخَلًا بَيْنَكُمْ: كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حَفَدَةً: مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ، السَّكَرُ: مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا، وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ: مَا أَحَلَّ، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ أَنْكَاثًا: هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ، وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ، وَالْقَانِتُ: الْمُطِيعُ۔

لوگوں نے کہا فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اس آیت میں عبارت آگے پیچھے ہوگئی ہے کیونکہ اعوذ باللہ قرآن سے پہلے پڑھنا چاہیئے۔ استعاذہ کا معنی اللہ سے پناہ مانگنا۔ اور ابن عباسؓ نے کہا تُسِیمون کا معنے چراتے ہو۔ شَاكِلَتِهٖ اپنے اپنے طریق پر۔ قَصْدُ السَّبِيلِ سچے رستے کا بیان کرنا۔ الدِّفْءُ ہر وہ چیز جس سے گرمی حاصل کی جائے۔ (سردی دفع ہو) تُرِيحُونَ شام کو لاتے ہو۔ تَسْرَحُونَ صبح کو چرانے لے جاتے ہو۔ بِشِقِّ تکلیف اٹھا کر محنت اور مشقت سے۔ عَلٰى تَخَوُّفٍ نقصان کر کے وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً میں انعام نَعَم کی جمع ہے۔ مذکر، مؤنث (نر، مادہ) دونوں کو انعام اور نعم کہتے ہیں۔ اَكْنَانًا جمع کِن کی ہے جیسے احمال حمل کی اسکے معنی غار۔ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ میں سرابیل سے کرتے اور سَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَاْسَكُمْ میں سرابیل سے زرہیں مراد ہیں۔ دَخَلًا بَيْنَكُمْ جو ناجائز بات ہو۔ اس کو دخل کہتے ہیں۔ (جیسے دغل یعنے خیانت) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ف حَفَدَةً آدمی کی اولاد۔ السَّكَرُ نشے کا شراب جو حرام ہے۔ رِزْقًا حَسَنًا جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا۔ اور سفیان بن عیینہ نے ف صدقہ ابوالہذیل سے نقل کیا۔ اَنْكَاثًا ٹکڑے ٹکڑے یہ ایک عورت کا ذکر ہے۔ اس کا نام خَرْقَاء تھا (جو مکہ میں رہتی تھی) وہ کیا کرتی (دن بھر) سوت کاتتی۔ پھر توڑ توڑ کر پھینک دیتی ف ابن مسعودؓ نے کہا۔ اُمَّةً کا مطلب لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والا۔ اور قانت کا معنے مطیع، فرمانبردار۔

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے ابن مسعودؓ سے وصل کیا۔ ف۲ اس کو طبری نے نکالا۔ ف۳ دوسروں نے کہا۔ اپنے سفروں میں۔

اور ابن جریج نے کہا۔ اُن کے آنے جانے ہیں۔ ف۳ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۴ اسکو طبری نے وصل کیا ہے ف۵ اسکو طبری نے وصل کیا۔ ف۶ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف بیٹے، پوتے، نواسے، وغیرہ یا بیٹیاں، یا سرال، یا خادم۔ ف۸ اسکو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۹ مقاتل نے کہا۔ اسکا نام ریطہ بنت عمرو بن کعب تھا۔ بلاذری نے کہا وہ اسد بن عبدالعزیٰ کی والدہ تھیں۔ ف۱۰ اسکو حاکم اور فریابی نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ۔ الآیۃ۔ کی تفسیر۔

۲۳۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى أَبُو عَبْدِاللَّهِ الْأَعْوَرُ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو: أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ، وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہارون بن موسیٰ ابو عبداللہ اعور نے۔ انہوں نے شعیب بن خباب سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں دُعا کرتے تھے۔ یا اللہ! مَیں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی اور سُستی سے اور اَرذل العمر (نکمی اور خراب عمر ۹۰ یا ۷۵ سال کے بعد) اور قبر کے عذاب سے۔ اور دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے ف۱

ف۱ ارذل عمر وہ ہے کہ آدمی بوڑھا ہو کر بالکل بے عقل ہو جائے یہ ہر آدمی کی طاقت اور قوت پر منحصر ہے۔ کوئی خاص میعاد مقرر نہیں ہو سکتی۔ زندگی کا فتنہ یہ ہے۔ کہ دنیا میں ایسا مشغول ہو جائے۔ کہ اللہ کی یاد بھول جائے فرائض اور احکام شریعت کو ادا نہ کرے۔ موت کا فتنہ سکرات سے شروع ہوتا ہے۔ اس وقت شیطان انسان کا ایمان بگاڑنا چاہتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ اَعُوذُبِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا۔

سورۃ بنی اسرائیل

سورۂ بنی اسرئیل کی تفسیر

۲۳۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو اسحاق (عمرو بن عبداللہ سبیعی) سے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے سُنا۔ کہا میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ سورۂ بنی اسرائیل، کہف اور سورۂ مریم

بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ، وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي، فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَهُزُّونَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: نَغَضَتْ سِنُّكَ أَيْ تَحَرَّكَتْ، وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ، وَالْقَضَاءُ عَلَى وُجُوهٍ، وَقَضَى رَبُّكَ: أَمَرَ رَبُّكَ وَمِنْهُ الْحُكْمُ - إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ - وَمِنْهُ الْخَلْقُ - فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ. خَلَقَهُنَّ، نَفِيرًا مَنْ يَنْفِرُ مَعَهُ، وَلِيُتَبِّرُوا: يُدَمِّرُوا مَا عَلَوْا، حَصِيرًا: مَحْبِسًا، مَحْصَرًا، حَقَّ: وَجَبَ، مَيْسُورًا: لَيِّنًا، خِطْأً: إِثْمًا، وَهُوَ اسْمٌ مِنْ خَطِئْتُ، وَالْخَطَأُ مَفْتُوحٌ مَصْدَرُهُ مِنَ الْإِثْمِ، خَطِئْتُ بِمَعْنَى أَخْطَأْتُ، تَخْرِقَ: تَقْطَعَ، وَإِذْ هُمْ نَجْوَى: مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا، وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ، رُفَاتًا: حُطَامًا، وَاسْتَفْزِزْ: اسْتَخِفَّ بِخَيْلِكَ الْفُرْسَانِ، وَالرَّجْلُ وَالرِّجَالُ وَالرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ، حَاصِبًا: الرِّيحُ الْعَاصِفُ، وَالْحَاصِبُ أَيْضًا مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ، وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ، يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ وَهُمْ حَصَبُهَا، وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ، وَالْحَصَبُ

یہ اوّل درجہ کی عُمدہ سورتیں ہیں (نہایت فصیح اور بلیغ) اور میری پُرانی یاد کی ہوئی ہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا فَسَيُنْغِضُونَ اپنے سَر ہلائیں گے ٹھٹے۔ دوسرے لوگوں نے کہا یہ نغضت سِنُّکَ سے نکلا ہے۔ یعنے تیرا دانت ہل گیا۔ وَقَضَيْنَا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآئِيل یعنے ہم نے بنی اسرائیل کو خبر کردی کہ وہ آئندہ فساد کریں گے۔ اور قضا کے کئی معنی آئے ہیں۔ وَقَضٰى رَبُّكَ میں یہ معنٰے ہے۔ کہ اللہ نے حکم دیا۔ اور فیصلہ کرنے کے بھی معنی ہیں۔ جیسے اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ میں اور پیدا کرنے کے بھی معنی ہیں۔ جیسے فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ میں نفیرًا وہ لوگ جو آدمی کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلیں۔ وَلِيُتَبِّرُوْا یعنے جن شہروں پر غالب ہوں۔ ان کو تباہ کریں حَصِيْرًا قید خانہ، جیل۔ حَقَّ واجب ہوا۔ ثابت ہوا۔ مَيْسُوْرًا نرم، ملائم خِطْاً گُناہ یہ اسم ہے خَطِئْتُ سے اور خَطَأً بالفتح۔ مصدر ہے یعنی گُناہ کرنا۔ خطئت بکسر طا۔ اور اخطات دونوں کا ایک معنی ہے۔ یعنے مَیں نے قصور کیا، غلطی کی۔ لَنْ تَخْرِقَ تو زمین کو طے نہیں کرسکنے کا۔ کیونکہ زمین بہت بڑی ہے۔ نَجْوٰى مصدر ہے نَاجَيْتُ سے۔ یہ اُن لوگوں کی صفت بیان کی یعنی آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ رُفَاتًا ٹُوٹے، ریزہ ریزہ وَاسْتَفْزِزْ دیوانہ کردے، گمراہ کردے۔ بِخَيْلِكَ اپنے سواروں سے رَجِل پیادے اسکا مفرد رَاجِل ہے۔ جیسے صاحِب کی جمع صَحْب اور تاجر کی جمع تَجْر ہے۔ حَاصِبًا۔ آندھی حاصِب اسکو بھی کہتے ہیں۔ جو ہوا اُڑا کر لائے (ریت کنکر وغیرہ) اسی سے ہے حَصَبُ جَهَنَّمَ یعنی جو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ وہی جہنم کا حصب ہے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حَصَبَ فِي الْاَرْضِ زمین میں گھس گیا۔ یہ حصب حصبا سے نکلا ہے۔ حصبا، پتھروں (سنگریزوں) کو۔ تارۃً ایک بار اسکی جمع تیرۃٌ اور تاراتٌ، لَاَحْتَنِكَنَّ اُن کو تباہ کردوں گا۔

مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ وَالْحِجَارَةِ، تَارَةً: مَرَّةً، وَجَمَاعَتُهُ تِيَرٌ وَتَارَاتٌ لَأَحْتَنِكَنَّ: لَأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ، يُقَالُ: احْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ: اسْتَقْصَاهُ، طَائِرُهُ: حَظُّهُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ، وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ: لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا۔

جڑ سے کھود ڈالوں گا۔ عرب لوگ کہتے ہیں کہ احتنک فُلانٌ مَا عند فلان یعنے اسکو جتنی باتیں معلوم تھیں وہ سب اُس نے معلوم کرلیں۔ کوئی بات باقی نہ رہی۔ طائرہ اس کا نصیبہ، ابن عباس رض نے کہا۔ قرآن شریف میں جہاں جہاں سلطان کا لفظ آیا ہے ف۲ اُسکا معنے دلیل اور حجت ہے۔ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ یعنے اس نے کسی سے اس لئے دوستی نہیں کی ہے۔ کہ وہ اسکو ذلت سے بچالے۔ ف۳

ف۱ اسکو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ جیسے اس سورت میں دو جگہ آیا ہے جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا اور مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا

ف۳ مصیبت کے وقت کام آئے۔ یہ اس آیت کی تفسیر ہے۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ یعنی پروردگار کا کوئی ایسا ولی نہیں ہے۔ جیسے مخلوقات میں ہوتا ہے۔ کسی سے دوستی اور عہد اس لئے کرتا ہے کہ دشمن کی تکلیف سے اسکو بچالے۔ محفوظ رکھے۔ پروردگار کا کوئی مقابل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسکو کسی مددگار کی حاجت نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ الآیہ کی تفسیر۔

۲۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح، وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ، قَالَ جِبْرِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ، لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے، کہا ہم کو یونس نے۔ دوسری سند اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے کہا ہم سے یونس نے۔ انھوں نے ابن شہاب سے۔ سعید بن مسیب نے کہا۔ ابوہریرہ رض نے کہا کہ جس رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کیطرف لے گئے (یعنے شب معراج میں) آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک شراب کا، ایک دودھ کا۔ آپ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا پیالہ لے لیا۔ اسوقت جبرائیل ع نے کہا شکر خدا کا اُس نے آپکو فطری پیدائشی رستہ یعنی اسلام بتلایا۔ اگر آپ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپکی امت گمراہ ہو جاتی۔ ف۱

ف۱ دودھ فطری غذا ہے۔ اسی طرح اسلام کا دین بھی آدمی کا پیدائشی مذہب ہے۔ شراب انسانوں کا بنایا ہوا ہوتا ہے وہ فطری غذا نہیں ہے اور وہ تمام خرابیوں کی بنیاد ہے۔

۲۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ، فَجَلَّى اللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ. زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، نَحْوَهُ، قَاصِفًا: رِيحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ ابوسلمہ نے کہا۔ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔ جب قریش کے کافروں نے مجھ کو جھٹلایا۔ تو حجر (یعنی حطیم) میں کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے (اپنی قدرت سے) بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا میں اُن کافروں کو وہاں کی نشانیاں بتلانے لگا۔ میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا۔ یعقوب بن ابراہیم نے کہا۔ ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے چچا (ابن شہاب) سے پھر یہی حدیث بیان کی اس میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ جب مجھ کو رات کے وقت بیت المقدس تک لے گئے وا۔ تو قریش کے کافروں نے مجھ کو جھٹلایا۔ قاصِفًا وہ آندھی جو ہر چیز کو تباہ کر دے۔

وا۔ اور میں نے صبح کو معراج کا قصد کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔ كَرَّمْنَا وَأَكْرَمْنَا وَاحِدٌ، ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ: عَذَابَ الْحَيَاةِ وَعَذَابَ الْمَمَاتِ، خِلَافَكَ وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ، وَنَأَى: تَبَاعَدَ، شَاكِلَتِهِ: نَاحِيَتِهِ، وَهِيَ مِنْ شَكْلَتِهِ، صَرَّفْنَا: وَجَّهْنَا، قَبِيلًا: مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً، وَقِيلَ الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا، وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ، يُقَالُ أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ، وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ: قَتُورًا: مُقَتِّرًا، لِلْأَذْقَانِ: مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ،

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول (ولقد کرمنا بنی آدم) کی تفسیر کرّمنا اور اکرمنا دونوں کے ایک معنی ہیں ضِعف الحیٰوۃ زندگی کا عذاب اور ضعف الممات، موت کا عذاب خِلافک اور خَلفک (دونوں قرائتیں ہیں) دونوں کے ایک معنی ہیں۔ یعنی تمہارے بعد، نأی دور ہوا۔ شاکلتہ اپنے رستے پر (یا اپنی نیت پر) یہ شکل سے نکلا ہے (یعنی جوڑ اور شبیہ) صَرّفنا سامنے لائے (بیان کئے) قبیلا۔ آنکھوں کے سامنے، روبرو۔ بعضوں نے کہا یہ قابلہ سے نکلا ہے جس کے معنی دائی (جنانے والی) کیونکہ وہ بھی جنانے وقت عورت کے مقابل ہوتی ہے۔ اسکا بچہ قبول کرتی ہے یعنی سنبھالتی ہے اِنفاق مُفلس ہو جانا۔ کہتے ہیں۔ انفق الرجل

الواجِدُ ذَقَنٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَوْفُورًا: وَافِرًا، تَبِيعًا: ثَائِرًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَصِيرًا، خَبَتْ: طَفِئَتْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا تُبَذِّرْ: لَا تُنْفِقْ فِي البَاطِلِ، ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ، رِزْقٍ، مَثْبُورًا، مَلْعُونًا، لَا تَقْفُ: لَا تَقُلْ، فَجَاسُوا: تَيَمَّمُوا، يُزْجِي الفُلْكَ: يُجْرِي الفُلْكَ، يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ: لِلْوُجُوهِ۔

جب وہ مفلس ہو جائے۔ اور نفق الشئی جب کوئی چیز تمام ہو جائے۔ قتورا بخیل اذقان ذقن کی جمع ہے جہاں دونوں جبڑے ملتے ہیں (ٹھوڑی) مجاہدؒ نے کہا موفورا وافر کے معنی میں ہے یعنی پورا ف۱ تبیعا بدلہ لینے والا اور ابن عباسؓ نے کہا مددگار ف۲ خبت بجھ جائیگی اور ابن عباسؓ نے کہا۔ لاتبذر ناجائز کاموں میں اپنا پیسہ مت خرچ کر ف۳ ابتغاء رحمۃ روزی کی تلاش میں مثبورا ملعون لاتقف مت کہہ فجاسوا قصد کیا یزجی الفلک کشتی چلاتا ہے یخرون للاذقان منہ کے بل گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہیں

ف۱ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۳ اس کو طبری نے وصل کیا۔

باب۔ وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا۔ الآيَةَ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا کی تفسیر

٢٣٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ لِلْحَيِّ إِذَا كَثُرُوا فِي الجَاهِلِيَّةِ، أَمِرَ بَنُو فُلَانٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم کو منصور نے خبر دی۔ انہوں نے ابو وائل سے کہا انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ وہ کہتے تھے جب جاہلیت کے زمانہ میں کسی قبیلے کے لوگ بہت ہو جاتے۔ تو ہم کہتے، أَمِرَ بَنُو فُلَانٍ

٢٣٥- حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ أَمِرَ۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ یہی حدیث اس میں بھی أَمِرَ ہے (بکسر میم) ف

ف: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب اس روایت کے لانے سے یہ ہے۔ کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے۔ أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا یہ بکسر میم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہی قرأت ہے۔ اور مشہور قرأت بفتح میم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت پر معنی یہ ہو گا۔ جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہاں بدکاروں کی تعداد میں اضافہ کر دیتے ہیں۔

بَابُ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا۔

٢٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ: أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَلِكَ؟ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ؟ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: عَلَيْكُمْ بِآدَمَ، فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُونَ لَهُ: أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ نَهَانِي

باب ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا کی تفسیر

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے ۔ کہا ہم کو ابوحیان (یحییٰ بن سعید) تیمی نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوزرعہ (ہرم) ابن عمرو بن جریر سے انہوں نے ابوہریرہ ؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لائے ۔ تو دست کا گوشت آپکو اٹھا کر دیا گیا۔ وہ آپکو بہت پسند تھا۔ آپ نے دانتوں سے اسکو ایک بار نوچا۔ پھر فرمانے لگے۔ کہ قیامت کے دِن میں لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تم جانتے ہو کس وجہ سے ایسا ہو گا (قیامت کے دِن) اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں سب کو ایک میدان میں اکٹھا کریگا (وہ میدان ایسا ہموار ہوگا) کہ پکارنے والا اپنی آواز انکو سُنا سکیگا۔ اور دیکھنے والا اُن سب کو دیکھ سکیگا۔ سورج اتنا نزدیک آجائیگا۔ لوگوں کو اتنا غم ہو گا۔ ایسی تکلیف ہوگی۔ جس کا تحمل نہ کر سکیں گے۔ اٹھا نہ سکیں گے۔ آخر (مجبور ہوکر) آپس میں کہیں گے۔ بھائیو! دیکھتے ہو۔ کیا نوبت آن پہنچی ہے۔ (کیسا سخت وقت ہے) چلو اب کسی ایسے شخص کو ڈھونڈو۔ جو پروردگار کے پاس تمہاری کچھ سفارش کرے۔ پھر مشورہ کرکے یہ کہیں گے۔ کہ آدم ؑ کے پاس چلو۔ ان کے پاس جائیں گے۔ اور اُن سے کہیں گے۔ آپ سب انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ نے آپکو اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا۔ اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ آپکو سجدہ کریں۔ اب آپ پروردگار سے ہماری سفارش کریں۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ہم کس تکلیف میں ہیں۔ ہمارا حال کس حد تک پہنچا ہے۔ (سر سے پاؤں تک پسینے میں غرق پیاسے، بھوکے) آدم ؑ کہیں گے (بیٹا) آج پروردگار ایسے جلال میں ہے۔ (غصے میں ہے) کہ اتنے جلال میں کبھی نہ تھا اور

عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ، فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ، أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنَ الْأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ، فَذَكَرَهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ: نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى، فَيَأْتُونَ مُوسَى، فَيَقُولُونَ: يَا مُوسَى: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ، وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ

ہوگا۔ اور (مجھ سے ایک خطا ہو چکی ہے۔) اس نے (گیہوں کا) درخت کھانے سے مجھ کو منع کیا تھا۔ لیکن میں نے کھالیا (بیٹا) نفسی نفسی (مجھے اپنی فکر پڑی ہے) تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ نوح ؑ کے پاس جاؤ۔ یہ سُنکر نوح ؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے۔ اے نوح ؑ! تم پہلے پیغمبر ہو۔ جو زمین والوں کی طرف بھیجے گئے۔ اور اللہ نے تم کو (سورہ بنی اسرائیل میں اپنا شکرگزار بندہ فرمایا۔) اِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا۔) ف اب تم پروردگار کے پاس جاؤ۔ اور ہماری سفارش کرو۔ ہمارا حال نہیں دیکھتے کس تکلیف میں مُبتلا ہیں۔ وہ کہیں گے۔ میرا پروردگار جل جلالہٗ آج ایسے غصہ میں ہے۔ کہ ویسا غصہ کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ اور (مُجھ سے دنیا میں ایک خطا ہوگئی تھی) میں نے اپنی قوم والوں پر بد دُعا کی۔ (وہ سب ہلاک ہوگئے (حالانکہ اللہ کی مرضی پر چھوڑ دینا بہتر ہے) بھائیو! نفسی نفسی کا وقت ہے۔ اَور کہیں جاؤ۔ ابراہیم پیغمبر ؑ کے پاس جاؤ۔ یہ سُنکر وہ سب ابراہیم ؑ کے پاس آئینگے۔ انسے کہیں گے۔ اے ابراہیم۔ تم اللہ کے نبی اور ساری زمین والوں میں اسکے خلیل (جانی دوست) ہو۔ پروردگار کے پاس کچھ سفارش کرو۔ (کلمۂ الخیر کہو) ہمارا حال نہیں دیکھتے کیسا خراب ہو رہا ہے۔ وہ کہیں گے میرا پروردگار آج بے طرح غصے ہے۔ ایسا غصّے کبھی ہوا تھا۔ اور نہ ہوگا۔ اور مَیں نے (دنیا میں ایک خطا کی تھی) تین جھُوٹ بولے تھے۔ ابُوحیّان رح راوی نے اس حدیث میں تینوں جھوٹ باتوں کو بیان کیا ف بھائیو! نفسی نفسی پڑی ہے۔ کہیں اَور جاؤ۔ اچھا موسیٰ پیغمبر ؑ کے پاس جاؤ۔ یہ سُن کر وہ سب موسیٰ ؑ کے پاس آئیں گے۔ اُنسے عرض کرینگے تم اللہ کے پیغمبر ہو۔ اللہ نے تم سے گفتگو کرکے اور تم کو خاص پیغمبر بنا کر اور لوگوں پر بزرگی دی۔ بھلا کچھ ہماری سفارش اپنے پروردگار کے حضور میں کرو۔ دیکھو تو ہماری کیا کیفیت ہے۔ (کیسی آفت میں گرفتار ہیں)

غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ
يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ
نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي نَفْسِي
نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى، فَيَأْتُونَ
عِيسَى فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى، أَنْتَ رَسُولُ
اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ
مِنْهُ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا،
اشْفَعْ لَنَا، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟
فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ
غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ
يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ؟ وَلَمْ يَذْكُرْ
ذَنْبًا، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا
إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ
رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ
اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ،
اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا
نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ
الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ
ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ
الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ
قَبْلِي، ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ: ارْفَعْ رَأْسَكَ
سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ
رَأْسِي فَأَقُولُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ، أُمَّتِي
يَا رَبِّ، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ، أَدْخِلْ مِنْ
أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ

موسیٰؑ کہیں گے۔ آج تو میرا مالک بہت غصہ میں ہے۔ اتنا غصہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ نہ آئندہ ہوگا۔ اور میں نے (دنیا میں ایک خطا کی تھی) ایک شخص کا خون مجھ سے ہوگیا تھا جس کو مار ڈالنے کا حکم نہیں تھا۔ بھائیو نفسی نفسی پڑی ہے۔ اور کہیں جاؤ۔ اچھا عیسیٰ پیغمبر کے پاس جاؤ۔ سب جمع ہو کر عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ آپ اللہ جل کے رسول اور اسکی بات ہیں جو اللہ نے مریم میں ڈالدی تھی۔ اور اللہ کی رُوح ہیں۔ آپ نے گود میں رہ کر بچپن میں لوگوں سے باتیں کی تھیں۔ ہماری کچھ سفارش کرو۔ (اس آفت سے چھڑاؤ۔ دیکھو ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں)۔ عیسیٰؑ کہیں گے۔ بھائی آج تو عجب حال ہے۔ پروردگار ایسے غصہ میں ہے۔ کہ ویسا غصّے کبھی نہ ہوا تھا۔ نہ آئندہ ہوگا۔ (راوی نے) عیسیٰؑ کا کوئی گناہ نہیں بیان کیا۔ مجھے تو نفسی نفسی (اپنی فکر) پڑی ہے۔ اور کہیں جاؤ۔ اچھا حضرت محمدؐ کے پاس جاؤ۔ یہ سُنکر سب (اگلے اور پچھلے) میرے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ اے محمدؐ! آپ اللہ کے پیغمبر اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ تعالے نے (اپنے فضل سے) آپ کی اگلی اور پچھلی سب خطائیں معاف کردی ہیں۔ آپ ذرا ہماری کچھ سفارش کیجیئے۔ (رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی) آپ دیکھتے ہیں۔ ہمارا کیا حال ہو رہا ہے۔ میں یہ سنتے ہی (میدان حشر سے) چلوں گا۔ اور عرش کے تلے پہنچ کر اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ میں گر پڑونگا۔ پروردگار اپنی خوبی اور تعریف کی وہ باتیں میرے دل میں ڈالے گا۔ (میری زبان سے نکلوائے گا) جو کسی کو نہیں بتلائیں۔ پھر ارشاد ہوگا۔ محمدؐ سر اٹھا۔ مانگ جو مانگتا ہے۔ وہ ملے گا۔ جس کی سفارش کریگا۔ ہم سنیں گے میں سر اٹھا کر عرض کرونگا۔ پروردگار میری امت پر رحم فرما۔ پروردگار میری اُمت پر رحم فرما۔ ارشاد ہوگا۔ اپنی امت میں سے (ستر ہزار آدمیوں) کو جن کا حساب و کتاب نہیں ہوگا بہشت کے داہنے دروازے سے جنت میں لے جا۔ اور یہ لوگ باقی دروازوں میں

الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى۔

سے بھی اور لوگوں کی طرح جا سکتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بہشت کے پھاٹک کے دونوں پٹوں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور حمیر (یعنے صنعا میں جو یمن کا پائے تخت ہے۔ یا جیسے مکہ اور بصریٰ میں (شام کے ملک میں ہے)ف۶

ف۱۔ کیونکہ آخرت کا میدان دنیا کی زمین کیطرح گول نہ ہوگا۔ نہ بیچ میں کوئی چیز حائل ہوگی۔ نہ اُونچا نیچا ہوگا۔ اس حدیث میں بعضوں نے یہ شبہ کیا ہے۔ کہ جب زمین کی ساری خلقت حضرت آدم علیہ السلام کے وقت تک اکٹھی ہوگی۔ تو میدان ایسی ہزاروں زمین کے برابر ہونا چاہیئے۔ اور اتنی دُور تک نہ کوئی آواز پہنچ سکتی ہے۔ نہ نگاہ جا سکتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نگاہ تو برابر جا سکتی ہے جب وہ میدان کروی نہ ہوا۔ تو نگاہ جانے میں کیا شبہ ہے۔ دیکھو! آفتاب ہم سے کروڑوں میل دُور ہے۔ اسی طرح ثوابت اربوں میل پر ہیں۔ مگر ہماری نگاہ وہاں تک پہنچتی ہے۔ اب رہی آواز۔ تو آخرت کی آواز دنیا کی آواز کیطرح پست نہ ہوگی۔ علاوہ اس کے داعی فرشتہ مُراد ہو سکتا ہے۔ فرشتوں کی آوازیں تو سب مخلوق قیامت کے دن یکساں سُن لیں گے۔ ف۲۔ یعنی اپنی پیدا کی ہوئی روح۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی صفت حیٰوۃ کا ایک عکس حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے پر ڈالا۔ وہ زندہ اور جاندار ہوگئے۔ تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے اس پر کہ روح انسانی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے اور مخلوق کیطرح حادث ہے اور صرف ابوبکر قحطی نے اس کا خلاف کیا ہے اور ان کا قاعدہ مردُود ہے۔ ف۳۔ ترجمہ باب کا تعلق یہیں سے مفہوم ہوتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو جو پہلا پیغمبر فرمایا۔ تو اس میں بعضوں نے یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے کئی پیغمبر آچکے تھے۔ جیسے حضرت آدمؑ حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ (جنکو ہرمس اکبر کہتے ہیں) اسکا جواب یوں دیا ہے۔ کہ یہ پیغمبر ساری زمین والوں کیطرف نہیں بھیجے گئے تھے۔ مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے۔ کس لئے کہ حضرت نوحؑ کی نسبت بھی قرآن شریف میں وارد ہے۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ اور حدیث میں ہے کہ ہر ایک پیغمبر علیہ السلام اپنی قوم والوں کیطرف بھیجا گیا۔ اور مَیں سب لوگوں کیطرف بھیجا گیا ہوں۔ البتہ یہ توجیہ ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت نوحؑ کی قوم وہی ساری زمین والے تھے۔ چونکہ اسوقت تک دنیا میں علیحدہ علیحدہ قومیں نہیں ہوئیں تھیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اُن کے چاروں بیٹوں کی اولاد سے الگ الگ قومیں ہوئیں۔ عرب، فارس، ہند وغیرہ سامؔ سے اور روس، ترک اور تاتار، چین، جاپان یافثؔ سے اور حبش اور اکثر افریقہ والے حامؔ سے۔ اور انگریز، فرانس، جرمن، آسٹریا، اٹالیا، مصر اور یونان والے کوشؔ سے۔ ف۴ دوسرے راویوں نے اختصار کے لئے بیان نہیں کیا۔ وہ تین جھوٹ یہ ہیں۔ إِنِّي سَقِيمٌ اور بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ اور سارہؑ کو اپنی بہن کہنا۔ ف۵۔ جیسے اور انبیاء کی خطائیں اور لغزشیں بیان کیں۔ مگر ایک روایت میں یُوں ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائینگے۔ بھائی، لوگوں نے مجھ کو دنیا میں پروردگار کا

بیٹا بنا رکھا تھا۔ میں ڈرتا ہوں۔ پروردگار کہیں مجھ سے پوچھ بیٹھے۔ کہ تو دنیا میں خدا بنا تھا۔ مجھے آج یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے۔ کہ میری مغفرت ہو جائے۔ ف یہ راوی کو شک ہے کہ مکہ اور حمیر فرمایا۔ یا مکہ اور بصرہ۔ ع گرمی کی شدت اور پیاس سے مرنے والے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا۔ الآیۃ کی تفسیر۔

۲۳۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ دَابَّتَهُ لِتُسْرَجَ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ، يَعْنِي الْقُرْآنَ۔

ہم سے اسحق بن نصر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق نے۔ انہوں نے معمر سے۔ انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا داؤد پیغمبر پر (تورات یا زبور کا) پڑھنا آسان کر دیا گیا تھا۔ وہ اپنے جانور پر زین کسنے کا حکم دیتے۔ پھر زین کسے جانے سے پہلے ہی پڑھ چکتے یعنی اللہ کی کتاب۔ ف

ف: حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ پڑھنا۔ بطریق معجزہ کے تھا۔ دوسرے لوگوں کے واسطے یہ حکم نہیں ہے۔ کہ قرآن مجید کو اسطرح جلدی سے پڑھ لیں۔ قسطلانیؒ نے کہا۔ کبھی وقت میں بھی برکت ہوتی ہے۔ کہ تھوڑے سے وقت میں کام بہت ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں سے منقول ہے۔ کہ وہ ایک شبانہ روز میں قرآن مجید کے آٹھ ختم کیا کرتے۔ چار دن کو اور چار رات کو۔ شیخ ابوطاہر مقدسیؒ سے منقول ہے۔ کہ وہ رات اور دن میں پندرہ ختم کیا کرتے شیخ نجم الدین نے ایک شخص کو دیکھا۔ اس نے طواف کے ایک پھیرے میں قرآن مجید ختم کیا۔ یہ امر فیض ربانی، مدد رحمانی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ مترجم کہتا ہے۔ کہ کرامت اور معجزے میں ہماری گفتگو نہیں ہے۔ ہماری شریعت مطہرہ میں قرآن مجید کا تین دن سے کم میں ختم کرنا مکروہ رکھا گیا ہے۔ ہمارے مشائخ اہلحدیثؒ ایک ماہ یا دو ماہ میں ایک ختم کیا کرتے۔ میں ہمیشہ رمضان المبارک کی تراویح میں قرآن مجید کا ایک ختم کیا کرتا ہوں۔ پہلی شب سے شروع کرتا ہوں اور ستائیسویں یا انتیسویں شب کو ختم کرتا ہوں۔ اور غیر رمضان میں ہر دو ماہ میں ایک ختم کرتا ہوں۔

بَابُ۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ۔ الآيَةَ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ الآيَةَ۔ کی تفسیر۔

۲۳۸۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ:

مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ

حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ- إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ- قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ، فَأَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هَؤُلَاءِ بِدِينِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ- قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ-

بن سعید قطان نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے سلیمان اعمش نے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے ابومعمر (عبداللہ بن سخرہ) سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اسکا شان نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ پھر ایسا ہوا۔ وہ جن مسلمان ہو گئے۔ اور یہ مشرک (کمبخت) انہی کی پرستش کرتے رہے۔ شرک پر قائم رہے۔ عبید اللہ اشجعی نے اس حدیث کو سفیان ثوریؒ سے روایت کیا۔ انہوں نے اعمش سے۔ اسمیں یوں ہے۔ اس آیت قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ کا شان نزول یہ ہے۔ اخیر تک ف۱

ف۱: اس روایت سے باب کی مطابقت ہو جاتی ہے۔ حافظ نے بیان نہیں کیا۔ کہ اشجعی کی روایت کو کس نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ- أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ-

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَه-

۲۳۹- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ- الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ- قَالَ: نَاسٌ مِنَ الْجِنِّ يُعْبَدُونَ فَأَسْلَمُوا-

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم کو محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہؒ سے۔ انہوں نے سلیمان اعمش سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے ابومعمر سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اس آیت أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَه کی تفسیر میں کہا۔ کچھ جن ایسے تھے جن کی لوگ پرستش کیا کرتے تھے۔ پھر وہ جن مسلمان ہو گئے۔

بَابٌ- وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ-

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔ الآیہ کی تفسیر

۲۴۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے۔ انہوں

عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ. قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ، وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ۔

نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ اس آیت وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي سے آنکھ کا دیکھنا مراد ہے۔ (بیداری میں نہ خواب میں) یعنی وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں دکھایا گیا ف اور شجرِ ملعونہ سے تھوہر کا درخت مراد ہے۔ ف۲

ف: اور معاویہ سے جو منقول ہے۔ کَانَتْ رُؤْيَا صَالِح یہ قول شاذ ہے۔ اور جمہور صحابہ اور تابعین نے اس کا خلاف کیا ہے۔ اہلسنت نے اپنے عقائد میں یہ بات درج کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج حالت بیداری میں تھا۔ صرف اتنی بات ہے۔ کہ مکہ سے بیت المقدس تک معراج قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اور وہاں سے آسمانوں تک صحیح حدیث شریف میں ہے۔ اور اہلحدیث دونوں پر ایمان رکھتے ہیں ف۲ جو دوزخ میں اُگے گا۔ مشرکوں کو اس پر تعجب آیا تھا۔ کہ آگ میں کیونکر درخت اُگے گا۔ انہوں نے حق تعالیٰ کی قدرت میں غور نہیں کیا تھا۔ سمندل ایک کیڑا ہے۔ جو آگ میں اسطرح عیش کرتا ہے۔ جیسے انسان ہوا میں، یا مچھلی پانی میں، شتر مرغ گرم لوہے کے ٹکڑے نگل جاتا ہے اور اس کو مطلق تکلیف نہیں ہوتی۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا۔ قَالَ مُجَاهِدٌ: صَلَاةَ الْفَجْرِ۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا۔ کی تفسیر۔ مجاہدؒ نے کہا۔ قرآن الفجر سے مُراد صبح کی نماز ہے۔ ف

۲۴۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمْعِ عَلَى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً، وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ۔ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف اور سعید بن مسیب سے۔ ان دونوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز کیلئے نماز پڑھنے پر پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ اور رات، دن کے فرشتے صبح کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث شریف بیان کرنے کے بعد فرماتے تھے اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو۔ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا۔

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ؎

ف اس کو ابن منذر نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ الآیہ۔ کی تفسیر۔

٢٤٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا، كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا، يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ۔

مجھ سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو الاحوص (سلام بن سلیم) نے۔ انہوں نے آدم بن علی سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا۔ وُہ کہتے تھے۔ قیامت کے دن لوگوں کے گروہ گروہ ہو جائیں گے۔ اور ہر گروہ اپنے پیغمبر کے پیچھے لگے گا۔ اور کہے گا۔ صاحب! ہماری کچھ سفارش کرو۔ اخیر میں سفارش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹھہرے گی۔ (دوسرے پیغمبر جواب دیدیں گے) یہی وہ دن ہے۔ جسدن اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کو مقام محمود پر اُٹھائے گا ف

ف یعنے شفاعت کے منصب اور مقام میں۔

٢٤٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَوَاهُ حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعیب بن ابی حمزہ نے۔ انہوں نے محمد بن منکدر سے۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی آذان سُنے۔ پھر یوں کہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ، آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ تو قیامت کے دن اس کو میری شفاعت پہنچے گی۔ اس حدیث کو حمزہ بن عبداللہ نے بھی اپنے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے آنحضرت

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ف

ف:۔اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا۔ایک روایت میں یوں ہے۔کہ مقام محمود سے مراد یہ ہے۔کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس عرش پر بٹھالے گا۔ایسی احادیث سے جہمیوں کی جان نکلتی ہے۔اور اہلحدیث والوں کی روح کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔

بَابٌ۔ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ الْآيَةَ، يَزْهَقُ: يَهْلِكُ۔

٢٤٤۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلَاثُمِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ: جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کی تفسیر۔ يَزْهَقُ کا معنی ہلاک ہوا۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔انہوں نے عبداللہ بن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہدؒ سے۔انہوں نے ابو معمر سے۔انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے۔(جب مکہ فتح ہوا) اس وقت کعبے کے گرد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بُت تھے۔آپ ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ایک ایک بُت کو ٹھونسا دیتے جاتے۔اور فرماتے جاتے تھے۔جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ۔

بَابٌ۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ۔

٢٤٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ وَهُوَ يَتَّكِئُ عَلَى عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَقَالَ: مَا رَابَكُمْ إِلَيْهِ، وَقَالَ

باب: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ کی تفسیر۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔کہا ہم سے والد نے۔کہا ہم سے اعمش نے۔کہا مجھ سے ابراہیم نخعی نے۔انہوں نے علقمہ سے۔انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔انہوں نے کہا۔ایسا ہوا کہ ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں جا رہا تھا۔آپ کھجور کی ایک چھڑی پر ٹیکا دیئے ہوئے تھے اتنے میں کچھ یہودی سامنے سے گزرے۔وہ آپس میں کہنے لگے ان سے (یعنی پیغمبرؐ سے) پوچھو۔رُوح کیا چیز ہے؟ انہوں نے

بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ، فَقُمْتُ مَقَامِي، فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ - وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

کہا۔ کیوں ایسی کیا ضرورت ہے ف۱ بعضوں نے کہا۔ ایسا نہ ہو۔ وہ کوئی ایسی بات کہیں جو تم کو ناگوار گزرے۔ خیر پھر (یہ بحث ہو کر) کہنے لگے۔ اچھا پوچھو۔ تو۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ روح کیا چیز ہے۔ آپؐ خاموش ہو رہے۔ تھوڑی دیر تک (انکو کچھ جواب نہ دیا۔ مَیں سمجھ گیا کہ آپؐ پر وحی آنے لگی ہے اور اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا جب وحی اُتر چکی۔ تو آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

ف۱: یا تم کو اُن کے بارے میں شک کیوں گزرا یعنی تم تو یقیناً اُن کو پیغمبر نہیں جانتے تھے۔ اب کیا تم کو بھی اُن کے بارے میں شک پیدا ہو گیا ہے۔ اُن کو پیغمبر سمجھنے لگے۔ ف۲: روح کو امرِ ربّی یعنے پروردگار کا حکم فرمایا۔ اور اس کی حقیقت بیان نہیں کی کیونکہ اگلے پیغمبروں نے بھی اس کی حقیقت بیان نہیں کی اور یہودیوں نے باہم یہی کہا اگر روح کی حقیقت بیان نہ کریں تو بیشک پیغمبر ہیں اگر بیان کریں تو ہم سمجھ لیں گے کہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں۔ ابن کثیر نے کہا روح ایک لطیف چیز ہے ہوا کی طرح اور بدن کے ہر جزو میں اسطرح حلول کئے ہوئے ہے۔ جیسے پانی ہری شاخوں میں۔ یہ روح حیوانی کی حقیقت ہے۔ اور روح انسانی یعنی نفس ناطقہ وہ بدن سے متعلق ہے۔ بہ حکم الٰہی جب موت آتی ہے۔ تو یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ مَیں کہتا ہوں۔ کہ روح، نفس اور عقل کے مباحث بہت طویل ہیں۔ اور ہمیشہ سے حکیم اور فلاسفر ان میں غور کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ہر ایک کی سمجھ میں جو آیا ہے۔ اس نے بیان کیا ہے۔ اگر اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنا ہو تو ابن قیم کی کتاب الرُّوح دیکھو۔

بَابٌ - وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا۔ الآیہ۔ کی تفسیر۔

۲۴۶ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى - وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا - قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ، كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے۔ کہا ہم سے ابو بشر نے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا یہ آیت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اس وقت نازل ہوئی جب آپؐ مکّہ میں (کافروں کے ڈر سے) چھپے رہتے۔ آپؐ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن پڑھتے۔ مشرک جب قرآن سُنتے۔ تو خود قرآن کو اور قرآن اتارنے والے کو، اور جو قرآن لے کر آیا۔

سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ- أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ- وَلَا تُخَافِتْ بِهَا، عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ- وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا-

(یعنی جبرئیلؑ یا پیغمبر صاحب کو) سب کو بُرا کہتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو یہ حکم دیا۔ کہ اپنی نماز کو پکار کر نہ پڑھ یعنی قرأت خوب جہر کے ساتھ نہ کر کہ مشرکین سُنیں اور قرآن شریف کو بُرا کہیں اور اتنا آہستہ بھی پڑھ کہ تیرے اصحاب بھی نہ سُنیں۔ بلکہ بیچ بیچ میں پڑھا کر۔

۲۴۷- حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أُنْزِلَ ذَلِكَ فِي الدُّعَاءِ-

ہم سے طلق بن غنام نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا۔ کہ یہ آیت ولا تجھر بصلاتک دُعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ف

ف طبری کی روایت میں ہے۔ کہ تشہد میں جو دعا کی جاتی ہے اس باب میں ہے ممکن ہے کہ یہ آیت دو بار اُتری ہو۔ ایک بار قرأت کے بارے میں اور ایک بار دُعا کے بارے میں اسطرح دونوں روایتوں میں توفیق ہو جائے گی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة الكهف

سُورہ کہف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَقْرِضُهُمْ: تَتْرُكُهُمْ. وَكَانَ لَهُ ثُمُرٌ- ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ، قَالَ غَيْرُهُ: جَمَاعَةُ الثَّمَرِ، بَاخِعٌ: مُهْلِكٌ أَسَفًا: نَدَمًا، الْكَهْفُ: الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ، وَالرَّقِيمُ: الْكِتَابُ، مَرْقُومٌ: مَكْتُوبٌ مِنَ الرَّقْمِ، رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ: أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا، لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا، شَطَطًا: إِفْرَاطًا، مِرْفَقًا كُلُّ شَيْءٍ

مجاہدؒ نے کہا۔ تقرضھم کا معنی انکو چھوڑ دیتا تھا۔ (کترا جاتا تھا) ف وکان لہ ثمر میں ثمر سے مراد سونا روپا ہے۔ دوسروں نے کہا۔ ثمر ثمر (یعنی پھل) کی جمع ہے ف باخع کا معنی ہلاک کرنیوالا۔ اَسفًا ندامت اور رنج سے کہف پہاڑ کا کھوہ یا غار۔ الرقیم کا معنی لکھا ہوا۔ بمعنے مرقوم یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے رقم سے ف ربطنا علٰی قلوبھم اُن کے دلوں میں ہم نے صبر ڈالا (جیسے سورہ قصص میں ہے) لولاان ربطنا علٰی قلبھا (وہاں بھی صبر کے معنی ہیں) شططًا کا معنی حد سے بڑھ جانا

اِرْتَفَقْتَ بِهِ تَزَاوَرُ تَمِيلُ مِنَ الزَّوْرِ وَالْأَزْوَرُ الْأَمْيَلُ فَجْوَةٌ مُتَّسَعٌ وَالْجَمْعُ نَجَوَاتٌ وَفِجَاءٌ مِثْلُ رَكْوَةٍ وَرِكَاءٌ الْوَصِيدُ: الْفِنَاءُ جَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ، وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ، مُؤْصَدَةٌ مُطْبَقَةٌ، آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ، بَعَثْنَاهُمْ: أَحْيَيْنَاهُمْ، أَزْكَى: أَكْثَرُ، وَيُقَالُ أَحَلُّ، وَيُقَالُ: أَكْثَرُ رَيْعًا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أُكُلَهَا، وَلَمْ تَظْلِمْ: لَمْ تَنْقُصْ، وَقَالَ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الرَّقِيمُ: اللَّوْحُ مِنْ رَصَاصٍ، كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِي خِزَانَتِهِ، فَضَرَبَ اللهُ عَلَى آذَانِهِمْ فَنَامُوا، وَقَالَ غَيْرُهُ: وَأَلَتْ تَئِلُ: تَنْجُو، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَوْئِلًا: مُحْرِزًا، لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا: لَا يَعْقِلُونَ۔

مرفق جس چیز پر تکیہ لگائے۔ تزاور، زور سے نکلا ہے یعنی جھک جاتا تھا۔ اسی سے ہے ازور بہت جھکنے والا۔ فجوۃ کا معنی کشادہ جگہ اس کی جمع فجوات اور فجاء ہے جیسے رکوۃ کی جمع رکاء ہے۔ وصید آنگن صحن اسکی جمع وصائد اور وصد ہے بعضوں نے کہا وصید دروازہ۔ مؤصدہ بند کی ہوئی عرب لوگ کہتے ہیں۔ آصد الباب اور اوصد الباب یعنی دروازہ بند کر دیا ف بعثناھم ہم نے انکو زندہ کیا۔ ازکی طعاما یعنی جو بستی کی اکثر خوراک ہے۔ یا جو کھانا خوب حلال کا ہو۔ یا خوب پک کر بڑھ گیا ہو۔ اکلھا میوہ اپنا۔ یہ ابن عباسؓ نے کہا۔ ولم تظلم میوہ کم نہیں ہوا۔ اور سعید بن جبیرؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا۔ رقیم وہ ایک تختی ہے سیسے کی اس پر اُسوقت کے حاکم نے اصحاب کہف کے نام لکھ کر اپنے خزانہ میں ڈالدی تھی ف فضرب اللہ علی اذانھم اللہ نے اُنکے کان بند کر دیئے۔ (اُن پر پردہ ڈالدیا) ابن عباسؓ کے سوا۔ اور لوگوں نے کہا۔ موئلا۔ وال یئل سے نکلا ہے (یعنی نجات پائے) اور مجاہدؒ نے کہا موئلا۔ محفوظ مقام لایستطیعون سمعا۔ عقل نہیں رکھتے۔ ف۔

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ مشہور قرأت وکان لہ ثمر بفتحتا اور میم ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ بضم ثا اور سکون میم ہے۔ ف۳ ابن عباسؓ نے کہا۔ رقیم اس وادی کا نام تھا جہاں اصحاب کہف رہتے تھے سعیدؒ نے کہا۔ رقیم وہ تختہ ہے۔ جس پر اصحاب کہف کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ یہ تختہ غار کے پاس لگا ہوا ہے۔ ف۴ اگرچہ مؤصدۃ کا لفظ اس سورت میں نہیں ہے۔ بلکہ سورہ ہمزہ میں ہے۔ مگر وصید کی مناسبت سے اسکو بھی ذکر کردیا۔ ف۵ اسکو ابن منذر نے وصل کیا۔ یہ تفسیر اُوپر ہوناتھی جہاں رقیم کے معنی بیان کیے ہیں شاید کاتب نے غلطی سے یہاں لکھ دی۔ ف۶ اسکو فریابیؒ نے مجاہد سے وصل کیا۔ یہ تفسیر بالازم ہے۔ کیونکہ عقل کے یہی دو آلے ہیں۔ سمع اور بصر جب آنکھوں پر پردہ، کان بہرے ہوں۔ تو عقل کیا کام کریگی۔ بعضوں نے کہا اعین سے عقل کی آنکھیں مراد ہیں۔

بَابٌ۔ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔

باب اللہ تعالٰی کے اس قول وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔ الآیۃ۔ کی تفسیر

٢٤٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ ابْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ، قَالَ: أَلَا تُصَلِّيَانِ؟ رَجْمًا بِالْغَيْبِ: لَمْ يَسْتَبِنْ، يُقَالُ فُرُطًا: نَدَمًا، سُرَادِقُهَا: مِثْلُ السُّرَادِقِ، وَالْحُجْرَةُ الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ، يُحَاوِرُهُ: مِنَ الْمُحَاوَرَةِ. لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي: أَيْ لٰكِنْ أَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي، ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ وَأَدْغَمَ إِحْدَى النُّونَيْنِ فِي الْأُخْرَى. وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا: تَقُولُ بَيْنَهُمَا نَهَرًا، زَلَقًا: لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ. هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ: وَلِيُّ الْوَلِيِّ وِلَاءً، عُقْبًا: عَاقِبَةٌ، وَعُقْبَى وَعُقْبَةٌ وَاحِدٌ وَهِيَ الْآخِرَةُ، قِبَلًا وَقُبُلًا وَقَبَلًا: اسْتِئْنَافًا، لِيُدْحِضُوا: لِيُزِيلُوا، الدَّحْضُ: الزَّلَقُ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے کہا ہم سے والد نے۔ انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ کہا مجھ کو امام زین العابدین علی بن حسین نے خبر دی۔ اُنکو اُن کے والد امام حسین رضؓ نے انہوں نے حضرت علی رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُن کے اور حضرت فاطمہ رضؓ کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا۔ تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے۔ (اخیر حدیث تک) ف رَجْمًا بِالْغَيْبِ یعنی سُنی سُنائی۔ انکو خود کچھ علم نہیں۔ فُرُطًا یعنی ندامت، شرمندگی سُرَادِقُهَا یعنی قناتوں کیطرح۔ سب طرف سے اُن کو آگ گھیر لے گی جیسے کوٹھڑی کو سب طرف سے خیمے گھیر لیتے ہیں یُحَاوِرُہٗ۔ محاورہ سے نکلا ہے۔ (یعنی گفتگو کرنا تکرار کرنا) لٰکِنَّا ہُوَ اللّٰہُ رَبِّی اصل میں لٰکِنْ اَنَا ہُوَ اللّٰہُ رَبِّی، اَنَا کا ہمزہ حذف کر کے نون کو نون میں ادغام کر دیا۔ لٰکِنَّا ہو گیا۔ خِلٰلَہُمَا نَہَرًا۔ یعنی بَیْنَہُمَا۔ اُن کے بیچ میں زَلَقًا چکنا، صاف، جس پر پاؤں پھسلے (جمے نہیں) ہُنَالِکَ الْوَلَایَۃُ۔ ولایۃ ولی کا مصدر ہے۔ عُقْبًا۔ عاقبت اس طرح عُقْبٰی اور عُقْبَۃٌ سب کا ایک معنے ہے۔ یعنی آخرت قِبَلًا، قُبُلًا اور قَبَلًا تینوں طرح پڑھا ہے (یعنی سامنے آنا۔ اور لِیُدْحِضُوْا۔ دَحْض سے نکلا ہے۔ یعنی پھسلانا۔ مطلب یہ ہے کہ حق بات کو ناحق کریں۔

ف یہ پوری حدیث باب التہجد کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔ امام بخاریؒ نے اتنا ٹکڑا بیان کر کے پوری حدیث کیطرف اشارہ کر دیا۔ اسکا تتمہ یہ ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ وہ جب ہم کو جگانا چاہے گا۔ جگا دے گا۔ یہ جواب سُن کر آپ لوٹ گئے۔ اور کچھ نہیں فرمایا۔ اور ران پر ہاتھ مار کر یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔

بَابُ قَوْلِهِ: وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَبْلُغَ مَجْمَعَ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتَاہُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ۔ الآیہ۔ کی تفسیر۔

الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا - زَمَانًا وَجَمْعُهُ أَحْقَابٌ -	حُقُبًا۔ کا معنی زمانہ۔ اس کی جمع اَحقاب ہے بعضوں نے کہا حقب اسی یا ستر سال کا ہوتا ہے۔
۲۴۹ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَى صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ، حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا، فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، قَالَ مُوسَى: يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ؟ قَالَ: تَأْخُذُ مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ حَتَّى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا فَنَامَا، وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا - وَأَمْسَكَ اللهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ	ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا مجھ کو سعید بن جبیر نے خبر دی کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہا نوف بکالی کہتا ہے (جو کعب احبار کا بیٹا تھا) جو موسیٰ خضر سے ملے تھے۔ وہ بنی اسرائیل کے موسیٰ نہ تھے۔ (بلکہ دوسرے شخص تھے موسیٰ بن میشا بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب) انہوں نے کہا۔ جھوٹا ہے۔ اللہ کا دشمن مجھ سے خود ابی بن کعب (صحابی) نے بیان کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطبہ سنایا۔ کسی نے اُن سے پوچھا۔ اب لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے انہوں نے کہا۔ میں۔ ایسا کہنے پر اللہ نے اُن پر عتاب فرمایا۔ ان کو چاہئے تھا۔ اللہ پر سونپ دینا۔ (یوں کہتا اللہ جانتا ہے) تب اللہ نے اُن پر وحی بھیجی۔ کہ جہاں دو دریا (فارس، روم) کے ملتے ہیں۔ وہاں میرا ایک بندہ (خضرؑ) ہے جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ پروردگار! میں اس بندے تک کیسے پہنچوں وہ حکم ہوا۔ زنبیل میں ایک مچھلی رکھ لے۔ پھر جہاں پر یہ مچھلی گم ہو جائے (زندہ ہو کر دریا میں اچک جائے) وہیں وہ بندہ تجھ سے ملیگا حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا مچھلی (مردہ نمک میں لگی ہوئی) زنبیل میں رکھی۔ اور خضرؑ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ اُن کیساتھ انکے خادم حضرت یوشع بھی گئے۔ جب صخرے (پتھر) کے پاس پہنچے۔ اپنا سر اس پر رکھ کر سو گئے۔ اُدھر مچھلی زنبیل میں تڑپی۔ اور تڑپ کر دریا میں جا گری۔ اس نے دریا کا عجیب رستہ لیا۔ جہاں یہ مچھلی گئی۔ وہاں اللہ نے پانی کی روانی روک دی۔ پانی ایک طاق کیطرح اس پر بن گیا۔ یہ حال یوشع اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جب

مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ- آتِنَا غَدَاءَنَا
لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ
وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ
الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُ
فَتَاهُ- أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ
فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا
الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ
فِي الْبَحْرِ عَجَبًا- قَالَ: فَكَانَ لِلْحُوتِ
سَرَبًا وَلِمُوسَى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا، فَقَالَ
مُوسَى- ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي، فَارْتَدَّا
عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا- قَالَ: رَجَعَا
يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ
فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى ثَوْبًا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ
مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرُ: وَأَنَّى بِأَرْضِكَ
السَّلَامُ، قَالَ: أَنَا مُوسَى، قَالَ: مُوسَى بَنِي
إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي
مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا- قَالَ إِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا- يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى
عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ
أَنْتَ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ
عَلَّمَكَ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ، فَقَالَ مُوسَى-
سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي
لَكَ أَمْرًا- فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: فَإِنِ
اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى
أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا، فَانْطَلَقَا
يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَمَرَّتْ
سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا

موسیٰؑ جاگے۔ تو یوشع مچھلی کا قصہ اُن سے کہنا بھول گئے۔ اور موسیٰؑ اور یوشع باقی رات، دن اور چلتے رہے۔ دوسرے دن موسیٰؑ نے یوشع سے کہا (اَرے یار) ذرا ناشتہ تو نکالو۔ ہم تو اس سفر سے بالکل تھک گئے ہیں (آنحضرتؐ نے فرمایا) موسیٰؑ کو تھکن اسوقت سے شروع ہوئی جب اس مقام سے وہ آگے بڑھ گئے۔ جہاں تک جانیکا اللہ نے اُنکو حکم دیا تھا خیر یوشع نے اسوقت کہا۔ اجی میاں! ہم نے جب (کل) پتھر کے پاس دم لیا تھا۔ تو (وہاں مچھلی کا قصہ گزرا۔ لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ) میں تو تم سے مچھلی کا قصہ کہنا ہی بھول گیا۔ اور شیطان ہی نے مجھ کو یہ قصہ کہنا بھلا دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ لیا موسیٰ اور یوشع کو (مچھلی کا نشان جو پانی میں اب تک موجود تھا) دیکھ کر تعجب ہوا۔ موسیٰؑ نے کہا۔ ارے یار۔ یہی تو ہمارا مطلب تھا (ہم ناحق آگے بڑھ گئے۔) خیر اب دونوں اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے۔ اپنے قدموں کے نشان دیکھتے جاتے اور چلتے جاتے۔ یہانتک کہ پھر اسی پتھر کے پاس پہنچے۔ وہاں ایک شخص کو دیکھا۔ کہ کپڑا اوڑھے لپٹے بیٹھا ہے۔ موسیٰؑ نے اسکو سلام کیا۔ وہ کہنے لگا۔ (تم کون ہو) تمہارے مُلک میں سلام کی رسم کہاں سے آئی۔ کہا میں موسیٰ ہوں۔ اُس نے کہا۔ بنی اسرائیل کے موسیٰ۔ کہا۔ ہاں میں تمہارے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تم کو جو ہدایت کی باتیں اللہ نے سکھلائی ہیں۔ وہ مجھ کو بتلادو۔ اُس نے کہا تم سے بھلا وہ باتیں دیکھ کر صبر کیسے ہوگا۔ سنو موسیٰ! بات یہ ہے کہ اللہ نے مجھے ایک قسم کا علم دیا ہے جسکو تم پوری طرح نہیں جانتے ؂ اور تم کو ایک قسم کا علم دیا ہے جسکو میں پوری طرح سے نہیں جانتا۔ ؂ مُوسیٰؑ نے کہا۔ میں انشاءاللہ صبر کرونگا۔ اور کسی بات میں تم سے اختلاف نہیں کرونگا۔ خضرؑ نے کہا۔ اچھا اگر تم میرے ساتھ ہوتے ہو۔ تو میری کسی بات پر کوئی اعتراض نہ کرنا جب تک خود اسکی حقیقت تم سے بیان نہ کروں (موسیٰؑ نے یہ منظور کیا)

الخَضِرَ فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ، فَلَمَّا
رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالْخَضِرُ
قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ
بِالْقَدُومِ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: قَوْمٌ حَمَلُونَا
بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ
فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ
شَيْئًا إِمْرًا - قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا - قَالَ: لَا تُؤَاخِذْنِي
بِمَا نَسِيتُ وَ لَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي
عُسْرًا - قَالَ: وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَ كَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى
نِسْيَانًا: قَالَ: وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ
عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ
نَقْرَةً، فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ: مَا عِلْمِي
وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ مَا
نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هَذَا الْبَحْرِ،
ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ، فَبَيْنَا هُمَا
يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ
غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَأَخَذَ الْخَضِرُ
رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ،
فَقَالَ لَهُ مُوسَى - أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً
بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا -
قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ
مَعِيَ صَبْرًا - قَالَ: وَهَذَا أَشَدُّ مِنَ
الْأُولَى - قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ
بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ
لَدُنِّي عُذْرًا - فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا

اور دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے۔ اتنے میں ایک کشتی دکھائی دی۔ کشتی والوں نے خضرؑ کو پہچان کر بے نول (بے کرایہ) انکو بٹھالیا۔ (انکے کہنے سے موسیٰؑ اور یوشعؑ کو بھی سوار کر لیا)۔ جب سب کشتی پر چڑھ گئے۔ تو تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔ تو خضرؑ نے کیا کیا۔ بسولا لیکر کشتی کا ایک تختہ نکال دیا۔ اور اسکو عیب دار کر دیا۔ موسیٰؑ سے صبر نہ ہو سکا۔ کہنے لگے۔ ان کشتی والوں نے تو ہم پر احسان کیا۔ بے نول ہمکو بٹھالیا۔ اور تونے (احسان کا بدلہ) یہ کیا کہ انکی کشتی خراب کر دی۔ تونے انکو ڈبونا چاہا۔ واہ، وا۔ یہ تو تم نے عجیب کام کیا۔ خضرؑ نے کہا۔ کیا میں نہیں کہتا تھا۔ کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکیگا۔ موسیٰؑ نے کہا۔ معاف کرو۔ میں بھول گیا۔ ایسی سختی بھی مجھ پر نہ کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ یہ اعتراض تو موسیٰؑ نے بیشک بھولے سے کیا تھا (انکو اپنی شرط کا خیال نہ رہا) آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایک چڑیا آئی۔ اس نے جہاز کے کنارے بیٹھ کر سمندر میں چونچ ماری۔ خضرؑ نے کہا۔ موسیٰؑ میرے اور تمہارے علم کی اللہ کے علم کے سامنے یہی مثال ہے۔ اس چڑیا نے اپنی چونچ میں سمندر کا کتنا پانی لیا۔ اتنا ہی ہم تم دونوں نے اللہ کے دریائے علم میں سے لیا ہے۔ خیر پھر وہ جہاز سے نکلے اور سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے۔ راستہ میں خضرؑ نے کیا کیا۔ ایک لڑکے کو دیکھا۔ جو دوسرے لڑکوں کیساتھ کھیل رہا تھا ف خضرؑ نے کیا کیا۔ اس کا سر پکڑ کر گردن سے اکھاڑا اسکو مار ڈالا موسیٰؑ سے رہا نہ گیا۔ کہنے لگے (اے بھائی!) یہ تو نے کیا کیا۔ ایک ناحق خون کا مرتکب ہوا۔ یہ تو بڑی خراب بات ہے۔ خضرؑ نے کہا میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکیگا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا۔ یہ کام تو پہلے کام سے بھی زیادہ سخت تھا۔ ف موسیٰؑ نے کہا خیر جو ہونا تھا۔ وہ ہوا۔ اب اگر میں تجھ پر کوئی عذر کروں۔ تو میرا ساتھ چھوڑ دینا۔ بیشک تیرا

أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ - قَالَ: مَائِلٌ، فَقَامَ الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ مُوسَى: قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا - لَوْشِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا - قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ - إِلَى قَوْلِهِ - ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا - فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ اللهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا، قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ - وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ - وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ -

عذر معقول ہے۔ خیر پھر دونوں چلے۔ چلتے چلتے ایک بستی میں پہنچے وہاں کے لوگوں سے کھانے کا سوال کیا۔ انہوں نے کھانا نہیں کھلایا (ضیافت سے انکار کیا) اتفاق سے وہاں ایک دیوار (پرانی ہوکر) گرا ہی چاہتی تھی۔ خضرؑ نے ہاتھ سے اسکو سیدھا کر دیا یہ انکی کرامت تھی) موسیٰؑ کہہ اُٹھے (واہ وا) ان لوگوں کے ملک میں ہم آئے (مسافر تھے) انہوں نے ہم کو کھانا تک نہیں کھلایا۔ ضیافت نہیں کی ف توچاہتا تو اسکی مزدوری اُنسے لے لیتا اسی سے ہم اپنا کھانا کرتے۔ خضرؑ نے کہا۔ بس جُدائی کی گھڑی آن پہنچی۔ اخیر قصے ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا تک آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ہم کو تو آرزو رہ گئی۔ کاش! موسیٰؑ صبر کئے رہتے (خاموش رہتے) تو اللہ دونوں کے اور زیادہ حالات (عجائبات) ہم سے بیان کرتا۔ سعید بن جبیرؒ نے کہا۔ ابن عباسؓ یوں پڑھتے۔ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا ف اور یوں پڑھتے۔ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ ف

ف ۱: حالانکہ نوف مسلمان تھے۔ مگر حدیث کے خلاف کہنے پر اُن کو ابن عباس رضہ نے اللہ تعالیٰ کا دشمن قرار دیا بعضوں نے کہا تغلیظاً کہا۔ اور معنیٰ حقیقی مراد نہیں ہیں۔ غرض حدیث کے خلاف چلنے والوں کو اللہ کا دشمن کہہ سکتے ہیں۔

ف ۲: دیکھنا چاہیئے کہ علم کیسی نعمت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنتے ہی کہ خضر علیہ السلام کو مجھ سے زیادہ علم ہے۔ تو اُن سے ملنے کی فکر کی۔ اور ہر قسم کی تکلیفِ سفر کو برداشت کیا۔ علم ایسی چیز ہے جس کے لئے انسان مشرق سے مغرب کا سفر کرے۔ تو بھی بہت نہیں علم ہی سے دنیا کی تمام قومیں دوسری قوموں کی، جو بے علم تھے۔ سرتاج و سربراہ بن گئیں۔ افسوس! ہمارے زمانہ میں جیسی بے قدری علم اور علماءِ کرام کی مسلمانوں میں ہے۔ ویسی کسی قوم میں نہیں ہے علم حاصل کرنے کیلئے سفر کرنا تو کجا اگر کوئی عالم اُن میں کہیں سے آجاتا ہے۔ تو اُلٹے یہ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اس کے نکالنے اور معزول کرانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ عالم اپنے علم کی وجہ سے جاہلوں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اور یہ سمجھنا حق بجانب ہے۔ اس لئے جاہل یہ نہیں چاہتے۔ کہ عالم کو کوئی درجہ، عہدہ یا مرتبہ حاصل ہو۔ کیونکہ عالم کے سامنے تحریر اور تقریر ہر مسئلہ میں انکو دبا رہنا پڑتا ہے۔ یا اللہ! اہل یورپ کیطرح، ہمارے بادشاہوں، نوابوں، رئیسوں کو علم اور کمال حاصل کرنے کا، حکماء اور علماء کی قدر و منزلت کرنے کا شوق عطا فرما۔ ف ۳: تمہارا طریقہ اور، میرا طریقہ اور، میں خاص باتوں پر اللہ تعالیٰ کیطرف سے مامور ہوں تم ہدایتِ عام کے لئے بھیجے گئے ہو۔ ہر بات پر اعتراض کرو گے جس کو تم بظاہر

خلاف شرع پاؤ گے۔ میں کہاں تک تم کو سمجھاتا رہوں گا۔ ف۴: بعضے صوفیوں نے اس حدیث کی شرح میں یوں کہا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صرف شریعت کا علم تھا۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کو حقیقت کا۔ اور ہمارے پیغمبر صاحب کو دونوں علم ملے تھے۔ میں کہتا ہوں۔ یہ تقریر درست نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُولُوالعزم انبیاء کرام میں سے تھے۔ انکو تو حقیقت کا علم نہ ہوا اور ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اولیاء اللہ کو نہ جانے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اسیطرح حضرت خضرؑ کو شریعت کا علم تو بالکل نہ ہو۔ تو حقیقت کا علم کیسے ہوگا۔ حقیقت بغیر شریعت کے زندقہ اور الحاد ہے۔ ف۵ کہتے ہیں اس کا نام جیسور، میسور، منسور، میسون یا شمعون تھا۔ ف۶ پہلا تو مال کا نقصان تھا۔ یہ جان کا نقصان ف۷ انطاکیہ، یا آذربیجان، ایلہ، برقہ، ناصرہ یا اُندلس۔ ف۸ انکی دیوار مفت درست کر دینا کیا ضرورت تھا۔ ف۹ مشہور قرأت میں صالحہ کا لفظ نہیں ہے۔ ف۱۰ مشہور قرأت یوں ہے اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ۔

بَابُ قَوْلِهِ. فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا. مَذْهَبًا. يَسْرِبُ: يَسْلُكُ وَمِنْهُ. وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ.

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا سَرَب (بفتحتین) رستہ یعنی مذہب، طریق۔ اسی سے ہے سَارِبٌ بِالنَّهَارِ یعنی دن کو رستہ چلنے والا۔

۲۵۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى ابْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ إِذْ قَالَ: سَلُونِي، قُلْتُ: أَيْ أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ: إِنَّ بِالْكُوفَةِ رَجُلًا قَاصًّا يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِي قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِي: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي أُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو ابن جریج نے۔ کہا مجھ کو یعلیٰ بن مسلم نے اور عمرو بن دینار نے خبر دی۔ ان دونوں نے سعید بن جبیرؓ سے۔ ایک دوسرے پر کچھ زیادہ کرتے ہیں۔ ابن جریج نے کہا میں نے اوروں سے بھی سنا۔ وہ بھی سعید بن جبیر سے نقل کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم ابن عباسؓ کے پاس اُن کے گھر بیٹھے تھے۔ اتنے میں انہوں نے کہا۔ مجھ سے (دین کی باتیں جو پوچھنا چاہتے ہو) پوچھو۔ میں نے کہا۔ ابو عباسؓ میں تم پر صدقے۔ کوفہ میں ایک واعظ ہے جسکو نوف بکالی کہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ جو موسیٰ خضرؑ سے ملے تھے وہ بنی اسرائیل کے موسیٰ (مشہور پیغمبر) نہ تھے۔ ابن جریج نے کہا عمرو بن دینار نے یوں روایت کیا۔ ابن عباسؓ یہ سنکر کہا کمبخت جھوٹا ہے اللہ کا دشمن اور یعلیٰ نے یوں کہا۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ مجھ سے ابی بن کعبؓ نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا آنحضرتؐ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتَّى إِذَا فَاضَتِ الْعُيُونُ وَ رَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلَّى فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْ رَسُولَ اللهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ؟ قَالَ: لَا، فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللهِ، قِيلَ: بَلَى، قَالَ: أَيْ رَبِّ، فَأَيْنَ؟ قَالَ: بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ: أَيْ رَبِّ اجْعَلْ لِي عَلَمًا أَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ لِي عَمْرٌو، قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ، وَقَالَ لِي يَعْلَى: قَالَ خُذْ حُوتًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ: لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ، قَالَ مَا كَلَّفْتَ كَثِيرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ۔ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ۔ يُوشَعَ بْنَ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرْيَانَ إِذْ تَضَرَّبَ الْحُوتُ وَمُوسَى نَائِمٌ، فَقَالَ فَتَاهُ لَا أُوقِظُهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْقَظَ فَنَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْحُوتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ، قَالَ لِي عَمْرٌو، هٰكَذَا كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَالَّتِي تَلِيَانِهِمَا۔ لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۔ قَالَ:

نے فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ جو اللہ کے پیغمبر تھے۔ انہوں نے ایک دن وعظ کیا جب لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور دل پگھل گئے۔ تو موسیٰؑ پیٹھ موڑ کر چلے (وعظ ختم کیا) ایک شخص (نام نامعلوم) اُن سے جا کر ملا۔ کہنے لگا۔ اللہ کے پیغمبر یہ تو بتلاؤ۔ ساری زمین میں تم سے زیادہ علم والا بھی کوئی ہے انہوں نے کہا نہیں۔ اس بات پر اللہ نے موسیٰؑ پر عتاب فرمایا۔ اُن کو چاہیئے تھا۔ یوں کہنا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ (مجھے کیا معلوم) تب موسیٰؑ سے کہا۔ تم سے بڑھ کر ایک عالم موجود ہے۔ موسیٰؑ نے پوچھا۔ کہاں۔ حکم ہوا جہاں دو سمندر (فارس، روم) کے ملتے ہیں موسیٰؑ نے کہا۔ پروردگار کوئی ایسی نشانی بتلا جس سے میں اُس شخص تک پہنچ جاؤں۔ ابن جریج کہتے ہیں۔ اَب عمرو بن دینار نے یوں روایت کیا۔ حکم ہوا۔ جہاں پر مچھلی تیری (زنبیل سے) چل دے اور یعلی نے یوں روایت کیا۔ حکم ہوا۔ ایک مُردہ مچھلی ساتھ رکھ لے۔ جہاں پر اسمیں جان پڑ جائے ف۱ آخر موسیٰؑ نے ایک مچھلی ف۲ اپنی ٹوکری میں رکھی۔ اور اپنے خادم یوشع سے کہا میں تجھ کو اتنی تکلیف دیتا ہوں ف۳ جہاں یہ مچھلی (زنبیل سے) نکل کر چل دے۔ وہیں مجھ کو خبر دینا۔ خادم نے کہا۔ یہ کونسی بڑی تکلیف ہے۔ (میں ضرور خبر دونگا) اللہ کے اس قول وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتَاهُ سے یہی مراد ہے۔ فتا سے یوشع بن نون مُراد ہیں۔ سعید بن جبیرؓ نے (اپنی روایت میں) یوشع کا نام نہیں لیا۔ خیر موسیٰؑ ایک پتھر کے سائے سیلی جگہ میں بیٹھے سو گئے تھے۔ اتنے میں مچھلی زنبیل میں تڑپی (تڑپ کر دریا میں جا رہی) خادم نے (دل میں) کہا۔ موسیٰؑ کو جگانے سے کیا فائدہ۔ جب بیدار ہونگے۔ تو کہہ دونگا جب مُوسٰیؑ بیدار ہوئے۔ تو خادم یہ حال کہنا بھول گیا۔ مچھلی تو تڑپ کر دریا میں چل دی۔ اور اللہ نے اپنی قدرت سے دریا کی روانی اس پر روک دی ف۴ اور مچھلی کا نشان پتھر پر (جس پر سے گئی تھی) بن گیا۔ ابن جریج کہتے ہیں۔ عمرو بن دینار نے مجھ سے یوں ہی

قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ، لَيْسَتْ هٰذِهِ عَنْ سَعِيدٍ، أَخْبَرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا، قَالَ لِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: عَلَى طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ، قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: مُسَجًّى بِثَوْبِهِ: قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ، وَطَرَفُهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: هَلْ بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ؟ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا مُوسَى، قَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَمَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا، قَالَ: أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ، وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ يَا مُوسَى؟ إِنَّ لِي عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَعْلَمَهُ، فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ، وَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا عِلْمِي وَعِلْمُكَ فِي جَنْبِ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا كَمَا أَخَذَ هٰذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ هٰذَا السَّاحِلِ الْآخَرِ عَرَفُوهُ، فَقَالُوا: عَبْدُ اللّٰهِ الصَّالِحُ، قَالَ: قُلْنَا لِسَعِيدٍ: خَضِرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتِدًا، قَالَ مُوسَى: أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا. قَالَ مُجَاهِدٌ: مُنْكَرًا.

روایت کیا۔ کہ اُسکا نشان پتھر پر بن گیا۔ اور دونوں انگوٹھوں اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر ایک حلقہ کیطرح اسکو بتلایا ف ہم تو بھائی اس سفر سے تھک گئے تب خادم نے کہا۔ اللہ نے تمہاری تھکن دُور کر دی ف ابن جریج نے کہا۔ یہ فقرہ (اللہ نے تمہاری تھکن دُور کر دی) سعید کی روایت میں نہیں ہے۔ پھر موسیٰؑ اور اُن کے خادم دونوں لوٹے (مچھلی کی جگہ پر آئے) وہاں خضرؑ سے مُلاقات ہوئی۔ ابن جریج نے کہا عثمان بن ابی سلیمان نے یوں روایت کی کہ خضرؑ ایک سبز زین پوش پر عین دریا میں بیٹھے ہوئے تھے اور سعید بن جبیر نے یوں روایت کیا۔ اپنا کپڑا اوڑھے لپٹے کپڑے کا ایک سرا تو انکے پاؤں تلے تھا۔ دوسرا سرا سر کے تلے۔ خیر موسیٰؑ نے انکو سلام کیا خضرؑ نے منہ پر سے کپڑا ہٹایا۔ پوچھا اس سرزمین میں سلام کا رواج کہاں ہے۔ (وہ مُلک کافروں کا ہوگا) تم کون ہو۔ موسیٰؑ نے کہا میں موسیٰ ہوں خضرؑ نے پوچھا۔ بنی اسرائیل کے موسیٰؑ۔ انہوں نے کہا۔ ہاں خضرؑ نے کہا تم کیوں آئے۔ کیا مطلب ہے موسیٰؑ نے کہا میں اس غرض سے آیا ہوں کہ اللہ نے جو ہدایت کا علم تم کو دیا ہے۔ اسمیں سے کچھ مجھ کو بھی سکھلاؤ۔ خضرؑ نے کہا موسیٰ تمکو یہ بس نہیں ہے کہ اللہ نے تم کو توراۃ عنایت فرمائی۔ تم پر وحی اُترا کرتی ہے۔ موسیٰؑ بات یہ ہے کہ مجھ کو ایک علم ہے جس کا (پورا پورا) سیکھنا تم کو سزاوار نہ ہوگا۔ اور تم کو ایک علم ہے۔ جسکا (پورا پورا) سیکھنا میرے لئے مناسب نہ ہو گا ف اتنے میں ایک پرندہ آیا۔ اس نے اپنی چونچ سے سمندر کا کچھ پانی پی لیا۔ خضرؑ نے کہا۔ خدا کی قسم، ہم اور تم دونوں کے علم کی اللہ کے علم سے ایسی ہی نسبت ہے۔ جیسے اس پرندے نے جو پانی لیا۔ اسکی نسبت سمندر سے ف دونوں رستہ میں ایک کشتی پر چڑھ گئے۔ وہاں چھوٹی چھوٹی کشتیاں تھیں جو لوگوں کو ایک بندر سے دوسرے بندر تک لے جاتی تھیں۔ (سمندر کے کنارے کنارے چلتی رہتیں)۔ کشتی والوں نے خضرؑ کو پہچانا

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ
صَبْرًا - كَانَتِ الأُولَى نِسْيَانًا، وَالْوُسْطَى
شَرْطًا، وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا - قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي
بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي
عُسْرًا - لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ: قَالَ يَعْلَى:
قَالَ سَعِيدٌ: وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ فَأَخَذَ
غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيفًا فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ
بِالسِّكِّينِ - قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً
بِغَيْرِ نَفْسٍ - لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَابْنُ
عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً زَاكِيَةً
مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَاكِيًا - فَانْطَلَقَا
فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ
قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هَكَذَا، وَرَفَعَ يَدَهُ
فَاسْتَقَامَ، قَالَ يَعْلَى: حَسِبْتُ أَنَّ
سَعِيدًا قَالَ: فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ -
لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا - قَالَ
سَعِيدٌ: أَجْرًا نَأْكُلُهُ - وَكَانَ وَرَاءَهُمْ
مَلِكٌ - وَكَانَ أَمَامَهُمْ، قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ
أَمَامَهُمْ مَلِكٌ، يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ
سَعِيدٍ أَنَّهُ هُدَدُ بْنُ بُدَدٍ، الْغُلَامُ
الْمَقْتُولُ: يَزْعُمُونَ اسْمُهُ جَيْسُورُ -
مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا - فَأَرَدْتُ
إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدَعَهَا لِعَيْبِهَا
فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا
وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ سَدُّوهَا بِقَارُورَةٍ،
وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ بِالْقَارِ، كَانَ أَبَوَاهُ
مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ كَافِرًا - فَخَشِينَا أَنْ

کہنے لگے۔ یہ اللہ کے نیک بندے ہیں یعلی نے کہا ہم نے سعید
سے یوں کہا یعنی خضرؑ۔ انہوں نے کہا۔ ہاں کشتی والوں نے
کہا ہم ان سے کرایہ نہیں لیں گے۔ (اور مفت انکو سوار کر لیا) خضرؑ
نے کیا کیا۔ کشتی کا ایک تختہ چیر ڈالا (اسمیں سوراخ کر دیا۔ پھر
پانی بند کرنے کیلئے) اسمیں ایک میخ ٹھونک دی (کشتی کو
عیب دار کر دیا) موسیٰؑ نے اسی وقت اعتراض کیا کہنے لگے
(واہ جی واہ آپ نے یہ کیا کیا) کشتی میں سوراخ کر دیا۔ آپ کا
مطلب یہ تھا کشتی والوں کو ڈبا دیں۔ (نیکی کا بدلہ برائی) یہ تو
عجیب کام کیا۔ مجاہدؒ نے امرًا کا معنی برا کام کیا۔ خضرؑ نے کہا کہ
میں نہیں کہتا تھا تم سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا حقیقت
میں پہلا اعتراض تو موسیٰؑ نے بھولے سے کیا تھا۔ اور دوسرا
اعتراض پر انہوں نے خود شرط کی۔ کہ اگر اب سے اعتراض کروں
تو مجھ کو ساتھ نہ رکھنا۔ اور تیسرا اعتراض انہوں نے جان بوجھ کر کیا
ف۔ خیر موسیٰؑ نے کہا۔ بھائی میں بھول گیا تھا۔ بھول چوک پر گرفت
نہ کرو۔ اور اتنی سختی مجھ پر مت ڈالو۔ بعد اس کے دونوں نے ایک
بچے کو دیکھا۔ خضرؑ نے اسکو مار ڈالا۔ یعلیٰ نے سعید سے یوں روایت کیا
کہ خضرؑ نے بچوں کو دیکھا۔ جو کھیل رہے تھے۔ انہوں نے کیا کیا
ایک کافر اچھے عقلمند (یا پیارے) بچے کو لیکر لٹایا۔ اور چھری سے اسکا
گلا کاٹ ڈالا۔ موسیٰؑ نے کہا۔ اجی تم نے یہ کیا کیا۔ ناحق ایک جان کا
خون کیا۔ ابھی اُس جان نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا تھا۔ (معصوم جان
تھی) ابن عباسؓ نے اس آیت میں دونوں طرح پڑھا ہے نفسًا
زکیۃً اور نفسًا زاکیۃً۔ زاکیۃ کا معنی اچھا خاصا۔ ف (یا مسلمان جیسے
کہتے ہیں۔ غلامًا زکیًا۔ ف۔ خیر پھر دونوں روانہ ہوئے۔ (ایک بستی
میں پہنچے) ایک دیوار دیکھی جو گرا ہی چاہتی تھی خضرؑ نے اس کو
سیدھا کر دیا۔ سعید نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا۔ یعنی خضرؑ نے
ہاتھ سے اسکو سیدھا کر دیا۔ یعلیٰ نے کہا میں سمجھتا ہوں سعید نے
یوں کہا۔ کہ خضرؑ نے اس پر ہاتھ پھیرا۔ تو وہ دیوار سیدھی ہو گئی موسیٰؑ

يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا - أَنْ يَحْمِلَهُمَا حُبُّهُ عَلَى أَنْ يُتَابِعَاهُ عَلَى دِينِهِ - فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا - لِقَوْلِهِ - أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً - وَأَقْرَبَ رُحْمًا: هُمَا بِهِ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالأَوَّلِ الَّذِي قَتَلَ خَضِرٌ، وَزَعَمَ غَيْرُ سَعِيدٍ أَنَّهُمَا أُبْدِلَا جَارِيَةً - وَأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ -

نے اعتراض کیا خضرؑ سے کہنے لگے۔ تم چاہتے تو اسکی مزدوری لے سکتے تھے سعید نے کہا: اس مزدوری سے اپنا کھانا کرتے۔ اَب یہ جو قرآن میں ہے۔ وَكَانَ وَرَآءَهُمْ تو وَرَاءَهُمْ کا معنیٰ اَمَامَهُمْ یعنی انکے آگے۔ ابن عباسؓ نے وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ پڑھا ہے۔ ابن جریج نے کہا۔ راویوں نے سعید کے سوا اوروں سے یوں نقل کیا۔ کہ اس بادشاہ کا نام ف۱۰ ھدد بن بدد تھا۔ اور وہ لڑکا جسکو خضرؑ نے مار ڈالا۔ اُسکا نام جیسور تھا خضرؑ نے موسیٰؑ سے کشتی خراب کرنیکی یہ غرض بیان کی۔ کہ میرا مطلب یہ تھا۔ کہ جب کشتی ظالم بادشاہ کے سامنے جائے۔ تو عیب دار سمجھ کر اُسکو چھوڑ دے۔ آگے بڑھ کر یہ کشتی والے اسکو درست کرلیں۔ اور اُس سے فائدہ اٹھائیں۔ بعضے راویوں نے یوں بیان کیا ہے کہ جب وہ (اُس بادشاہ کے آگے بڑھے) تو یہ سوراخ ایک شیشہ لگا کر بند کر دیا ف۱۲ بعضوں نے کہا۔ ڈامر لگا کر بند کر دیا۔ كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ یعنی اس لڑکے کے ماں باپ ایماندار تھے۔ اور لڑکے کی قسمت میں (بڑے ہوکر) کافر ہونا لکھا تھا۔ ف۱۳ تو ہم ڈرے کہیں اپنے ماں اور باپ کو بھی شرارت و کفر میں نہ پھنسائے۔ والدین لڑکے کی محبت سے کفر میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ ہم نے یہ چاہا۔ کہ اللہ اس سے بڑھ کر انکو اچھا، پاک و صاف لڑکا دے۔ خضرؑ نے پاک صاف لڑکا اس لئے کہا۔ کہ موسیٰؑ نے بھی اُن پر یہی اعتراض کیا تھا۔ کہ تو نے ایک پاک صاف (معصوم) جان کا خون کیا۔ اَقْرَبَ رُحْمًا۔ کا معنیٰ یہ ہے کہ اُس دوسرے لڑکے پر والدین پہلے لڑکے سے بھی زیادہ مہربان ہوں گے جسکو خضرؑ نے قتل کر ڈالا۔ سعید کے سوا اور راویوں نے یوں کہا ہے کہ اس لڑکے کے بدل اُنکے والدین کو لڑکی ملی۔ ف۱۴ اور داؤد بن ابی عاصم نے کئی شخصوں سے ایسا ہی روایت کیا کہ انکو لڑکی ملی ف۱۵

ف۱:۔ وہیں وہ شخص ملے گا۔ ف۲ تل کر نمک لگا کر۔ ف۳ اس مچھلی کا خیال رکھیو۔ ف۴ یعنی مچھلی دریا میں جب چلی جاتی ہے۔ تو پھر پانی مل کر برابر ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ روانگی رُک گئی۔ پانی ایک طاق کیطرح بن گیا اور مچھلی کا نشان اُس کے اندر باقی رہ گیا۔ بعضوں نے کہا۔ پانی بہنا موقوف ہو گیا۔ اور مچھلی کے گرد پانی تھم کر رہ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کوئی چیز اسمیں گئی ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ سمندر کا پانی بہتا نہیں ہے۔ ف۵ بیدار ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام باقی۔

رات اور دن چلتے رہے۔ آخر کہنے لگے۔ ف۶ تم اپنے مطلب کو پہنچ گئے اور مچھلی کا قصہ بیان کیا۔ ف۷ پورے پورے کی قید اس لئے بڑھائی کہ آخر شریعت کا ضروری علم تو ہر شخص کے لئے ضرور ہے۔ اتنا تو حضرت خضر علیہ السلام بھی ضرور جانتے ہوں گے اسیطرح علم باطن بھی بقدر ضرورت ہر پیغمبر کو ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ضرور اس سے واقف ہوں گے ف۸ اس کے بعد موسیٰ نے اصرار کیا۔ کہ مجھے اپنے ساتھ رکھو۔ ف۹ ناحق محنت کو دیکھ کر وہ صبر نہ کر سکے۔ ف۱۰ بعض روایتوں میں مسلمہ ہے بتشدید لام جس کے معنے خاصا پورا۔ اور بعضوں میں بہ تخفیف لام یعنی مسلمان جان اور صحیح بتشدید لام ہے کیونکہ دوسری روایتوں میں اسکی صراحت ہے۔ کہ وہ بچہ کافر تھا۔ ف۱۰ یعنی اچھا خاصا ہوشیار لڑکا۔ ف۱۱ جو غریبوں کی کشتیاں چھین لیتا تھا۔ ف۱۲ یعنی سوراخ کے برابر ایک شیشہ اس میں گھسیڑ دیا۔ تو چھید بند ہو گیا۔ یہ بالکل سہل ہے۔ اور قسطلانی کا یہ اعتراض کہ شیشے سے روزن کیونکر بند ہو سکتا ہے۔ یا کرمانی کی یہ توجیہ کہ شیشہ پیس کر اسمیں آٹا وغیرہ ملا کر یہ سوراخ بند کیا بے ضرورت ہے ف۱۳ لفظی ترجمہ تو یوں ہے کہ وہ لڑکا کافر تھا۔ مگر جب ماں باپ دونوں ایماندار تھے۔ تو لڑکا کافر کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے مطلب یہی ہے۔ کہ اس کی قسمت میں بڑا ہو کر کافر ہونا لکھا تھا۔ اب یہ اعتراض نہ ہو گا۔ کہ جب قسمت میں اسکے بڑا ہو کر کافر ہونا لکھا تھا۔ تو قسمت کا لکھا ضرور پورا ہوتا ہے۔ پھر وہ بچپنی میں کیوں مارا گیا۔ کیونکہ قسمت میں جو لکھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کو پورا اختیار ہے کہ اسمیں جیسا چاہے ویسا تصرف کرے۔ جیسے فرمایا۔ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ اور حدیث شریف میں ہے اَلدُّعَاءُ یَرُدُّ الْقَضَاءَ البتہ علم الٰہی میں جو تھا۔ وہ بدل نہیں سکتا۔ علم الٰہی میں یوں ہو گا۔ کہ اگر یہ لڑکا بچپنی میں مارا نہ جائے۔ تو بڑا ہو کر ضرور کافر ہو گا۔ مگر وہ کم سنی میں ہی مارا جائے گا ف۱۴ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوئے کہتے ہیں یہ پیغمبر شمعون تھے۔ انکی ماں کا نام حنّہ تھا۔ انہی سے بنی اسرائیل نے یہ کہا اِبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کلبی نے کہا۔ اس لڑکی کے پیٹ سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے۔ بعضوں نے کہا۔ ستر پیغمبر اُسکی اولادیں ہوئے ف۱۵ نالائق لڑکے سے لڑکی بمراتب بہتر ہے۔ سعدی رہ فرماتے ہیں۔ زناں باردار اے مرد ہوشیار۔ اگر وقت ولادت مار زایند۔ ازاں بہتر بہ نزدیک خردمند کہ فرزندان ناہموار زایند۔

بَابٌ قَوْلُهٗ۔ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۔ اِلٰی قَوْلِهٖ قَصَصًا۔ صُنْعًا: عَمَلًا، حِوَلًا: تَحَوُّلًا۔ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا۔ نُكْرًا: دَاهِیَةً، یَنْقَضَّ: یَنْقَاضُ كَمَا یَنْقَاضُ السِّنُّ۔ لَتَخِذْتَ

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۔ اِلٰی قَوْلِهٖ۔ قَصَصًا صنعا کا معنے عمل حولا پھر جانا۔ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا۔ اِمْرًا کا معنی عجیب بات نُکرا کا بھی یہی معنی ہے۔ ینقض اور ینقاض دونوں کا معنی ایک ہے۔ جیسے کہتے ہیں ینقاض

وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ، رُحْمًا مِنَ الرَّحِمِ وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ، وَتُدْعَى مَكَّةُ أُمَّ رُحْمٍ أَيِ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا۔

السِّنُّ یعنی دانت گر رہا ہے لتخذت اور لاتخذت (دونوں قرائتیں ہیں) دونوں کا ایک معنی ہیں رُحما۔ رحم سے نکلا ہے جس کا معنی بہت رحمت، تو یہ مبالغہ رحمت کا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں (یا لوگ سمجھتے ہیں) کہ یہ رحیم سے نکلا ہے۔ اور اسی لئے مکہ کو ام رحم کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں پروردگار کی رحمت اُترتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ۔ إِلَى آخِرِهِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ۔ الآیہ۔ إِلَى آخِرِهِ۔ کی تفسیر

۲۵۱- حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى الْخَضِرِ، فَقَالَ: كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ قَالَ: أَنَا، فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَى إِلَيْهِ بَلَى عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، قَالَ: أَيْ رَبِّ، كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ؟ قَالَ: تَأْخُذُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَاتَّبِعْهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مُوسَى وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ وَمَعَهُمَا الْحُوتُ حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ: فَوَضَعَ مُوسَى رَأْسَهُ فَنَامَ، قَالَ

مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے سفیان بن عُیینہ نے۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے۔ انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے کہا۔ کہ نوف بکالی یہ کہتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے پیغمبر موسیٰؑ خضرؑ سے نہیں ملے تھے (بلکہ وہ دوسرے موسیٰ تھے) انہوں نے کہا جھوٹا ہے اللہ کا دشمن، ہم سے خود ابی بن کعبؓ نے آنحضرتؐ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطبہ سنایا۔ ایک شخص نے اُن سے پوچھا سب لوگوں میں زیادہ علم کس کو ہے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ کو۔ اس بات پر اللہ نے ان پر عتاب فرمایا۔ کیونکہ انکو چاہیے تھا اللہ پر حوالہ کرنا۔ (یوں کہنا اللہ جانتا ہے) خیر اُن پر وحی آئی کہ جہاں دو سمندر ملتے ہیں۔ وہاں میرا ایک بندہ ہے۔ جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا۔ پروردگار میں اس بندے تک کیسے پہنچوں۔ حکم ہوا۔ ایک مچھلی زنبیل میں رکھ۔ جہاں یہ مچھلی گم ہو جائے۔ اسی کے پیچھے پیچھے چلا جا۔ (وہ بندہ مل جائے گا) موسیٰؑ اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے مچھلی بھی لے لی جب پتھر پر پہنچے۔ (جہاں دو دریا ملتے ہیں) تو دونوں اُتر پڑے۔ اور موسیٰؑ اپنا سر ٹیک کر سو گئے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا۔ عمرو بن دینار کے سوا دوسرے شخص (قتادہ)

سُفْيَانُ: وَفِي حَدِيثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ: وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ، فَأَصَابَ الْحُوتَ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ، قَالَ: فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسَى. قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا. الْآيَةَ قَالَ: وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ مَا أُمِرَ بِهِ، قَالَ لَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ. أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ. الْآيَةَ. قَالَ: فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِي آثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوتِ، فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا وَلِلْحُوتِ سَرَبًا، قَالَ: فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذَا هُمَا بِرَجُلٍ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى، قَالَ: وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ، فَقَالَ: أَنَا مُوسَى، قَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا؟ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ: يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ، وَأَنَا عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ: بَلْ أَتَّبِعُكَ، قَالَ: فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا، فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَعُرِفَ

کی روایت میں یوں ہے۔ ف اس پتھر کی جڑ میں ایک چشمہ تھا جسکو زندگی کا چشمہ کہتے تھے۔ اسکا پانی جس مُردے پر پڑتا وہ زندہ ہو جاتا۔ اُس مچھلی پر یہ پانی پڑا۔ وہ بھی زندہ ہو کر حرکت کرنے لگی۔ اور اچھل کر سمندر میں چلدی۔ جب موسیٰ ؑ جاگے۔ (وہاں سے آگے بڑھ گئے) تو اپنے خادم سے کہنے لگے۔ ذرا ہمارا ناشتہ لاؤ۔ اخیر آیت تک۔ اور موسیٰ ؑ کو تھکن اُسی وقت سے معلوم ہوئی۔ جب وہ اس مقام سے آگے بڑھ گئے۔ جہاں انکو جانے کا حکم ملا تھا۔ خیر اُن کے خادم یوشع بن نون کہنے لگے۔ سُنتے ہو جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے۔ تو میں مچھلی کا قصہ تم سے کہنا بھول گیا۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) پھر دونوں اپنے قدموں کو دیکھتے ہوئے لوٹے۔ دیکھا تو سمندر کا پانی جہاں سے مچھلی گئی تھی۔ ایک طاق کیطرح بن گیا ہے۔ اس پر موسیٰ ؑ کے خادم کو تعجب ہوا۔ مچھلی کو راستہ ملا ف جب پتھر تک پہنچے۔ تو ایک شخص کو دیکھا۔ کپڑا اوڑھے لپیٹے بیٹھا ہے۔ موسیٰ ؑ نے اس کو سلام کیا۔ اُس نے کہا۔ تمہارے ملک میں سلام کہاں سے آیا۔ تو موسیٰ ؑ نے کہا۔ میں موسیٰ ہوں۔ اس نے کہا۔ بنی اسرائیل کے موسیٰ۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہ کر جو علم تمہیں سکھلایا گیا ہے۔ میں بھی سیکھوں۔ خضر نے کہا۔ موسیٰ بات یہ ہے۔ کہ اللہ نے ایک علم (شریعت کا) تم کو دیا ہے۔ جس کو میں پورا پورا نہیں جانتا۔ اور مجھ کو ایک علم (اسرار و حقیقت کا) دیا جس سے تم پورے پورے واقف نہیں ہو۔ انہوں نے کہا نہیں میں تمہارے ساتھ ضرور رہونگا۔ خضر ؑ نے کہا۔ اچھا تو جب تک میں خود کسی بات کی حقیقت تم سے بیان نہ کروں تم کچھ نہ پوچھنا (موسیٰ نے قبول کیا) اب دونوں (مل کر) چلے۔ سمندر کے کنارے کنارے جا رہے تھے۔ اتنے میں ایک کشتی ملی۔ لوگوں نے خضر ؑ کو پہچان کر انکو اور (انکے دونوں ساتھیوں کو بے کرایہ سوار کر لیا) تینوں کشتی میں بیٹھ

الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ
نَوْلٍ، يَقُولُ بِغَيْرِ أَجْرٍ، فَرَكِبَا السَّفِينَةَ،
قَالَ: وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ
السَّفِينَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ فِي الْبَحْرِ
فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى: مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِي
وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارُ
مَا غَمَسَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ، قَالَ:
فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَى إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ
إِلَى قَدُومٍ فَخَرَقَ السَّفِينَةَ، فَقَالَ لَهُ
مُوسَى: قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ،
عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ
أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ، الْآيَةَ، فَانْطَلَقَا إِذَا
هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَأَخَذَ
الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ، قَالَ لَهُ مُوسَى.
أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ
جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا، قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ
إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا- إِلَى قَوْلِهِ
فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا
جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ- فَقَالَ بِيَدِهِ
هَكَذَا فَأَقَامَهُ، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: إِنَّا
دَخَلْنَا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا
وَلَمْ يُطْعِمُونَا- لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ
عَلَيْهِ أَجْرًا، قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي
وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ
عَلَيْهِ صَبْرًا- فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى
يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا، قَالَ: وَكَانَ

گئے) ایک چڑیا آئی۔ اس کشتی کے کنارے بیٹھ کر سمندر میں چونچ
ڈالی خضرؑ موسیٰؑ سے کہنے لگے۔ دیکھو میرا تمہارا اور سارے
جہان کا علم پروردگار کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔ جو
اس چڑیا کی چونچ کی تری کی سمندر سے نسبت ہے۔ موسیٰؑ
کو ابھی تھوڑی دیر نہیں گزری تھی۔ کہ خضرؑ نے کیا کیا۔ ایک بسولا
لیا۔ اور (آنکھ بچا کر) کشتی میں سوراخ کر دیا موسیٰ کہنے لگے۔
اے بھائی! ان کشتی والوں بیچاروں نے تو ہم کو بے کرایہ بٹھایا
اور تم نے کشتی ڈبانے کی نیت سے انکی کشتی میں سوراخ کر
دیا۔ (واہ واہ نیکی کا بدلہ برائی) اخیر آیت تک۔ خیر پھر دونوں
چلے۔ راستہ میں ایک لڑکا ملا۔ جو دوسرے لڑکوں کے ساتھ
کھیل رہا تھا خضرؑ نے کیا کیا۔ اس کا سر پکڑ کر کاٹ ڈالا موسیٰ
نے کہا۔ واہ تم نے ایک معصوم جان کو ناحق مار ڈالا۔ یہ تو تم نے
بہت بری حرکت کی۔ خضرؑ نے کہا۔ میں تم سے کہہ چکا
تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا۔ اس آیت تک
فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا
جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ۔ خضرؑ نے
اس گرتی ہوئی دیوار کیطرف اشارہ کیا۔ اور وہ سیدھی ہو
گئی۔ اب موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے۔ اجی! ہم اس گاؤں
میں (تھکے ماندے مسافر) آئے۔ تو ان گاؤں والوں نے
ہماری مہمانی تک نہ کی۔ نہ کھانا کھلایا۔ ف تم چاہتے تو
اس کی مزدوری لے سکتے تھے۔ خضرؑ کہنے لگے۔ بس اب
کٹھ ہم تم جدا ہوتے ہیں۔ اب میں تم سے ان باتوں کی
حقیقت بیان کئے دیتا ہوں۔ جن پر تم سے صبر نہ ہو
سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم کو تو یہ آرزو
رہ گئی۔ کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے۔ تو دونوں کے
اور عجیب واقعات ہم سے بیان کئے جاتے۔ سعیدؒ
نے کہا۔ ابن عباسؓ یوں پڑھتے تھے۔ وَكَانَ أَمَامَهُمْ

ابن عبّاس یقرأ۔ وکان أمامھم ملک یأخذ کلّ سفینۃ۔ صالحۃ یأخذ کلّ سفینۃ۔ صالحۃ۔ غصبا۔ غصبا۔ وأمّا الغلام فکان کافرا۔ وأمّا الغلام فکان کافرا۔

ف: جب حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت یہ ارشاد ہوا۔ کہ حضرت موسیٰؑ پیغمبر سے زیادہ علم رکھتے ہیں تو اب یہ نقل کیونکر درست ہوسکتی ہے کہ انہوں نے حنفی فقہ سالہا سال میں سیکھی جیسے حنفیوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور حضرت خضرؑ کو استاذ ابو القاسم قشیری سے بھی کئی درجہ کم کر دیا ہے۔ کہ جو فقہ خضرؑ نے تیس ۳۰ سال میں سیکھی۔ وہ قشیری نے تین سال میں تمام کرلی۔ نعوذ باللہ من الافراط والتفریط۔ ف ۲: اسکو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف ۳: ابن ابی حاتم کی روایت میں یوں ہے۔ کہ جب موسیٰؑ لوٹے اور مچھلی کو پایا۔ تو عصا سے پانی چیرتے ہوئے مچھلی کے پیچھے پیچھے چلے جہاں مچھلی پہنچی وہاں کا پانی سوکھ کر پتھر کیطرح ہوجاتا۔ ف ۴ اور تم نے اُن کی دیوار مفت درست کر دی۔

باب قولہ۔ قل ھل ننبّئکم بالأخسرین أعمالا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول قل ھل ننبّئکم بالأخسرین أعمالا۔ الآیہ۔ کی تفسیر۔

۲۵۲۔ حدّثنی محمّد بن بشّار: حدّثنا محمّد بن جعفر: حدّثنا شعبۃ، عن عمرو، عن مصعب: سألت أبی۔ قل ھل ننبّئکم بالأخسرین أعمالا۔ ھم الحروریّۃ؟ قال: لا، ھم الیھود والنّصاری، أمّا الیھود فکذّبوا محمّدا صلّی اللہ علیہ وسلّم، وأمّا النّصاری کفروا بالجنّۃ وقالوا لا طعام فیھا ولا شراب، والحروریّۃ الّذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ، وکان سعد یسمّیھم الفاسقین۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے عمرو بن مرہ سے۔ انہوں نے مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے والد (سعد بن ابی وقاص) سے پوچھا۔ کہ الاخسرین اعمالا سے کون سے لوگ مراد ہیں۔ کیا حروری (خارجی لوگ) مراد ہیں ف ۱ انہوں نے کہا نہیں۔ یہود اور نصاریٰ مراد ہیں یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا (اس وجہ سے اعمال خیر انکے برباد ہوگئے۔) اور نصاریٰ نے بہشت کا انکار کیا کہنے لگے وہاں کھانا پینا نہ ہوگا۔ ف ۲ اور حروریہ تو اُن لوگوں میں داخل ہیں اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ سعد ان لوگوں کو فاسق کہتے ہیں۔

ف ۱ جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کیا تھا۔ یہ حرورنام ایک گاؤں میں جمع ہوئے تھے۔ جو کوفہ کے قریب تھا۔ عبد الرزاق نے نکالا کہ ابن کوفہ خارجیوں کا رئیس تھا۔ حضرت علیؓ سے پوچھنے لگا۔ الاخسرین اعمالا سے کون لوگ مراد ہیں۔ انہوں نے فرمایا کمبخت یہ حرور والے انہی میں داخل ہیں۔ ف ۲ بہشت میں صرف روحانی لذتیں ہونگی جیسے علم اور معرفت وغیرہ اکثر فلاسفہ اور جہلاء صوفیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ فرقہ باطنیہ اور نیچریہ بھی یہی کہتے ہیں

نصاریٰ کو انجیل شریف کی ایک آیت سے یہ شبہ ہوگیا ہے جس میں یہ ہے کہ قیامت میں لوگ نہ بیاہ کرتے ہیں۔ اور نہ بیاہ دیئے جاتے ہیں بلکہ خُدا کے آسمانی فرشتوں کیطرح رہتے ہیں (باب ۲۲۔ آیت ۳۰) حضرت عیسٰی علیہ السلام کی مُراد یہ ہے کہ قبر سے جی اٹھنے کے بعد جب تک حشر اور حساب وکتاب کا میدان گرم رہیگا۔ اسوقت نہ کوئی بیاہ کرے گا۔ اور نہ بیاہا جائے گا۔ باپ بیٹے سے غرض نہ رکھے گا۔ جورو خاوند سے کچھ تعلق نہ رکھے گی۔ لیکن بہشت میں داخل ہونے کے بعد سب نعمتیں جو قرآن شریف میں مذکور ہیں۔ بہشتیوں کو ملیں گی۔ جیسے فرمایا۔ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ اور دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَهُمْ فِيْهَا مَا يَشْتَهُوْنَ اور اگر ہم تسلیم کرلیں کہ بہشت محض روحانی چیز ہے۔ تو اسکی نعمتیں بھی روحانی ہیں۔ تو کھانا پینا اور نکاح بھی روحانی ہوگا۔ اس سے کون سا امر مانع ہے۔ اور یہ روحانی نعمتیں صورت میں دنیاوی نعمتوں کے مشابہ ہوں گی نہ حقیقت میں بالجملہ باطنیہ اور نیچریہ کے اعتراضات واہی ہیں۔ کوئی ان سے کہے۔ کہ تمہیں بہشت کی حقیقت کیسے معلوم ہوگئی۔ اور پیغمبر صاحب کو معلوم نہ تھی۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ نے فرمایا۔ وہ برحق ہے۔ اور دنیا کی تمام لذتوں میں جماع کی لذت بڑھ کر ہے۔ پھر محال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس لذت سے اپنے بندوں کو محروم رکھے۔

بابٌ۔ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ۔

۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنِيْ أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ۔ وَقَالَ اقْرَءُوْا۔ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا۔ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ الخ کی تفسیر۔

ہم سے محمد بن عبد اللہ ذہلی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سعید بن ابی مریم نے کہا ہم کو مغیرہ بن عبد الرحمٰن نے خبر دی۔ کہا مجھ سے ابو الزناد نے۔ انہوں نے اعرج سے۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن ایک اچھا موٹا تازہ (دنیا کا امیر عزت دار بزرگوار) اللہ تعالیٰ کے سامنے آئیگا ایک پرپشہ برابر اس کی قدر نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت پڑھو۔ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا اس حدیث کو محمد بن عبد اللہ نے یحییٰ بن بکیر سے۔ انہوں نے مغیرہ بن عبد الرحمٰن سے انہوں نے ابو الزناد سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة كهيعص

سورہ مریم کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ - أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ - اللّٰهُ يَقُولُهُ وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يُبْصِرُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، يَعْنِي قَوْلَهُ - أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ - الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَأَبْصَرُهُ، لَأَرْجُمَنَّكَ: لَأَشْتُمَنَّكَ، وَرِئْيًا: مَنْظَرًا، وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ: عَلِمَتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَّقِيَّ ذُو نُهْيَةٍ حَتَّى قَالَتْ: إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا - وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: تَؤُزُّهُمْ أَزًّا: تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِدًّا: عِوَجًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وِرْدًا: عِطَاشًا، أَثَاثًا: مَالًا، إِدًّا: قَوْلًا عَظِيمًا، رِكْزًا: صَوْتًا، وَقَالَ غَيْرُهُ: غَيًّا: خُسْرَانًا، بُكِيًّا: جَمَاعَةُ بَاكٍ، صِلِيًّا: صَلِيَ يَصْلَى، نَدِيًّا وَالنَّادِي وَاحِدٌ، مَجْلِسًا -

ابن عباس رضؓ نے کہا ف یہ اللہ فرماتا ہے۔ کہ آج کے دن (یعنی دنیا میں) نہ کافر سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ بلکہ کھلی گمراہی میں ہیں مطلب یہ ہے۔ کہ اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَاَبۡصِرۡ قیامت کے دن کافر خوب سنتے اور خوب دیکھتے ہونگے (مگر اُن کا اسوقت کا سننا اور دیکھنا کچھ فائدہ نہ دیگا۔) لارجمنک میں تجھ پر گالیوں کا پتھراؤ کروں گا۔ رئیا۔ منظر (دکھاوا) اور ابووائل شقیق بن سلمہ ف۲ نے کہا۔ مریم جانتی تھی۔ کہ جو پرہیزگار ہوتا ہے۔ وہ صاحب عقل ہوتا ہے۔ اسی لئے کہنے لگیں۔ کہ میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتی ہوں۔ اگر تو پرہیزگار ہے۔ اور سفیان بن عیینہ نے کہا ف۳ تَؤُزُّهُمۡ اَزًّا کا معنی یہ ہے کہ شیطان کافروں کو گناہ کیطرف گھسیٹتے ہیں۔ مجاہد نے کہا ف۴ اِدًّا کا معنی کج اور ٹیڑھی (غلط) بات ف۵ (یا کج اور ٹیڑھی باتیں) ابن عباس رضؓ نے کہا ف۶ وِرۡدًا پیاسے اور اثاثا مال و اسباب، اِدًّا بڑی بات۔ رِکۡزًا (ہلکی پست) آواز۔ غیًّا۔ نقصان، ٹوٹا۔ بُکِیًّا۔ باکی کی جمع ہے۔ یعنی رونے والے (اصل میں بکویا تھا) صِلِیًّا مصدر ہے صلی یصلی (باب سَمِعَ یَسۡمَعُ) سے۔ یعنی جلنا۔ ندی اور نادی دونوں کے معنی مجلس

ف۱ بعض نسخوں میں اَبۡصِرۡ بِهِمۡ وَاَسۡمِعۡ ہے۔ لیکن قرآن شریف میں اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَاَبۡصِرۡ ہے اس لئے ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۳ یہ سفیان نے اپنی تفسیر میں بیان کیا۔ ف۴ اس کو فریابی نے وصل کیا ف۵ بعضوں نے کہا۔ اِدًّا کا معنے بُری بات ف۶ یہ قول کتاب بدأ الخلق میں گذر چکا ہے

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ - وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ۔

۲۵۴- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، ثُمَّ يُنَادِي: يَا أَهْلَ النَّارِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ نَعَمْ، هَذَا الْمَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، فَيُذْبَحُ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ، ثُمَّ قَرَأَ - وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ: وَهَؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا۔ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔

باب اللہ تعالٰے کے اس قول وَاَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ۔ الآیہ کی تفسیر

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابوصالح نے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (قیامت کیدن) موت کو ایک چت کبلے مینڈھے کی شکل میں لے کر آئیں گے ف۱ پھر ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکارے گا۔ بہشت والو! وہ گردن اٹھائیں گے۔ اور اُدھر نظر ڈالیں گے ف۲ وہ فرشتہ کہے گا۔ تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو۔ وہ کہیں گے۔ ہاں۔ یہ موت ہے۔ ہم سب اسکا ذائقہ چکھ چکے ہیں۔ پھر وہ پکارے گا۔ دوزخ والو! وہ بھی گردن اٹھاکر اُدھر دیکھنے لگیں گے (خوش ہونگے۔ شاید دوزخ سے نکالنے کا حکم دیا جاتا ہے) تو فرشتہ کہے گا تم اس مینڈھے کو پہچانتے ہو۔ وہ کہیں گے۔ ہاں یہ موت ہے۔ ہم سب اسکو دیکھ چکے ہیں۔ اسوقت وہ مینڈھا ف۳ ذبح کر دیا جائیگا ف۴ اسکے بعد وُہ فرشتہ کہے گا۔ بہشتیو! تم کو ہمیشہ بہشت میں رہنا ہے۔ اور دوزخیو! تم کو ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔ اب کوئی مرنے والا نہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے یہ آیت پڑھی۔ وَاَنذِرْهُمْ الخ یعنی دنیا کے لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ایمان نہیں لاتے ف۵

ف۱ عالم مثال یعنی عالم برزخ اور عالم آخرت میں اعمال اجسام کی صورت میں نمودار ہونگے۔ اچھے اور بُرے اعمال خوبصورت اور بدصورت شکلوں میں جیسے دوسری حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور اسطرح وہ اعتراض بھی دفع ہو جاتا ہے۔ کہ اعمال کیونکر تولے جائینگے۔ وہ تو عرض ہیں۔ کیونکہ وزن اعمال انہوں کا ہوگا۔ یا اعمال جسم پکڑلیں گے۔ ف۲ ڈر جائینگے۔ کہیں بہشت سے نکالے جائیں ف۳ بہشت اور جہنم کے بیچ میں ف۴ مطلب یہ ہے کہ اب موت کسی کو آنے والی نہیں۔

ف۵ عینی نے کہا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ دوزخ والے ہمیشہ دوزخ میں ہی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ اور جو لوگ اس بات کے قائل ہوئے ہیں۔ کہ اخیر میں دوزخ کا عذاب جاتا رہیگا۔ اور دوزخ فنا ہو جائے گی۔ اُن کا قول خدا اور رسول اور اجماع امت کے برخلاف ہے۔ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص سے جو منقول ہے کہ دوزخ میں جرجیر

ایک گھاس اُگ آئیگی اور خالی رہ جائیگی۔ اس سے شاید وہ طبقہ اوپر کا مراد ہے۔ جس میں گنہگار مسلمان رہیں گے۔ اور گو یہ قول صحابی سے مروی ہے مگر چونکہ عقلاً یہ امر معلوم نہیں ہوسکتا۔ اس لئے حکماً مرفوع ہوگا مترجم کہتا ہے۔ امام ابن تیمیہ اور شیخ ابن عربی اور ایک جماعت صوفیہ جیسے حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب وغیرہ ہیں۔ اس امر کے قائل ہیں۔ کہ دوزخ کا عذاب دائمی نہیں ہے۔ گو مدت دراز تک قائم رہیگا۔ اور خلود سے جو قرآن اور حدیث میں وارد ہے۔ مکث طویل یعنی بہت مدت تک رہنا مراد ہے۔ ان لوگوں کی دلیل یہ آیت ہے۔ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ اس آیت میں بہشت کے حق میں یوں ارشاد ہوا۔ عطاءً غَیْرَ مَجْذُوْذ جس سے دوام نکلتا ہے۔ مگر دوزخیوں کے حق میں ایسا کوئی لفظ نہیں فرمایا۔ اور دلیل عقلی بھی اسی کو مقتضی ہے۔ کس لئے کہ چند روزہ دنیاوی زندگی کے قصوروں پر دائمی عذاب کرنا اور عذاب بھی ایسے سخت اور ہولناک پروردگار کے رحم وکرم سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ اس پر بھی جمہور صحابہ اور تابعین اور ائمہ سلف وخلف کا یہی قول ہے۔ کہ بہشت اور جہنم دائمی ہیں۔ جیسے بہشت کے لذات ہمیشہ قائم رہیں گی۔ ویسے ہی دوزخ کے عذابات ہمیشہ قائم رہیں گے واللّٰهُ اعلم بحقیقة الحال وَاِلَیْهِ الْمَآل۔

بَابُ قَوْلِهٖ۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا کی تفسیر

۲۵۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِیْ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِیْلَ: مَا یَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟ فَنَزَلَتْ۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا۔

ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عمر بن ذر نے۔ کہا میں نے اپنے والد سے سُنا۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ سے فرمایا تم ہمارے پاس جیسے آیا کرتے ہو۔ اس سے زیادہ کیوں نہیں آیا کرتے ف اسوقت یہ آیت نازل ہوئی وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا۔ ف

ف کبھی بیٹھے کیوں رہتے ہو۔ مدت تک نہیں آتے۔ ف یعنی ہم فرشتے پروردگار کے حکم کے تابع ہیں۔ جب حکم ہوتا ہے۔ تو نازل ہوتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ۔ اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ۔ الخ کی تفسیر

۲۵۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ: حَدَّثَنَا

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان

سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ: جِئْتُ العَاصِيَ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ، قَالَ: إِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا، فَأَقْضِيكَ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ. أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا. رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ.

بن عیینہ نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابوالضحیٰ (مسلم بن صبیح) سے۔ انہوں نے مسروق بن اجدع سے۔ انہوں نے کہا میں نے خباب بن ارت رضہ سے سنا۔ وُہ کہتے تھے۔ مَیں نے عاص بن وائل سہمی کے پاس جا کر اپنے قرض کا تقاضا کیا۔ جو میرا اُس پر نکلتا تھا۔ وہ کہنے لگا میں تیرا قرض اسوقت دونگا جب تو حضرت محمدؐ سے پھر جائے (کفر اختیار کرے)۔ مَیں نے کہا۔ مَیں تو تیرے مرنے اور پھر جینے تک بھی کفر اختیار نہیں کروں گا۔ وہ کہنے لگا کیا مَیں مرنے کے بعد پھر جیوں گا۔ مَیں نے کہا بیشک۔ اس نے کہا پھر تو مَیں وہاں (یعنی آخرت میں) مال اور اولاد پیدا کروں گا اور تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔ اسوقت یہ آیت اتری أَفَرَأَيْتَ الَّذِي الخ اس حدیث کو سفیان ثوری، شعبہؒ، حفصؒ، ابومعاویہؒ اور وکیع نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔ ف۱

ف۱ سفیان ثوری، شعبہ، حفص اور وکیع کی روایتوں کو خود امام بخاریؒ نے اس کتاب میں اور ابومعاویہ کی روایت کو امام احمدؒ نے وصل کیا۔

بَابُ أَطَّلَعَ الغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا. قَالَ: مَوْثِقًا.

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول أَطَّلَعَ الغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ الخ۔ عَهْدًا کا معنیٰ مضبوط اقرار۔

٢٥٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِي بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ سَيْفًا فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، قُلْتُ: لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللهُ ثُمَّ يُحْيِيَكَ، قَالَ:

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا۔ کہا ہم کو سفیان ثوری نے انہوں نے اعمشؒ سے۔ انہوں نے ابوالضحٰے سے۔ انہوں نے مسروق سے انہوں نے خباب بن ارتؓ سے انہوں نے کہا۔ مَیں مکہ میں (ہجرت سے پہلے) لوہاری کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ میں نے عاص بن وائل سہمی کے لئے ایک تلوار بنائی۔ اسکی مزدوری کے تقاضا کے لئے عاص کے پاس گیا۔ وہ کہنے لگا۔ مَیں تو تجھ کو نہیں دوں گا جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر نہ جائے۔ مَیں نے کہا۔ تو مر کر پھر جی اُٹھے تب بھی

إذا أماتني الله ثم بعثني ولي مال وولد فأنزل الله - أفرأيت الذي كفر بآياتنا وقال لأوتين مالا وولدا أطلع الغيب أم اتخذ عند الرحمن عهدا - قال: موثقا، لم يقل الأشجعي، عن سفيان سيفا ولا موثقا.

میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھرنے والا نہیں۔ کہنے لگا۔ اچھا تو خیر جب مرنے کے بعد اللہ مجھ کو جلائیگا۔ تو آخر مال و اولاد بھی مجھ کو دے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی أفرأيت الذي كفر الخ عهدا کا معنی مضبوط اقرار۔ عبداللہ اشجعی نے بھی اس حدیث کو سفیان ثوری سے روایت کیا لیکن اسمیں تلوار بنانے کا ذکر نہیں ہے نہ عهدا کی تفسیر مذکور ہے۔

باب كلا سنكتب ما يقول ونمد له من العذاب مدا.

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول كلا سنكتب ما يقول ونمد له من العذاب مدا کی تفسیر

۲۵۸ - حدثنا بشر بن خالد: حدثنا محمد بن جعفر، عن شعبة، عن سليمان: سمعت أبا الضحى، يحدث عن مسروق عن خباب قال: كنت قينا في الجاهلية وكان لي دين على العاصي بن وائل، قال: فأتاه يتقاضاه فقال: لا أعطيك حتى تكفر بمحمد صلى الله عليه وسلم فقال: والله لا أكفر حتى يميتك الله ثم تبعث، قال: فذرني حتى أموت ثم أبعث فسوف أوتى مالا وولدا فأقضيك فنزلت هذه الآية - أفرأيت الذي كفر بآياتنا وقال لأوتين مالا وولدا.

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن جعفر نے۔ انہوں نے شعبہ سے۔ انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے ابوالضحیٰ سے سُنا۔ وہ مسروق سے روایت کرتے تھے۔ وہ خبابؓ بن ارت سے۔ انہوں نے کہا میں جاہلیت کے زمانہ میں لوہاری کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ عاص بن وائل پر میرا کچھ قرضہ نکلتا تھا۔ میں اس کے تقاضے کو گیا۔ تو کیا کہنے لگا کہ میں نہیں دونگا جب تک تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر نہ جائے۔ میں نے کہا۔ خدا کی قسم! تو مر کر دوبارہ جئے تب بھی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھرنے والا نہیں۔ کہنے لگا۔ پھر کیا ہے۔ ابھی ٹھہر جا۔ مر کر جئیوں گا۔ تو مال و دولت، اولاد ملے گی۔ تو میں تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔ تو اسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ أفرأيت الذي كفر بآياتنا وقال لأوتين مالا وولدا۔

باب ونرثه ما يقول ويأتينا فردا - وقال ابن عباس: الجبال هدا: هدما.

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ونرثه ما يقول ويأتينا فردا کی تفسیر۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ وتخر الجبال هدا امیں هدا کے معنی گر جانا

۲۵۹ - حدثنا يحيى: حدثنا وكيع

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وکیع نے

عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِي بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ لِي: لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، قَالَ: قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ، قَالَ: وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ؟ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ، قَالَ: فَنَزَلَتْ - أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا -

انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابوالضحٰے سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے خباب سے۔ انہوں نے کہا۔ (جاہلیت کے زمانہ میں) مَیں لوہاری کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا۔ مَیں تقاضا کرنے کے لئے اس کے پاس گیا۔ وُہ کہنے لگا۔ مَیں تو تیرا قرضہ کبھی ادا نہیں کرونگا۔ جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پھر جائے مَیں نے جواب دیا۔ مَیں تو محمد صلعم سے اس وقت تک نہیں پھروں گا۔ جب تک تو مرے۔ اور مر کر جیئے۔ اس نے کہا۔ کیا مرنے کے بعد مَیں پھر جیوں گا۔ پھر (کاہے کو جلدی کرتا ہے۔) جب جیوں گا۔ اور مال، دولت، اولاد حاصل کروں گا۔ تو تیرا قرضہ ادا کر دُوں گا۔ خباب رضہ نے کہا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ افرأیت الذی کفر بآیاتنا وقال لاُوتین مالا وولدا اخیر تک ف

ف اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اے پیغمبر بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور کہنے لگا اگر قیامت ہو گی۔ تو وہاں بھی مجھ کو مال ملیگا۔ اولاد ملے گی۔ کیا اس کو غیب کی خبر لگ گئی ہے۔ یا اُس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی مضبوط قول و قرار لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ جو باتیں یہ بکتا ہے۔ ہم اُن کو لکھ لیں گے۔ اور اسکا عذاب بڑھاتے جائیں گے۔ اور دنیا کا مال و اسباب و اولاد یہ سب کچھ چھوڑ جائے گا۔ ہم اس کے وارث ہونگے۔ اور قیامت کے دن ہمارے سامنے اکیلا (یک بینی دو گوش لے کر) حاضر ہو گا۔ عاص بن وائل کافر قیامت اور حشر و نشر کا منکر تھا۔ اُس نے ٹھٹھے کی راہ سے خباب سے گفتگو کی۔ چنانچہ اسی عاص کے پیرو بعضے ملحد اس زمانے میں بھی موجود ہیں۔ کہتے ہیں۔ ایک ملحد کسی کا بکرا چُرا کر کاٹ کر کھا گیا۔ ایک شخص نے اس کو نصیحت کی۔ کہ قیامت میں تجھ کو یہ بکرا دینا ہو گا۔ وہ کہنے لگا۔ مَیں مکر جاؤں گا۔ اُس نے کہا۔ کہ مکرے گا کیسے؟ وہ بکرا خود آ کر گواہی دے گا۔ ملحد نے کہا۔ پھر جھگڑا ہی کیا رہیگا۔ مَیں بکرے کا کان پکڑ کر مالک کے حوالے کر دوں گا۔ لے اپنا بکرا۔ اور میرا پیچھا چھوڑ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة طٰه

سورت طٰہٰ کی تفسیر

قَالَ عِكْرِمَةُ وَالضَّحَّاكُ بِالنَّبَطِيَّةِ، أَيْ
طٰهٰ: يَا رَجُلُ يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ
أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ أَزْرِي: ظَهْرِي. فَيُسْحِتَكُمْ، يُهْلِكَكُمْ
الْمُثْلَى: تَأْنِيثُ الْأَمْثَلِ، يَقُولُ بِدِينِكُمْ،
يُقَالُ خُذِ الْمُثْلَى خُذِ الْأَمْثَلَ، ثُمَّ ائْتُوا
صَفًّا، يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ؟
يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ، فَأَوْجَسَ
أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِيفَةً
لِكَسْرَةِ الْخَاءِ، فِي جُذُوعِ: أَيْ عَلَى جُذُوعِ
النَّخْلِ، خَطْبُكَ: بَالُكَ، مِسَاسَ:
مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا، لَنَنْسِفَنَّهُ: لَنُذْرِيَنَّهُ
قَاعًا: يَعْلُوهُ الْمَاءُ، وَالصَّفْصَفُ:
الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ:
أَوْزَارًا: أَثْقَالًا، مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ:
الْحُلِيَّ الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ:
فَقَذَفْتُهَا فَأَلْقَيْتُهَا، أَلْقَى: صَنَعَ فَنَسِيَ
مُوسَى هُمْ: يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبَّ، لَا
يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا: الْعِجْلُ، هَمْسًا:
حِسُّ الْأَقْدَامِ، حَشَرْتَنِي أَعْمَى عَنْ
حُجَّتِي وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا فِي الدُّنْيَا،
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بِقَبَسٍ: ضَلُّوا الطَّرِيقَ
وَكَانُوا شَاتِينَ فَقَالَ: إِنْ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهَا
مَنْ يَهْدِي الطَّرِيقَ آتِكُمْ بِنَارٍ تُوقِدُونَ
وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً:
أَعْدَلُهُمْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَضْمًا:
لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ، عِوَجًا:
وَادِيًا، وَلَا أَمْتًا: رَابِيَةً، سِيرَتَهَا: حَالَتَهَا

سعید بن جبیر نے اور ضحاک بن مزاحم نے کہا۔ حبشی زبان میں طٰہٰ کا معنیٰ او مرد ہے۔ کہتے ہیں جس کی زبان سے کوئی حرف نہ نکل سکے۔ یا اٹک اٹک کر رُک رُک کر بات کرے۔ تو اسکی زبان میں عقدہ (گرہ) ہے۔ ازری میری پیٹھ فیسحتکم تم کو ہلاک کرے۔ المثلی، امثل کا مونث ہے۔ یعنی تمہارا دین، عرب لوگ کہتے ہیں۔ مثلی (اچھی بات) کو لے امثل یعنی بہتر کو لے۔ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا عرب لوگ کہتے ہیں کیا آج تو صف میں گیا تھا۔ یعنی نماز کے مقام میں (جہاں جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ (جیسے عیدگاہ وغیرہ) فَأَوْجَسَ دل میں سہم گیا۔ خِيفَةً اصل میں خِوْفَةً تھا۔ واؤ بسبب کسرہ ماقبل ی ہو گئی۔ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ کھجور کی شاخوں پر فی، علی کے معنوں میں ہے خَطْبُكَ یعنی تیرا کیا حال ہے۔ تو نے یہ کام کیوں کیا۔ مِسَاسَ مصدر ہے۔ مَاسَّهُ مِسَاسًا سے یعنی۔ چھونا۔ لَنَنْسِفَنَّهُ بکھیر ڈالیں گے۔ (یعنی جلا کر راکھ دریا میں بہا دیں گے) قاع۔ وہ زمین جس کے اوپر پانی چڑھ آئے۔ یعنی صاف ہموار میدان) صَفْصَفًا۔ ہموار زمین۔ اور مجاہدؒ نے کہا۔ زِينَةِ الْقَوْمِ سے وہ زیور مراد ہے۔ جو بنی اسرائیل نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔ فَقَذَفْنَاهَا میں نے اس کو ڈال دیا۔ وَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ یعنی سامری نے بھی اور بنی اسرائیل کیطرح اپنا زیور ڈالا۔ فَنَسِيَ مُوسَىٰ یعنی۔ سامری اور اس کے تابعدار لوگ کہنے لگے۔ موسیٰؑ چوک گیا۔ کہ اپنے پروردگار بچھڑے کو یہاں چھوڑ کر کوہ طور پر گیا لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا۔ یعنی یہ نہیں دیکھتے کہ بچھڑا اُن کی بات کا جواب تک نہیں دے سکتا۔ هَمْسًا پاؤں کی آہٹ، حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ یعنی مجھ کو دنیا میں دلیل اور حجت معلوم ہوتی تھی۔ یہاں تو نے بالکل مجھ کو اندھا کر کے کیوں اُٹھایا اور ابن عباسؓ نے کہا۔ لَعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ کے بیان میں کہ موسیٰؑ اور

الْأُوْلَى: النُّهَى: التُّقَى، ضَنْكًا: الشَّقَاءُ هَوَى: شَقِيَ، بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ: الْمُبَارَكِ طُوًى: اِسْمُ الْوَادِي، بِمَلْكِنَا: بِأَمْرِنَا، مَكَانًا سُوًى: مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ، يَبَسًا: يَابِسًا، عَلَى قَدَرٍ: مَوْعِدٍ، لَاتَنِيَا: لَا تَضْعُفَا، يَفْرُطَ: عُقُوبَةً۔

اُن کے ساتھی رستہ بھول سا گئے تھے ادھر سردی میں مبتلا تھے ف کہنے لگے۔ اگر وہاں کوئی راستہ بتانے والا ملا۔ تو بہتر ورنہ میں تھوڑی سی آگ تمہارے تاپنے کے لئے لے آؤنگا۔ سفیان بن عیینہ نے (اپنی تفسیر میں) کہا۔ اَمْثَلُهُمْ یعنی اُن میں کا افضل اور سمجھدار آدمی اور ابن عباسؓ نے کہا فَلَا هَضْمًا یعنی اس پر ظلم نہ ہوگا۔ اور اسکی نیکیوں کا ثواب کم نہ کیا جائیگا عِوَجًا نالہ، کھڈا۔ اَمْتًا ٹیلہ، بلندی۔ سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی یعنے اگلی حالت پر۔ النُّهٰی پرہیزگاری (یا عقل) ضَنْكًا بدبختی، هَوٰی بدبخت ہُوا۔ المقدس برکت والی، طُوٰی اُس وادی کا نام تھا، بملکنا (بکسر میم مشہور قرأت بفتحہ میم ہے بعضوں نے بضمہ میم پڑھا ہے) یعنی اپنے اختیار اور اپنے حکم سے، سوٰی یعنے ہم میں اور تم میں برابر فاصلہ پر، یَبَسًا خشک، عَلٰی قَدَرٍ اپنے معین وقت پر (جو اللہ نے لکھ دیا تھا) لَاتَنِیَا ضعیف مت بنو، یا سستی نہ کرو۔

ف سعید بن جبیرؓ کے قول کو بغوی نے معدیات میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ضحاک کے قول کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ یہ تفسیر ہے۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں انگارہ اٹھا کر زبان پر رکھ لیا تھا۔ اسوجہ سے بات کرنے میں لکنت ہوگئی تھی۔ اسکا قصہ ہم نے تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ ف۳ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ حاکم نے حضرت علیؓ سے روایت کیا۔ کہ سامری کو جتنے زیور مل سکے اُن کو گلا کر بچھڑا بنایا۔ پھر اس کے پیٹ میں ایک مٹھی اُس خاک کی ڈالی۔ جو حضرت جبرئیلؑ کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے اٹھائی تھی۔ وہ سچ مچ کا بچھڑا ہو گیا۔ ف۴ یہ فریابی نے مجاہد سے روایت کیا مطلب یہ ہے۔ کہ اعمٰی سے آنکھوں کا اندھا مراد نہیں ہے۔ بلکہ عقل کا اندھا ہونا مراد ہے۔ ف۵ اتنے میں موسیٰؑ نے دور سے آگ دیکھی۔ ف۶ اسکو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ۔ الآیہ۔ کی تفسیر

۲۶۰۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے مہدی بن میمون نے۔ کہا ہم سے محمد بن سیرین نے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْتَقَى آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى لِآدَمَ: أَنْتَ الَّذِي أَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ؟ قَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ، وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ: فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، الْيَمُّ: الْبَحْرُ۔

سے۔ آپ نے فرمایا۔ آدمؑ اور موسیٰؑ دونوں میں ملاقات ہوئی۔ تو موسیٰؑ آدمؑ سے کہنے لگے۔ تم وہی آدم ہو۔ نا جنہوں نے سب لوگوں کو خرابی میں (محنت اور مشقت میں) ڈالا۔ بہشت سے باہر نکالا۔ آدم علیہ السلام نے جواب دیا تم وہی موسیٰ ہو۔ نا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پیغمبری کے لئے برگزیدہ کیا۔ اور خاص اپنی ذات کے لئے چن لیا۔ اور تم پر تورات اُتاری۔ موسیٰؑ نے کہا۔ ہاں۔ آدم علیہ السلام نے کہا تم نے تورات میں نہیں پڑھا۔ کہ اللہ نے یہ امر میری تقدیر میں میری پیدائش سے پہلے لکھ دیا تھا۔ موسیٰؑ نے کہا۔ ہاں یہ تو تورات میں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تو آدمؑ موسیٰؑ پر تقدیر میں غالب آئے۔ الیمّ کا معنی سمندر

ف حضرت آدمؑ تمام انسانوں کے پدر بزرگوار ہیں۔ اُن سے سوا حضرت موسیٰؑ کے جو اللہ تعالیٰ کے خاص چہیتے تھے۔ اور کون ایسی گفتگو کرسکتا تھا۔ حضرت آدمؑ گو مرتبہ میں حضرت موسیٰؑ سے کم تھے۔ مگر آخر بزرگ تھے۔ انہوں نے ایسا جواب دیا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خاموش ہوگئے

بَابٌ۔ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَى۔

باب۔ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَى کی تفسیر۔

۲۶۱۔ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فَسَأَلَهُمْ

مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے روح بن عبادہ نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ کہا ہم سے ابو بشر (جعفر) نے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں آئے۔ اُن دنوں یہودی عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم

فَقَالُوا: هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ۔

نے یہود سے اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا۔ یہ وہ دن ہے جس دن موسیٰ فرعون پر غالب آئے تھے آنحضرت نے فرمایا۔ ہم کو موسیٰ سے تم سے زیادہ تعلق ہے پھر مسلمانوں کو فرمایا تم بھی اُسدن روزہ رکھو۔

ف ترجمہ۔ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میرے بندوں یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے لے جاؤ۔ اور سمندر پر اُن کیلئے عصا مار کر خشک راستہ بنادو۔ تم کو کسی کے پکڑ پانے کا یا ڈوبنے کا ڈر نہ ہوگا۔ پھر فرعون اپنا لشکر لے کر اُن کے پیچھے لگا۔ تو سمندر کا ایسا ریلہ اس پر آیا۔ یعنی بہت ہی بڑا ریلہ، اور فرعون نے اپنی قوم کو غلط راستے پر لگایا۔ ٹھیک راستے پر نہیں لگایا۔

بَابُ قَوْلِهِ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى کی تفسیر

۲۶۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَاجَّ مُوسَى آدَمَ فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ فَأَشْقَيْتَهُمْ؟ قَالَ: قَالَ آدَمُ: يَا مُوسَى أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ، أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي؟ أَوْ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ایوب بن نجار نے۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے۔ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے بحث کی۔ کہنے لگے تم تو وہی آدم ہو۔ نا۔ کہ گناہ کر کے سب آدمیوں کو بہشت سے نکلوایا۔ مصیبت میں ڈالا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا تم تو وہی موسیٰ ہو۔ نا۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے پیغمبری اور کلام کے لئے برگزیدہ کیا۔ کیا میرے اُوپر اسکا الزام لگاتے ہو۔ جو مجھ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنے سے پہلے میرے حصے میں یا میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام تقریر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الأنبياء

سورۂ انبیاء کی تفسیر

٢٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَالْكَهْفُ، وَمَرْيَمُ، وَطٰهٰ، وَالأَنْبِيَاءُ، هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الأُوَلِ، وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي، وَقَالَ قَتَادَةُ: جُذَاذًا: قَطَّعَهُنَّ: وَقَالَ الْحَسَنُ: فِي فَلَكٍ مِثْلِ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ، يَسْبَحُونَ: يَدُورُونَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَفَشَتْ: رَعَتْ لَيْلًا، يُصْحَبُونَ: يُمْنَعُونَ، أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً قَالَ: دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ، قَالَ عِكْرِمَةُ: حَصَبُ جَهَنَّمَ: حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: أَحَسُّوا: تَوَقَّعُوا، مِنْ أَحْسَسْتُ، خَامِدِينَ: هَامِدِينَ، وَالْحَصِيدُ: مُسْتَأْصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ لَا يَسْتَحْسِرُونَ: لَا يُعْيُونَ، وَمِنْهُ حَسِيرٌ وَحَسَرْتُ بَعِيرِي، عَمِيقٌ: بَعِيدٌ، نُكِّسُوا: رُدُّوا، صَنْعَةَ لَبُوسٍ: الدُّرُوعُ، تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ: اخْتَلَفُوا، الْحَسِيسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ،

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے ابو اسحٰق سے کہا میں نے عبدالرحمن بن یزید سے سنا۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ سورۂ بنی اسرائیل کہف مریم، طٰہٰ اور انبیاء اگلی بہت فصیح سورتوں میں سے ہیں (جو مکہ میں اتری تھیں) اور میری پرانی یاد کی ہوئی ہیں۔ قتادہ نے کہا جُذَاذًا کا معنے ٹکڑے ٹکڑے۔ اور امام حسن بصری نے کہا كُلٌّ فِي فَلَكٍ یعنی ہر ایک تارہ ایک آسمان میں گول گھومتا ہے۔ جیسے چرخہ سوت کاتنے کا۔ يَسْبَحُونَ یعنی گول گھومتے ہیں اور ابن عباسؓ نے کہا نَفَشَتْ چر گئیں۔ يُصْحَبُونَ روکے جائیں گے اور أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً یعنی تمہارا دین اور مذہب ایک ہی دین اور مذہب ہے۔ اور عکرمہ نے کہا حَصَبُ حبشی زبان میں جلانے کی لکڑی (ایندھن) اور لوگوں نے کہا أَحَسُّوا۔ توقع پائی یا أَحْسَسْتُ سے نکلا ہے (یعنے آہٹ پائی)۔ خَامِدِينَ بجھے پڑے۔ (یعنی مرے ہوئے) حَصِيدٌ جڑ سے اکھاڑ گیا۔ واحد، تثنیہ اور جمع سب پر بولا جاتا ہے۔ لَا يَسْتَحْسِرُونَ نہیں تھکتے۔ اسی سے ہے حَسِيرٌ یعنی تھکا ہوا۔ حَسَرْتُ بَعِيرِي یعنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا۔ عَمِيقٌ دور، دراز۔ نُكِّسُوا پھر کفر کی طرف پھیرے گئے۔ صَنْعَةَ لَبُوسٍ زرہیں بنانا۔ تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ اختلاف کیا۔ جدا جدا طریقہ اختیار کیا۔ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا حسیس، حس اور

آذَنَّاكَ: أَعْلَمْنَاكَ، آذَنْتُكُمْ إِذَا أَعْلَمْتَهُ فَأَنْتَ وَهُوَ عَلَى سَوَاءٍ لَمْ تَغْدِرْ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ: تُفْهَمُونَ، ارْتَضَى: رَضِيَ، التَّمَاثِيلُ: الأَصْنَامُ، السِّجِلُّ: الصَّحِيفَةُ

جرس اور ہمس سب کے ایک معنی ہیں۔ یعنی پست آواز (بھنک) آذنٰک ہم نے تجھ کو آگاہ کیا۔ عرب لوگ کہتے ہیں اٰذنتکم یعنی میں نے تم کو خبر دی۔ تم ہم برابر ہوگئے۔ میں نے کوئی دغا نہیں کی۔ اور مجاہد نے کہا۔ لعلکم تسئلون کے معنی یہ ہیں۔ شاید تم سمجھو۔ ارتضٰی پسند کیا۔ راضی ہوا۔ التماثیل مورتیں، بت السجل خطوں کا مٹھا۔

ف۱ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو ابن عیینہ نے وصل کیا۔ ف۳ یا تیرتے ہیں۔ اور آسمان پانی کی طرح لطیف مادہ ہے۔ ف۴ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۵ یہ ابن منذر نے ابن عباس رض سے روایت کیا۔ ف۶ یہ لفظ تو سورۂ حج میں ہے۔ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ شاید کاتب نے غلطی سے یہاں لکھ دیا۔ ف۷ اس کو فریابی نے وصل کیا یا لوگ تم سے تمہارا حال پوچھیں اور تم آنکھوں سے دیکھ کر اپنا حال بیان کرو۔ ع۔ اوندھے کئے گئے۔

بَابٌ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا﴾

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا کی تفسیر

٢٦٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٌ مِنَ النَّخَعِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، أَلَا إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُصْحَابِي، فَيُقَالُ: لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے مغیرہ بن نعمان سے جو نخع قبیلے کا ایک بوڑھا تھا اس نے سعید بن جبیر رض سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا۔ فرمایا۔ تم (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے ننگے پاؤں ننگے بدن، بے ختنہ حشر کئے جاؤ گے۔ کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین پھر سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ سن لو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے۔ فرشتے ان کو پکڑ کر بائیں طرف والوں میں (یعنی دوزخیوں میں) لے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا۔ پروردگار! یہ تو میرے ساتھ والے ہیں۔ ارشاد ہوگا آپ نہیں جانتے۔ انہوں نے تمہاری وفات کے بعد کیا کیا

عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ شَهِيدٌ۔ فَيُقَالُ: إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ۔

نئے گن گئے۔ ف اسوقت میں وہی کہوں گا جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میں جب تک اُن لوگوں میں تھا انکا حال دیکھتا رہا۔ اخیر آیت شھید تک ارشاد ہو گا۔ یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھرے رہے جب سے تو اُن سے جدا ہوا ف۲

ف اسلام سے پھر گئے۔ آپ کی وفات ہوتے ہی آپ کی اولاد واٰل سے محبت چھوڑ دی۔ اُن کے دشمن بن گئے۔ ان پر حملہ کیا۔ اُن کو ستایا۔ اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے۔ کہ اصحاب سے اس حدیث میں عرب کے چند گنوار مراد ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے۔ ف۲ رافضی کمبخت اس حدیث کا مطلب یہ نکالتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل اصحابِ کرام معاذ اللہ آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے تھے۔ مگر چند صحابہ جیسے جابر بن عبد اللہ انصاری، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود، سلمان فارسی اسلام پر قائم رہے۔ اور اہل بیت کی محبت پر مضبوط رہے۔ ہم کہتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب اسلام پر قائم رہے۔ خصوصاً عشرہ مبشرہ جن کو آپ نے جنت کی بشارت دی۔ اور پیغمبر کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ قرآن شریف ان بزرگوں کے فضائل سے بھرا ہوا ہے۔ اور متعدد احادیث ان کے مناقب میں وارد ہیں۔ اگر معاذ اللہ! رافضیوں کا کہنا درست ہو۔ تو آنحضرت صلعم کی صحبت کے برکات ایک درویش کی صحبت سے بھی کم قرار پاتے ہیں۔ اور پیغمبری کی بڑی توہین اور تحقیر ہوئی ہے۔ اب بعضے صحابہ سے جو ایسی باتیں منقول ہیں۔ جن میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف تھیں۔ اول تو یہ روایتیں درست نہیں۔ دوسرا اگر درست ہوں۔ تو بھی صحابہ کرام رضہ معصوم نہ تھے۔ خطا اجتہادی اُن سے ہوئی۔ جن پر وہ معذور سمجھنے کے لائق ہیں۔ اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ مجتہد اگر غلطی بھی کرے۔ تو اس کو ایک اجر ملیگا۔ اس کے علاوہ اجلا صحابہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ میں۔ ان حضرات سے تو کوئی ایسی بات بھی منقول نہیں ہے۔ جو شرع کے خلاف ہو۔ صرف جاریہ اور عمرو بن عاص کی کارروائیوں میں غور کرنے سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ وہ اہل بیت رسالت کے ساتھ قلبی محبت نہیں رکھتے تھے۔ اور دنیا کی طمع اُن پر غالب ہو گئی تھی۔ لیکن کیا عجب ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی صحبت کی برکت سے اُن کی یہ خطا بھی معاف ہو جائے۔ جیسے ایک بزرگ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میدان حشر قائم ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہِ الٰہی میں بلائے گئے۔ پھر حضرت معاویہ رض کی یاد ہوئی حضرت علی رض تو یہ کہتے ہوئے لوٹے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ اس نے میرے موافق فیصلہ کیا۔ اور حضرت معاویہؓ یہ کہتے ہوئے لوٹے۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ اُس نے میرا قصور معاف کر دیا۔ اب رہ گیا۔ یزید پلید وہ شرابی تھا۔ اُس کے اعوان و انصار جو حضرت امام حسین رض کے قتل اور اہل بیت رسالت کی توہین اور ایذادہی میں شریک تھے وہ سب مردود اور مطرود ہیں۔ ان کو اہلسنت اور شیعہ بالاتفاق بُرا جانتے ہیں۔ جو لوگ سچے سنی ہیں۔ وہ آنحضرت صلعم

کے اہل بیت سے محبت رکھنا اور اُن کی تعظیم و تکریم کرنا ایسا ہی ضروری سمجھتے ہیں کہ بقاء ایمان اس پر موقوف جانتے ہیں اور بلا تامل علٰے رُوس الاشہاد یوں کہتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کے اختلاف کے وقت ہم موجود ہوتے تو حضرت علی رضؓ کے ساتھ شریک ہوتے۔ اور اگر یزید پلید یا دُوسرے خلفا بنی امیہ کے عہد میں ہوتے تو اپنے پیارے امام حسین رضؓ کا بدلہ جب تک اُن سے نہ لے لیتے ہم کو کبھی چین نہ آتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الحج

سورۂ حج کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: الْمُخْبِتِينَ: الْمُطْمَئِنِّينَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي. إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ. إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي حَدِيثِهِ فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ آيَاتِهِ، وَيُقَالُ أُمْنِيَّتُهُ: قِرَاءَتُهُ، إِلَّا أَمَانِيَّ: يَقْرَءُونَ وَلَا يَكْتُبُونَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَشِيدٌ بِالْقَصَّةِ جِصٌّ، وَقَالَ غَيْرُهُ: يَسْطُونَ يَفْرُطُونَ مِنَ السَّطْوَةِ، وَيُقَالُ يَسْطُونَ: يَبْطِشُونَ، وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ: أُلْهِمُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بِسَبَبٍ: بِحَبْلٍ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ: ثَانِيَ عِطْفِهِ: مُسْتَكْبِرٌ، تَذْهَلُ: تُشْغَلُ.

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں۔ اَلْمُخْبِتِیْنَ اللہ پر بھروسہ کرنے والے۔ یا اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرنیوالے۔ اور ابن عباس رضؓ نے ف۱۔ اس آیت کی اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّیْطَانُ فِیْ اُمْنِیَّتِهٖ کی تفسیر میں کہا۔ جب پیغمبر کلام کرتا ہے۔ (اللہ کا حکم سناتا ہے)۔ تو شیطان اس کی بات میں اپنی طرف سے (پیغمبر کی آواز بنا کر) کچھ ملا دیتا ہے۔ پھر اللہ شیطان کا ملایا ہوا میٹ دیتا ہے اور اپنی (سچی) آیتوں کو قائم رکھتا ہے ف۲ بعضوں نے کہا۔ اُمْنِیَّتِہٖ سے پیغمبر کی قرأت مُراد ہے۔ اَلْاَمَانِیْ (جو سورۂ بقرہ میں ہے) اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ پڑھتے ہیں پر لکھتے نہیں۔ ف۳ اور مجاہد نے کہا۔ کہ (طبری نے اسکو وصل کیا) مَشِیْدٌ کے معنی گچّی (چونے سے) مضبوط کئے گئے۔ اوروں نے کہا۔ یَسْطُوْنَ کا معنی زور کرتے ہیں۔ زیادتی کرتے ہیں۔ یہ سطوت سے نکلا ہے۔ بعضوں نے کہا یسطون سخت پکڑتے ہیں۔ وَهُدُوْا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ یعنی اچھی بات کا انکو الہام کیا گیا۔ ف۴ ابن عباس رضؓ نے کہا بِسَبَبٍ کے معنی رسّی جو چھت تک لگی ہو۔ تَذْهَلُ غافل ہو جائے۔

ف۱ اسکو سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں مجاہد سے روایت کیا۔ ف۲ اسکو طبری نے وصل کیا۔ ف۳ یہ امام بخاریؒ نے اس لئے بیان کیا کہ تمنّی کا معنی اس سورۃ میں قرأت یعنی پڑھا۔ بعضوں نے کہا آرزو کے معنی ہیں یعنی دنیا میں پھنسا دیتا ہے ف۴ اچھی بات سے لا الٰہ الا اللہ مراد ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَتَرَى النَّاسَ سُکَارَی۔ الایۃ۔ کی تفسیر۔

٢٦٥ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ القِيَامَةِ: يَا آدَمُ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيُنَادَى بِصَوْتٍ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ، قَالَ: يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ قَالَ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَحِينَئِذٍ تَضَعُ الحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيبُ الوَلِيدُ۔ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ۔ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ، ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ البَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الأَسْوَدِ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ ثُلُثَ أَهْلِ الجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ شَطْرَ أَهْلِ الجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ: عَنِ الأَعْمَشِ۔ تَرَى

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا ہم سے ابو صالح نے انہوں نے ابوسعید خدری رضہ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیگا۔ اے آدم! وہ عرض کریں گے حاضر ہوں۔ جو ارشاد۔ پروردگار آواز سے پکارے گا۔ (یا فرشتہ پروردگار کیطرف سے آواز دیگا) اللہ کا حکم یہ ہے کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کا جتھا نکال۔ وہ عرض کرینگے پروردگار دوزخ کا جتھا کتنا نکالوں۔ حکم ہوگا (راوی نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں) ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسو ننانویں (گویا ہزار میں ایک جنتی ہوگا۔) ف۱ یہ ایسا سخت وقت ہوگا۔ کہ پیٹ والی کا پیٹ گر جائیگا۔ ف۲ اور بچہ (مارے فکر کے) بوڑھا ہو جائیگا۔ یعنی جو بچپنے میں مرا ہو۔ ف۳ اور تو قیامت کے دن لوگوں کو ایسا دیکھے گا۔ جیسے وہ نشہ میں متوالے ہو رہے ہوں۔ حالانکہ ان کو نشہ نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ کا عذاب ایسا سخت ہوگا۔ ف۴ یہ حدیث جو صحابہؓ حاضر تھے۔ ان پر سخت گزری اور ان کے چہرے ڈر کے مارے بدل گئے۔ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُن کی تسلی کے لئے) فرمایا۔ (تم اتنا کیوں ڈرتے ہو) اگر یاجوج ماجوج کی (جو کافر ہیں) نسل تم سے ملائی جائے۔ تو اُن میں سے نوسو ننانوے کے مقابل تم میں سے ایک آدمی پڑے گا۔ غرض تم لوگ (حشر کے دن) دوسرے لوگوں کی نسبت (جو دوزخی ہونگے) ایسے ہوں گے۔ جیسے سفید بیل کے جسم پر ایک ریان کالا ہوتا ہے یا جیسے کالے بیل کے جسم پر ایک ریان سفید ہوتا ہے۔ اور مجھ کو یہ امید ہے کہ تم لوگ سارے بہشتیوں کا چوتھائی حصہ ہوگے۔ باقی تین حصوں میں اور سب

النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى - قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَقَالَ جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ: سَكْرَى وَمَا هُمْ بِسَكْرَى.

امتیں) یہ سن کر ہم نے اللہ اکبر کہا (اللہ کا شکر ادا کیا) پھر فرمایا۔ نہیں تم تہائی حصہ ہو گے۔ ہم نے پھر تکبیر کہی۔ پھر فرمایا نہیں تم آدھا حصہ ہو گے (آدھے حصے میں اور سب امتیں) ہم نے پھر تکبیر کہی ف ابو اسامہ نے اعمش سے ے یوں روایت کی۔ ف تری النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى جیسے مشہور قرأت ہے۔ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے نکال (تو انکی روایت حفص بن غیاث کے موافق ہے) اور جریر بن عبدالحمید اور عیسٰی بن یونس اور معاویہ نے یوں نقل کیا وتری النَّاسَ سَكْرَى وَمَا هُمْ بِسَكْرَى

ف اس کو ابن منذر نے وصل کیا۔ دوسری روایت میں ہے۔ ہر سینکڑے میں سے ننانوے۔ ف۲ یعنی اس عورت کا جو حاملہ رہ کر مری۔ ف۳ بعضوں نے کہا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہاں حاملہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہو۔ تو حاملہ کا پیٹ گر جائے گا۔ اور بچہ بوڑھا ہو جائے گا۔ ف۴ اس کے ڈر سے لوگ نشہ والے کیطرح ہو جائیں گے۔ ف۵ طبرانی کی روایت میں اور زیادہ ہے یعنی تم دو تہائی حصہ ہو گے۔ ترمذی نے روایت کی کہ بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہونگی انمیں اسی صفیں تمہاری ہونگی۔ تو دو ثلث مسلمان ہوئے۔ ایک ثلث میں دوسری سب امتیں۔ مالک تیرا شکر ہم کہاں تک ادا کریں۔ تو نے دنیا کی سب نعمتیں ہم پر ختم کر دیں۔ مال، اولاد، علم، شرافت و کرامت اور جمال دیا۔ اب ان نعمتوں پر کیا تو آخرت میں ہم کو ذلیل کریگا۔ نہیں ہم کو تیرے فضل و کرم سے یہی امید ہے۔ کہ آخرت بھی ہماری درست کر دیگا۔ اور جیسے دنیا میں تو نے باعزت و حرمت رکھا۔ ویسے دوسرے بندوں کے سامنے آخرت میں بھی ہم کو ذلیل نہیں کرے گا۔ ہم کو تیرا ہی آسرا ہے اور تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر زندگی گزار رہے ہیں یا اللہ دنیا میں ہم کو حاسدوں اور دشمنوں نے بہت تنگ کرنا چاہا۔ مگر تو نے حدیث شریف کی برکت سے ہم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ اور ان سب سے زیادہ ہم کو دولت اور نعمت عنایت کی۔ ایسے ہی مرتے وقت بھی ہم کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھنا۔ اور ہم کو ایمان کے ساتھ اٹھا۔ ف ابو اسامہ کی روایت کو خود امام بخاری نے احادیث انبیاء میں وصل کیا۔ ے انہوں نے صالح سے انہوں نے ابو سعید سے

بَابٌ - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ: شَكٍّ، أَتْرَفْنَاهُمْ: وَسَّعْنَاهُمْ.

باب اللہ تعالٰی کے اس قول ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف کی تفسیر۔ حرف کا معنی شک اور تردد) اترفناھم کشائش دیں (یعنی اُن پر روزی کشادہ کریں)

۲۶۶ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا

مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحیی بن ابی بکیر نے۔ کہا ہم سے اسرائیل نے۔ انہوں نے

إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ- قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِينَةَ، فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَيْلُهُ قَالَ هَذَا دِينٌ صَالِحٌ، وَإِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهُ قَالَ: هَذَا دِينُ سُوءٍ-

ابوحصین سے۔ انہوں نے سعید بن جبیر رحمہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف کا شان نزول یہ ہے۔ کہ کوئی شخص مدینہ منورہ میں آتا اور مسلمان ہو جاتا پھر اس کی عورت لڑکا جنتی اور اس کی گھوڑیاں بچے جنتیں۔ تو تب (خوش ہوکر) کہتا یہ دین اچھا ہے۔ اور جو اس کی عورت لڑکا نہ جنتی اور گھوڑیاں بھی اولاد پیدا نہ کرتیں۔ تو رنجیدہ ہو کر کہتا یہ دین خراب ہے (منحوس ہے)

بَابُ قَوْلِهِ- هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ-

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ھذان خصمان اختصموا فی ربھم کی تفسیر

۲۶۷- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ- هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ- نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ، وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوا فِي يَوْمِ بَدْرٍ، رَوَاهُ سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، وَقَالَ عُثْمَانُ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَوْلَهُ-

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم کو ابوہاشم نے۔ انہوں نے ابومجلز (لاحق) سے۔ انہوں نے قیس بن عباد سے۔ انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے قسم کھا کر کہا یہ آیت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم حمزہ اور ان کے دونوں ساتھیوں (حضرت علیؓ اور عبیدہ بن حارث) اور عتبہ بن ربیعہ اور اس کے دونوں ساتھیوں (شیبہ اور ولید) کے باب میں اتری جس دن یہ لوگ بدر کی لڑائی میں مقابلہ کے لئے نکلے۔ اس حدیث کو سفیان ثوری نے بھی ابوہاشم سے روایت کیا۔ ف اور عثمان بن ابی شیبہ نے اس حدیث کو جریر سے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابوہاشم سے انہوں نے ابومجلز سے۔ ابومجلز کا قول روایت کیا ف

ف اس کو امام بخاری رحمہ نے مغازی میں وصل کیا ف ۲ مگر ثوری رحمہ اور ہشیم رحمہ نے اس کو ابوذر رضہ تک پہنچایا۔ اور دونوں ثقہ اور حافظ ہیں۔

۲۶۸- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ:

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے اپنے والد (سلیمان بن

سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ قَيْسٌ: وَفِيهِمْ نَزَلَتْ. هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ. قَالَ: هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ، عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ، وَعُبَيْدَةُ، وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ،

خرخان) سے سُنا۔ کہا ہم سے ابومجلز نے بیان کیا انہوں نے قیس بن عباد سے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ سب سے پہلے میں قیامت کے دن پروردگار کے سامنے دوزانو بیٹھ کر اپنا مقدمہ پیش کروں گا۔ قیس نے کہا یہ آیت ھٰذان خصمٰن اختصموا فی ربھم ان لوگوں کے باب میں اُتری جو بدر کے دن لڑائی کے لیے نکلے تھے۔ یعنی علی اور حمزہ اور عبیدہ رض (مسلمانوں کیطرف سے) اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ، (کافروں کیطرف سے) ہوا

ف یہ ان کی تفسیر میں موصول ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ المؤمنون

سورت مؤمنون کی تفسیر۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: سَبْعَ طَرَائِقَ: سَبْعَ سَمَوَاتٍ، لَهَا سَابِقُونَ: سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ، قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ: خَائِفِينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ: بَعِيدٌ بَعِيدٌ، فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ: الْمَلاَئِكَةَ لَنَاكِبُونَ: لَعَادِلُونَ، كَالِحُونَ: عَابِسُونَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: مِنْ سُلاَلَةٍ: الْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلاَلَةُ، وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُونُ وَاحِدٌ، وَالْغُثَاءُ: الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لاَ يُنْتَفَعُ بِهِ، يَجْأَرُونَ يَرْفَعُونَ أَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجْأَرُ الْبَقَرَةُ عَلَى أَعْقَابِكُمْ: رَجَعَ عَلَى عَقِبَيْهِ، سَامِرًا مِنَ السَّمَرِ وَالْجَمِيعُ السُّمَّارُ،

سفیان بن عیینہ نے کہا سبع طرائق سے ساتوں آسمان مراد ہیں۔ ف لہا سابقون۔ یعنی اُن کی قسمت میں (روزِ اوّل سے) سعادت اور نیک بختی لکھ دی گئی۔ وجلۃ ڈرنیوالے ابن عباس نے کہا ہیہات ہیہات کا معنی دور ہے۔ دور ہے۔ ف فاسئل العادین یعنی گننے والے فرشتوں سے (جو اعمال کا حساب لکھتے ہیں) پوچھ لے۔ لناکبون سیدھی راہ سے مڑ جانے والے۔ کالحون ترش رو، بدشکل منہ بنانے والے ف اوروں نے کہا۔ سلالۃ سے مراد بچہ اور نطفہ ہے۔ جنۃ اور جنون دونوں کا معنی ایک ہے۔ یعنی دیوانگی (باؤلا پن) غثاء پھین اور جو پانی پر تیر آئے۔ اور کام نہ آئے (بلکہ پھینک دیا جائے) یجارون آواز بلند کریں گے۔ جیسے گائے (تکلیف کے وقت) آواز نکالتی ہے۔ علی اعقابکم عرب لوگ بولتے ہیں رجع علی عقبیہ یعنی پیٹھ

وَالسَّامِرُ هٰهُنَا فِي مَوْضِعِ الْجَمْعِ تُسْحَرُونَ: تَعْمَوْنَ مِنَ السَّحْرِ۔

دیکر چلدیا) سامر سمر سے نکلا ہے۔ اس کی جمع سمّار ہے یہاں سامر جمع کے معنوں میں ہے۔ یعنی رات کو گپ شپ کرنے والے۔ تسحرون اندھے ہو رہے ہو۔ جادو سے۔

ف طرائق اُن کو اس لئے کہا کہ اوپر نیچے واقع ہیں۔ ف۲ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۳ یہ دوزخیوں کی صفت ہے حدیث شریف میں ہے۔ کہ دوزخیوں کا اوپر کا ہونٹ چڑھ جائے گا۔ اور نیچے کا لٹک پڑے گا۔ معاذ اللہ۔ سامنے کے دانت کھلے ہوئے اُوپر سے رنگ کالا بجنگ، عجب بھیانک شکل ہو گی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ النُّوْرِ

سورۂ نور کی تفسیر

مِنْ خِلَالِهِ: مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ السَّحَابِ سَنَا بَرْقِهِ وَهُوَ الضِّيَاءُ، مُذْعِنِيْنَ، يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِي مُذْعِنٌ، أَشْتَاتًا وَشَتّٰى وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَاحِدٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔ سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا۔ بَيَّنَّاهَا، وَقَالَ غَيْرُهُ: سُمِّيَ الْقُرْآنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّورَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوعَةٌ مِنَ الْأُخْرٰى، فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْآنًا، وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ: الْمِشْكَاةُ: الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ، وَقَوْلُهُ تَعَالٰى - إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔ تَأْلِيفُ بَعْضِهِ إِلٰى بَعْضٍ۔ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ - فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَأَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ، أَيْ مَا جُمِعَ فِيهِ فَاعْمَلْ بِمَا أَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ، وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهِ قُرْآنٌ أَيْ تَأْلِيفٌ، وَسُمِّيَ الْفُرْقَانُ لِأَنَّهُ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ

مِنْ خِلَالِهِ کا معنی بادل کے پردوں کے بیچ میں سے۔ سَنَا بَرْقِهِ اس کی بجلی کی روشنی مُذْعِنِيْنَ مذعن کی جمع ہے یعنی عاجزی کرنے والا۔ اشتاتا، شتّٰی، شتات اور شتّ سب کے ایک معنی ہیں۔ یعنی الگ الگ اور ابن عباسؓ نے کہا۔ سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا کا معنی ہے۔ ہم نے اس کو بیان کیا۔ ف اوروں نے کہا۔ قرآن کئی سورتوں کو کہیں گے اور سورۃ ایک قطعہ کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ دوسرے قطعہ سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ قطعے ایک دوسرے سے نزدیک یعنی ملے ہوئے ہیں اس لئے ان کو قرآن کہتے ہیں (تو یہ قرن سے نکلا ہے) اور سعد بن عیاض ثمالی نے کہا۔ (اسکو ابن شاہین نے وصل کیا) مشکوۃ کہتے ہیں۔ طاق کو۔ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور یہ جو سورۂ قیامہ میں) فرمایا۔ ہم پر اسکا جمع کرنا۔ اور قرآن کرنا ہے۔ تو قرآن سے اسکا جوڑنا اور ایک ٹکڑے سے دوسرا ٹکڑا ملانا مراد ہے پھر فرمایا۔ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ۔ یعنی جب ہم اسکو جوڑ دیں اور مرتب کر دیں۔ تو اس مجموعہ کی پیروی کر یعنی اس میں جس بات کا حکم ہے۔ اسکو بجالا۔ اور جس کی اللہ نے ممانعت کی ہے۔ اس سے باز رہ۔ اور عرب لوگ کہتے ہیں۔ اس کے شعر ں

وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ مَا قَرَأَتْ بِسَلًا قَطُّ أَيْ لَمْ تَجْمَعْ فِي بَطْنِهَا وَلَدًا، وَقَالَ۔ فَرَّضْنَاهَا۔ أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً، وَمَنْ قَرَأَ فَرَضْنَاهَا يَقُولُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ: أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا: لَمْ يَدْرُوا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ۔ أُولِي الْإِرْبَةِ۔ مَنْ لَيْسَ لَهُ إِرْبٌ۔ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا يُهِمُّهُ إِلَّا بَطْنُهُ وَلَا يَخَافُ عَلَى النِّسَاءِ، وَقَالَ طَاوُسٌ: هُوَ الْأَحْمَقُ الَّذِي لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ۔

میں قرآن نہیں ہے۔ یعنی بے جوڑ شعر ہیں۔ اور قرآن کو فرقان بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ حق اور باطل کو جُدا کرتا ہے اور عورت کے حق میں کہتے ہیں۔ مَاقَرَأَتْ بِسَلًا قَطُّ یعنی اس نے اپنے پیٹ میں بچہ کبھی نہیں رکھا۔ اور جس نے فَرَّضْنَاهَا تشدید سے پڑھا ہے ف۱ تو یہ معنی ہوگا ہم نے اسمیں مختلف فرائض اُتارے اور جس نے فرضنا (تخفیف سے) پڑھا۔ ف۲ تو معنی یہ ہوگا۔ ہم نے تم پر اور جو لوگ (قیامت تک) تمہارے بعد آئینگے۔ اُن پر فرض کیا۔ ف۴ مجاہد نے کہا۔ ف۵ اَوِالطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوا سے وہ کمسن بچے مُراد ہیں۔ جو کمسنی کیوجہ سے عورتوں کی شرمگاہ یا جماع سے واقف نہیں۔ اور شعبی ؒ نے کہا۔ ف۶ اُولِی الاربۃ سے مراد وہ مرد ہیں۔ جن کو عورتوں کی احتیاج نہ ہو۔ ف۷ اور مجاہد نے کہا (اس کو طبری نے وصل کیا) جن کو اپنے پیٹ کی دھن لگی ہو۔ ف۸ ان سے یہ ڈر نہ ہو کہ عورتوں کو ہاتھ لگائیں گے ف۹ اور طاوس نے کہا (اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا) وہ احمق مراد ہے جس کو عورتوں کا خیال نہ ہو۔

ف۱ قاضی عیاض رح نے کہا۔ ہم نے بیان کیا کہ فَرَضْنَاهَا کا معنی ہے جیسے طبری نے اس کو وصل کیا ابن عباس رض سے مگر ابن منذر نے ابن عباس سے یہ معنی انزلنہا کا نقل کیا۔ ف۲ یہ ابوعمرو اور ابن کثیر کی قرأت ہے۔ ف۳ جیسے مشہور قرأت ہے۔ ف۴ یعنی اِن احکام پر چلنا لازم کیا۔ جو اس سورت میں مذکور ہیں۔ ف۵ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۶ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۷ جیسے بوڑھے، مخنث، نامرد وغیرہ، ف۸ بعضوں نے کہا۔ وہ مرد مُراد ہیں جن پر عورتیں خود خیال نہ کریں۔ جیسے بھنگی، دھوبی وغیرہ، ف۹ مزدور کمیرے وغیرہ۔

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ۔ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ الآیہ۔ کی تفسیر۔

۲۶۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے ف۱ کہا ہم سے اوزاعی نے۔ کہا مجھ سے زہری نے۔ انہوں نے سہل بن ساعد سے کہ عویمر ابن

سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ عُوَيْمِرًا أَتَى عَاصِمَ ابْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ: كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا؟ أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ سَلْ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَأَتَى عَاصِمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا، قَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَجَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ، فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْظُرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ، عَظِيمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ

حارث بن زید بن جید بن عجلان) عاصم بن عدی کے پاس آیا۔ جو بنی عجلان قبیلے کا سردار تھا۔ اور پوچھنے لگا۔ بھلا اگر کوئی شخص اپنی جورُو کے پاس کسی اجنبی مرد کو پائے (جو اس سے صحبت کر رہا ہو) تم کیا کہتے ہو۔ کیا اس کو مار ڈالے پھر تم لوگ بھی اسکو (قصاص میں) مار ڈالو گے ف۲ پھر کرے تو کیا کرے عویمر نے کہا۔ عاصم تم میرے لئے یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ عاصم آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ اور آپ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! ف۳ آنحضرتؐ نے اس قسم کے سوالات کو برا سمجھا۔ ف۴ جب عویمر نے عاصم سے پوچھا (کہ آنحضرتؐ نے کیا فرمایا) تو عاصم نے کہا کہ آنحضرتؐ نے اس قسم کے سوالات کو برا سمجھا۔ عویمر نے کہا میں باز نہیں آؤنگا جب تک آنحضرتؐ سے یہ مسئلہ نہ پوچھ لوں آخر عویمر آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کیساتھ غیر مرد کو (برا کام کرتے) دیکھے تو کیا کرے اسکو مار ڈالے تو آپ اسکو (قصاص میں) مار ڈالیں گے۔ نہیں تو پھر کیا کرے۔ ف۵ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری جورو کے بارے میں قرآن کریم نازل فرمایا۔ پھر آپؐ نے جورو اور مرد، دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا۔ اسیطرح سے جس طرح اللہ نے قرآن میں اتارا۔ ف۶ عویمر نے اپنی بی بی سے لعان کیا۔ پھر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! اگر میں اب اس عورت کو رکھوں۔ تو میں ظالم ہوں۔ عویمر نے اس کو طلاق دے دی۔ پھر ان جورو مرد میں جو لعان کریں یہی طریقہ قائم ہو گیا۔ ف اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھتے رہو۔ (اس عورت کا بچہ کس صورت میں پیدا ہوتا ہے) اگر سانولا، کالی آنکھوں والا، بڑی سُرین والا، موٹی پنڈلیوں والا، پیدا ہو۔ تب تو میں سمجھوں گا۔ کہ عویمر سچا تھا۔ جو اس نے اپنی جورو کی نسبت بیان کیا تھا۔ اور اگر سرخ سرخ گرگٹ کیطرح پیدا ہو۔ (عویمر کا یہی رنگ تھا)

أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ۔

تب تو میں سمجھوں گا۔ کہ عویمر نے اپنی جورو پر جھوٹی تہمت لگائی۔ خیر جب اس عورت کا بچہ پیدا ہوا۔ دیکھا تو وہ بچہ اس شکل کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت میں بیان فرمائی تھی۔ جب عویمر سچا ہو۔ یعنی (سانولا، کالی آنکھوں والا، بڑی سُرین والا۔ اور موٹی پنڈلیوں والا) اب اس بچے کا نسب اسکی ماں کیطرف رکھا گیا)۔

ف محمد بن یوسف فریابی خود امام بخاری رح کے شیخ ہیں مگر یہ روایت اُن سے بواسطہ اسحاق کی ہے۔ ف۲ چُپ رہے۔ تو مشکل چار گواہ لینے جائے۔ تو جب تک گواہ آئیں یہ مرد اپنا کام کر کے چلتا ہوگا۔ ف۳ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو دیکھے۔ ف۴ کیونکہ آپ نے یہ خیال فرمایا۔ کہ ایسا واقعہ ابھی نہیں ہوا ہے صرف فرضی سوال عاصم کر رہا ہے اور بے ضرورت سوال کرنے کو آپ بُرا سمجھتے تھے۔ دوسرا اس قسم کے سوالات میں مسلمانوں کی بے آبروئی اور مسلمان عورتوں کی فضیحت ہے۔ ف۵ خاموش رہنا بھی مشکل ہے۔ ف۶ یعنی مرد پہلے چار دفعہ گواہی دے۔ پانچویں بار یوں کہے۔ خدا کی لعنت اس پر اگر وہ جھوٹا ہو۔ پھر عورت چار دفعہ گواہی دے۔ پانچویں بار یوں کہے کہ خدا کا غضب اس پر پڑے۔ اگر مرد سچا ہو۔ ف۷ کہ لعان کے بعد مرد اور جورو میں تفریق کرا دی جاتی ہے۔ یعنی بمجرد اس کے کہ لعان سے فراغت ہو۔ عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ امام شافعیؒ، امام احمد اور اکثر اہلحدیث کا یہی قول ہے اور عویمر نے جو طلاق دی۔ اسکی ضرورت نہ تھی۔ وہ یہ سمجھے کہ لعان طلاق نہیں ہے۔ عثمان لیثیؒ کا قول یہ ہے کہ لعان کے بعد جب تک خاوند طلاق نہ دے۔ طلاق نہیں پڑتی۔ بعضوں نے کہا۔ لعان سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ اور خود بخود دونوں میں جدائی ہو جاتی ہے۔

بَابُ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ کی تفسیر

۲۷۰۔ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمَا مَا ذُكِرَ

مجھ سے سلیمان بن داؤد ابو الربیع نے بیان کیا۔ کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے سہل بن سعد سے کہ ایک شخص (عویمر عجلانی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کیساتھ غیر مرد کو (مصروف بکار دیکھے) تو کیا اس کو مار ڈالے۔ اگر مار ڈالے تو آپ اسکو بھی مار ڈالیں گے۔ (اس کے قصاص میں) نہ

فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ قُضِيَ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ، قَالَ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا، ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللهُ لَهَا۔

مارے توکیا کرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لعان کا حکم اُتارا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا تیرا اور تیری جورو کا فیصلہ ہوگیا خیر دونوں نے لعان کیا میں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اس کے بعد یہ طریقہ قائم ہوگیا۔ کہ لعان کرنیوالوں (مرد اور جورو) میں جدائی کردی جائے۔ ف۱ وہ عورت حاملہ تھی۔ خاوند نے کہا یہ میرا حمل نہیں ہے۔ آخر اُسکا بچہ جو پیدا ہوا۔ وہ اپنی ماں کا بیٹا کہلایا۔ اسی وقت سے یہ طریقہ قائم ہوا کہ ایسا بچہ اپنی ماں کا وارث ہوگا۔ اور ماں اُس بچہ کی وارث ہوگی۔ ماں کو اپنا مقرری حصہ جو اللہ کی کتاب میں ہے (سدس یا ثلث) ملیگا۔ ف۲

ف۱ یعنی حاکم جدائی کردے۔ امام ابوحنیفہؒ نے اسی حدیث کے ظاہر سے یہ دلیل لی ہے۔ کہ صرف لعان سے جدائی نہ ہوگی جب تک حاکم تفریق کا حکم نہ دے۔ ف۲ لعان کا بچہ اپنے باپ کا تو وارث نہ ہوگا۔ کیونکہ باپ نے اپنا بیٹا ہونے سے انکار کیا۔ ماں کا وارث ہوگا۔ کس لئے کہ ماں نے اُس کا ولدالزنا ہونا تسلیم نہیں کیا

بَابٌ۔ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَیَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ۔ (الایۃ) کی تفسیر

۲۷۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ؟ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ، فَقَالَ هِلَالٌ:

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے۔ انہوں نے ہشام بن حسان سے۔ کہا ہم سے عکرمہؓ نے۔ انہوں نے ابن عباس رضؓ سے کہ ہلال بن اُمیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی جورو (خولہ بنت عاصم) کو شریک بن سحماء سے تہمت لگائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہلال سے) فرمایا۔ تو (چار) گواہ لا۔ نہیں تو تیری پیٹھ پر حد قذف پڑے گی۔ اس نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی اپنی عورت سے کسی کو بُرا کام کرتے دیکھے۔ تو گواہ ڈھونڈتا پھرے۔ (یہ تو بڑی مشکل ہے) آنحضرت صلعم یہی فرماتے رہے۔ کہ گواہ لا۔ ورنہ تیری پیٹھ پر حد پڑے گی۔ ہلال رضؓ نے کہا قسم اس پروردگار کی جس نے

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ۔ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ۔ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ۔ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَهَا هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَفُوهَا وَقَالُوا إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَجَاءَتْ بِهِ كَذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ۔

آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں سچا ہوں۔ اور اللہ میرے بارے میں ضرور کوئی ایسا حکم اُتارے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچا دے گا۔ اس کے بعد حضرت جبریل ؑ اُترے اور یہ آیت نازل فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ اخیر اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ تک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ان آیتوں کے اترنے کے بعد) لوٹے اور ہلال کی جورو کو بُلا بھیجا۔ ہلال نے لعان کی گواہیاں دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ تم دونوں میں سے ایک کی بات ضرور جھوٹ ہے۔ ف۱ کوئی تم میں (جو جھوٹا ہے) توبہ کرتا ہے یا نہیں۔ پھر عورت کھڑی ہوئی اور اس نے بھی (چار) گواہیاں دیں۔ جب پانچویں گواہی کا وقت آیا۔ تو لوگوں نے اس کو ٹھہرایا۔ (سمجھایا) یہ پانچویں گواہی (اگر جھوٹ ہے) تو تجھ کو عذاب میں مُبتلا کرے گی۔ ابن عباس رضؓ نے کہا۔ یہ سُن کر وہ عورت ذرا جھجکی اور رُک گئی۔ ہم سمجھے کہ وہ اقرار کرے گی۔ (بیشک مجھ سے بُرا کام ہوا ہے) پھر کہا کہنے لگی۔ میں اپنی قوم کو تمام عمر کے لئے رسوا نہیں کر سکتی۔ اور پانچویں گواہی بھی اس نے دے دی۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا۔ اب دیکھتے رہو۔ اگر اس عورت کا بچہ کالی آنکھوں والا، موٹی سُرین والا، موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ ہوگا۔ پھر اس عورت کا بچہ اسی صورت کا پیدا ہوا۔ اس وقت آنحضرت ؐ نے فرمایا۔ اگر اللہ کا یہ حکم جو لعان کے باب میں اُترا نہ آیا ہوتا تو میں اس عورت کو اچھی سزا دیتا۔ ف۲

ف۱ دونوں سچے نہیں ہو سکتے۔ ف۲ یعنی رجم کرتا۔ گو رجم بغیر چار آدمیوں کی گواہی کے یا اقرار کے نہیں ہو سکتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اور تھی۔ ممکن ہے آپ کو وحی سے بھی معلوم ہو گیا ہو۔ کہ اس عورت نے زنا کیا ہے اب اسمیں اختلاف ہے۔ کہ لعان کی آیت ہلال کے باب میں اُتری یا عویمر کے۔ اکثر مفسرین نے پہلا قول اختیار کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ - وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَالْخَامِسَةُ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ - الآیہ کی تفسیر

۲۷۲ - حَدَّثَنِي مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمِّي القَاسِمُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا كَمَا قَالَ اللّٰهُ ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ -

ہم سے مقدم بن محمد بن یحییٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے چچا قاسم بن یحییٰ نے۔ انہوں نے عبید اللہ عمری سے قاسم نے اُن سے سُنا ہے۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا ایک شخص (عویمر) نے اپنی جورو پر تہمت رکھی۔ اور اس کے لڑکے کو کہا۔ یہ میرا نطفہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ نے مرد اور جورو دونوں کو حکم دیا کہ لعان کرو۔ انہوں نے لعان کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لڑکا عورت کو دلا دیا۔ اور جورو مرد میں جدائی کرادی۔

بَابُ قَوْلِهِ - إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ - أَفَّاكٌ: كَذَّابٌ -

باب - اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ الخ کی تفسیر
اِفک جھوٹی تہمت، اسی سے ہے اَفّاک بہت جھوٹ بولنے والا

۲۷۳ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ - قَالَتْ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ بْنِ سَلُولَ -

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے۔ انہوں نے معمر سے۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے عروہ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے۔ انہوں نے کہا۔ وَالَّذِی تَوَلّٰی کِبْرَہٗ سے عبد اللہ بن اُبَی بن سلول (منافق) مُراد ہے۔

ف یہ شروع ہے۔ اُن آیتوں کا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کے باب میں نازل ہوئیں۔
ترجمہ۔ مسلمانو! جن لوگوں نے تم سے جھوٹا طوفان کھڑا کیا۔ وہ تم ہی میں کے کچھ لوگ ہیں۔ اسکو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہوا۔ (اسکی وجہ سے منافق اور سچے مسلمانوں میں تمیز ہو گئی) اُن میں سے جس نے جتنا گناہ سمیٹا اس کی سزا اُسی کو ملے گی۔ اور جس نے اس طوفان کا بڑا حصہ لیا۔ (یعنے عبد اللہ بن اُبی بن سلول) اس کو بہت بڑا عذاب ہو گا

باب۔ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ الْكَاذِبُونَ۔

۲۷۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا، فَبَرَّأَهَا اللهُ مِمَّا قَالُوا، وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ، وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا، وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ، الَّذِي حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ الْكَاذِبُونَ کی تفسیر

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے یونس بن یزید سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے کہا۔ کہا مجھ سے حضرت عائشہ رضی کی تہمت کی حدیث، جبکہ تہمت لگانے والوں نے باتیں بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی کی ان باتوں سے پاکی ظاہر کی۔ عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقاص، عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے نقل کی۔ اور ان چاروں میں سے ہر ایک نے اس حدیث کا ایک ایک ٹکڑا نقل کیا۔ اور ایک کی روایت دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے۔ گو اُن میں سے بعضوں کا حافظہ دوسرے سے اچھا تھا۔ خیر عروہ بن زبیر رضی نے جو حضرت عائشہ رضی سے روایت کی وہ یہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ یہ تھا۔ کہ جب سفر میں جاتے۔ تو اپنی بیبیوں پر قرعہ ڈالتے۔ قرعہ میں جس بی بی کا نام نکلتا اسکو سفر میں اپنے ساتھ لے جاتے۔ ایک لڑائی میں آپ جا رہے تھے۔ (غزوہ بنی مصطلق) آپ نے قرعہ ڈالا۔ تو میرے نام نکلا۔ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ اور یہ واقعہ حجاب کا حکم اترنے کے بعد کا ہے۔ میں ایک ہودے میں سوار رہتی۔ جب اترتی تو ہودہ سمیت اُتاری جاتی۔ خیر ہم اسی طرح سفر میں چلتے رہے۔ جب آنحضرت اس لڑائی سے فارغ ہوگئے۔ اور سفر سے لوٹے۔ تو ہم لوگ مدینہ منورہ کے نزدیک آ پہنچے۔ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ کوچ کا حکم دیا گیا۔ میں کوچ کا حکم ہونے پر اٹھی۔ اور پاؤں سے چل کر لشکر کے پار نکل گئی۔ جب حاجت سے فارغ

مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ
الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ
فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ
حَتَّى إِذَا جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ
شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي
مِنْ جَزْعِ أَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ
عِقْدِي وَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ، وَأَقْبَلَ
الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي
فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي
الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ،
وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ
اللَّحْمُ إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ
فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ
حِينَ رَفَعُوهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ
السِّنِّ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا، فَوَجَدْتُ
عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ
مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ
فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ
أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ، فَبَيْنَا
أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي
فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ
السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ
الْجَيْشِ فَادَّلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي
فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي
حِينَ رَآنِي، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ،
فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي
فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي، وَاللَّهِ مَا

ہوئی اور لوٹ کر اپنے ٹھکانے آنے لگی۔ تو اس وقت میں نے خیال کیا۔ تو ظفار کے نگینوں کا ہار (جو میرے گلے میں تھا) ٹوٹ کر گر گیا تھا۔ میں اسکو ڈھونڈنے لگی۔ اس کے ڈھونڈنے میں دیر ہوئی۔ اتنے میں وہ لوگ آ پہنچے جو میرا ہودہ اٹھا کر اُونٹ پر لادا کرتے تھے۔ انہوں نے ہودہ اٹھالیا۔ اور میرے اُونٹ پر لاد دیا۔ وہ سمجھے کہ میں ہودے کے اندر بیٹھی ہوں۔ کیونکہ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی (دُبلی پتلی) ہوا کرتی تھیں۔ ایسی پر گوشت بھاری کم نہ تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ذرا سا کھانا کھایا کرتی تھیں۔ (وہ بھی سُوکا جیسے کھجور جو کی روٹی) اسی وجہ سے ان لوگوں کو ہودے کے ہلکے پن کا خیال نہ آیا جب انہوں نے ہودہ اُٹھایا۔ دوسرا سبب یہ تھا۔ کہ میں اس زمانہ میں بالکل کمسن بچی تھی۔ (میرا بوجھ ہی کیا تھا۔) خیر وہ ہودہ اُونٹ پر لاد کر اونٹ لے کر چل دیئے۔ اور جب سارا لشکر چل دیا۔ تو اس وقت کہیں میرا ہار ملا۔ میں جو لشکر کے ٹھکانوں پر آئی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہاں (آدمی کا نام نہیں) نہ کوئی بُلانے والا اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ آخر میں اسی ٹھکانے کیطرف چل پڑی۔ جہاں (رات کو) میں اُتری تھی۔ میں نے یہ خیال کیا۔ کہ جب لشکر کے لوگ (اُونٹ پر) مجھ کو نہ پائیں گے۔ تو میری تلاش میں یہیں آئینگے۔ میں اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اُونگھنے لگی۔ تو میری آنکھ لگ گئی (سو رہی) لشکر کے پیچھے پیچھے (گرے پڑے کی خبر رکھنے کو) ایک شخص مقرر تھا۔ جس کو صفوان بن معطل سلمی کہا کرتے تھے۔ وہ پچھلی رات کو چلا آرہا تھا صبح کو اس جگہ پہنچا۔ جہاں میں پڑی ہوئی تھی۔ دُور سے اسکو ایک سوتا شخص معلوم ہوا۔ تو میرے پاس آیا۔ مجھ کو پہچان لیا۔ کیونکہ حجاب کا حکم اُترنے سے پہلے میں اس کے سامنے نکلا کرتی تھی۔ اس نے مجھ کو دیکھ کر جو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ تو

كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ، حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ وَلَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يُرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي، إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ: كَيْفَ تِيكُمْ؟ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَاكَ الَّذِي يُرِيبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَ مَا نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُتَّخَذَ الْكُنُفُ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا، وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّبَرُّزِ قِبَلَ الْغَائِطِ، فَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي

میری آنکھ کھل گئی اور اس نے مجھ کو پہچان لیا۔ میں نے اپنا منہ دوپٹہ سے ڈھانپ لیا۔ خدا کی قسم! اس نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی۔ نہ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا اس کے منہ سے اور کوئی بات سُنی۔ اس نے کیا کیا۔ اپنی اونٹنی بٹھائی۔ اور اس کا پاؤں اپنے پاؤں سے دبائے رکھا۔ میں اونٹنی پر چڑھ گئی۔ وہ بیچارہ پیدل چلتا رہا۔ وہ اونٹنی کو چلاتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم لشکر میں اسوقت پہنچے جب عین دوپہر کو گرمی کی شدت میں وہ اُترے ہوئے تھے۔ اب لوگوں نے طوفان اٹھایا۔ اب جس کی قسمت میں تباہی لکھی تھی۔ وہ تباہ ہوا۔ سب سے بڑا اس طوفان کا بانی عبداللہ بن اُبی بن سلول (منافق مردود) تھا۔ خیر ہم لوگ مدینہ پہنچے۔ وہاں پہنچ کر میں بیمار ہوگئی۔ ایک مہینے تک میں بیمار رہی۔ لوگ طوفان جوڑنے والوں کی باتوں کا چرچہ کرتے رہے۔ لیکن مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ ایک ذرا سا وہم مجھ کو اس سے پیدا ہوا۔ کہ آنحضرتؐ کی وہ مہربانی جو اپنے حال پر جب میں کبھی بیمار ہوا کرتی اس بیماری میں نہیں پاتی تھی۔ آنحضرتؐ (میرے حجرے میں) تشریف لاتے۔ اور سلام علیک کرتے پھر (کھڑے ہی کھڑے) اتنا پوچھ کر کہ اب کیسی ہے۔ تشریف لے جاتے۔ (نہ پاس بیٹھتے اور نہ باتیں کرتے) اس سے بیشک مجھ کو وہم ہوا۔ مگر اس طوفان کی مجھ کو خبر نہ تھی۔ بیماری سے چنگی ہو کر ابھی ناتواں ہی تھی۔ مناصع کیطرف گئی۔ تو میرے ساتھ مسطح کی ماں (سلمیٰ) تھی۔ مناصع میں ہم لوگ پاخانہ پھرنے جایا کرتے اور رات ہی کو جاتے۔ پھر دوسری رات کو۔ یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب گھروں کے نزدیک پاخانے نہیں بنے تھے۔ اور جیسے اگلے زمانہ کے عربوں کی رسم تھی۔ ہم بھی اسیطرح جنگل کو پاخانہ کے لئے جایا کرتے۔ اس زمانہ میں ہم کو بدبُو کی وجہ سے گھروں کے پاس پاخانہ بنانے میں تکلیف ہوتی۔ خیر میں اور مسطح

بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ
أُثَاثَةَ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ
بَيْتِي وَقَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ
أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ
مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا، بِئْسَ مَا قُلْتِ،
أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا؟ قَالَتْ:
أَيْ هَنْتَاهُ، أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قَالَتْ:
وَمَا قَالَ؟ قَالَتْ: فَأَخْبَرَتْنِي
بِقَوْلِ أَهْلِ الإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا
عَلَى مَرَضِي، قَالَتْ: فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى
بَيْتِي وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَعْنِي سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تِيكُمْ؟
فَقُلْتُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ؟
قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ
الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، قَالَتْ: فَأَذِنَ لِي رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ
لِأُمِّي: يَا أُمَّتَاهُ، مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟
قَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ، فَوَاللَّهِ
لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ
رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا أَكْثَرْنَ
عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ: أَوَ
لَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا؟ قَالَتْ:
فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ
لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى
أَصْبَحْتُ أَبْكِي، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ
ابْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حِينَ

کی ماں جو ابورہم بن عبد مناف کی بیٹی اور اس کی ماں صخر بن عامر
کی بیٹی (رائطہ اس کا نام تھا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں
اسی کا بیٹا مسطح تھا۔ دونوں حاجت سے فارغ ہو کر اپنے
گھر کو آ رہی تھیں۔ اتنے میں مسطح کی ماں کا پاؤں چادر میں الجھ
کر پھسلا۔ تو وہ کیا کہنے لگی مُوا مسطح اللہ کرے مر جائے۔ تو
میں نے کہا۔ یہ کیا بکتی ہے۔ مسطح تو بدر کی لڑائی میں شریک
تھا۔ تُو اس کو کوستی ہے۔ اُس نے کہا۔ اری بھولی بھالی (دیونی
لڑکی) تُو نے مسطح کی باتیں نہیں سُنیں۔ مَیں نے پوچھا۔ کون سی
باتیں (کچھ کہو تو) تب اس نے طوفان جوڑنے والوں کی باتیں
مجھ سے بیان کیں۔ یہ سُن کر میں تو پہلے ہی سے بیمار تھی۔ اور
زیادہ بیمار ہو گئی۔ ف اور اپنے حجرے میں لوٹ آئی۔ آنحضرتؐ
تشریف لائے۔ اور دُور ہی سے سلام کر کے پوچھا کیوں اب
کیسی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ ذرا مجھ کو اجازت دیجیے
مَیں اپنے ماں باپ کے پاس جاتی ہوں۔ میرا مطلب یہ تھا۔
کہ اُن سے تحقیق کروں۔ کیا حقیقت میں لوگوں نے ایسا طوفان
اٹھایا ہے؟ آنحضرتؐ نے اجازت دیدی۔ میں چلی گئی۔
مَیں نے والدہ سے پوچھا۔ اماں! یہ لوگ (میری نسبت) کیا
بک رہے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ بیٹی تو اتنا رنج مت کر۔ خدا
کی قسم! ایسا اکثر ہوا۔ جب کسی مرد کے پاس کوئی خوبصورت
عورت ہوتی ہے جس سے مرد محبت کرتا ہے اس کی سوکنیں بھی ہوں۔ تو
عورتیں ایسے بہت سے چلتر کیا کرتی ہیں۔ ف میں نے کہا۔ واہ
سبحان اللہ! کیا لوگوں نے اسکا چرچا بھی کر دیا۔ خیر وہ ساری
رات گزری۔ مَیں رُوتی رہی۔ صبح ہو گئی۔ نہ میرے آنسو
تھمتے تھے۔ نہ نیند آتی تھی۔ صبح کو بھی مَیں رُو رہی تھی۔ کہ
آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ اور اُسامہ بن زید کو بُلوایا۔ آپ
اُن سے میرے چھوڑ دینے کیلئے مشورہ لینا چاہتے تھے۔
کیونکہ وحی کے اُترنے میں دیر ہوئی تھی ف حضرت عائشہ رضؓ

اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَهْلَكَ وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، قَالَتْ: فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ: أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيبُكِ؟ قَالَتْ بَرِيرَةُ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ سَلُولَ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي؟ فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ

کہتی ہیں اُسامہ بن زید رضؓ نے آنحضرتؐ کو یہی مشورہ دیا جو وہ جانتے تھے۔ کہ میں ایسی ناپاک باتوں سے پاک ہوں اور جیسے انکو دل میں آنحضرتؐ کی بیبیوں سے محبت تھی یعنی انہوں نے صاف کہہ دیا۔ کہ حضرت عائشہ رضؓ پاک دامن اور بے قصور ہیں۔ یہ جھوٹا طوفان ہے۔ اور حضرت علیؓ نے (آنحضرتؐ کا رنج دیکھ کر) آپؐ کی تسلی کے لئے یہ کہا۔ کہ یا رسول اللہؐ کیا عورتوں کی کچھ کمی ہے۔ عائشہ رضؓ کے سوا بہت سی عورتیں موجود ہیں ف بھلا آپ لونڈی (بریرہ رضؓ) سے تو پوچھئے۔ وہ سچ سچ حال بتا دیگی ف آنحضرتؐ نے بریرہ رضؓ سے فرمایا۔ بریرہ (سچ بتا) تونے عائشہ کی کوئی ایسی بات بھی کبھی دیکھی ہے جس سے تجھ کو کوئی شبہ (بدکاری کا) اس پر پیدا ہوا ہو۔ بریرہ رضؓ نے کہا۔ خدا کی قسم جس نے آپؐ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے تو کوئی بات عائشہ رضؓ کی ایسی نہیں دیکھی۔ جس پر میں عیب لگا سکوں (اللہ رکھے) وہ ابھی بچی ہے کمسن۔ (اور بھولی) ایسی کہ گھر کا آٹا گندھا ہوا چھوڑ کر سو جاتی ہے ف تو بکری آکر آٹا کھا لیتی ہے ف یہ سنکر اُسی دن آنحضرت صلعم (خطبہ کیلئے) کھڑے ہوئے۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول کے مقابل آپؐ نے مدد چاہی۔ فرمایا۔ مسلمانو! کون میری حمایت کرتا ہے۔ کون مدد کرتا ہے میری ایسے شخص کے مقابل جس نے میرے گھر والوں پر تہمت لگا کر یہ بات مجھ تک پہنچائی۔ خدا کی قسم میں تو اپنے گھر والے (یعنی حضرت عائشہ رضؓ) کو نیک، پاکدامن ہی سمجھتا ہوں اور جس مرد سے تہمت لگائی ہے۔ اسکو بھی نیک بخت جانتا ہوں۔ وہ کبھی بھی میرے گھر میں اکیلا نہیں آیا۔ ہمیشہ میرے ساتھ آیا کرتا۔ یہ سنکر سعد بن معاذ (اوس قبیلے کے سردار) کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہؐ میں اُس شخص کے مقابل آپکی مدد کو تیار ہوں۔ اگر یہ شخص اوس قبیلے کا ہے۔ تو ابھی اس کی گردن مارتا ہوں۔ (کمبخت جس کم جہاں پاک) اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج کے قبیلے کا ہے تو آپؐ

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ، إِنْ كَانَ مِنَ الأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ، قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الخَزْرَجِ، وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ، لَعَمْرُ اللهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ، فَقَامَ أُسَيْدُ ابْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ المُنَافِقِينَ، فَثَاوَرَ الحَيَّانِ الأَوْسُ وَالخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى المِنْبَرِ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ، قَالَتْ: فَمَكَثْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، قَالَتْ: فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا أَرْقَأُ لِي دَمْعٌ، يَظُنَّانِ أَنَّ البُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي، قَالَتْ: فَبَيْنَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ، فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ، قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ

جو حکم دیں گے۔ ہم بجا لائیں گے ف۱۱ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا سعد بن معاذ کی یہ بات سُن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے۔ جو خزرج قبیلے کے سردار تھے پہلے وہ اچھے اور نیک بخت آدمی تھے۔ مگر (خدا تعصُّب کا خانہ خراب کرے) ان کو ایک قومی غیرت نے آدبوچا۔ سعد بن معاذ سے کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی بقا کی قسم۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو نہ اُس کو مارے گا۔ اور نہ مار سکے گا ف۱۲ اتنے میں اُسید بن حضیر رضؓ (بڑے جان نثار صحابی) جو سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی تھے۔ کھڑے ہو گئے اور سعد بن عبادہ سے کہنے لگے۔ اللہ کی بقا کی قسم! تو جھوٹا ہے ہم تو ضرور اس شخص کو قتل کریں گے۔ کیا تو بھی منافق ہو گیا ہے جو منافقوں کی طرفداری کرتا ہے۔ بس اِس گفتگو پر اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپس میں لڑنے والے ہی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ہی تھے۔ آپؐ برابر اُن کو تھماتے اور سمجھاتے رہے جب وہ خاموش ہوئے۔ اور آپؐ بھی خاموش ہو رہے حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ اُس دن سارا دن میرا یہ حال رہا۔ کہ میرے نہ آنسو بند ہوتے تھے۔ اور نہ نیند آتی تھی ف۱۳ صبح کو میرے والدین بھی میرے پاس موجود تھے میرا تو دو رات اور ایک دن سے یہی حال تھا۔ کہ نہ نیند آتی تھی نہ آنسو تھمتے تھے۔ میرے والدین یہ سمجھے کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں پھر ایسا ہُوا۔ کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے اور مَیں رو رہی تھی۔ اتنے میں ایک انصاری عورت (نام نامعلوم) نے اندر آنے کی اجازت مانگی مَیں نے اس کو اجازت دی۔ وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی اسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ آپؐ نے سلام کیا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اس سے پہلے جب سے

قَبْلَهَا، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ
فِي شَأْنِنَا، قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ، ثُمَّ
قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي
عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً
فَسَيُبَرِّئُكِ اللهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ
بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ،
فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ
تَابَ إِلَى اللهِ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، قَالَتْ:
فَلَمَّا قَضَى مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا
أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي:
أَجِبْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا
قَالَ، قَالَ: وَاللهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ
لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ
لِأُمِّي: أَجِيبِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، قَالَتْ: مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: قُلْتُ
وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا
مِنَ الْقُرْآنِ: إِنِّي وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ
سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي
أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ، فَلَئِنْ قُلْتُ
لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ
بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذَلِكَ، وَلَئِنِ
اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي
مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي، وَاللهِ مَا أَجِدُ
لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ قَالَ:
فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا

مجھ پر طوفان لگایا گیا تھا۔ آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔
ایک مہینے تک ٹھہرے رہے۔ میرے باب میں کوئی وحی نہ
آئی خیر آپ نے بیٹھ کر تشہّد پڑھا۔ پھر فرمایا۔ اما بعد!
عائشہ مجھ کو تیری نسبت ایسی ایسی خبر پہنچی ہے۔ اب اگر تو
پاک ہے۔ (اور یہ خبر جھوٹ ہے) تو اللہ تعالیٰ تیری پاکدامنی کو
عنقریب بیان کر دے گا۔ اور اگر واقعی تجھ سے کوئی قصور ہو
گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اپنے قصور کی بخشش مانگ۔
اور توبہ کر کیونکہ جب کوئی بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے
پھر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں (آئندہ کیلئے) توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ
اُسکا گناہ بخش دیتا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یہ گفتگو ختم کر چکے۔ تو (خدا کی قدرت) ایک بارگی میرے
آنسو تھم گئے۔ یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی مجھ کو معلوم نہ ہوا۔ ف۱۴
میں نے اپنے والد (ابوبکر صدیق رض) سے کہا۔ تم آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا جواب دو۔ انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم! میں
نہیں جانتا۔ آپ کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ
(ام رومان) سے کہا۔ تم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ
جواب دو۔ انہوں نے کہا۔ میں نہیں جانتی کہ کیا جواب دوں
حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ آخر (میں خود ہی جواب پر مستعد
ہوئی) میں ایک کمسن بچی تھی۔ قرآن مجید بھی مجھ کو بہت سا
یاد نہ تھا۔ میں نے کہا۔ خدا کی قسم! میں جانتی ہوں کہ یہ بات جو
آپ نے سُنی ہے۔ تمہارے دلوں میں جم گئی ہے۔ اور تم اس
کو سچ سمجھنے لگے ہو۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک ہوں اور
اللہ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں۔ جب بھی تم مجھ کو سچا
نہیں سمجھو گے۔ اور اگر میں (جھوٹ) ایک گناہ کا اقرار کر لوں۔
(جو میں نے نہیں کیا) اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اُس سے پاک
ہوں۔ تو تم مجھ کو سچا سمجھو گے۔ خدا کی قسم! میں اسوقت اپنی اور
تمہاری مثال (بالکل) ایسی ہی سمجھتی ہوں۔ جیسے یوسف ع

تَصِفُونَ - قَالَتْ: ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي، قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ، وَأَنَّ اللهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي، وَلَكِنْ وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى، وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى، وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللهُ بِهَا، قَالَتْ: فَوَاللهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ، وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ، مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: يَا عَائِشَةُ، أَمَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَّأَكِ، فَقَالَتْ أُمِّي: قُومِي إِلَيْهِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ - إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ - الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ

پیغمبر کے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) کی تھی۔ انہوں نے بھی یہی کہا تھا (میں بھی وہی کہتی ہوں)۔ اب اچھا صبر کرنا ہی بہتر ہے۔ اور تمہاری باتوں پر اللہ تعالیٰ میری مدد کرنے والا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت عائشہ رضہ نے (بچھونے پر) کروٹ بدل لی حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں۔ مجھ کو یہ یقین تھا۔ کہ چونکہ میں پاک ہوں۔ اللہ میری پاکی ضرور ظاہر کریگا۔ مگر خدا کی قسم! مجھ کو ہرگز یہ گمان نہ تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ میرے باب میں قرآن مجید کی ایسی آیتیں اُتارے گا۔ جو (ہمیشہ کیلئے قیامت تک) پڑھی جائیں گی میں اپنی شان اس سے حقیر سمجھتی تھی۔ کہ میرے بارے میں خدا اپنا کلام اُتارے۔ جس کو (ہمیشہ) پڑھتے رہیں۔ ہاں مجھ کو یہ اُمید ضرور تھی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خواب پڑیگی جس سے آپ پر میری پاک دامنی کھل جائے گی حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ پھر ایسا ہوا۔ خدا کی قسم نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ بیٹھے تھے۔ وہاں سے سرکے اور نہ گھر میں جو لوگ تھے۔ ان میں سے کوئی باہر گیا۔ اور آپ پر وحی آنی شروع ہو گئی۔ معمول کے موافق آپ پر سختی ہونے لگی۔ اور پسینہ موتیوں کیطرح آپ کے بدن اطہر سے ٹپکنے لگا۔ حالانکہ وہ دن سردی کا دن تھا۔ مگر وحی اُترنے میں ایسی ہی سختی ہوتی خیر جب وحی کی حالت موقوف ہوگئی۔ دیکھا تو آپ ہنس رہے ہیں۔ (خوش ہیں) پھر پہلی بات آپ نے یہی کہی۔ فرمایا۔ اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پاک صاف کر دیا۔ یہ سنتے ہی میری والدہ کہنے لگیں۔ اُٹھ (آپ کا شکریہ ادا کر) میں نے کہا۔ واہ! خُدا کی قسم! میں تو کبھی نہیں اٹھوں گی۔ (آپ کا شکریہ نہیں کرنے کی) ف۱۵ میں تو فقط اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کروں گی جو عزت اور بزرگی والا ہے۔ ف۱۶ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ الخ پوری دس آیتیں جب یہ آیتیں میری پاکی

أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ: وَاللَّهِ لَا
أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي
قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ۔ فَأَنْزَلَ اللَّهُ۔ وَلَا
يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ
يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ
وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا
وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ
لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ قَالَ أَبُو بَكْرٍ:
بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي،
فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ
يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَنْزِعُهَا
مِنْهُ أَبَدًا: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ
زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي، فَقَالَ:
يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ؟
فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَحْمِي سَمْعِي
وَبَصَرِي، مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا، قَالَتْ:
وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا
اللَّهُ بِالْوَرَعِ، وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ
تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ
مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ۔

ظاہر کرنے کیلئے نازل ہوچکیں۔ اور طوفان لگانے والوں کو
سزا دی گئی) تو حضرت ابوبکر صدیق رض جو پہلے مسطح بن اثاثہ سے
رشتہ داری کیوجہ سے کچھ سلوک کیا کرتے تھے کہنے لگے
خدا کی قسم۔ اب تو میں مسطح کو کبھی کچھ نہیں دوں گا۔ جب اس
نے عائشہ رض کے حق میں ایسی ایسی باتیں کیں۔ (اس کو اپنی
قرابت کا کچھ خیال نہیں آیا) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل فرمائی۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا۔ الی قولہ۔ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ف۱۷
تو ابوبکر رض (یہ آیت سنکر) کہنے لگے۔ البتہ خدا کی قسم۔ مجھ کو پسند
ہے۔ کہ اللہ مجھ کو بخش دے۔ اور مسطح سے انکی عادت کے
موافق سلوک کرنے لگے۔ اور کہنے لگے۔ خدا کی قسم۔ میں مسطح
کا یہ معمول کبھی نہیں بند کروں گا۔ (بلکہ جیتے جی تک جاری رکھونگا۔)
ف۱۸ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
(طوفان کے زمانہ میں) ام المومنین زینب بنت جحش رض سے
(جو میری سوکن تھیں) میرا حال پوچھتے کہ تم عائشہ رض کو کیسی
سمجھتی ہے۔ تم نے کیا دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ یارسول
اللہ! میں اپنے کان اور آنکھ کی خوب احتیاط کرتی ہوں ف۱۹
میں تو عائشہ رض کو اچھا ہی سمجھتی ہوں۔ حضرت عائشہ رض فرماتی
ہیں۔ کہ ام المومنین زینب رض ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیبیوں میں سے میرے برابر کی تھیں۔ بڑھ چڑھ کر رہنا
چاہتی تھیں۔ ف۲۰ اللہ تعالیٰ نے انکی پرہیزگاری کیوجہ سے انکو
بچالیا ف۲۱ اور انکی بہن حمنہ بنت جحش اپنی بہن کے بیچ میں جھگڑنے
لگی ف۲۲ جیسے اور طوفان جوڑنے والے تباہ ہوئے ف۲۳ وہ بھی
تباہ و برباد ہوئی۔

ف ترجمہ اور جب تم نے ایسی نالائق بات سنی تھی۔ تو تم نے اسی وقت کیوں نہیں کہا کہ ہم ایسی بری بات زبان پر نہیں لا سکتے
سبحان اللہ! یہ تو بڑا طوفان ہے۔ خیر اگر (سچے تھے) تو چار گواہ کیوں نہیں لائے۔ جب وہ گواہ نہ لا سکے۔ تو اللہ کے نزدیک
وہی جھوٹے ہیں۔ نسخہ مطبوعہ مصر میں ترجمہ باب یوں ہے۔ لیکن اسمیں یہ اشکال ہوتا ہے۔ کہ نظم قرآنی کے موافق نہیں ہے

ف۱ زھری کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اس قصے میں چاروں راویوں کی روائیتیں مخلوط کر دی ہیں کیونکہ چاروں ثقہ تھے، اور ایسے ادراج میں کوئی قباحت نہیں ہے اگرچہ بہتر یہی تھا کہ زہری ہر ایک کی روایت کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے۔ مگر بخوفِ طوالت انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ ف۲ اس سے صاف معلوم ہوگیا۔ کہ حجاب جو ازواج مطہرات کے لئے فرض ہوا تھا۔ اُسکا یہ مطلب نہ تھا۔ کہ آپ کی بیبیاں ایک مکان میں پڑی رہیں۔ اسکے باہر نہ نکلیں۔ سفر کو نہ جائیں۔ اب قرآن شریف میں جو آیا ہے۔ وَقَرْنَ فِیْ بیوتکُنَّ بہ بکسر قاف ہے۔ وقار سے۔ یعنی اپنے گھروں میں عزت اور وقار کے ساتھ رہو۔ چھچھورا پن نہ کرو۔ اور بفتحہ قاف بھی قرأت ہے۔ تو اسکا مطلب یہ ہوگا۔ کہ بلاضرورت ہر گلی کوچہ میں ماری ماری نہ پھرو۔ اور یہ نہیں کہ ضرورت کے وقت بھی باہر نہ نکلو۔ ف۳ اسکا ہاتھ تک حضرت عائشہ رضؓ کے جسم سے نہیں لگا۔ اللہ تعالیٰ اُن طوفان اٹھانے والوں سے سمجھے کہیئے اسمیں کیا قباحت ہوئی ہے۔ کیا صفوان بن معطل سلمی رضؓ حضرت عائشہ رضؓ کو اس بے آب و دانہ لق و دق جنگل میں تنہا چھوڑ کر چلے آتے تو یہ کمبخت خوش ہوتے۔ ف۴ ہائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مصیبت کو یاد کر کے دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ ان کمبختوں کو اتنا بھی ترس نہ آیا۔ کہ ایک معصوم کمسن لڑکی اُوپر سے بیمار، اس کے دل پر جھوٹا طوفان رکھ کر اور کڑھانا۔ گویا مار ڈالنے کی فکر کی۔ کوئی بھلا آدمی جس کے دل میں ذرا بھی رحم ہو۔ ایسا نہیں کریگا۔ ف۵ حالانکہ حضرت عائشہ رضؓ کی سوکنوں یعنی دوسری ازواج مطہرات نے اس طوفان میں ایک کلمہ بھی نہیں کہا تھا مگر ام رومان انکی والدہ نے خیال کیا۔ کہ شاید اُن کی بھی سازش ہو۔ اور یہ گمان انکو اسوجہ سے ہوا ہوگا۔ کہ حمنہ بنت جحش حضرت ام المومنین زینب رضؓ کی بہن بھی اس طوفان میں شریک تھیں۔ اور ہم نے جو ترجمہ کیا ہے۔ اسکا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ زمانہ کی عورتیں اُس پر ایسے چلتر کیا کرتی ہیں یعنی دوسری عورتیں نہ اُسکی سوکنیں اس صورت میں کوئی اشکال نہیں رہتا۔ ف۶ اور آپؐ کے دل میں بھی شبہ آگیا تھا۔ ف۷ حضرت علی رضؓ کا معاذ اللہ! یہ مطلب نہ تھا۔ کہ حضرت عائشہ رضؓ ایسے بُرے کام میں ملوث ہوئی ہیں بلکہ اُن کی غرض یہ تھی کہ کسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر دور ہو۔ تو انہوں نے یہ کہا۔ اگر آپ کو ایسا ہی شبہ ہے۔ تو عائشہ رضؓ کو چھوڑ دیجیئے۔ اور بہت سی عورتیں مل سکتی ہیں۔ اسی زمانہ سے حضرت عائشہ رضؓ کو حضرت علی رضؓ سے بمقتضائے بشریت کچھ ملال پیدا ہوگیا تھا جو ایک مدت دراز تک باقی رہا۔ ف۸ کہ حضرت عائشہ رضؓ کا رویہ کیسا ہے اُن کے اخلاق اچھے ہیں یا بُرے۔ قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ عورتوں کے راز چھوکریوں اور باندیوں سے پوشیدہ نہیں ہوتے بلکہ اکثر عورتیں دوسری عورتوں سے بھی وہ باتیں ظاہر کیا کرتی ہیں جنکو مردوں پر افشا نہیں کرتیں۔ اس روایت پر یہ اعتراض ہوا ہے۔ کہ تہمت کا واقعہ سنہ ۶ھ یا سنہ ۵ھ ہجری میں ہوا تھا۔ اور بریرہؓ کو حضرت عائشہ رضؓ نے فتح مکہ کے بعد سنہ ۱۰ھ یا سنہ ۹ھ ہجری میں خریدا تھا۔ اس کا جواب یوں دیا ہے۔ کہ شاید بریرہ رضؓ خریدنے سے پہلے حضرت عائشہ کے پاس رہا کرتی ہوں گی۔ بعضوں نے کہا۔ بریرہ رضؓ کا ذکر اس روایت میں غلطی سے ہے۔ لونڈی سے کوئی دوسری لونڈی مراد ہے۔

ف ۹ یعنی ابھی تک اسمیں اتنی ہوشیاری اور چالاکی بھی نہیں ہے۔ کہ اپنے گھر کا بندوبست کر سکے۔ وہ بھلا ایسے چنر سے پنے کا کام کیسے کرے گی۔ ف ۱۰ کہتے ہیں اس لونڈی نے قسم کھا کر یہ بیان کیا۔ کہ میں تو عائشہ رض کو ایسی پاک سمجھتی ہوں جیسے سنار، لال لال کھرے سونے کو۔ دوسری روایت میں یوں ہے۔ کہ عائشہ صدیقہ رض سونے سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور اگر اُس نے کوئی کام کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کو اُس کی ضرور خبر دیگا۔ لونڈی کی اس سمجھ پر لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ ف ۱۱ بعضوں نے یہاں اعتراض کیا ہے۔ کہ سعد بن معاذ تو جنگ خندق کے زخم سے ۵ھ ہجری میں شہید ہوئے۔ اور تہمت کا واقعہ ۶ھ ہجری میں ہوا۔ جواب یہ ہے۔ کہ تہمت کا واقعہ بھی ۵ھ میں ہوا۔ بعضوں نے کہا۔ جنگ خندق اور غزوہ مریسیع دونوں ۵ھ ہجری میں ہوئے۔ تو اسوقت تک سعد بن معاذ زندہ ہوں گے۔ ف ۱۲ سعد بن عبادہ منافق نہ تھے۔ سچے مسلمان تھے۔ مگر سعد بن معاذ کا یہ کہنا۔ اُن کو ناگوار ہوا۔ کہ ہم اس شخص کو قتل کریں گے۔ اور قومی جوش نے اُن پر غلبہ کیا۔ قوم یا خاندان کی پیچ وہیں تک عمدہ ہے۔ جب تک شرع کے خلاف نہ ہو۔ شرع کے خلاف نہ قوم کوئی چیز ہے۔ نہ خاندان کوئی مل ہے۔ اللہ اور رسول اللہ ؐ پر قوم، خاندان اور اسباب سب تصدق کرنا چاہیئے۔ اس وقت ایمان پورا ہوگا۔ قوم تو قوم اپنے باپ، بھائی کی پرواہ بھی صحابہ کرام رض نے نہیں کی۔ اور خدا کی رضامندی کیلئے اُن کو قتل کرنے پر مستعد ہو گئے رضی اللہ عنہم۔ یہی سعد بن عبادہ جب حضرت ابوبکر صدیق رض کی بیعت ہونے لگی۔ تو خفا ہو کر ملک شام چلے گئے۔ وہیں جا کر فوت ہوئے۔ وہ چاہتے تھے کہ خلیفہ دو رہیں ایک انصار میں سے۔ ایک قریش میں سے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا تھا۔ دو تلواریں ایک نیام میں نہیں آسکتیں۔ حضرت عمر رض کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سعد بن عبادہ کو تباہ کرے۔ ف ۱۳ رات بھی اسیطرح بیقراری میں گزاری اور دوسری بھی۔ ف ۱۴ قاعدہ ہے جب روتے روتے رنج حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو یکایک آنسو تھم جاتے ہیں۔ اور آدمی ہکا بکا سارہ جاتا ہے۔ ف ۱۵ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بطور ناز محبوبیت کے فرمایا اور واقعی اُن کا ناز بجا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسی ایسی خبریں سُن کر انکی طرف سے دل میں شبہ پیدا کر لیا تھا۔ ف ۱۶ سُبحان اللہ! صدقے اُس مالک کے۔ باوجودیکہ اس کے بیشمار اور بے انتہا بندے ہیں۔ مگر وہ سب کی سُنتا ہے۔ ایک ایک چیونٹی کا بھی خیال رکھتا ہے۔ اس کی دُعا قبول کرتا ہے۔ میرے مالک وہ کونسا دن ہوگا جب ہم سب غلام کمر بستہ تیرے دربار میں حاضر ہوں گے اور تو تخت شاہی پر بیٹھا ہوگا۔ اپنا جمالِ مبارک اپنے غلاموں کو دکھائے گا دنیا اور آخرت کی سب نعمتیں اُس پر تصدق ہیں۔ ف ۱۷ یعنی جو لوگ تم میں مالدار ہیں۔ فراغت والے۔ وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ اپنے عزیزوں، مساکین اور مہاجرین کو اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیں گے۔ بلکہ معاف کر دیں۔ درگزر کریں لوگو! کیا تم کو یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا۔ مہربان ہے۔ (اس لئے) تم بھی اُسکی خلقت پر رحم کرو۔ اسکا قصور اور گناہ بخش دیا کرو۔ ف ۱۸ سبحان اللہ! اس حدیث شریف سے جناب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رض کی کیسی فضیلت اور خدا ترسی ثابت ہوتی ہے۔ ان بزرگوں نے نفس کشی کی انتہا کر دی تھی اگر کوئی اور شخص حضرت ابوبکر صدیق کے بدل ہوتا۔ تو ساری عمر مسطح سے سلوک کرنا تو کیا چیز ہے۔ اس کا منہ دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا۔ ف ۱۹ جو دیکھتی ہوں۔ اسی کو کہتی ہوں۔ میں نے دیکھا۔ جو واقعی سُنتی ہوں۔ وہی کہتی ہوں۔ جو میں نے سنا۔ ف ۲۰ کیونکہ

وہ قریشیہ تھیں۔ دوسرا اصاحب جمال۔ ف۲۱ یعنی وہ اس طوفان میں شریک نہیں ہوئیں۔ حالانکہ وہ سوکن تھیں۔ ف۲۲ طوفان والوں میں شریک ہوگئی حمنہ یہ سمجھی کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے گر جائیں گی۔ تو میری بہن کا مرتبہ اور بڑھ جائے گا۔ یہ تو وہی مثل ہوئی۔ مدعی سست گواہ چست ف۲۳ کوڑے کھائے ذلیل ہوئے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَلَقَّوْنَهُ: يَرْوِيهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ، تُفِيضُونَ: تَقُولُونَ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ الخ کی تفسیر۔ مجاہدؒ نے کہا۔ اِذ تلقونہ کا معنی یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کے منہ درمنہ اس بات کو نقل کرنے لگے ف۱ تُفِيضُونَ (سورۂ یونس) اسکا معنی تم کہتے تھے ف۲

۲۷۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ أُمِّ رُومَانَ أُمِّ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا۔ کہا ہم کو سلیمان بن کثیر نے۔ انہوں نے حصین بن عبدالرحمن سے۔ انہوں نے ابووائل سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے اُم رُومان سے جو حضرت عائشہؓ کی والدہ تھیں۔ وہ کہتی تھیں ف۳ جب عائشہؓ نے طوفان کی خبر سُنی۔ تو بے ہوش ہوکر گر پڑی۔ ف۴

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ حالانکہ یہ کلمہ اس سورت میں نہیں ہے۔ بلکہ اَفَضْتُمْ ہے۔ لیکن چونکہ دونوں کا مادہ ایک ہے۔ یعنی افاضہ۔ اس لئے تُفِيضُونَ کی تفسیر یہاں بیان کر دی۔ ف۳ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ صرف اتنی مناسبت ہوسکتی ہے۔ کہ باب میں جو آیت مذکور ہے۔ وہ طوفان کے واقعہ سے متعلق ہے۔ اور حدیث میں بھی اسی کا ذکر ہے۔ اصل یہ ہے۔ کہ امام بخاریؒ نے اس کتاب میں صحت کا التزام کیا ہے۔ اس لئے انکو بڑی مشکل پڑتی ہے۔ وہ آیت کی تفسیر میں اسی حدیث کو لاسکتے ہیں۔ جو صحیح اور متصل ہو۔ اس لئے ادنیٰ مناسبت پر اکتفا کرتے ہیں۔ ف۴ خطیب نے اس روایت پر اعتراض کیا ہے۔ کہ یہ سند منقطع ہے۔ کیونکہ اُم رُومان آنحضرتؐ کی حیاتِ طیبہ میں گزر گئیں تھیں مسروق کی عمر اُسوقت چھ سال کی تھی۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ یہ قول علی بن زید بن جدعان نے نقل کیا۔ وہ خود ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے۔ کہ مسروق نے اُم رومان سے سنا ہے حضرت عمرؓ کی خلافت میں۔ ابراہیم حربی اور ابونعیم حافظین حدیث نے ایسا ہی کہا ہے۔ کہ ام رُومان آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ایک مدت تک زندہ رہیں۔

بَابُ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ۔ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ۔ الآیہ۔ کی تفسیر

۲۷۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ- إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ-

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے۔ ان کو ابن جریج نے خبر دی۔ کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا۔ میں نے حضرت عائشہ رض سے سُنا۔ وہ اِس آیت کو یوں پڑھتی تھیں۔ اِذ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ۔ ف

ف بکسر لام اور تخفیف قاف وَلَق یَلِقُ سے وَلَق کا معنی جھوٹ بولا۔ اور مشہور قرأت تَلَقَّوْنَهُ بتشدید قاف اور فتح لام ہے۔ تَلَقِّی سے یعنے منہ در منہ لیا۔

بَابٌ- وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا- الْآيَةَ-

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا الآیہ۔ کی تفسیر

۲۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ: أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيلَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتِ ائْذَنُوا لَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدِينَكِ؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ، قَالَ: فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى، زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ، وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ، وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ: دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنَى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا-

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے عمر بن سعید بن ابی حسین سے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض مر رہی تھیں۔ (مرنے کے قریب تھیں) اسوقت عبداللہ بن عباس رض نے اُن کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ حضرت عائشہ رض نے (تامل کیا) کہنے لگیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ عبداللہ بن عباس رض (اسوقت میں) میری تعریف کرنے لگیں ف۔ لوگوں نے کہا ف ام المؤمنین ف وہ آنحضرت ص کے چچا زاد بھائی اور عزت دار آدمی ہیں۔ حضرت عائشہ رض نے کہا۔ اچھا اُن کو اجازت دو۔ جب وہ آئے۔ تو کہنے لگے۔ اُمّ المؤمنین کہو کیا کیفیت ہے۔ انہوں نے کہا۔ اگر میں خدا کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی اچھا ہے ف۔ ابن عباس نے کہا۔ اللہ چاہے۔ تو تم اچھی ہی رہوگی۔ (تمہارا خاتمہ عمدہ ہی ہوگا) تم آنحضرت ص کی بی بی (اور بی بی بھی کیسی چہیتی) آنحضرت ص نے سوا تمہارے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ اور جب تم پر طوفان لگایا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے تمہاری پاکدامنی اُتاری ف۔ ابن عباس رض کے پیچھے ہی عبداللہ بن زبیر رض پہنچے۔ تو حضرت عائشہ رض اُن سے

کہنے لگیں۔ ابھی ابھی ابن عباس رضؓ آئے تھے۔ انہوں نے میری تعریف کی۔ مجھ کو یہ آرزو ہے۔ کہ کاش میں (گمنام) بھولی بسری ہوتی وف

ف اور میرے دل میں غرور اور تکبر پیدا ہو۔ وف یہ کہنے والے عبداللہ بن عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضؓ کے بھتیجے تھے۔ اور جس نے اندر جا کر اجازت لی۔ وہ ذکوان تھا۔ حضرت عائشہ کا غلام اور صاحب تیسیر القاری نے غلطی کی جو عبداللہ کو حضرت عائشہ رضؓ کا بھانجا قرار دیا۔ وٹ کیا مضائقہ ہے۔ ابن عباس رضؓ کو آنے دو۔ وٹ یا میں اگر زندہ رہی تو اچھا ہی اچھا ہے۔ وف پروردگار کو بھی تمہارا اتنا ہی خیال ہے۔ وف کوئی میرا ذکر ہی نہ کرتا۔ اولیاء اللہ اور بزرگوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے۔ انہوں نے شہرت، ناموری اور لوگوں میں اپنے چرچے کو کبھی پسند نہیں کیا۔ اولیاء کرام تو عزلت بالکل پوشیدہ رہتے ہیں اور اولیائے صحبت ضرورت کیوجہ سے طالبین خدا کی تعلیم اور ارشاد کیلئے ظاہر ہوتے ہیں پر کسی حال میں اپنی شہرت اور ناموری نہیں چاہتے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ اُنکو مشہور اور نامور کر دے لوگوں کے دلوں میں اُن کی محبت ڈالدے تو مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ سمجھ کر خاموش رہتے ہیں۔

۲۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْقَاسِمِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ: نَسْيًا مَنْسِيًّا

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید نے۔ کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے۔ انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر سے۔ کہ عبداللہ بن عباس رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے (اندر آنے کی) اجازت مانگی پھر ایسی ہی حدیث نقل کی۔ اس میں یہ ذکر نہیں ہے۔ کہ میں بھولی بسری ہوتی۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا۔ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا۔ الآیہ۔ کی تفسیر۔

۲۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، قُلْتُ: أَتَأْذَنِينَ لِهَذَا؟ قَالَتْ: أَوَلَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابو الضحٰے سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ حسان بن ثابت رضؓ (مشہور شاعر) حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آئے اندر آنیکی اجازت مانگی۔ مسروق کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ سے کہا۔ تم اس

عَذَابٌ عَظِيمٌ؟ قَالَ سُفْيَانُ: تَعْنِي ذَهَابَ بَصَرِهِ، فَقَالَ:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

قَالَتْ لَكِنْ أَنْتَ۔

شخص کو کیوں آنے دیتی ہو ف۱ انہوں نے کہا بڑا عذاب ف۲ اس کو آنے لگا۔ سفیان ثوری رح نے کہا۔ یعنی آنکھوں سے اندھا ہو گیا پھر حسان رض نے (حضرت عائشہ رض کی تعریف میں یہ شعر) پڑھا

عاقلہ ہے، پاکدامن، پاک ہے ہر عیب سے، وہ نیک بخت،
صبح کرتی ہے وہ بھوکی بے گناہ کا گوشت وہ کھاتی نہیں ف۳

حضرت عائشہ رض نے کہا۔ ہاں۔ مگر حسان تو تو ایسا نہیں ہے۔ ف۴

ف۱ حالانکہ وہ تم پر طوفان جوڑنے میں شریک تھا۔ ف۲ جس کا وعدہ اللہ نے قرآن شریف میں کیا تھا۔ ف۳ یعنی کسی کی بھی غیبت نہیں کرتی۔ کیونکہ مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا ہے۔ جیسا اسکا گوشت کھانا۔ ف۴ تو نے طوفان کے وقت میری غیبت کی اور مجھ پر جھوٹی تہمت لگائی

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْآيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ کی تفسیر

۲۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

قَالَتْ عَائِشَةُ: لَسْتَ كَذَاكَ، قُلْتُ: تَدَعِينَ مِثْلَ هَذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ۔ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ۔ فَقَالَتْ: وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى، وَقَالَتْ: وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابن ابی عدی نے۔ کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی۔ انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو الضحیٰ سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے کہا کہ حسان بن ثابت رض حضرت عائشہ رض کے پاس گئے۔ اور ان کو شعر سنایا۔ اور کہنے لگے۔

عاقلہ ہے۔ پاکدامن، پاک ہے ہر عیب سے وہ نیک بخت
صبح کرتی ہے وہ بھوکی بیگناہ کا گوشت وہ کھاتی نہیں

حضرت عائشہ رض نے فرمایا۔ حسان تو تو ایسا نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ ایسے شخص کو آپ اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہیں۔ جس کے حق میں اللہ نے یہ آیت اتاری وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ حضرت عائشہ رض نے کہا۔ اب اندھے پنے سے زیادہ اور کیا عذاب ہوگا ف۱ انہوں نے یہ بھی کہا کہ حسان نے مجھ پر طوفان جوڑا تھا مگر وہ آنحضرت صلعم کیطرف سے (کافروں کو) جواب دیتا تھا۔ ف۲

ف۱ اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ سے عبداللہ بن ابی منافق مراد ہے۔ مگر اس روایت

سے یہ نکلتا ہے۔ کہ حسان مُراد ہیں۔ واللہ اعلم۔ اگر حسان مراد ہوں تو عذاب عظیم سے دُنیا کا عذاب مُراد ہو گا۔ جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے سمجھا۔ ف۲ آنکھ بڑی نعمت ہے۔ ف۳ کافر آنحضرت صلعم کے دین اسلام کی مسلمانوں کو ہجو کرتے تھے۔ چونکہ حضرت حسان بن ثابت رضہ شاعر تھے۔ اُن کی ہجو کے جواب میں ایسی ہجو کہتے کہ کافروں کے دل پر چوٹ لگتی۔ حضرت عائشہ رضہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ حسان نے اگر ایک عیب کیا۔ تو دوسرا ہنر بھی کیا۔ اس ہنر کے بدل انکا عیب درگزر کے لائق ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان رضہ سے فرمایا۔ روح القدس تیری مدد پر ہیں۔ جب تک تو اللہ اور رسول کیطرف سے کافروں کو رد کرے معلوم ہوا کہ کافروں کا مقابلہ کرنا انکی تحریروں اور تقریروں کا جواب دینا دین واسلام کی اور خدا اور رسول کی مدد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ہمارے زمانہ میں جب چاروں طرف سے اعداء اسلام کا ہجوم ہے۔ اور تو اور مینڈکی کو بھی زُکام ہوا ہندو، آریہ اور برہم سماج جو ہمیشہ نکوب اسلام رہے ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں پر منہ آ رہے ہیں۔ ایک طرف سے پادری اسلام کے عیب بیان کرنے میں جان توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ ایک طرف سے نیچران بے دین اور مُلحدان بے تمکین ایک طرف سے جاہل صوفیا غضب ڈھا رہے ہیں۔ ایک طرف سے بعضے نام کے مسلمان جیسے قادیانی اور چکڑالوی جُدا دہندہ مچا رہے ہیں۔ ایسے پرآشوب زمانہ میں سچے اسلام کی مدد کرنا اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا۔ قرآن اور حدیث کو عام مسلمانوں کا اعتقاد اور دین بچانے کے لئے شائع کرنا بہت بڑی عبادت بلکہ افضل ترین عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ آپس کے نزاعات کو چھوڑ کر اسوقت تمام مخالفین اسلام کے مقابلہ میں یک دل اور یکجان رہیں۔ آمین

بَابٌ - إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا - الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ - رَءُوفٌ رَحِيمٌ - تَشِيعُ: تَظْهَرُ - وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَ الْمَسَاكِينَ إِلَى قَوْلِهِ - وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا - الآیہ الی قولہ - رَءُوفٌ رَحِيمٌ - تشیع کا معنی پھیلے ظاہر ہو۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - الی قولہ - وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ -

۲۸۱ - وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللَّهَ

ابو اُسامہ حماد بن اسامہ ف نے ہشام بن عروہ سے روایت کی۔ کہا مجھ کو والد (عروہ بن زبیرؓ) نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت کی۔ وہ فرماتی تھیں۔ جب میری نسبت جو طوفان اٹھایا گیا تھا۔ اسکا چرچا ہونے لگا۔ لیکن مجھ کو خبر نہیں ہوئی۔ تو آنحضرت خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے

وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي وَأَيْمُ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ، وَأَبَنُوهُمْ بِمَنْ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ، وَلَا يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ، وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ تَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ، وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ: كَذَبْتَ، أَمَا وَاللَّهِ أَنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ، حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ، فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ: أَيْ أُمِّ، تَسُبِّينَ ابْنَكِ؟ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا: تَسُبِّينَ ابْنَكِ؟ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَانْتَهَرْتُهَا، فَقَالَتْ: وَاللَّهِ مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيكِ، فَقُلْتُ: فِي أَيِّ شَأْنِي؟ قَالَتْ: فَبَقَرَتْ لِي الْحَدِيثَ فَقُلْتُ: وَقَدْ كَانَ هَذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، وَاللَّهِ، فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الَّذِي خَرَجْتُ لَهُ لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا

آپ نے تشہد پڑھا جیسی چاہیئے۔ ویسی اللہ کی تعریف اور ستائش کی۔ پھر فرمایا۔ امابعد! لوگو تم صلاح دو۔ مَیں اُن لوگوں کو کیا سزا دُوں جنہوں نے میری بی بی کو بدنام کیا۔ خُدا کی قسم! مَیں نے تو اپنی بی بی کی کوئی بُری بات نہیں دیکھی۔ اور جس شخص (صفوان بن معطل) سے بدنام کرتے ہیں۔ اسکی بھی کوئی بُرائی مَیں نہیں جانتا۔ وہ میرے گھر میں کبھی نہیں آتا۔ اسی وقت آتا ہے جب مَیں بھی وہاں موجود ہوتا ہوں۔ اور جب میں سفر میں گیا تو وہ شخص بھی میرے ساتھ گیا ۲ یہ سُن کر سعد بن معاذ کھڑے ہوئے کہنے لگے۔ یارسُول اللہ! حکم فرمائیے میں ان (مردُوم) لوگوں کی گردن ماروں۔ سعد کی تقریر سُنکر خزرج قبیلے کا ایک شخص (سعد بن عُبادہ) کھڑا ہوا۔ حسان بن ثابت کی والدہ اُسی شخص کی قوم (خزرج) کی تھی۔ ۳ اور کہنے لگا۔ سعد بن معاذ تُو جھُوٹا ہے۔ اگر یہ (تہمت لگانیوالے) اوس تیرے قبیلے کے ہوتے۔ تو تُو انکی گردن مارنا کبھی پسند نہ کرتا۔ نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ اوس اور خزرج دونوں قبیلے کے لوگ مسجد میں ہی لڑ پڑے۔ اس فساد کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی خیر اسی دن رات ایسا ہوا کہ میں حاجت کے لئے (گھر سے) نکلی میرے ساتھ مسطح کی ماں بھی تھی۔ اسکا پاؤں پھسلا۔ وہ کہنے لگی مُوا مسطح خُدا غارت کرے۔ مَیں نے کہا۔ اماں! اپنے بیٹے کو کوستی ہے؟۔ وہ خاموش رہی۔ پھر اُسکا پاؤں پھسلا۔ وہ کہنے لگی مُوا مسطح خدا غارت کرے۔ مَیں نے کہا۔ ہائیں۔ بیٹے کو کوستی ہے تیسری بار پھر پھسلی۔ تو یہی کہنے لگی مُوا مسطح خُدا غارت کرے۔ اُس وقت تو مَیں نے اُسکو جھڑکا (یہ کیا بات ہے) وہ کہنے لگی۔ خُدا کی قسم! مَیں تیرے ہی لئے تو اسکو کوستی ہوں۔ مَیں نے کہا میرے لئے کیسا۔ جب اُس نے طوفان کا سارا قصہ بیان کیا۔ مَیں نے کہا حقیقت میں یہ سچ بات ہے؟ اُس نے کہا۔ ہاں۔ خدا کی قسم ۴ یہ سُنکر مَیں اپنے گھر کو لوٹی۔ جس کام کیلئے نکلی تھی۔ میں اسکو

وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِي الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ، فَقَالَتْ أُمِّي: مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ؟ فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ، وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي، فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ، خَفِّضِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيلَ فِيهَا، وَإِذَا لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي، قُلْتُ: وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّي: مَا شَأْنُهَا؟ قَالَتْ: بَلَغَهَا الَّذِي ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، قَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ أَيْ بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلَى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي فَسَأَلَ عَنِّي خَادِمَتِي فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيرَهَا أَوْ عَجِينَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَصْدُقِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَسْقَطُوا

بھول گئی بھوڑا بہت کچھ یاد نہ رہا۔ اور مجھ کو بخار چڑھ آیا۔ میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ ذرا والد کے گھر بھجوا دیجئے۔ آپؐ نے چھوکرا میرے ساتھ کر دیا۔ (اسکا نام معلوم نہیں ہوا) میں والد کے گھر میں آئی۔ دیکھا تو ام رومان (میری والدہ) نیچے بیٹھی ہیں اور ابوبکرؓ بالاخانے پر بیٹھے قرآن پڑھ رہے ہیں۔ والدہ نے مجھ سے پوچھا۔ بیٹا کیوں کیسے آئی ہو۔ میں نے ان سے طوفان کا قصہ بیان کیا۔ بیان کرنے کے بعد میری ماں کو اتنی فکر نہیں ہوئی جتنی مجھ کو ہوئی تھی ف اور کہنے لگیں ارے بیٹی! تو اتنی فکر کیوں کرتی ہے۔ (اپنے تئیں سنبھال) ایسا تو ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ جب کسی مرد کے پاس کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے۔ جس سے مرد کو محبت ہوتی ہے۔ اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں۔ تو وہ اس پر ضرور حسد کرتی ہیں ف طرح طرح کی باتیں بناتی ہیں غرض میری ماں پر اس طوفان کا وہ صدمہ نہیں ہوا جیسا مجھ پر صدمہ ہوا تھا۔ میں نے کہا۔ کیا یہ خبر والد کو بھی پہنچ گئی۔ انہوں نے کہا۔ ہاں میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچ چکی ہے۔ اور میں آنسو بہا کر رونے لگی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بالاخانے سے میری آواز سن لی۔ وہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ تو بالاخانہ سے اتر آئے۔ میری ماں سے پوچھا۔ کیا معاملہ ہے۔ والدہ نے کہا۔ اجی وہی خبر اس نے سن پائی ہے۔ والد کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے وے کہنے لگے بیٹی! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں۔ تو اپنے گھر لوٹ جا۔ میں گھر لوٹ آئی۔ اور آنحضرت صلعم میرے گھر میں تشریف لائے۔ میری ماما سے پوچھا۔ (سچ بتلا) تو نے عائشہؓ کی کوئی بری بات بھی دیکھی ہے۔ وہ کہنے لگیں۔ ہرگز نہیں۔ پروردگار کی قسم! میں نے تو کوئی عیب انمیں نہیں دیکھا۔ اتنی بات تو ہے (وہ ایسی بھولی ہیں) کہ آٹا گوندھا ہوا چھوڑ کر سو جاتی ہیں۔ بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔ اور آپ کے اصحابؓ میں سے ایک صاحب

لَهَابِهِ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا
عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى
تِبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ، وَبَلَغَ الْأَمْرُ
إِلَى ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي قِيلَ لَهُ،
فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ
كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُتِلَ
شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَالَتْ: وَأَصْبَحَ
أَبَوَايَ عِنْدِي فَلَمْ يَزَالَا حَتّٰى دَخَلَ
عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
قَدْ صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِي
أَبَوَايَ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي،
فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا
بَعْدُ، يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوءًا
أَوْ ظَلَمْتِ فَتُوبِي إِلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ
التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهِ، قَالَتْ: وَقَدْ جَاءَتِ
امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ
فَقُلْتُ: أَلَا تَسْتَحِي مِنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ
أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا؟ فَوَعَظَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ
أَجِبْهُ، قَالَ: فَمَاذَا أَقُولُ؟ فَالْتَفَتُّ إِلَى
أُمِّي فَقُلْتُ: أَجِيبِيهِ، فَقَالَتْ: أَقُولُ
مَاذَا؟ فَلَمَّا لَمْ تُجِيبَاهُ تَشَهَّدْتُ وَ
حَمِدْتُ اللّٰهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ
أَهْلُهُ، قُلْتُ: أَمَّا بَعْدُ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ
قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ، وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ، مَا ذَاكَ بِنَافِعِي فِي
عِنْدَكُمْ، لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهِ وَأُشْرِبَتْهُ

(حضرت علیؓ) نے اسکو گھُرکا۔ دھمکایا (بلکہ ایک روایت
میں یُوں آیا ہے۔ مارا بھی) اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے سچ سچ حال کہہ دے۔ اس کو سخت سُست کہا۔ تب بھی
اُس نے یہی کہا۔ سُبحان اللہ! پروردگار کی قسم! مَیں تو عائشہؓ
کو ایسی پاک سمجھتی ہوں۔ جیسے سُنار خالص کُندن سُرخ سُونے
کو بے عیب سمجھتا ہے۔ اس طُوفان کی خبر اُس مرد (صفوان) کو
بھی پہنچی۔ جس سے مجھ کو بدنام کرتے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ سبحان
اللہ! خُدا کی قسم! مَیں نے تو کسی عورت کا اَب تک کپڑا بھی
نہیں کھولا۔ف اور اسکا انجام یہ ہوا۔ کہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا
(غزوہ آرمینیہ ۱۹ سنہ ھ میں) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ
میرے ماں باپ بھی صبح کو میرے پاس آئے۔ اور وہیں پر
بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھ کر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اور میرے دائیں
بائیں دونوں طرف میرے ماں باپ تھے۔ آپ نے اللہ کی
تعریف اور ستائیش کی۔ پھر فرمایا۔ امابعد۔ اے
عائشہؓ اگر تجھ سے کوئی بُرا کام ہو گیا ہے۔ یا تو نے کوئی گناہ کیا
ہے تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
کی توبہ قبول کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ اسوقت انصار
کی ایک عورت (نام نامعلوم) بھی آگئی تھی۔ وہ دروازے پر بیٹھی
تھی۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اس
عورت سے آپ نہیں شرماتے معلوم نہیں۔ لوگوں میں جا کر کیا
کہے۔ خیر آپ نے نصیحت کی گفتگو کی۔ مَیں نے اپنے والد کی
طرف دیکھا۔ اُن سے کہا۔ آنحضرت صلعم کو جواب دو۔ انہوں
نے کہا۔ مَیں کیا جواب دوں۔ پھر مَیں نے اپنی ماں کیطرف دیکھا
اُن سے کہا۔ تم بھی تو کچھ جواب دو۔ انہوں نے بھی یہی کہا۔ مَیں
کیا جواب دوں۔ جب دونوں نے کچھ جواب نہ دیا تو لاچار ہو کر مَیں نے
تشہد پڑھا۔ اور جیسے چاہیے ویسی اللہ کی تعریف اور ستائیش

قُلُوبِكُمْ، وَإِنْ قُلْتُ إِنِّي فَعَلْتُ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُولُنَّ قَدْ بَاءَتْ بِهِ عَلَى نَفْسِهَا، وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا، وَالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ، إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ: فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ - وَأُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّي لَأَتَبَيَّنُ السُّرُورَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَيَقُولُ: أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ، فَقَدْ أَنْزَلَ اللهُ بَرَاءَتَكِ، قَالَتْ: وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا، فَقَالَ لِي أَبَوَايَ: قُومِي إِلَيْهِ، فَقُلْتُ وَاللهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهُ وَلَا أَحْمَدُكُمَا، وَلَكِنْ أَحْمَدُ اللهَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي، لَقَدْ سَمِعْتُمُوهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوهُ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: أَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللهُ بِدِينِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي يَتَكَلَّمُ فِيهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ وَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ، قَالَتْ: فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لَا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَلَا

کی۔ پھر مَیں نے کہا۔ امّا بعد۔ خدا کی قسم اگر مَیں یہ کہوں کہ مَیں نے یہ برا کام نہیں کیا۔ اور اللہ اس بات پر گواہ ہے کہ مَیں سچی ہوں جب بھی کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ تم لوگوں نے تو اس طوفان کا چرچا کر دیا۔ اور تمہارے دل میں یہ بات جم گئی ہے۔ ہاں اگر مَیں یہ کہوں کہ مَیں نے یہ بُرا کام کیا ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ مَیں نے نہیں کیا تب تو تم (ماں لوگے) کہوگے۔ اس نے خود قبول کر لیا فا اب تو پروردگار کی قسم! مَیں اپنی اور تمہاری مثال وہی پاتی ہوں۔ جو حضرت یوسفؑ پیغمبر کے والد کی تھی۔ مَیں نے بہت چاہا۔ کہ یعقوبؑ پیغمبر کا نام مجھ کو یاد آئے۔ مگر یاد ہی نہ آیا انہوں نے یہی کہا تھا۔ اب عُمدہ صبر کرنا۔ یہی بہتر ہے۔ اور تم جو باتیں بنا رہے ہو۔ اُن پر اللہ تعالےٰ میرا مددگار ہے۔ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اُترنا شروع ہوئی تو ہم لوگ خاموش ہو رہے۔ جب وحی موقوف ہوئی۔ تو مَیں نے دیکھا۔ کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر خوشی نمایاں ہے۔ آپؐ اپنی پیشانی پونچھنے اور فرمانے لگے۔ اے عائشہؓ خوش ہو جا۔ اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی اُتاری۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں مَیں اُسدن بے انتہا غصے میں تھی۔ اتنا غصہ مجھ کو کبھی نہیں آیا تھا۔ میرے والدین نے کہا۔ اُٹھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کا شکریہ ادا کر۔ مَیں نے کہا۔ پروردگار کی قسم مَیں تو کبھی اُٹھ کر اُن کے پاس نہیں جانے کی۔ اور نہ انکا شکریہ ادا کروں گی۔ اور نہ تمہارا شکریہ۔ البتہ اللہ جل جلالہٗ کا مَیں شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے میری پاکدامنی اُتاری۔ تم لوگوں نے تو یہ بات سُن لی۔ نہ اُس کو غلط کہا۔ اور نہ مِٹایا۔ فا حضرت عائشہؓ کہتی تھیں۔ کہ اُمّ المؤمنین زینب بنت جحشؓ کو اللہ تعالیٰ نے انکی دینداری کیوجہ سے بچا لیا۔ انہوں نے میری نسبت اچھی ہی بات کہی۔ البتہ اور لوگوں کیساتھ جو تباہ ہوئے انکی بہن حمنہ بنت جحشؓ بھی تباہ ہوئی۔ اور اس طُوفان کا چرچا مُسلمانوں

يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ - إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ - وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ - يَعْنِي مِسْطَحًا - إِلَى قَوْلِهِ - أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ - حَتَّى قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَى وَاللَّهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا، وَعَادَ لَهُ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ -

میں) دو شخص کرتے۔ مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور عبداللہ بن ابی منافق توکھود کھود کر اس کو پوچھتا۔ اور اُس پر حاشیے چڑھاتا۔ وہی اس طوفان کا بانی مبانی تھا۔ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ سے وُہ اور حمنہ مراد ہیں۔ حضرت عائشہ رض کہتی تھیں۔ کہ ابوبکر رض نے مسطح (کی یہ شرارت دیکھ کر اس) کے لئے قسم کھالی کہ اَب مَیں اُسکو کوئی فائدہ نہیں پہنچاؤنگا۔ تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ولا یاتل اُولوا الفضل الخ اُولوا الفضل سے ابوبکر رض مراد ہیں۔ اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ سے مسطح بن اثاثہ۔ اخیر میں یہ ہے۔ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ حضرت ابوبکر رض نے فرمایا۔ کیوں نہیں پروردگار! ہماری تو یہ آرزو ہے کہ تو ہم کو بخشے۔ اور مسطح کو جو دیا کرتے تھے۔ وہ جاری کر دیا۔

ف۱ اسکو امام احمدؒ نے وصل کیا۔ ف۲ اگر بدکار ہوتا۔ تو میرے سفر جاتے وقت وہ مدینہ میں رہ جاتا۔ ف۳ اور حسان بھی تہمت لگانے والوں میں شریک تھے۔ حسان کی والدہ فریعہ بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج تھیں۔ ف۴ لوگوں نے اسکا بلوا مچا دیا۔ ف۵ یعنے انہوں نے یہ قصہ سُن کر اتنا رنج نہیں کیا۔ کہ جتنا مجھے غم ہوا تھا۔ اور نہ میری طرح بیقرار ہوئیں۔ ف۶ اور کوئی نہ کوئی شوشہ ایسا چھوڑ دیتی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ مرد کی نظروں سے گر جائے۔ ف۷ حضرت ابوبکر صدیق رض کو رونا آگیا۔ کہ ایسی لائق اور خوب صورت اور فخر خاندان بیٹی! اسکی مصیبت پر صبر نہ ہوسکا۔ خدا تعالیٰ ان بدمعاشوں سے سمجھے۔ ف۸ طبرانی کی روایت میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ملا کو حضرت علی رض کے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا۔ تمہارا اختیار ہے۔ تم ڈرا دھمکا کر جسطرح جی چاہے۔ اس سے حال پوچھو۔ حضرت علی رض نے اُسکو بہت ڈرایا۔ دھمکایا۔ مارا بھی مگر اُس نے قسم کھا کر یہی کہا۔ کہ مَیں عائشہ رض کو اچھا اور نیک سیرت ہی جانتی ہوں۔ ف۹ یعنی بدکاری کیلئے۔ بعضوں نے کہا صفوان حصور تھے۔ انکو عورتوں کی رغبت ہی نہ تھی ف۱۰ حضرت عائشہ رض علاوہ اور کمالات کے بڑی خوش تقریر بھی تھیں۔ ایسے رنج اور مصیبت کے وقت میں بھی جب بڑے بوڑھے کچھ نہ کہہ سکے۔ انہوں نے اِس شائستگی کے ساتھ تقریر کی۔ کہ سُبحان اللہ۔ ف۱۱ بلکہ خاموش ہو رہے۔ اور تمہارے دل میں بھی شبہ آگیا۔ پھر تمہارا کیا احسان۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے میرا ہاتھ تھاما۔ میں نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ ابوبکر رض نے مجھ کو جھڑکا۔ حضرت عائشہ رض کا یہ فعل بطور ناز محبوبیت کے تھا۔ اور اُن کا ناز بجا تھا۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا۔ کہ آنحضرت صلعم کو علم غیب نہ تھا۔ ورنہ اتنے دنوں تک آپ کیوں فکر اور تردد میں رہتے اور حضرت ابوبکر رض کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ کہ وہ پیغمبر صاحب کے سچے عاشق اور جانباز رفیق تھے۔ آپ کے

سامنے اپنی بیٹی کے لئے جو جان سے زیادہ عزیز تھی ایک کلمہ بھی منہ سے نہ نکال سکے۔ باوجودت زمن آواز نیامد کہ مسنم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کمال توحید، صدقِ توکل، اخلاص اور توکل علی اللہ۔ سبحان اللہ کیا کہنا۔ الطیبات للطیبین دشمنوں کا منہ کالا ہوا۔ جو پاک تھے وہ قیامت تک ہی پاک رہے۔ دشمنوں کی دشمنی اُن کے حق میں اکسیر ہوگئی قیامت تک اُن کی پاکدامنی ہر مؤمن کی زبان اور دل اور صفحہ کتاب اللہ پر جم گئی ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

بَابٌ۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ۔ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ، شَقَقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهِ۔

باب۔ قولہ۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ۔ اور احمد بن شبیب نے کہا کہ ہم سے والد (شبیب بن سعید) نے بیان کیا۔ انہوں نے یونس بن یزید سے کہا۔ ابن شہاب نے عروہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ اُن عورتوں پر رحم کرے جنہوں نے پہلی ہجرت کی تھی۔ جب اللہ نے یہ آیت اُتاری۔ کہ اپنی اوڑھنیاں گریبانوں پر ڈالے رہیں (تاکہ سینہ، گلا وغیرہ نظر نہ آئے) تو انہوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر اوڑھنیاں بنائیں ف

ف جو امام بخاری رحمہ کے شیوخ میں سے ہیں۔ شاید یہ روایت امام بخاری رح نے اُن سے نہیں سُنی۔ اس لئے حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ نہیں کہا۔ لیکن ابن منذر نے اسکو وصل کیا۔ ف۲ عرب کی عورتیں وہ کرتہ پہنتیں جس کا گریبان سامنے سے کھلا رہتا۔ اسمیں سے سینہ اور چھاتی پر نظر پڑتی۔ اس لئے اوڑھنی سے گریبان ڈھانپنے کا حکم دیا گیا۔ اگر عورت کوٹ اور شروانی پہنے۔ جو سامنے سے بند ہوتی ہے۔ تب اوڑھنی کی ضرورت نہیں۔ لیکن سر کے بال سربندھن سے چھپالے۔ باقی منہ اور دونوں کف دست اور پاؤں کا چھپانا فرض نہیں ہے۔

۲۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ۔ أَخَذْنَ أُزُرَهُنَّ فَشَقَقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے۔ انہوں نے حسن بن مسلم سے۔ انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ تو عورتوں نے اپنے تہ بند دونوں کناروں سے پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ الفرقان

سورۂ فرقان کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَبَاءً مَنْثُورًا: مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ، مَدَّ الظِّلَّ: مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ، سَاكِنًا: دَائِمًا، عَلَيْهِ دَلِيلًا: طُلُوعُ الشَّمْسِ، خِلْفَةً: مَنْ فَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ، أَوْفَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ، فِي طَاعَةِ اللهِ، وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَرَى حَبِيبَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُبُورًا: وَيْلًا، وَقَالَ غَيْرُهُ: السَّعِيرُ مُذَكَّرٌ، وَالتَّسَعُّرُ وَالْإِضْطِرَامُ: التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ۔ تُمْلَى عَلَيْهِ۔ تُقْرَأُ عَلَيْهِ، مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ، الرَّسُّ: الْمَعْدِنُ، جَمْعُهُ رِسَاسٌ، مَا يَعْبَأُ يُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا، لَا يُعْتَدُّ بِهِ، غَرَامًا: هَلَاكًا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَعَتَوْا: طَغَوْا، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: عَاتِيَةٍ: عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ

ابن عباس رضؓ نے کہا۔ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا کا معنی جو چیز ہوا اُڑا کر لائے۔ (غبار گرد وغیرہ) ف مَدَّ الظِّلَّ ف۲ سے وقت مُراد ہے۔ جو طلوع صبح سے سورج نکلنے تک ہوتا ہے۔ سَاكِنًا کا معنے ہمیشہ ف۳ عَلَيْهِ دَلِيلًا میں دلیل ف۴ سے مُراد سورج نکلنا ہے ف۵ خلفه سے ف۶ یہ مطلب ہے۔ کہ رات کا جو کام نہ ہو سکے۔ وہ دن کو پورا کر سکتا ہے۔ دن کا جو کام نہ ہو سکے۔ وہ رات کو پورا کر سکتا ہے۔ اور امام حسن بصریؒ نے کہا ف قُرَّةَ أَعْيُنٍ کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بیبیوں کو اور اولاد کو خُدا پرست اپنا تابعدار بنا دے۔ مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک اس سے زیادہ کسی بات میں نہیں ہوتی۔ کہ اُس کا محبوب اللہ کی عبادت میں مصروف ہو۔ ف۸ اور ابن عباسؓ نے کہا۔ ثُبُوْرًا کا معنی ہلاکت، خرابی۔ اوروں نے کہا۔ سَعِيرٌ کا لفظ مذکر ہے۔ اور یہ تسعر سے نکلا ہے۔ تسعر اور اضطرام کہتے ہیں آگ کے خوب سلگنے کو (جوش مارنے کو) تُمْلٰى عَلَيْهِ اسکو پڑھ کر سُنائی جاتی ہے۔ یہ اَمْلَيْتُ اور اَمْلَلْتُ سے نکلا ہے۔ الرس کان، اسکی جمع رِسَاس آتی ہے۔ بعضوں نے کہا۔ رس، کنواں مَا يَعْبَأُ عرب لوگ کہتے ہیں۔ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا یعنی میں نے اسکی کچھ پرواہ نہیں کی اسکو کوئی چیز نہیں سمجھا۔ غرامًا۔ ہلاکت۔ اور مجاہدؒ نے کہا عتوا کا معنی شرارت ف اور سُفیان بن عیینہ نے کہا۔ عَاتِيَةٍ کا معنے یہ ہے کہ اُس نے خزانہ دار فرشتوں کا کہنا نہ سُنا ف

ف اس کو ابن جریر نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے نکالا۔ ف۳ اسکو بھی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے نکالا۔ ف۴ اسکو بھی ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نکالا۔ ف۵ اسی سے سایہ کی پہچان ہوتی ہے۔

ف یہ بھی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نکالا۔ ف اسکو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ف۸ یعنی ہم کو نیک بخت بیبیاں اور صالح اولاد عطا فرما۔ ف۹ اسکو ابن منذر نے وصل کیا۔ ف۱ اسکو ورقا نے اپنی تفسیر میں وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ- الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَى جَهَنَّمَ- الْآيَةَ

۲۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ قَتَادَةُ: بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول الذین یحشرون علی وجوھھم الی جہنم۔ الآیہ کی تفسیر

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے۔ کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمن نے۔ انہوں نے قتادہؓ سے۔ کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص (نام نامعلوم) نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! قیامت کے دن کافر اپنے منہ کے بل کیسے حشر کئے جائینگے۔ آپ نے فرمایا جس پروردگار نے آدمی کو دو پاؤں پر چلایا۔ کیا وہ اس کو قیامت کے دن منہ کے بل نہیں چلا سکتا۔ قتادہؒ نے کہا۔ کیوں نہیں قسم ہمارے پروردگار کی عزت اور جلال کی۔ ف

ف وہ سب کچھ کرسکتا ہے منہ کے بل چلانا کیا مشکل ہے۔ سینکڑوں کیڑے اور حشرات الارض منہ کے بل چلتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ- وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الْآيَةَ- يَلْقَ أَثَامًا: الْعُقُوبَةَ۔

۲۸۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: وَحَدَّثَنِي وَاصِلٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول والذین لایدعون مع اللہ الٰھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق الخ کی تفسیر۔ اثاما کا معنی عذاب

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے سفیان ثوری رحمہ سے۔ کہا مجھ سے منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش نے۔ انہوں نے ابووائل سے۔ انہوں نے ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے سفیان ثوری رحمہ نے کہا۔ اور مجھ سے واصل بن حیان نے بیان کیا۔ انہوں نے ابووائل (شقیق بن سلمہ) سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں نے

أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللهِ أَكْبَرُ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ، ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ، خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ، قَالَ: وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ۔

یا اور کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کسی کو بنائے۔ حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا۔ ف۱ میں نے پوچھا۔ اس کے بعد کونسا گناہ۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے۔ کہ اسکو کھانا کھلانا پڑے گا۔ میں نے پوچھا۔ پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا اپنے پڑوسی کی جورو سے حرام کاری کرنا ف۲ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں قرآن مجید کی یہ آیت والذین لایدعون مع اللہ الٰھا اٰخر ولا یقتلون النفس الخ اس حدیث کی تصدیق میں نازل ہوئی

ف۱ تو اپنے مالک اور خالق کے برابر کسی دوسرے کو شریک کرنا۔ اس کو سخت ناگوار ہوگا۔ اور اسی لئے اس گناہ کے بخشے جانے کی امید نہیں ہے باقی سب گناہ اس سے اتر کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے اگر چاہیگا۔ تو بن توبہ کئے بھی انکو بخشدیگا۔ لیکن مشرک جب تک توبہ نہ کرے۔ نہیں بخشا جاسکتا۔ درحقیقت دنیا کے بادشاہ بھی اس قصور کو بہت سخت سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی اپنے آقائے نعمت کو چھوڑ کر دوسرے سے تعلق رکھے اور جو کوئی ایسا کرے۔ اسکو نمک حرام قرار دیتے ہیں۔ نمک حرامی کا قصور بھی معاف نہیں کرتے باقی اور سب قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ف۲ زنا علی العموم بڑا سخت گناہ ہے اور پڑوسی یعنی ہمسایہ کی جورو لونڈی پر بدنگاہ کرنا اور بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔ کیونکہ ہمسایہ کا بڑا حق ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرنا فرض ہے۔ نہ کہ اسکی جورو، لونڈی پر ہاتھ ڈالنا۔ جو بڑی بے شرمی اور بے حیائی ہے۔

۲۸۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ ابْنُ أَبِي بَزَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ۔ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔ فَقَالَ سَعِيدٌ: قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ، فَقَالَ هٰذِهِ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی۔ اُن کو ابن جریج نے۔ کہا مجھ کو قاسم بن ابی بزہ نے خبر دی۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے پوچھا۔ کہ جو شخص کسی مسلمان کا جان بوجھ کر خون کرے اُس کی توبہ ہوگی یا نہیں۔ (سعید نے کہا۔ نہیں) میں نے انکو (سورہ فرقان کی) یہ آیت سُنائی ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ف۱ سعید نے کہا۔ میں نے بھی یہ آیت ابن عباس رضی کو سنائی تھی۔ انہوں نے کہا۔ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد والی آیت نے

آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِي فِي سُورَةِ النِّسَاءِ - (وَمَنْ يَقْتُلْ مؤمنا متعمدا) جو سورۂ نساء میں ہے اور مدینہ میں اُتری اس کو منسوخ کر دیا۔ ف

ف۱ اس کے بعد یوں ہے۔ الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا۔ جس سے یہ نکلتا ہے۔ کہ قاتل مومن کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ ف۲ ابن عباس رضہ نے یہ جواب بھی دیا ہے۔ کہ سورۂ فرقان کی جو آیت ہے۔ وہ اس شخص کے باب میں ہے۔ جو کفر کی حالت میں مسلمان کا خون کرے۔ پھر مسلمان ہو جائے۔ اور توبہ کرے۔ اسکی دلیل یہ ہے۔ الا من تاب وامن۔ معاذ اللہ! قتل مومن ایسا بڑا گناہ ہے۔ کہ اس سے توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ ابن عباس رضہ کا یہی قول ہے گو جمہور علماء نے اس کے خلاف کہا ہے۔ پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے مومنوں کے سردار کو مارا۔ یا صدہا اور ہزار ہا مومنوں کو قتل کیا۔

---

۲۸۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ، فَدَخَلْتُ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: نَزَلَتْ آخِرَ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے مغیرہ بن نعمان سے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے۔ انہوں نے کہا۔ کوفہ والوں نے مومن کا خون کرنے میں اختلاف کیاف۱ آخر میں سفر کر کے ابن عباس رضہ کے پاس گیا۔ اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ یہ آیت ومن قتل مومنا متعمدا اخیر میں اُتری ہے کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہوئی۔

ف۱ کسی نے کہا۔ اس سے تو توبہ ہو سکتی ہے۔ کسی نے کہا۔ نہیں ہو سکتی

---

۲۸۷ - حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ۔ قَالَ: لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ۔ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ۔ قَالَ: كَانَتْ هَذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ رضہ نے۔ کہا ہم سے منصور نے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ میں نے ابن عباس رضہ سے پوچھا۔ یہ جو (قاتل مومن کے لئے) سورۂ نساء میں ہے فجزآءہ جہنم اس کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا۔ یہی کہ اسکی توبہ قبول نہ ہوگی اور میں نے ابن عباس رضہ سے سورۂ فرقان کی اس آیت کو پوچھا۔ والذین لایدعون الخ ف۱ انہوں نے کہا یہ آیت اس باب میں ہے جس نے کفر جاہلیت کے زمانہ میں مسلمانوں کا خون کیا۔

ف۱ جس سے یہ نکلتا ہے۔ کہ قاتل مومن کی توبہ قبول ہوگی۔

بَابُ قَوْلِهِ ـ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ـ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ـ کی تفسیر۔

۲۸۸ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ أَبْزَى: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ـ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ ـ وَقَوْلِهِ ـ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ـ حَتَّى بَلَغَ ـ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ ـ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ: فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ـ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا ـ إِلَى قَوْلِهِ ـ غَفُورًا رَحِيمًا ـ

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شیبان نے۔ انہوں نے منصور سے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے انہوں نے کہا۔ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے (جو صحابی تھے) بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے (سورہ نساء کی) اس آیت کے متعلق پوچھا۔ ومن يقتل مؤمنا الخ اور اس آیت کو ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق اخیر آیت الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا تک۔ انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مکہ کے کافر کہنے لگے۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کے برابر دوسروں کو کیا ہے۔ (یعنی شرک کیا ہے) اور ناحق خون بھی کیا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور بے حیائی کے کام بھی کئے۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ اخیر آیت رحیما تک۔

بَابُ ـ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ـ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فأولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات وكان الله غفورا رحيما ـ کی تفسیر

۲۸۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أَبْزَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ـ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ـ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ، وَعَنْ ـ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو والد (عثمان) نے خبر دی۔ انہوں نے شعبہ سے۔ انہوں نے منصور سے انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے۔ انہوں نے کہا عبدالرحمٰن ابن ابزیٰ (صحابیؓ) نے مجھ سے کہا۔ کہ تم عبداللہ بن عباسؓ سے ان دو آیتوں کا مطلب پوچھو ومن يقتل مؤمنا متعمدا (ایک آیت) انہوں نے کہا۔ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ (دوسری آیت) والذين لا يدعون مع

اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ۔ قَالَ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ۔

اللہ الٰہا آخر۔ انہوں نے کہا یہ آیت مشرکوں کے باب میں اُتری ہے (جو شرک کی حالت میں مسلمان کا خون کریں)

بَابٌ۔ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا۔ هَلَكَةً۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فسوف یکون لزامًا کی تفسیر۔ لزامًا کا معنے ہلاکت

۲۹۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ: الدُّخَانُ وَالْقَمَرُ، وَالرُّومُ، وَالْبَطْشَةُ، وَاللِّزَامُ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا ہم سے مسلم بن صبیح نے۔ انہوں نے مسروق سے۔ کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا پانچ قیامت کی نشانیاں گزر چکی ہیں۔ ایک تو دھواں ف۱ دوسرے چاند کا پھٹنا ف۲ تیسرے رومیوں کا (ایرانیوں سے) مغلوب ہونا جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ الٓمٓ غلبت الروم) چوتھے بطشہ یعنی پکڑ۔ ف۳ پانچویں لزام ف۴

ف۱ جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ یوم تأتی السماء بدخانٍ مبین۔ ف۲ جس کا ذکر اس آیت میں ہے اقتربت السّاعة وانشق القمر۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے اس قول سے صاف نکلتا ہے۔ کہ چاند کا پھٹنا قیامت کی نشانی تھا۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس کی خبر دیدی تھی۔ اس لحاظ سے معجزہ بھی ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے شاہ صاحب کا مطلب نہ سمجھ کر اُن پر اعتراض کی بوچھاڑ کی ہے۔ پہلے اپنے مایۂ علم کو دیکھنا چاہیئے۔ پھر بزرگوں پر اعتراض جمانا۔ ف۳ جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ یوم نبطش البطشة الکبرٰی۔ ف۴ جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ فسوف یکون لزامًا تو لزام سے مراد وہی ہلاکت ہے۔ جو بدر کے دن کافروں کی ہوئی۔ بطشہ سے بھی یہی قتل کفار مُراد ہے۔ جو بدر کے دن ہوا بعضوں نے کہا۔ قحط جو قریش کے کافروں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے آیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

سورۂ شعراء کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَعْبَثُونَ: تَبْنُونَ، هَضِيمٌ: يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ، مُسَحَّرِينَ: مَسْحُورِينَ، اللَّيْكَةُ وَالْأَيْكَةُ: جَمْعُ

مجاہدؒ نے کہا۔ تعبثون کا معنے، بناتے ہو۔ ف۱ ھضیم وہ چیز جو چھونے سے ریزہ ریزہ ہو جائے۔ مسحّرین کا معنی جادو کئے گئے۔ لیکہ اور ایکہ جمع ہے۔ ایکہ کی اور ایکہ جمع ہے

أَيْكَةٍ وَهِيَ جَمْعُ الشَّجَرِ، يَوْمِ الظُّلَّةِ: إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ: مَوْزُونٍ: مَعْلُومٍ، كَالطَّوْدِ: كَالْجَبَلِ، الشِّرْذِمَةُ: طَائِفَةٌ قَلِيلَةٌ، السَّاجِدِينَ: الْمُصَلِّينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ۔ كَأَنَّكُمْ، الرِّيعُ: الْأَيْفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَأَرْيَاعٌ، وَاحِدُ الرِّيَعَةِ، مَصَانِعَ: كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ، فَرِهِينَ: مَرِحِينَ، فَارِهِينَ بِمَعْنًا، وَيُقَالُ فَارِهِينَ: حَاذِقِينَ، تَعْثَوْا: هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ، وَعَاثَ يَعِيثُ عَيْثًا، الْجِبِلَّةُ: الْخَلْقُ، جُبِلَ: خُلِقَ، وَمِنْهُ جُبُلًا وَجِبِلًا وَجُبْلًا يَعْنِي الْخَلْقَ، قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

شجر (یعنی درخت کی ف) یَوْمِ الظُّلَّۃ یعنی وہ دن جس دن عذاب نے اُن پر سایہ کیا تھا۔ مَوْزُون کا معنے ہے معلوم ف کالطود یعنی پہاڑ کیطرح۔ الشرذمہ چھوٹا گروہ السّاجدین، نمازیوں میں۔ ابن عباس رض نے کہا لعلکم تخلدون کا معنی یہ ہے۔ جیسے کہ ہمیشہ (دنیا میں) رہو گے رِیْعٌ بلند زمین جیسے ٹیلہ (ٹیبہ) ریع مفرد ہے اس کی جمع ریعۃ اور ارباع آتی ہے۔ مَصَانِع ہر عمارت کو کہیں گے (یا اونچے اونچے محلوں کو) فَرِهِیْن کا معنی اتراتے ہوئے خوش وخرم فَارِهِیْن کا بھی یہی معنے ہے۔ بعضوں نے کہا۔ فارھین کا معنی کاریگر ہوشیار۔ تجربہ کار۔ تعثوا جیسے عاث یعیث عیثًا۔ عیث کہتے ہیں فساد کرنے کو (دھندہ مچانا) تعثوا کا بھی وہی معنے ہے۔ یعنی فساد نہ کرو۔ ف الجبلۃ خلقت جبل یعنی پیدا کیا گیا۔ اسی سے جُبُلًا، جِبِلًّا اور جُبْلًا نکلا ہے یعنی خلقت۔

ف اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ ایک شجر کی جمع ہے اللہ تعالیٰ کا مطلب یہ ہے۔ کہ جہاں بہت سارے درخت جمع ہوتے ہیں۔ یعنی بن اسکو ایکہ کہتے ہیں عینی نے کہا۔ ایکٗ اور ایکہ ایک جمع ہے۔ یہی ٹھیک ہے۔ نافع، ابن کثیر اور ابن عامر نے لیکہ پڑھا ہے۔ باقی لوگوں کی قرأت ایکہ ہے۔ ف۳ امام بخاری رہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تَعْثَوْا، عاث یعیث سے نکلا ہے کیونکہ عاث یعیث اجوف ہے۔ اور تعثوا عثی یعثو سے نکلا ہے۔ جو ناقص ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ دونوں کا ایک معنے ہے۔ ف یعنی معین اور مناسب یہ لفظ اس سورت میں نہیں ہے بلکہ سورۂ حجر میں ہے۔ تو شاید کاتب نے سہواً یہ لفظ یہاں لکھ دیا ہے۔

بَابٌ۔ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ۔

۲۹۱۔ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

باب وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ۔ کی تفسیر۔

اور ابراہیم بن طہمان نے ف ابن ابی ذئب سے روایت کی۔ انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام (اپنے باپ آذر یا آزر

وَالسَّلَامُ يَرَى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ کو قیامت کے دن گرد آلود دیکھیں گے۔ اور کالا کلوٹا۔ امام الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ، الْغَبَرَةُ: هِيَ الْقَتَرَةُ. بخاریؒ نے کہا غبرة، قترة دونوں کے ایک معنی ہیں۔ ف

ف اس کو امام نسائی نے وصل کیا۔ ف۲ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اسی حدیث میں یہ مذکور ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پروردگار سے عرض کریں گے۔ کہ میں نے تجھ سے دنیا میں دعا کی تھی کہ حشر کے دن مجھ کو رسوا نہ کیجیو۔ اور تو نے وعدہ فرمالیا تھا۔ اب باپ کی ذلت سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہوگی۔

۲۹۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَخِي، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ، فَيَقُولُ اللهُ: إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ.

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے بھائی عبدالحمید نے۔ انہوں نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے سعید مقبری سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ ابراہیمؑ (قیامت کے دن) اپنے باپ سے ملینگے (انکو برے حال میں پائیں گے) وہ پروردگار سے عرض کریں گے مالک میرے ساتھ تو نے (دنیا میں) وعدہ فرمالیا تھا کہ حشر کے دن مجھ کو ذلیل نہیں کریگا۔ ف اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ میں نے کافروں پر بہشت حرام کردی ہے۔ ف۲

ف اب میرے باپ کا یہ حال ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہوگی۔ ف۲ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کے باپ کو ایک گندی نجاست میں لتھڑے ہوئے بجو کی شکل میں کردے گا۔ فرشتے اس کے پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالدیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ قبیح صورت دیکھ کر اس سے بیزار ہو جائیں گے۔ اس حدیث سے ان حکایتوں کا غلط ہونا ثابت ہوا۔ کہ فلاں بزرگ یا ولی کا دھوبی یا غلام جو کافر تھا۔ انکا نام لینے سے بخش دیا گیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ان اولیاء اللہ کا مرتبہ زیادہ ہو سکتا ہے؟ جب حضرت ابراہیمؑ کے والد کفر کی وجہ سے نہیں بخشے گئے۔ تو اور بزرگوں یا ولیوں کے غلام اور خادم کس شمار میں ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے۔ کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یارسول اللہ میرا باپ کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دوزخ میں۔ وہ روتا ہوا چلا۔ آپ نے فرمایا۔ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔ تیسری حدیث میں ہے۔ کہ ابوطالب کو قیامت کے دن آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائینگی۔ یا وہ ٹخنے برابر آگ میں رہیں گے۔ تو ان کا دماغ گرمی سے جوش مارتا رہے گا۔

بَابٌ- وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ: أَلِنْ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وانذر عشيرتك الاقربين کی تفسیر۔ واخفض جناحك کا یہ معنی ہے

جَانِبَكَ۔

کہ اپنے بازو نرم کر دے۔ (یعنی شفقت اور مہربانی کر)

۲۹۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ۔ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ۔ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي: يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ، لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ، فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ: أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟ قَالُوا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا، قَالَ: إِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَنَزَلَتْ۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے۔ انہوں نے سعید بن جبیر رح سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وانذر عشیرتك الاقربین (یعنی اپنے نزدیک والے رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور آواز دینے لگے۔ اے فہر کی اولاد۔ اے عدی کی اولاد۔ سب قریش کے خاندانوں کو پکارا۔ وہ جمع ہو گئے۔ جو کوئی نہ آسکا۔ اُس نے اپنی طرف سے ایک آدمی بھیجدیا دیکھے تو کیا معاملہ ہے۔ ابولہب خود آیا۔ اور قریش کے دوسرے لوگ بھی آئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ دیکھو اگر میں تم سے بیان کروں کہ کچھ سوار تم پر حملہ کرنے کو اس نالے میں جمع ہیں۔ تو تم میری بات سچ مانو گے۔ انہوں نے کہا بیشک ہم نے تم کو ہمیشہ سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو میں تم کو اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آنے والا ہے یہ سن کر ابولہب (مردود) کہنے لگا۔ ارے سارے دن تیری خرابی ہو۔ تو نے اسی بات کیلئے ہم کو اکٹھا کیا تھا۔ اسوقت یہ سورت اُتری۔ کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوں۔ وہ خود بھی تباہ ہو۔ اور اسکا مال اور دولت جو اُس نے کمایا۔ اسکے کام نہ آیا۔

۲۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ:

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ - وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي: لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، تَابَعَهُ أَصْبَغُ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ۔

وانذر عشیرتک الاقربین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ اے قریش کے لوگو! یا کچھ ایسا ہی کلمہ کہا۔ تم اپنی اپنی جانوں کو مول لو (بچاؤ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا ف۱ اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنیکا۔ اے عباس۔ عبد المطلب کے بیٹے! اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے صفیہ میری پھوپھی! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی! میرے مال میں سے جو تو چاہے۔ مانگ لے۔ (میں دے دوں گا) مگر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آنے کا۔ ابو الیمان کے ساتھ اس حدیث کو اصبغ بن فرج نے بھی عبد اللہ بن وہب سے۔ انہوں نے یونس سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے ف۲

ف۱ یعنی جب تم کفر پر مرو گے۔ کیونکہ کافر کے لئے کسی کی سفارش فائدہ نہ دے گی۔ ف۲ اس متابعت کا ذکر کتاب الوصایا میں گزر چکا ہے۔ اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فیہ ولوالدیھم اجمعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة النمل

سورۂ نمل کی تفسیر

وَالْخَبْءُ: مَا خَبَأْتَ، لَا قِبَلَ: لَا طَاقَةَ الصَّرْحُ: كُلُّ مِلَاطٍ اتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيرِ. وَالصَّرْحُ: الْقَصْرُ، وَجَمَاعَتُهُ صُرُوحٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَهَا عَرْشٌ: سَرِيرٌ كَرِيمٌ، حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ: طَائِعِينَ، رَدِفَ: اقْتَرَبَ، جَامِدَةً: قَائِمَةً، أَوْزِعْنِي

الخبء پوشیدہ (چھپی) چیز۔ لا قبل طاقت نہیں اور الصرح کانچ کا گارا۔ اور صرح محل کو بھی کہتے ہیں۔ اس کی جمع صروح آئی ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ ولھا عرش عظیم کا یہ معنی ہے۔ کہ اس کا تخت نہایت عمدہ اچھی کاریگری کا بیش قیمت ہے ف۱ مسلمین تابعدار ہو کر۔ ردف نزدیک آ پہنچا۔ جامدۃ اپنی جگہ پر قائم۔ اوزعنی مجھ کو کر دے۔ اور مجاہد نے کہا۔ نکروا کا معنی یہ ہے

اجْعَلْنِي وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَكِّرُوا: غَيِّرُوا، وَأُوتِينَا الْعِلْمَ: يَقُولُهُ سُلَيْمَانُ، الصَّرْحُ: بِرْكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ قَوَارِيرَ وَأَلْبَسَهَا إِيَّاهُ.

اس کا روپ بدل ڈالو ف۱ واوتینا العلم یہ حضرت سلیمان کا مقولہ ہے (بعضوں نے کہا بلقیس کا) صرح پانی کا ایک حوض تھا۔ سلیمان علیہ السلام نے اسکو شیشوں سے ڈھانپ دیا تھا۔ (دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا۔ جیسے پانی بھرا ہوا ہے)

ف۱ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو بھی طبری نے وصل کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة القصص

سورہ قصص کی تفسیر

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔ إِلَّا مُلْكَهُ، وَيُقَالُ إِلَّا مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْأَنْبَاءُ: الْحُجَجُ۔

کل شئ ہالک الا وجہہ میں وجہہ سے اس کی سلطنت مراد ہے۔ (بعضوں نے کہا ذات) بعضوں نے کہا۔ جو نیک اعمال اسکی رضامندی کے لئے کیے جائیں۔ مجاہد نے کہا الانباء سے دلیلیں مراد ہیں ف۱

ف۱ اس کو طبری نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول انک لاتہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء۔ کی تفسیر۔

۲۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، فَقَالَ: أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ:

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا جب ابوطالب مرنے لگے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا۔ تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ (کافروں کے رئیس) بیٹھے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابوطالب سے فرمایا کہ چچا میاں تم ایک کلمہ لاالہ الااللہ کہہ لو۔ میں (قیامت کیدن) اللہ جل جلالہ کے سامنے تمہاری (نجات کیلئے) سند پیش

أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ
يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدَانِهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ
حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ:
عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ
يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ
لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ۔ مَا
كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا
لِلْمُشْرِكِينَ۔ وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ
فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ
يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
أُولِي الْقُوَّةِ: لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ
الرِّجَالِ، لَتَنُوءُ: لَتُثْقِلُ، فَارِغًا إِلَّا
مِنْ ذِكْرِ مُوسَى، الْفَرِحِينَ: الْمَرِحِينَ
قُصِّيهِ: اتَّبِعِي أَثَرَهُ، وَقَدْ يَكُونُ أَنْ
يَقُصَّ الْكَلَامَ۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ۔
عَنْ جُنُبٍ: عَنْ بُعْدٍ، وَعَنْ جَنَابَةٍ
وَاحِدٌ، وَعَنِ اجْتِنَابٍ أَيْضًا، تَبْطِشُ
وَتَبْطُشُ، يَأْتَمِرُونَ: يَتَشَاوَرُونَ
الْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّي وَاحِدٌ
آنَسَ: أَبْصَرَ، الْجِذْوَةُ: قِطْعَةٌ
غَلِيظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ
وَالشِّهَابُ فِيهِ لَهَبٌ، وَالْحَيَّاتُ: أَجْنَاسٌ:
الْجَانُّ، وَالْأَفَاعِي، وَالْأَسَاوِدُ، رِدْءًا:
مُعِينًا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُصَدِّقُنِي

کروں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے۔ ابوطالب
کیا تم عبدالمطلب کا دین چھوڑ دیتے ہو۔ پھر برابر یہی حال ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ سمجھاتے رہے۔ کہ لا الہ الا اللہ
کہہ لو۔ اور وہ دونوں کہتے رہے۔ کیا تم عبدالمطلب کا دین
چھوڑتے ہو۔ آخر ابوطالب نے آخری بات جو کی۔ وہ یہ تھی۔
کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں۔ اور لا الہ الا اللہ کہنا
قبول نہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا خیر
(جو ہونا تھا ہوا) میں تو خدا کی قسم! تمہارے لئے اس وقت
تک دُعا کرتا رہوں گا۔ جب تک اس سے منع نہ کیا جاؤں
تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔ ما کان للنبی
والذین آمنوا أن یستغفروا للمشرکین
اور ابوطالب کے بارے میں یہ آیت اُتری انک
لا تہدی من أحببت ولکن اللہ یہدی
من یشاء۔ ابن عباس رضؓ نے کہا۔ لتنوء بالعصبۃ
اولی القوۃ سے یہ مراد ہے۔ کہ کئی زوردار آدمی ملکر بھی
اسکی کنجیاں نہیں اٹھا سکتے تھے۔ لتنوء کا معنی بوجھل ہوتی
تھیں۔ فارغا کا معنے یہ ہے کہ موسیٰؑ کی ماں کے دل میں موسیٰؑ
کے سوا اور کوئی خیال نہیں رہا تھا۔ الفرحین کا معنے ہے
خوش۔ اترانے ہوئے۔ قصیہ یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا
کبھی قصّ کے معنے بیان کرنے کے ہوتے ہیں۔ جیسے (سورۃ
یوسف میں فرمایا) نحن نقص علیک۔ عن جُنُب یعنی دُور سے
عن جنابۃ کا بھی یہی معنے ہے۔ عن اجتناب کا بھی یہی ہے
نبطش بکسر طاء اور نبطش بضمہ طا دونوں قراتیں ہیں۔
یاتمرون مشورہ کر رہے ہیں۔ عُدوان، عداء اور تعدی سب
کا ایک ہی معنی ہے (یعنے حد سے بڑھ جانا۔ ظلم کرنا) آنس کا
معنیٰ دیکھا۔ جذوۃ لکڑی کا موٹا ٹکڑا جس کے سرے پر آگ
لگی ہو۔ (سب نہ سلگی ہو) اور شہاب (جو دوسری آیت میں

وَقَالَ غَيْرُهُ سَنَشُدُّ: سَنُعِينُكَ، كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا، مَقْبُوحِينَ: مُهْلَكِينَ، وَصَّلْنَا: بَيَّنَّاهُ وَأَتْمَمْنَاهُ، يُجْبَى: يُجْلَبُ، بَطِرَتْ: أَشِرَتْ فِي أُمِّهَا رَسُولًا: أُمُّ الْقُرَى: مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا، تُكِنُّ: تُخْفِي، أَكْنَنْتُ الشَّيْءَ أَخْفَيْتُهُ وَكَنَنْتُهُ أَخْفَيْتُهُ وَأَظْهَرْتُهُ، وَيْكَأَنَّ اللَّهَ: مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ، يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ۔

ہے۔ اواتیکم بشہابٍ قبس) اس سے مراد چنگاری ہے۔ سانپوں کی کئی قسمیں ہیں جان (پتلا باریک سانپ) اَفعیٰ، اَسوَد، ثعبان، رِدْاً ف۲ یعنی مددگار، پشت پناہ۔ ابن عباس رضؓ نے یُصَدِّقنی بضمہ قاف پڑھا ہے۔ ف۳ اوروں نے کہا سَنَشُدُّ کا معنی ہم تیری مدد کریں گے عرب لوگوں کا محاورہ ہے جب کسی کو زور دیتے ہیں۔ تو کہتے ہیں جعلنا لہٗ عضدًا۔ مقبوحین کا معنی ہلاک کئے گئے وصّلنا۔ ہم نے اس کو بیان کیا پورا کیا۔ یجبیٰ کھنچے آتے ہیں بَطِرَتْ شرارت کی۔ فی امّہا رسولًا أمّ القریٰ مکہ کو اور اس کے اردگرد کو کہتے ہیں۔ ف۴ تُکِنُّ کا معنی چھپاتی ہیں عرب لوگ کہتے ہیں اکننت الشیٔ یعنی میں نے اسکو چھپا لیا۔ کننتہٗ کا معنی بھی یہی ہے اور کبھی اکننتہ اور کننتہٗ کا معنی یہ بھی آتا ہے۔ کہ میں نے اس کو ظاہر کر دیا۔ ف۵ ویکاَنّ اللہ کا معنی المترَان اللہ کا ہے۔ یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا یبسط الرزق لمن یّشاء ویقدر یعنی جسکو چاہتا ہے فراغت سے روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگی سے دیتا ہے

ف۱ تو ابوطالب کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ جیسے عبد المطّلب اور عبد مناف وغیرہ کا۔ اب یہ جو منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے آباء واجداد نے بھی بُت پرستی نہیں کی۔ بلکہ سب کے سب موحّد گزرے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تک نورؐ اُن کی پشت میں قائم رہا اسوقت تک انہوں نے بُت پرستی نہیں کی۔ جب وہ نور اُن کی پشت سے جدا ہو گیا۔ تو اسوقت شرک میں مبتلا ہو گئے۔ ف۲ انکا ذکر بدا الخلق میں گزر چکا ہے۔ کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا چھوڑتے ہی پہلے باریک سانپ بنتی۔ پھر پھول کر ثعبان یعنے اژدہا ہو جاتی۔ اسود بھی بڑے سانپ کو کہتے ہیں۔ اور افعیٰ زہریلے سانپ کو کہتے ہیں۔ ف۳ بعضوں نے یُصَدِّقْنی بسکون قاف پڑھا ہے۔ ف۴ اصل میں اُمّ ماں کو کہتے ہیں۔ پھر اس کے معنے بڑی بستی کے ہو گئے۔ مکہ شریف حجاز کی سب بستیوں سے بڑا شہر ہے۔ اس لئے اسکو اُمّ القریٰ سے کہنے لگے لیکن مکہ کے گرد کی بستیوں کو ام القرٰی نہیں کہتے۔ معلوم نہیں۔ امام بخاری رحؒ نے یہ کیسے کہا۔ کہ وہ بھی ام القریٰ ہیں۔ ف۵ تو یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔ یعنی ضدّین میں مستعمل ہے۔

باب۔ إِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول إن الذی فرض علیك القرآن لرآدك الی معاد کی تفسیر۔

۲۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا يَعْلَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفُرِيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ۔ قَالَ: إِلَى مَكَّةَ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو یعلی بن عبید نے خبر دی۔ کہا ہم سے سفیان بن دینار عصفری نے انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رض سے۔ انہوں نے کہا۔ لرادك الی معاد کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تجھ کو مکہ میں لے جائے گا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ العنکبوت

سورۂ عنکبوت کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: مُسْتَبْصِرِينَ: ضَلَلَةً وَقَالَ غَيْرُهُ: الْحَيَوَانُ وَالْحَيُّ وَاحِدٌ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ: عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلِيَمِيزَ اللّٰهُ كَقَوْلِهِ۔ لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ۔ أَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ۔ أَوْزَارًا مَعَ أَوْزَارِهِمْ۔

مجاہد نے کہا۔ وکانوا مستبصرین کا معنیٰ یہ ہے۔ کہ وہ گمراہ تھے۔ (اور اپنے تئیں ہدایت پر سمجھتے تھے ف۱) فلیعلمن اللہ میں علم سے کھول کر بتا دینا مراد ہے ف۲ جیسے لیمیز اللہ الخبیث میں اثقالا مع اثقالھم یعنی اپنے بوجھوں کیساتھ دوسرے کا بوجھ۔

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ نہ علم کا ظاہری معنی کیونکہ وہ تو ہمیشہ سے سب کچھ جانتا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ الروم

سورۂ روم کی تفسیر

فَلَا يَرْبُو مَنْ أَعْطَى يَبْتَغِي أَفْضَلَ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيهَا قَالَ مُجَاهِدٌ: يُحْبَرُونَ: يُنَعَّمُونَ، يَمْهَدُونَ: يُسَوُّونَ الْمَضَاجِعَ، الْوَدْقُ: الْمَطَرُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔ هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔

فلا یربوا یعنی جو سود پر قرض دے۔ اس کو کچھ ثواب نہیں ملنے کا۔ مجاہد نے کہا یحبرون کا معنے نعمتیں دیئے جائینگے فلانفسھم یمھدون یعنی اپنے لئے بسترے (بچھونے) بچھاتے ہیں (قبر میں یا بہشت میں) الودق مینہ۔ ابن عباس رض نے کہا۔ کہ یہ آیت ھل

فِي الْآلِهَةِ، وَفِيهِ: تَخَافُونَهُمْ : أَنْ يَرِثُوكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا يَصَّدَّعُونَ: يَتَفَرَّقُونَ، فَاصْدَعْ، وَقَالَ غَيْرُهُ: ضُعْفٌ وَضَعْفٌ لُغَتَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: السُّوأَى الْإِسَاءَةُ، جَزَاءُ الْمُسِيئِينَ۔

لکم مما ملکت ایمانکم اللہ تعالیٰ اور بتوں کی مثال میں اُتری ہے۔ تخافونھم یعنی کیا تم اپنی لونڈی غلاموں سے یہ خوف کرتے ہو۔ کہ وہ تمہارے وارث بن جائیں گے جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہو۔ ف۲ یصّدعون جدا جدا ہو جائیں گے۔ ف۳ فاصدع کا معنے حق بات کا کھول کر بیان کر دے ف۴۔ اور لوگوں نے کہا ضُعف بضمہ ضاد اور ضَعف بفتحہ ضاد (دونوں قرائتیں ہیں) دونوں طرح لغت میں آیا ہے۔ مجاہدؒ نے کہا۔ السوأی کا معنی برائی یعنی برائی کرنیوالوں کو بدلہ برا ملے گا۔ ف۵

ف اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مثال تو ایسی ہے۔ جیسے کوئی کسی مال کا مالک ہوتا ہے مثلاً تم اور تمہارے بیٹے اور پوتے وغیرہ اور دوسرے اوتار، دیوتا وغیرہ جن کو مشرکوں نے خدا ٹھہرایا ہے وہ لونڈی غلاموں کیطرح ہے۔ کیا لونڈی غلام تمہارے مال میں ساجھی ہو سکتے ہیں یا تمہارے برابر ہو سکتے ہیں یا تمکو انکا کچھ خوف ہوتا ہے یہ تینوں باتیں نہیں ہوتیں پس اسیطرح یہ دیوتا بت وغیرہ نہ اللہ کے ساجھی ہو سکتے ہیں۔ نہ برابر والے۔ نہ اللہ تعالیٰ کو ان کا کچھ ڈر ہے۔ بلکہ لونڈی غلام تو پھر بہتر ہیں۔ ہماری طرح انسان ہیں۔ یہ اوتار، بت وغیرہ تو اللہ تعالیٰ سے کچھ ہی نسبت نہیں رکھتے۔ وہ خالق یہ اسکی ادنیٰ مخلوق ہیں۔ ف۳ ایک گروہ بہشت میں ایک دوزخ میں۔ ف۴ حق کو باطل سے جدا کرکے دکھلائیے۔ ف اسکو فریابی نے وصل کیا۔

۲۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيءُ دُخَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِينَ وَأَبْصَارِهِمْ، وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ، فَفَزِعْنَا فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ: مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوریؒ نے کہا ہم سے منصور اور اعمشؒ نے۔ انہوں نے ابوالضحٰے سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے کہا۔ کندہ میں ف۱ ایک شخص (نام نامعلوم) یہ بیان کر رہا تھا۔ کہ قیامت کے دن دھواں آئیگا۔ جس سے منافقوں کے تو آنکھ کان بالکل بیکار ہو جائیں گے۔ (اندھے بہرے بن جائیں گے) اور مومنوں کو زکام کی سی کیفیت پیدا ہوگی۔ ف۲ یہ سن کر ہم گھبرا گئے میں عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا۔ وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے ف۳ وہ غصے ہو گئے اور سیدھے ہو بیٹھے۔ انہوں نے کہا۔ بات یہ ہے۔ آدمی کو چاہیئے۔ کہ جس چیز کا علم ہو۔ اسکو بیان کرے۔

الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ - وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَئُوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللّٰهَ، فَقَرَأَ - فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ - إِلَى قَوْلِهِ - عَائِدُونَ. أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ؟ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى - يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى - يَوْمَ بَدْرٍ، وَلِزَامًا يَوْمَ بَدْرٍ - الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ - إِلَى سَيَغْلِبُونَ - وَالرُّومُ قَدْ مَضَى -

اور جس کا علم نہ ہو۔ تو یُوں کہے۔ اللہ أَعْلَم اور علم کی نشانی یہی ہے۔ کہ جس بات کو نہ جانتا ہو۔ اسکو کہے مَیں نہیں جانتا۔ ف۳ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا۔ کہہ دو۔ میں اس وعظ اور نصیحت پر تم سے کوئی ٹنگ نہیں مانگتا۔ اور نہ میں بات بنانے والوں میں ہوں ف۴ اس کے بعد انہوں نے کہا۔ ہوا یہ تھا کہ قریش کے لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں دیر لگائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر بد دُعا کی۔ فرمایا۔ اَے اللہ! قریش کے لوگوں کے مقابل اسطرح میری مدد کر۔ کہ اُن پر حضرت یُوسف ؑ کے سات سالہ قحط کیطرح سات برس کا قحط بھیج۔ آخر اُن پر قحط آن پہنچا۔ ایسا سخت قحط ہوا جس میں وہ تباہ ہوگئے۔ مُردار ہڈیاں تک کھا گئے۔ (بھوک کے مارے) آدمی کا یہ حال تھا۔ کہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک دھواں سا دکھلائی دیتا تھا۔ آخر ابُوسفیانؓ (مجبور ہوکر) آنحضرت صلعم کے پاس آیا۔ کہنے لگا۔ اَے محمدؐ! تم تو ہم کو ناطہ جوڑنے کا حکم دیتے ہو۔ اور تمہاری قوم (ناطے والوں) کا یہ حال ہو رہا ہے۔ وہ (قحط کے مارے) تباہ ہوگئے۔ اللہ سے کچھ دُعا کرو۔ اسوقت آپ نے یہ آیت پڑھی فارتقب یوم تاتی السماء بدُخان مبین اخیر آیت عائدون تک ف۶ کہیں آخرت کا عذاب بھی آنے کے بعد موقوف ہوگا ف۷ اس عذاب کے موقوف ہونے پر قریش کے لوگ پھر کُفر پر قائم رہے ف۸ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا۔ یوم نبطش البطشة الکبریٰ اس سے بھی بدر کی لڑائی مُراد ہے۔ اور لزام سے بھی وہی مقصود ہے (جو سورۂ فرقان میں ہے) اسیطرح جو سورۂ روم میں ہے۔ الٓمٓ غلبت الروم اخیر آیت سیغلبون تک۔ یہ واقعہ بھی گزر چکا ہے۔ ف۹

ف۱ کوفہ میں ایک مقام کا نام ہے۔ ف۲ اُس واعظ نے یہ قصہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین چونکہ ابن مسعود رضؓ کے نزدیک یہ تفسیر بے دلیل اور بے سند تھی۔ لہذا عبداللہ بن مسعود رضؓ کو اس پر غصہ آیا۔ ہائے! اگر صحابہ کرام رضؓ اس زمانہ میں ہوتے۔ جب اہل الحاد یعنی باطنیہ اور نیاچریہ اور جہلاء صوفیہ نے قران کی تفسیر محض اپنی

رائے اور خیال سے شروع کر دی۔ تو کیسے سخت غصے ہوتے۔ قرآن کریم کی تفسیر اسی طرح کرنا چاہیئے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین سے منقول ہے۔ ف۲ یعنی جب میں نے اُن سے یہ قصہ بیان کیا۔ تو۔ ف ایسا کہنا یہی دلیل ہے اس بات کی۔ کہ وہ شخص بڑا عالم ہے۔ گو جاہل لوگ اس کو کم علم سمجھیں۔ اور یہ طرز کہ ہر بات میں خواہ معلوم ہو یا نہ ہو۔ دخل دینا اور ہمہ دانی کا کا دعویٰ کرنا جہالت اور نادانی ہے۔ ف۵ بن جانے بوجھے کہوں کہ میں جانتا ہوں۔ ف۶ عبداللہ بن مسعود رضہ نے بیان کر دیا کہ اس آیت میں جس دُخان کا ذکر ہے۔ وہ واقع ہو چکا۔ یعنی وہ سماں مُراد ہے قحط کے وقت کا۔ جب بھوک کے مارے آدمی نگاہ کرتا۔ تو آسمان زمین کے بیچ میں دھواں سا نظر آتا۔ ف اور اس سورت میں خود موجود ہے۔ انا کاشفوا العذاب قلیلا تو معلوم ہوا۔ کہ دنیا کا عذاب مراد ہے۔ ف۸ ایمان نہ لائے۔ انکم عائدون سے یہی مُراد ہے۔ ف۹ ابن مسعودؓ نے جو تفسیر فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین کی بیان کی۔ ایک جماعت تابعین جیسے مجاہد اور ابوالعالیہ، ابراہیم نخعی ضحاک، عطیہ وغیرہ ہیں۔ اسی طرف گئی ہے۔ ابن جریر مفسر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ لیکن ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضہ سے نکالا کہ دُخان ابھی نہیں گزرا۔ آئندہ آنے والا ہے۔ مؤمن کی حالت اس وقت زکام کی سی ہو جائیگی۔ اور کافر پھول کر پھٹ جائے گا۔ ابن عباس رضہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور ایک مفسرین کی جماعت نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ کہ دخان کی نشانی قیامت کے قریب آئے گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی۔ جب تک دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ پھر اُن میں دخان کو بھی بیان کیا۔ اب کاشفوا العذاب کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ اگر ہم بالفرض یہ عذاب تم پر سے اٹھا دیں۔ اور تم کو پھر دنیا میں بھیج دیں۔ تب بھی تم پھر کفر اور شرک اختیار کر و گے

بَابُ قَوْلِهِ: لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ
باب۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔ کی تفسیر۔

لِدِينِ اللهِ، خَلْقُ الْأَوَّلِينَ: دِينُ الْأَوَّلِينَ، وَالْفِطْرَةُ: الْإِسْلَامُ۔

خلق اللہ سے اللہ کا دین مراد ہے ف۱ ان ھذا الا خلق الاولین میں بھی خلق سے دین مراد ہے اور فطرۃ سے اسلام مراد ہے

۲۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؛

ہم سے عبدان نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو یونس بن یزید نے۔ انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک بچہ (آدمی کا) فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسکو یہودی یا نصرانی یا پارسی بنا ڈالتے ہیں۔ جیسے دیکھو! ہر ایک چوپایہ جانور کا بچہ پورے بدن کا پیدا ہوتا ہے۔ کہیں تم نے دیکھا ہے۔ کوئی بچہ کن کٹا (یا نکٹا) پیدا ہوا۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

ثُمَّ يَقُولُ - فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ -

عنہ نے یہ آیت پڑھی فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ - ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ؕ

ف۱ یہ طبری نے ابراہیم نخعی سے نکالا۔ اور آیت کے معنی یوں کئے ہیں۔ کہ یہ نفی نہی کے معنوں میں ہے۔ یعنی اللہ کے دین کو مت بدلو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة لقمان

سورہ لقمان کی تفسیر

- لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ -

لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظيم کی تفسیر

۲۹۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ - الَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ - شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا: أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ، أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ - إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ -

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے علقمہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا جب یہ آیت اتری۔ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام پر بہت سخت گزری۔ وہ کہنے لگے۔ کہ ہم میں کون ایسا ہے۔ جس نے ایمان کے ساتھ ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس آیت میں ظلم سے ہر گناہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ شرک مراد ہے کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا ہے۔ جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا۔ ان الشرك لظلم عظيم۔

بَابُ قَوْلِهِ - إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ - الْآيَة

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ان الله عنده علم الساعة - الاية کی تفسیر

۳۰۰ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا۔ انہوں نے جریر بن عبدالحمید سے۔ انہوں نے ابوحیان یحییٰ بن سعید کوفی سے۔

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الإِيمَانُ؟ قَالَ: الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ بِالبَعْثِ الآخِرِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الإِسْلَامُ؟ قَالَ: الإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ المَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا الإِحْسَانُ؟ قَالَ: الإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ؟ قَالَ: مَا المَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا، إِذَا وَلَدَتِ المَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا. وَإِذَا كَانَ الحُفَاةُ العُرَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ - إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ، ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ، فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ: هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ -

انہوں نے ابوزرعہ سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ایسا ہوا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیچ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص پاؤں سے چلتا ہوا آیا۔ (حضرت جبریلؑ تھے) اور کہنے لگا۔ یارسول اللہؐ! ایمان کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے۔ کہ تو اللہ، اُس کے فرشتوں، اس کے پیغمبروں، (قیامت کے دن) اُس سے ملنے پر یقین کرے، مَرے بعد پھر جی اُٹھنے (حشر نشر) کو مانے۔ پھر کہنے لگا۔ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے۔ کہ تو (اکیلے) اللہ ہی کو پوجے۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے۔ اور فرض نماز پڑھتا رہے۔ اور فرض زکوٰۃ ادا کرتا رہے۔ رمضان شریف کے روزے رکھے۔ وُہ کہنے لگا۔ احسان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے۔ کہ تو اللہ کو اس طرح پوجے۔ جیسے تو اسکو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو اتنا ہی سمجھ۔ کہ وُہ تجھ کو دیکھ رہا ہے ف۱ پھر وُہ کہنے لگا۔ اچھا بتلایئے۔ کہ قیامت کب آئیگی؟ آپ نے فرمایا جس سے پوچھتا ہے۔ وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ (دونوں اس کے وقت سے ناواقف ہیں۔) البتہ مَیں تجھ سے قیامت کی نشانیاں بیان کرسکتا ہوں۔ ایک نشانی یہ ہے کہ عورت اپنے مالک کو جنے۔ ف۲ اور ایک نشانی یہ ہے۔ کہ ننگے پاؤں پھرنے والوں، ننگے بدن والوں۔ (وحشی گنواروں) کو سرداری (حکومت) ملے ف۳ دیکھو۔ پانچ باتوں میں ایک قیامت بھی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئیگی۔ وہی جانتا ہے۔ کہ پانی کب برسے گا۔ اور وہی جانتا ہے۔ کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے (نر یا مادہ) پھر وہ شخص لوٹ کر چل دیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذرا اس کو بُلا تو لاؤ۔ لوگ بلانے گئے۔ دیکھا تو وہاں کوئی نہ ملا۔ اُسوقت آنحضرت صلعم

نے فرمایا۔ یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ لوگوں کو دین کی باتیں سکھانے کیلئے آئے تھے

ف ۱۔ ایمان اور اسلام تو سب مومنین کو شامل ہے۔ اور احسان ولایت کا درجہ ہے۔ پھر احسان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے۔ کہ آدمی دنیا کے تمام خیالات کو دور کر کے اللہ کی یاد میں ایسا غرق ہو جائے جیسے اللہ کو مشاہدہ کر رہا ہے۔ اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت یہ سمجھ کر گناہ اور بُری باتوں سے بچا رہے۔ صوفیا کرام کی اصطلاح میں اسکو دوام حضور کہتے ہیں۔ ذکر الٰہی کے ساتھ جب حضور دائمی حاصل ہو جائے۔ تو آدمی ولی ہو گیا۔ اب یہ ضروری نہیں کہ کشف و کرامت حاصل ہو اور کشف و کرامت کی فکر کرنا یا اُس کے پیچھے پڑے رہنا نادانی اور بے حاصلی ہے۔ ف ۲ یعنی لونڈیوں کی اولاد بہت پیدا ہو۔ تو ماں لونڈی اور بیٹا گویا اُسکا مالک ہوا۔ اس حدیث کی شرح اُوپر گزر چکی ہے۔ ف ۳ دنیا میں سب سے پہلے تہذیب، انسانیت اور لیاقت ملک ہند میں پھیلی تھی۔ اس کے بعد شام مصر میں، اس کے بعد روم اور یونان میں۔ اس کے بعد ایران میں۔ اس کے بعد عرب میں اور یورپ کے لوگ اسوقت محض وحشی اور گنوار تھے۔ خصوصاً روس اور انگلستان کے لوگ سب سے بڑھ کر وحشی، گنوار اور مفلس تھے۔ اب یہ قیامت کی نشانی نہیں تو کیا ہے۔ کہ یہی دو قومیں مالدار اور تقریباً ساری دنیا کی حاکم بن بیٹھی ہیں اور جن کی بدولت تہذیب اور انسانیت سیکھی۔ انکو وحشی اور گنوار کہنے لگیں

۳۰۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ، ثُمَّ قَرَأَ - إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ -

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے۔ کہا مجھ سے عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرؓ نے اُن سے اُن کے والد نے بیان کیا۔ کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں۔ (یعنے پانچ خزانے ہیں) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ اخیر آیت تک۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ السَّجْدَةِ

سورۃ السجدہ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَهِينٍ: ضَعِيفٍ، نُطْفَةُ الرَّجُلِ، ضَلَلْنَا: هَلَكْنَا، وَقَالَ

مجاہدؒ نے کہا۔ مہین کا معنی ناتواں، کمزور (یا حقیر) اور مراد مرد کا نطفہ ہے۔ ضللنا۔ کا معنے ہم تباہ ہوئے اور

ابْنُ عَبَّاسٍ: الْجُرُزُ الَّتِي لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا، يَهْدِ: يُبَيِّنْ۔

ابن عباس رضؓ نے کہا کہ جُرُز وہ زمین ہے۔ جہاں بالکل بارش کم ہوتی ہے جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ (یا سخت اور خشک زمین) ف یہد کا معنی بیان کرتا ہے

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو طبری نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فلا تعلم نفس ما اخفی لھم۔ الآیہ کی تفسیر۔

۳۰۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ، وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اللهُ مِثْلَهُ: قِيلَ لِسُفْيَانَ: رِوَايَةً؟ قَالَ: فَأَيُّ شَيْءٍ؟ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُرَّاتِ أَعْيُنٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے ابوالزناد سے۔ انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔ مَیں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ اور نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ ابوہریرہؓ نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ اگر تم چاہو۔ تو اس حدیث کی تصدیق میں یہ آیت پڑھو فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔ اور ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالزناد نے۔ انہوں نے اعرج سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر وہی بیان کیا۔ جو اوپر گزرا۔ سفیان سے کسی نے پوچھا تم نے یہ حدیث آنحضرت صلعم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا پھر نہیں تو اور کیا۔ ابومعاویہ نے اعمش سے۔ انہوں نے ابوصالح سے یوں نقل کیا۔ کہ ابوہریرہ رضؓ ف نے قرات اعین پڑھا (بصیغہ جمع)

ف:۔ اس آیت میں بجائے قرۃ اعین کے جو مشہور قرأت ہے۔

۳۰۳۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ:

مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواسامہؓ نے انہوں نے اعمش سے۔ کہا ہم سے ابوصالح نے۔ انہوں نے

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى - أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا مِنْ بَلْهِ مَا اطَّلَعْتُمْ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَرَأَ - فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے (بہشت میں) وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ نہ کسی کان نے سُنا۔ اور نہ کسی آدمی کے دل پر گزریں۔ جو نعمتیں سینت کر میں نے رکھی ہیں۔ اُن کے مقابل وہ نعمتیں جو تم کو معلوم ہو گئی ہیں۔ چھوڑ دو۔ ف وہ تو بے حقیقت ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فلا تعلم نفس مّا اخفی لھم من قرۃ أعین جزآء بما کانوا یعملون

ف جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الأحزاب

سورۂ احزاب کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: صَيَاصِيهِمْ: قُصُورِهِمْ مَعْرُوفًا فِي الْكِتَابِ - النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔

مجاہدؒ نے کہا۔ صیاصیھم اُن کے محل گڑھیاں قلعے ف اللہ تعالیٰ کے اس قول النبیُّ أولی بالمؤمنین من أنفسھم کی تفسیر۔

٣٠٤ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ - النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا، فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن فلیح نے۔ کہا ہم سے والد (فلیح بن سلیمان) نے۔ انہوں نے ہلال بن علی سے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی مؤمن نہیں ہے۔ مگر یہ کہ میں دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں میں سب لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار ہوں تم اگر چاہو۔ تو یہ آیت پڑھو۔ اَلنبی أولی بالمؤمنین من أنفسھم پھر جو مؤمن مرتے وقت مال و دولت چھوڑ جائے۔ وہ اس کے عزیزوں کو ملے گا۔ جو اُس کے وارث

أَوْضِيَاعًا فَلْيَأْتِنِي وَأَنَا مَوْلَاهُ۔ ہوں۔ اگر قرضداری اور بال بچے چھوڑ جائے (جو نادار ہوں) تو اس کے قرض خواہ اور بال بچے میرے پاس آئیں۔ ف۲ میں اس کا کام چلانے والا ہوں۔ ف۳

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ میں قرضہ ادا کر دوں گا۔ بال بچوں کی پرورش کرونگا۔ ف۳ اس کے گھر کا انتظام اور بال بچوں کی خبر گیری قرضوں کی ادائیگی میرے سر ہے۔ سُبحان اللہ! اس شفقت اور مہربانی کا کیا کہنا۔ آنحضرت صلعم پر لوگ کیوں اپنی جان نثار نہ کرتے۔ اُن کو معلوم تھا۔ کہ آپ کو ہمارا اور ہمارے بال بچوں کا خیال خود ہم سے زیادہ ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جب تک خلافت راشدہ شرع کے موافق رہی۔ تو ہر خلیفہ کا بھی یہی وتیرہ رہا۔ کہ قرضدار اور مفلس مسلمان جو مر جائیں یا اللہ کی راہ میں مارے جائیں۔ تو اُن کے بال بچوں کی پرورش اور قرضکی ادائیگی بیت المال سے کی جاتی تھی۔ ہر ایک مسلمان اپنے دین، اپنی قوم اور ملک کے لئے ایک جری اور بہادر سپاہی کیطرح تھا۔ جس کو جان دینے میں کوئی باک نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ اگر ہم مارے جائینگے۔ تو اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں۔ کہ شہادت کا درجہ ہاتھ آئیگا۔ رہا قرضہ تو خلیفہ وقت ادا کریگا۔ بال بچوں کی بھی خبر گیری اور تعلیم و تربیت وہی کریگا۔ جو بادشاہ یا خلیفہ اپنی رعایا پر ایسا مہربان ہو۔ اسکو لشکر اور سپاہ کی کیا ضرورت ہے۔ ساری رعایا اُسکی لشکر ہے۔ اسلامی سلطنت اسی طرح شروع ہوئی تھی۔ اور جب تک یہ طرزِ عمل قائم رہا۔ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی شان و شوکت روز بروز بڑھتی گئی۔ یہ سلطنت کیا تھی۔ گویا ایک عمدہ جمہوریت تھی۔ سب مسلمانوں کا حق بیت المال میں برابر سمجھا جاتا تھا۔ خلیفہ یا بادشاہ بھی احدٌ من النّاس کیطرح بعوض اپنی محنت کے بیت المال میں سے اسقدر لیا کرتا جسقدر مسلمان اسکی ضرورتوں کے لحاظ سے اُس کے لئے تجویز کر دیتے۔ باقی خلیفہ یا بادشاہ کو یہ ہرگز اختیار نہ تھا۔ کہ بیت المال کا ایک پیسہ بھی بیجا کاموں یا ذاتی عیش و عشرت میں اُٹھائے۔ ہائے افسوس! ایک یہ زمانہ ہے۔ کہ اول تو مسلمان بادشاہ ہیں کہاں؟ کچھ بچے کھچے اگلے وقتوں کے یادگار رہ گئے ہیں وہ بھی دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہیں۔ اس پر طرہ یہ ہے۔ کہ اپنے تئیں رعایا کی جان اور مال کا مالک سمجھتے ہیں۔ غریب، یتیم اور بیواؤں کی پرورش کرنا تو کجا۔ ہر ایک رعیت کا مال لوٹ لینا چاہتے ہیں۔ ایسے بادشاہوں سے بھلا کون ہمدردی کریگا۔ اور کون اُن کے ساتھ جان دے گا۔ کون انکی خیر خواہی کریگا۔ انکی رعایا اپنے بادشاہ سے ایسا معاملہ کرتی ہے۔ جیسے بازار والے ایک دوسرے سے معاملہ کرتے ہیں۔ ہر ایک اپنا فائدہ چاہتا ہے رعایا کہتی ہے۔ بادشاہ سلامت سے ہم کو کیا غرض۔ کوئی بھی بادشاہ بن جائے اپنے کو کیا۔ بادشاہ کہتے ہیں رعیت جائے بھاڑ چولھے میں ہم کسی طرح اپنا خزانہ بھر لیں۔ رعایا سے جو پیسہ وصول ہوتا ہے۔ بادشاہ سلامت اس کو اپنی خاص ملک تصوّر کرتے ہیں۔ غریب مسلمان بھوکے مرتے رہتے ہیں۔ وہ جلسے ناچ و رنگ عیش و عشرت میں مزے سے سارا روپیہ اڑایا کرتے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

بَابٌ۔ اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ادعوھم لآبائھم ھو اقسط عند اللہ۔ الآیہ۔ کی تفسیر

۳۰۵ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ، حَدَّثَنِي سَالِمٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ - ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ -

ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے۔ کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے۔ کہا مجھ سے سالم نے۔ انہوں نے اپنے والد) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زید بن حارثہ کو یوں پکارا کرتے زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کیونکہ وہ آپ کے متبنیٰ تھے) یہاں تک کہ قرآن شریف میں یہ حکم نازل ہوا۔ اُدعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله ف

ف یعنی لے پالکوں کو اپنے اصلی باپ کا بیٹا کہہ کر پکارو۔ اللہ کے نزدیک یہ زیادہ انصاف کی بات ہے۔

بَابٌ - فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا - نَحْبَهُ: عَهْدَهُ، أَقْطَارِهَا: جَوَانِبِهَا، الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا: لَأَعْطَوْهَا -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا - کی تفسیر۔ نحبہ کا معنی اپنا عہد اور قرار۔ اقطارها کناروں سے لآتوها قبول کرلیں، شریک ہو جائیں

۳۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نُرَى هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ - مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ -

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے۔ کہا مجھ سے والد نے۔ انہوں نے اپنے چچا ثمامہ بن عبداللہ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہوں نے اپنے دادا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه (میرے چچا) انس بن نضر کے باب میں اتری ف

ف جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ اُن کا واقعہ اوپر گزر چکا ہے۔

---

۳۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ زَيْدَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت نے زید بن ثابت (اُن کے والد) نے کہا۔ جب میں نے

ابْنَ ثَابِتٍ قَالَ: لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ـ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ.

(حضرت عثمانؓ کی خلافت میں) قرآن شریف کو لکھا۔ تو سورۂ احزاب کی ایک آیت جس کو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا۔ کسی شخص کے پاس لکھی ہوئی نہیں ملی۔ صرف خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملی۔ جن کی گواہی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا وہ آیت یہ ہے۔ من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه اخیر تک۔

بَابُ قَوْلِهِ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا، وَقَالَ مَعْمَرٌ: التَّبَرُّجُ: أَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا. سُنَّةَ اللَّهِ: اسْتَنَّهَا: جَعَلَهَا.

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول قل لأزواجك إن كنتن تردن الحياة الدنيا و زينتها فتعالين أمتعكن وأسرحكن سراحا جميلا۔ کی تفسیر۔ اور معمرؒ نے کہا تبرج کا معنی اپنا بناؤ سنگھار دکھلانا۔ سنة الله: إستنها سے نکلا ہے۔ یعنی اپنا طریقہ ٹھہرایا۔

٣٠٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهَا حِينَ أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ فَبَدَأَ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ تَسْتَعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَالَ ـ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ ـ إِلَى تَمَامِ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اُن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا۔ کہ اپنی بیبیوں کو یہ اختیار دے۔ چاہیں پیغمبر صاحب کے پاس رہیں۔ چاہیں تو طلاق لے لیں۔ تو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ فرمایا۔ عائشہ رضؓ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں۔ اُس میں جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ لے۔ جلدی نہ کیجیو۔ حالانکہ آپ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کی رائے نہ دیں گے۔ پھر آپ نے

الآيَتَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: فَفِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ۔

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔ یاأیھا النبی قل لازواجك دونوں آیتوں کے اخیر أجرًا عظیمًا تک میں نے عرض کیا۔ کیا بس اسی مقدمہ میں میں اپنے ماں باپ کی صلاح لوں (اسمیں کیا صلاح لوں) میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی طالب ہوں۔ ف

ف دنیا کا مال ومتاع ملے یا نہ ملے۔ کچھ پرواہ نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا۔

وَقَالَ قَتَادَةُ: وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ: الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ فان اللہ أعد للمحسنات منکن أجرا عظیمًا کی تفسیر۔ اور قتادہ نے کہا واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ میں آیات اللہ سے قرآن اور حکمت سے حدیث شریف مراد ہے۔ ف

۳۰۹- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ: إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ، قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا۔ إِلَى- أَجْرًا عَظِيمًا۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَفِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَايَ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ

اور لیث بن سعد نے کہا ف مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے۔ کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض نے کہا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہوا۔ کہ اپنی بیبیوں کو اختیار دیں۔ تو آپ نے پہلے مجھ سے پوچھا۔ آپ ؐ فرمانے لگے۔ عائشہ رض میں ایک بات تجھ سے کہتا ہوں تو اس میں اپنے ماں باپ کی صلاح لے لے۔ کچھ جلدی جواب دینا ضروری نہیں۔ حالانکہ آپ ؐ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ سے جدا ہونے کی کبھی رائے نہیں دیں گے ف۲ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ یوں ارشاد فرماتا ہے۔ یاأیھا النبی قل لازواجك إن کنتن تردن الحیوۃ الدنیا اخیر آیت عظیمًا تک۔ میں نے کہا۔ بھلا اسمیں میں اپنے ماں باپ سے کیا رائے لوں۔ میں تو (ہر حال میں) اللہ اور

اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ، تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ۔

اس کے رسولؐ اور آخرت کی بھلائی کی طالب ہوں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیبیوں نے جیسے میں نے جواب دیا تھا وہی جواب دیا ف لیث کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ بن اعین نے بھی معمر سے ۔انہوں نے زہری سے روایت کیا۔ کہا مجھ کو ابوؔ سلمہ نے خبر دی ف عبدالرزاق اور ابوسفیان معمری نے اسکو معمر سے روایت کیا۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے عروہ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ ف

ف اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف اسکو ذہلی نے وصل کیا۔ ف ماں باپ تو دونوں عاشق رسولؐ تھے۔ وہ بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیٹی کو جدا ہونے کی کیسے رائے دیتے۔ ف کوئی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے پر راضی نہیں ہوئیں۔ ف اسکو نسائی نے وصل کیا۔ ف عبدالرزاق کی روایت کو مسلم اور ابن ماجہ نے اور ابوسفیان کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وتخفی فی نفسك ما الله مبديه وتخشى الناس والله أحق أن تخشاه کی تفسیر

۳۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ۔ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ۔ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ۔

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معلٰی بن منصور نے۔ انہوں نے حماد بن زید سے کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا یہ آیت وتخفی فی نفسك ما الله مبديه زینب بنت جحش اور زید بن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ف

ف اس کا قصہ تفسیروں میں پورا مذکور ہے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ کو دیکھ کر دل میں یہ خواہش کی۔ کہ اگر زید ان کو طلاق دیدے۔ تو میں اُن سے نکاح کرلوں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف میں سے کچھ چھپانے والے ہوتے۔ تو اس آیت کو چھپاتے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ۔
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُرْجِي: تُؤَخِّرُ، أَرْجِهِ: أَخِّرْهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ترجی من تشاء منھن وتووی إلیك من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلاجناح علیك
ابن عباس رضہ نے کہا ترجی کا معنی پیچھے ڈال دے اسی سے ہے۔ (سورۂ اعراف میں) ارجہ یعنی اسکو ڈھیل میں رکھ۔

۳۱۱۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ هِشَامٌ: حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُولُ: أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا؟ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى۔ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قُلْتُ: مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ۔

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواُسامہ نے کہ ہشام نے اپنے والد (عروہ) سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضہ سے۔ وہ کہتی تھیں۔ میں اُن عورتوں پر چڑا کرتی تھی (مجھ کو غیرت آتی تھی) جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تئیں بخش دیتیں۔ اور میں کہتی بھلا یہ کون سی بات ہے۔ کہ عورت اپنے تئیں بخشدے۔ جب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ترجی من تشاء منھن وتووی الیك من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلاجناح علیك تو میں نے کہا۔ میں دیکھتی ہوں کہ پروردگار جیسی آپؐ کی خواہش ہوتی ہے جلدی سے ویسا ہی حکم دیتا ہے۔

۳۱۲۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ، وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ۔ فَقُلْتُ لَهَا: مَا كُنْتِ تَقُولِينَ؟ قَالَتْ: كُنْتُ أَقُولُ لَهُ: إِنْ كَانَ ذَاكَ

ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبداللہ بن مبارکؒ نے۔ کہا ہم کو عاصم احول نے۔ انہوں نے معاذہ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ایک بی بی کی باری میں دوسری بی بی کے پاس جانا منظور ہوتا۔ تو آپؐ جس کی باری ہوتی اُس سے اجازت لیتے۔ اس آیت ترجی من تشاء منھن وتووی الیك من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیك کے اترنے کے بعد معاذہ نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا تم سے اجازت لیتے تو تم کیا

إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْ أُوثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا، تَابَعَهُ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا۔

کہتیں۔ انہوں نے کہا۔ میں تو یہ کہتی۔ اگر مجھ سے آپ پوچھتے ہیں۔ تو میں تو یہی چاہتی ہوں۔ کہ آپ میرے پاس رہیں ف۱ عبداللہ بن مبارک کے ساتھ اس حدیث کو عبّاد بن عباد نے بھی روایت کیا۔ انہوں نے عاصم سے سنا ف۲

ف۱ قسطلانی نے کہا۔ گو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کو اجازت دی کہ آپ پر باری کی پابندی نہیں۔ لیکن آپ نے باری قائم رکھی اور کسی عورت کی باری میں دوسری کے پاس نہیں رہے۔ ف۲ اسکو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں وصل کیا

بَابُ قَوْلِهِ۔ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمًا۔ يُقَالُ: إِنَاهُ: إِدْرَاكُهُ، أَنَى يَأْنِي أَنَاةً فَهُوَ آنٍ۔ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا۔ إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيبَةً، وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَبَدَلًا، وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ، وَكَذٰلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمْعِ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لاتدخلوا بیوت النبی الا أن یؤذن لکم إلی طعام إلی قولہ۔ ان ذالکم کان عند اللہ عظیما۔ کی تفسیر ف۱ إناہُ کا معنی کھانا تیار ہونا پکنا یہ أنی یأنی أناۃً سے نکلا ہے۔ لعل السّاعۃ تکون قریبًا قیاس تو یہ تھا۔ کہ قریبۃً کہتے۔ مگر قریب کا لفظ جب مونث کی صفت پڑتا ہے تو قریبۃً کہتے ہیں۔ اور جب وہ ظرف یا اسم ہوتا ہے اور صفت مراد نہیں ہوتی۔ تو ہا تانیث نکال ڈالتے ہیں۔ قریب کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں واحد۔ تثنیہ۔ جمع مذکر اور مونث سب برابر ہے۔ ف۲

ف۱ ترجمہ۔ یعنی مسلمانو پیغمبرؐ کے گھروں میں بے اجازت نہ جایا کرو۔ کھانے کے لئے جاؤ تو ایسے ٹھیک وقت پر کہ پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ البتہ بلائے پر جاؤ۔ پھر کھانا کھاتے ہی وہاں سے چل دو۔ باتوں میں نہ لگ جاؤ۔ اس سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہ تم سے شرم کرتا ہے۔ اور اللہ کو تو حق بات کہنے میں شرم نہیں ہوتی۔ اگر تم ان سے (یعنے پیغمبر کی بیبیوں سے) کچھ سامان مانگو۔ تو پردے کے باہر سے مانگو۔ اسمیں تمہارے اور ان کے دل خوب صاف رہیں گے۔ اور تم کو مناسب نہیں ہے کہ پیغمبرؐ کو ستاؤ۔ یا پیغمبرؐ کے مرنے کے بعد اسکی بیبیوں سے نکاح کرو۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ یہ تو اللہ کے نزدیک بڑی (گناہ کی) بات ہے۔ ف۲ یہ ابو عبیدہ کا قول ہے جسکو امام بخاریؒ نے اختیار کیا۔ بعضوں نے کہا۔ قریبًا ایک محذوف موصوف کی صفت ہے۔ شیئًا قریبًا۔ بعضوں نے کہا عبارت کی تقدیر یوں ہے۔ لعل قیام السّاعۃ تکون قریبًا تو تکون کی تانیث میں مضاف الیہ کی مؤنث اور قریبًا کی تذکیر میں مضاف کے مذکر ہونے کی رعایت کی گئی۔

۳۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے۔ انہوں نے حمید طویل سے۔ انہوں نے انس بن مالکؓ سے۔ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! بُرے بھلے سب طرح کے لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ کاش آپ اپنی بیبیوں کو پردے کا حکم دیں اسوقت اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل فرمایا۔ ف

ف حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رائے کے موافق

۳۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ، وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا، فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ، فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ۔ الْآيَةَ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ رقاشی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے۔ کہا میں نے والد سے سُنا۔ وہ کہتے تھے ہم سے ابو مجلز نے بیان کیا۔ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا۔ (تو آپ نے ولیمہ کی دعوت کی) لوگوں کو بلایا انہوں نے کھانا کھایا۔ اور لگے بیٹھ کر باتیں کرنے (آپ گھڑی گھڑی ایسا کرتے۔ جیسے اٹھنا چاہتے ہیں۔ ف مگر وہ انہ اٹھنا تھا) نہ اُٹھے۔ آخر کو (مجبور ہو کر) آپ خود ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت جو لوگ اُٹھے وہ تو اٹھے پھر بھی تین آدمی ف بیٹھے (باتیں کرتے) رہے۔ آپ باہر جا کر پھر اندر آئے۔ دیکھا تو اب بھی وہ تین آدمی بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد کہیں وہ لوگ اُٹھے۔ (آپ تشریف باہر لے گئے تھے) انسؓ کہتے ہیں۔ میں نے آنحضرتؐ کو خبر دی۔ اب وہ تینوں آدمی چلے گئے۔ اسوقت آپ تشریف لائے۔ میں بھی آپ کیساتھ اندر جانے لگا۔ آپ نے اپنے اور میرے بیچ میں پردہ ڈال دیا (آڑ کر لی) اسوقت اللہ نے یہ آیت اتاری یاایھا الذین امنوا لاتدخلوا الخ

۳۱۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذِهِ الْآيَةِ الْحِجَابِ، لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا، وَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ- إِلَى قَوْلِهِ- مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ- فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ-

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔کہا ہم سے حماد بن زید نے۔انہوں نے ایوب سختیانی سے۔انہوں نے ابوقلابہ سے۔انس بن مالک رضؓ نے کہا۔میں پردے کی آیت کا شان نزول سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ہوا یہ کہ جب اُم المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجی گئیں وہ آپ کے ساتھ ایک گھر میں تھیں۔آپ نے کھانا تیار کیا۔اور لوگوں کو دعوت دی۔وہ (کھانا کھاکر) بیٹھے باتیں کرتے رہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (گھڑی گھڑی) اُٹھ کر باہر جاتے۔ وٓ؎۱ مگر آپ لوٹ کر آتے۔تو دیکھتے اب بھی بیٹھے وہ باتیں کر رہے ہیں وٓ؎۲ اس وقت اللہ تعالیٰ نے (ادب) سکھانے کو یہ آیت نازل فرمائی۔یا ایہا الذین اٰمنوا لاتدخلوا بیوت النبیّ الا اَن یؤذن لکم الیٰ طعام غیر ناظرین اِناہ اخیر تک۔اسی وقت پردہ ڈالدیا گیا۔ اور لوگ اٹھ گئے۔

وٓ؎۱ آپ کا مطلب یہ تھا۔کہ وہ سمجھ جائیں اور اُٹھ کر چلے جائیں۔ وٓ؎۲ ان کے نام معلوم نہیں ہوئے۔
وٓ؎۳ سمجھے کہ اب لوگ اٹھ کر چلے جائیں گے۔ وٓ؎۴ عجب قسم کے لوگ تھے۔شاہ غلام علی صاحب کا دستور تھا جو کوئی دنیادار ملاقات کے لئے آتا۔اس سے چند منٹ بات چیت کر کے اس کو رخصت کر دیتے۔اور فرماتے۔فقیر لوگوں کو اپنی گور اور قبر کی فکر ہے آپ تشریف لے جائیے۔ایک بار ایسا ہوا۔ایک صاحبزادے تشریف لائے۔کئی بار اُن کو برخاست کیلئے ارشاد فرمایا۔مگر وہ نہ اُٹھے۔آخر کو شاہ صاحب نے اپنے خادم سے فرمایا۔اندر سے مکان کے قبالے لاکر صاحبزادہ صاحب کے حوالے کرو۔میں خود اس مکان سے جاتا ہوں جب کہیں وہ جمیت ہوئے۔

۳۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ،

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا۔کہا ہم سے عبدالوارث نے۔کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے۔انہوں نے انس رضؓ سے۔انہوں نے کہا حضرت زینبؓ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت کی۔تو ولیمہ میں گوشت روٹی تیار رکھا گیا۔میں لوگوں کو دعوت دینے کیلئے

فَأُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوا، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوهُ، قَالَ: ارْفَعُوا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللهِ، فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ بَارَكَ اللهُ لَكَ، فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ثَلَاثَةٌ مِنْ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، فَمَا أَدْرِي آخْبَرْتُهُ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوا، فَرَجَعَ حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ۔

بھیجا گیا۔ کچھ لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے۔ پھر دوسرے لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے۔ مَیں نے سب کو دعوت دی کوئی باقی نہ رہا۔ آخر مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اب تو کوئی باقی نہیں رہا۔ جس کو دعوت دوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اب کھانا اٹھاؤ۔ (سب تو چلے گئے) تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں سے اٹھ کر حضرت عائشہ رضہ کے حجرے پر گئے اور فرمایا۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور پوچھا کیوں آپ نے کیسی بی بی پائی۔ (یعنی پسند آئی یا نہیں) اللہ تعالیٰ آپؐ کو برکت دے۔ خیر اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب بیبیوں کے حجروں کا دورہ کیا اور سب کو حضرت عائشہ رضہ کیطرح سلام کیا۔ سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیطرح آپ کو جواب دیا۔ اس کے بعد جو آپ لوٹ کر (حضرت زینبؓ کے حجرے میں) آئے۔ دیکھا تو وہی تینوں آدمی اب تک بیٹھے باتیں کر رہے ہیں (یا میرے اللہ اُٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے۔) آنحضرت صلعم کے مزاج میں بڑی شرم تھی ف آخر آپؐ (پھر دوبارہ) حضرت عائشہ کے کمرے کیطرف چلے گئے۔ مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد مَیں نے یا کسی اور نے آپؐ کو جا کر خبر دی کہ اب وہ تینوں آدمی روانہ ہوئے۔ اُسوقت آپ لوٹے اور دروازے کی دہلیز میں ایک پاؤں آپکا اندر تھا ایک باہر کہ آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا لیا۔ اور پردے کی آیت اتری۔

ف اور کوئی ہوتا تو صاف کہہ دیتا۔ اجی حضرت قبالے لے کر جائیے گا۔

۳۱۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ:

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ بن بکر سہمی نے خبر دی کہا ہم سے حمید نے بیان کیا۔ انہوں نے

حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْلَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بِنَائِهِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُو لَهُنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُونَ لَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بِهِمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَآهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَثَبَا مُسْرِعَيْنِ، فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ: سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

انس رضؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آپؐ نے جب اُمّ المومنین حضرت زینب رضؓ سے صحبت کی۔ تو ولیمہ کیا۔ لوگوں کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا۔ پھر دوسری (سب) بیبیوں کے حجروں میں تشریف لے گئے۔ جیسے آپؐ کا دستور تھا جس شب میں آپؐ نئی بی بی سے صحبت کرتے تو صبح کو اپنی (پرانی سب) بیبیوں کے پاس تشریف لے جاتے۔ اُن کو سلام کرتے۔ ان کے لئے دعا کرتے۔ وہ بھی سب آپ کو سلام کرتیں۔ آپؐ کے لئے دعا کرتیں۔ خیر آپؐ جب لوٹ کر آئے۔ دیکھا تو دو آدمی اب تک وہاں پر بیٹھے باتوں میں مصروف ہیں ف آپ نے جب انہیں بیٹھے دیکھا۔ تو پھر لوٹ گئے۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر پر تشریف لا کر پھر لوٹ گئے۔ اس وقت وہ (سمجھ کر) جلدی سے اُٹھے۔ اب مجھ کو یاد نہیں مَیں نے یا کسی اَور نے آپ کو جا کر خبر کی۔ کہ وہ دونوں آدمی چلے گئے۔ یہ سُن کر آپؐ لوٹے اور گھر میں گھُستے ہی میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال لیا۔ اور پردے کی آیت اُتری۔ اور سعید بن ابی مریم نے (جو امام بخاریؒ کے شیخ ہیں) کہا ہم کو یحییٰ بن ایوب نے کہا مجھ سے حمید نے بیان کیا۔ انہوں نے انس رضؓ سے سُنا۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے۔ ف۲

ف اور روایتوں میں تین آدمیوں کا ذکر ہے۔ اسمیں دو آدمیوں کا۔ ممکن ہے ایک سمجھ کر چلا گیا ہو۔ دو رہ گئے ہوں یا تیسرا آدمی خاموش بیٹھا ہو۔ دو ہی آدمی باتیں کر رہے ہوں۔ ف۲ اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ حمید کا سماع انس رضؓ سے معلوم ہو جائے۔

۳۱۸۔ حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ

مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو اسامہ رحؒ نے۔ انہوں نے ہشام سے۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا۔ پردہ کا حکم اُترنے کے بعد اُمّ المومنین حضرت سودہ رضؓ

لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ، أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ؟ قَالَتْ: فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ۔

حاجت کے لئے باہر نکلیں۔ ف۱ وہ ایک بھاری بھرکم (موٹی) عورت تھیں۔ جو کوئی انکو (پہلے سے) پہچانتا ہوتا۔ وہ اب بھی پہچان لیتا۔ خیر حضرت عمر رضؓ نے اُن کو دیکھ پایا۔ اور کہنے لگے۔ سودہ رضؓ خدا کی قسم۔ تم اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو۔ (گو کپڑے اوڑھے لپیٹے ہو) اب سمجھ لو تم کیسی نکلی ہو۔ ف۲ یہ سُن کر حضرت سودہ رضؓ لوٹ آئیں۔ اُس وقت جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں بیٹھے ہوئے رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ ایک ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سودہ رضؓ اندر آئیں۔ اور کہنے لگیں۔ یارسول اللہ! میں ضرورت سے باہر نکلی تھی۔ لیکن عمر رضؓ نے ایسی ایسی گفتگو کی۔ یہ سنتے ہی آپ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ پھر وحی کی حالت موقوف ہوگئی اور ہڈی اُسی طرح آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے ہاتھ سے اُس کو رکھا نہیں تھا۔ فرمایا تم کو ضرورت سے (کام کاج کے لئے) نکلنے کی اجازت دی گئی۔

ف۱ معلوم ہوا۔ کہ ازواج مطہرات کیلئے بھی جو پردے کا حکم دیا گیا تھا۔ اسکا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ بلکہ مقصود یہ تھا۔ کہ جو اعضاء چھپانا چاہیئے اسکو چھپائیں۔ ف۲ اب بھی تم پہچانی جاتی ہو۔ تو مطلق گھر کے باہر نہ نکلو۔ یا اسطرح نکلو۔ کہ کوئی نہ پہچان سکے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ شَهِيدًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول إن تبدوا شيئا أو تخفوه فان الله كان۔ الی قوله شهيدا۔ کی تفسیر۔

۳۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ،

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا۔ کہ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا۔ پردے کا حکم اترنے کے بعد افلح ابوالقعیس کا بھائی (جو میرا رضاعی چچا تھا) آیا۔ اُس نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ مَیں

فَقُلْتُ: لَا آذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا مَنَعَكِ أَنْ تَأْذَنِينَ؟ عَمُّكِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ، فَقَالَ: ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ، تَرِبَتْ يَمِينُكِ، قَالَ عُرْوَةُ: فَلِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ

نے کہا۔ میں اجازت نہیں دیتی۔ جب تک آنحضرت صلعم سے نہ پوچھ لوں۔ کیونکہ افلح کے بھائی ابُوالقعیس نے بھی (جو میرا رضاعی باپ تھا) کچھ مجھ کو دودھ نہیں پلایا تھا بلکہ ابوالقعیس کی جورو نے پلایا تھا۔ خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ابُوالقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا۔ جب تک آپؐ سے پوچھ نہ لوں۔ اجازت نہیں دی۔ (اب آپ کیا فرماتے ہیں) آپؐ نے فرمایا۔ تو نے اپنے چچا کو اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دی۔ (اسکو آنے دیا ہوتا) میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کچھ مرد نے مجھ کو تھوڑے دودھ پلایا ہے۔ بلکہ ابُوالقعیس کی جورو نے پلایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ارے مائی ملی۔ اُس کو اندر آنے دو۔ وہ تیرا چچا ہے۔ عروہ نے کہا اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جتنے رشتے خون کیوجہ سے حرام سمجھتے ہو۔ وہی دودھ کیوجہ سے بھی حرام ہیں ف

ف تو رضاعی چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ سب محرم ہیں۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے کئی وجوہ سے ہے۔ ایک یہ کہ حدیث سے رضاعی باپ یا چچا کے سامنے نکلنا ثابت ہوتا ہے۔ اور آیت میں جو ابائھن کا لفظ تھا۔ اسکی تفسیر حدیث سے ہوگئی کہ رضاعی باپ اور چچا بھی ابائھن میں داخل ہیں کیونکہ دوسری حدیث شریف عم الرجل صنو ابیہ دوسرے یہ کہ آیت میں ازواج مطہرات کے پاس جن لوگوں کا آنا روا ہے۔ اُنکا ذکر ہے اور حدیث میں بھی اسکا تذکرہ ہے۔ کہ ایک شخص حضرت عائشہ رض کے پاس آیا۔ جو ازواج مطہرات میں سے تھیں تیسرے یہ کہ حدیث شریف میں حضرت عائشہ کا یہ قول مذکور ہے۔ کہ جتنے رشتے خون کیوجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ وہی دودھ کیوجہ سے حرام ہیں۔ تو اس سے آیت کی تفسیر ہوگئی۔ یعنی دوسرے محارم کا بھی ازواج مطہرات کے پاس آنا روا ہے۔ گو آیت میں انکا ذکر نہیں۔ جیسے دادا، نانا، ماموں، چچا وغیرہ اور تعجب ہے۔ اس شخص سے جس نے امام بخاری رح پر اعتراض کیا۔ کہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں ہے۔ قسطلانی نے کہا۔ امام بخاری رح یہ حدیث لاکر عکرمہ اور شعبی کا رد کیا۔ جو چچا یا ماموں کے سامنے عورت کو اپنا دوپٹہ اتارنا مکروہ جانتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ - إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ - الآيَةَ، قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: صَلَاةُ اللّٰهِ ثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ، وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُصَلُّونَ: يُبَرِّكُونَ لَنُغْرِيَنَّكَ: لَنُسَلِّطَنَّكَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ کی تفسیر۔ ابوالعالیہ نے کہا۔ ف اللہ کی صلوٰۃ اور سلام سے یہ مراد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں آپ کی تعریف کرتا ہے۔ اور فرشتوں کی صلوٰۃ سے دعا مراد ہے۔ ابن عباس نے کہا ف۲ یصلون کا معنی برکت کی دعا کرتے ہیں لنغرینك تجھ کو اُن پر غالب کردیں گے۔ مسلط کردیں گے

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ابوالعالیہ رفیع بن مہران تابعین کے بڑے اماموں میں سے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھا۔ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اور قرآن شریف بھی انہی کی خلافت میں حفظ کیا۔
ف۲ اس کو طبری نے وصل کیا۔

۳۲۰۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

مجھ سے سعید بن یحییٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد یحییٰ بن سعید نے۔ کہا ہم سے مسعر بن کدام نے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے۔ انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے۔ انہوں نے کعب بن عجرہ سے انہوں نے کہا صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہوگیا ہے ف۱ اب درود آپ پر کیسے بھیجیں ف۲ آپ نے فرمایا۔ یوں کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ال ابراھیم۔ إنك حمید مجید۔ اللّٰھم بارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ال ابراھیم إنك حمید مجید

ف۱ جو التحیات میں کہتے ہیں۔ السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ف۲ جیسا اللہ اس آیت میں حکم دیتا ہے یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

۳۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ کہا مجھ سے عبداللہ بن اسامہ لیثی نے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، قَالَ أَبُو صَالِحٍ، عَنِ اللَّيْثِ: عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ۔

انہوں نے عبداللہ بن خباب سے۔ انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہو گیا ہے۔ لیکن درود آپ پر کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا۔ یوں کہو۔ اللھم صل علی محمد عبدك ورسولك كما صليت على آل ابراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم ابوصالح نے لیث سے یوں نقل کیا ہے۔ كما باركت على آل ابراهيمَ (كما باركت على ابراهيم کے بدل)

۳۲۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَقَالَ: كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ۔

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم اور عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے ان دونوں نے یزید بن ہاد سے اس روایت میں یوں ہے كما صليت على ابراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وآل ابراهيم۔ ف

ف یعنی علی کا لفظ بیچ میں نہیں ہے۔ شیبہ نے یہی طریقہ درود کا اختیار کیا ہے۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد

بَابٌ۔ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لا تکونوا کالذین اذوا موسیٰ۔ الآیہ کی تفسیر

۳۲۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا، وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی۔ کہا ہم کو عوف بن ابی جمیلہ نے خبر دی انہوں نے امام حسن بصری اور ابن سیرین اور خلاس بن عمرو سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام پیغمبر بڑے شرم والے انسان تھے اور اسی کا ذکر اس آیت میں ہے۔ یا ایھا الذین

آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا۔

امنوا لا تكونوا كالذين اذوا موسى فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيها ؎ا

ف ا یہ قصہ مشہور ہے۔ تفسیروں میں مذکور ہے۔ اور اوپر احادیث انبیاء میں گزر چکا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ سَبَأ

سورہ سبا کی تفسیر

يُقَالُ مُعَاجِزِيْنَ، مُسَابِقِيْنَ، بِمُعْجِزِيْنَ، بِفَائِتِيْنَ سَبَقُوا، فَاتُوا، لَا يُعْجِزُوْنَ، لَا يَفُوْتُوْنَ يَسْبِقُوْنَا، يُعْجِزُوْنَا، قَوْلُهُ بِمُعْجِزِيْنَ: بِفَائِتِيْنَ، وَمَعْنَى مُعَاجِزِيْنَ مُغَالِبِيْنَ يُرِيْدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ، مِعْشَارٌ: عُشْرٌ الْأُكُلُ: الثَّمَرُ، بَاعِدْ وَبَعِّدْ وَاحِدٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا يَعْزُبُ لَا يَغِيْبُ، سَيْلَ الْعَرِمِ: السُّدُّ مَاءٌ أَحْمَرُ أَرْسَلَهُ اللهُ فِي السُّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ وَحَفَرَ الْوَادِي فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنْبَتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَبِسَتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ، وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ: الْعَرِمُ: الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ أَهْلِ الْيَمَنِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: الْعَرِمُ: الْوَادِي، السَّابِغَاتُ: الدُّرُوْعُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يُجَازَى: يُعَاقَبُ، أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ: بِطَاعَةِ اللهِ، مَثْنَى وَفُرَادَى:

معاجزین کے معنی آگے بڑھنے والا۔ بمعجزین ہمارے ہاتھ سے نکل جانے والے۔ سَبَقُوا کا معنی ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ لایعجزون کا معنی ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے۔ یسبقونا ہم کو عاجز کرسکیں گے۔ بمعجزین کا معنی عاجز کرنے والے۔ (جیسے مشہور قرأت ہے) اور معجزین (جو دوسری قرأت ہے) اسکا معنی ایک دوسرے پر غلبہ ڈھونڈنے والے ایک دوسرے کا عجز ظاہر کرنے والے ف ا معشار کا معنی دسواں حصہ۔ اُکل پھل۔ باعد (جیسے مشہور قرأت ہے) اور بعد جو ابن کثیر کی قرأت ہے، دونوں کا معنی ایک ہے۔ اور مجاہد نے کہا۔ لَایَعْزُبُ کا معنی اس سے غائب نہیں ہوتا ف۲ العرم بند ف۳ یہ ایک لال پانی تھا جس کو اللہ نے بند پر بھیجا۔ وہ پھٹ کر گر گیا۔ اور میدان میں گڑھا پڑ گیا۔ باغ دونوں طرف سے اونچے ہو گئے ف۴ پھر پانی غائب ہو گیا۔ دونوں باغ سوکھ گئے۔ اور یہ لال پانی بند میں سے بہہ کر نہیں آیا تھا۔ بلکہ اللہ کا عذاب تھا معلوم نہیں اللہ نے کہاں سے بھیجا جہاں سے چاہا وہاں سے بھیجا۔ اور عمرو بن شرحبیل نے کہا۔ ف۵ عرم کہتے ہیں بند کو یمن والوں کی زبان میں۔ اور دوسروں نے کہا عرم کا معنی نالہ۔ اَلسَّابِغَاتِ زرہیں۔ اور مجاہد نے کہا یجازی کا معنے ف۶ عذاب دیئے جاتے ہیں اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَۃٍ یعنی میں تم کو اللہ کی اطاعت کرنے

واحِدٌ وَاثْنَيْنِ، التَّنَاوُشُ: الرَّدُّ مِنَ الآخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا، وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ: مِنْ مَالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ، بِأَشْيَاعِهِمْ: بِأَمْثَالِهِمْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَالْجَوَابِي: كَالْجَوْبَةِ مِنَ الأَرْضِ، الْخَمْطُ: الأَرَاكُ، وَالأَثْلُ: الطَّرْفَاءُ، الْعَرِمُ: الشَّدِيدُ۔	کی نصیحت کرتا ہوں ف مثنیٰ دو، دو۔ فرادیٰ ایک ایک ۵ التناوش آخرت سے پھر دنیا میں آنا۔ (جو ممکن نہیں) مایشتھون انکی خواہشات مال اولاد اور دنیا کی زیب و زینت۔ باشیاعھم اُن کے جوڑ والے دوسرے کافر۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ کالجواب جیسے کنٹے (پانی کے گڑھے) جیسے جوبہ کہتے ہیں۔ حوض کو۔ ۹ خمط پیلو کا درخت (جس سے مسواک بناتے ہیں) اَثل جھاؤ کا درخت العرم سخت زورکی۔

ف یہ دونوں لفظ مکرر بیان ہوئے۔ بعضے نسخوں میں یہ تکرار نہیں ہے۔ ف۲ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۳ جو پانی روکنے کیلئے بلقیس نے بنایا تھا۔ ف۴ اُن کے دونوں جانب عمیق نالے بن گئے یا باغ باغ نہ رہے۔ بلکہ بہہ کر صاف ہوگئے۔ ف۵ یہ بھی مجاہد کی تفسیر ہے۔ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۶ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ یہ بھی ایک قرأت ہے۔ وَهَلْ يُجَازَى إِلَّا الْكَفُورُ مشہور قرأت نجازی ہے ف اس کو فریابی نے مجاہد سے وصل کیا۔ ف۸ کیونکہ جب بہت ہجوم ہوتا ہے۔ تو دل پریشان ہوتا ہے۔ ایک ایک، دو دو آدمی کھڑے ہو کر سوچیں۔ تو خوب سمجھ لیں گے۔ سچی بات کیا ہے ف۹ امام بخاری کا یہ مطلب نہیں کہ جواب اور جوبہ کا مادہ ایک ہے کیونکہ جوابی جابیہ کی جمع ہے اس کا عین کلمہ با ہے اور جوبہ کا عین کلمہ واؤ ہے۔

بابٌ۔ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ۔	**باب** اللہ تعالیٰ کے اس قول حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ کی تفسیر
۳۲۴۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَضَى اللَّهُ الأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ	ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم سے عمرو بن دینار نے۔ کہا میں نے عکرمہ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ مَیں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آسمان پر اللہ تعالیٰ کوئی حکم صادر فرماتا ہے۔ تو فرشتے اس کا ارشاد سُن کر عاجزی سے پھڑپھڑانے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس طرح سنائی دیتا ہے۔ جیسے ایک صاف پتھر پر زنجیر چلاؤ (فرشتے سمجھتے ہیں۔ قیامت آگئی)

رَبُّكُمْ، قَالُوا: لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ- وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ، وَصَفَهُ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا، وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا؟ فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ۔

جب ان کی گھبراہٹ جاتی رہتی ہے تو ف۱ پوچھتے ہیں پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا۔ وہ کہتے ہیں۔ سچا ارشاد ہوا۔ اور وہ اونچا ہے۔ (عالی مکان عالیشان) بڑا ف۲ اب بات چرانے والے شیطان جو تلے اوپر رہ کر وہاں جاتے ہیں۔ ایک سے ایک سُن کر اس بات کو اڑا لیتے ہیں۔ سفیان نے اپنی ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے بتلایا۔ کہ اسطرح شیطان ایک کے ایک اوپر رہتے ہیں۔ اوپر والا شیطان نیچے والے کو وہ اپنے نیچے والے کو سُناتا ہے۔ اسی طرح جادوگر یا کاہن تک وہ بات آپہنچتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ فرشتے جو آگ کا کوڑا مارتے ہیں۔ وہ شیطان پر بات چرانے سے پہلے پڑجاتا ہے ف۳ کبھی کوڑا پڑنے سے پیشتر وہ اپنے نیچے والے شیطان کو بات سُنا چکتا ہے ف۴ غرض یہ جادوگر یا کاہن کیا کرتا ہے۔ ایک بات میں سو جھوٹ (اپنی طرف سے لاکر) لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ لوگ (اسی ایک سچی بات کی وجہ سے) کہتے ہیں۔ بھائی دیکھو۔ اس کاہن نے ہم سے فلانے دن یہ کہا تھا۔ فلانے دن یہ۔ فلانے دن یہ۔ ف۵ وہ جو ایک بات سچی نکلتی ہے۔ جو آسمان سے اڑا گئی تھی۔ اسکی وجہ سے لوگ اس پر اعتماد کرنے لگتے ہیں ف۶

ف۱ نزدیک والے فرشتوں سے۔ ف۲ پھر اُس ارشاد کو بیان کرتے ہیں۔ ف۳ وہ جل بھُن کر خاک ہو جاتا ہے۔ ف۴ اسکے بعد مارا جاتا ہے۔ ف۵ سب باتیں جھوٹ ہوتی ہیں۔ ف۶ ایسے کاہن بھی شاید آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہوں گے۔ ہمارے زمانہ کے نجومی اور پنڈتوں کی سو باتوں میں ایک بات بھی سچی نہیں نکلتی۔ اور پھر تعجب ہے کہ بیوقوف لوگ اُن پر اعتماد رکھتے ہیں۔ خصوصاً ایشیا کے نواب، امیر اور بادشاہ یہ بیوقوف ان نجومیوں کی باتوں پر یقین کر کے دین و دنیا برباد کرتے ہیں۔ خسر الدنیا والاخرہ۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمت آدمی کو عقل دی ہے۔ انسان عقل کی وجہ سے غور کر کے بہت سی آئندہ ہونے والی باتیں خود سمجھ لیتا ہے۔ اور وقوع سے پہلے واقعہ کا بندوبست کرتا ہے۔ یہ بیوقوف بادشاہ یا امیر کیا کرتے ہیں۔ نجومیوں پر اعتماد رکھ کر تدبیر سے غافل رہتے ہیں۔ ایک ہی ایکا دشمن سر پر آکر سارا ملک اور مال چھین لیتا ہے۔ اب نجومیوں کو کوسا کرو۔ اور کیا ہو سکتا ہے۔

بَابٌ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ۔

۳۲۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: يَا صَبَاحَاهْ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوا: مَا لَكَ؟ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ، أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول إِن هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُم بين يدی عذاب شديد کی تفسیر۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن حازم نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ انہوں نے عمرو بن مرہ سے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے اور فرمانے لگے یا صباحاہ۔ اے لوگو! دوڑو۔ یہ سُنکر قریش کے لوگ جمع ہوگئے۔ اور پوچھنے لگے۔ کہو ہے کیا آپ نے فرمایا۔ بتلاؤ اگر میں تم سے کہوں۔ کہ ایکدن دشمن صبح یا شام کو تم پر حملہ کرنیوالا ہے۔ تو تم میری بات سچ مانو گے۔ انہوں نے کہا۔ بیشک۔ آپ نے فرمایا۔ پھر تو میں تم کو سخت عذاب آنے سے پیشتر اس سے ڈراتا ہوں۔ یعنی دوزخ کے عذاب سے) یہ سُن کر (مردود) ابولہب کہنے لگا۔ ارے تو تباہ ہو۔ ہم کو اسی بات کیلئے جمع کیا۔ (ناحق میں تکلیف دی) تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوئے۔ اخیر تک ف

ف یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انیسواں پارہ تمام ہوا۔ اب بیسواں پارہ شروع ہوتا ہے۔ انشاءاللہ

بیسواں پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ الملائکۃ

سورہ ملائکہ کی تفسیر۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْقِطْمِيرُ: لِفَافَةُ النَّوَاةِ، مُثْقَلَةٌ: مُثَقَّلَةٌ، وَقَالَ غَيْرُهُ: الْحَرُورُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْحَرُورُ بِاللَّيْلِ، وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ، وَغَرَابِيبُ سُودٌ: أَشَدُّ سَوَادًا، الْغِرْبِيبُ: الشَّدِيدُ السَّوَادِ۔

مجاہد نے کہا ف۱۔ قطمیر گٹھلی کا چھلکہ۔ مثقلۃ بھاری بوجھ لدا ہوا۔ اوروں نے کہا۔ حرور دن کی گرمی جب سورج نکلا ہوا ہو۔ اور ابن عباسؓ نے کہا ف۲ حرور رات کی گرمی۔ اور سموم دن کی گرمی۔ اور غرابیب غربیب کی جمع ہے۔ یعنی بہت کالے کالے بھجنگ۔

ف۱: اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ اسکو بھی فریابی نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ یٰس

سورہ یٰسین کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فَعَزَّزْنَا: شَدَّدْنَا يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ: كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ اسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ۔ أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ: لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ، سَابِقُ النَّهَارِ: يَتَطَالَبَانِ، حَثِيثَيْنِ نَسْلَخُ: نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَيَجْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ مِثْلِهِ مِنَ الْأَنْعَامِ، فَكِهُونَ: مُعْجَبُونَ، جُنْدٌ مُحْضَرُونَ عِنْدَ الْحِسَابِ، وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ: الْمَشْحُونِ: الْمُوقَرُ،

مجاہد نے کہا۔ فعززنا ہم نے زور دیا۔ یا حسرۃ علی العباد یعنی قیامت کے دن کافر اس پر افسوس کریں گے۔ (یا فرشتے افسوس کرینگے) کہ انہوں نے دنیا میں پیغمبروں پر ٹھٹھا مارا۔ أن تدرك القمر کا مطلب یہ ہے کہ سورج چاند کی روشنی نہیں چھپاتا۔ اور چاند سورج کی۔ ولا اللیل سابق النہار کا مطلب یہ ہے ایک دوسرے کے پیچھے جلدی جلدی رواں ہیں نسلخ رات میں سے دن نکال لیتے ہیں ف۱ اور دونوں چل رہے ہیں۔ وخلقنا لھم من مثلہ میں مثلہ سے چوپایہ مراد ہے ف۲ فکہون خوش وخرم (یا دل لگی کر رہے ہوں گے) جند محضرون یعنے حساب کے وقت حاضر کئے جائینگے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَائِرُكُمْ: مَصَائِبُكُمْ يَنْسِلُونَ: يَخْرُجُونَ، مَرْقَدِنَا: مَخْرَجِنَا أَحْصَيْنَاهُ: حَفِظْنَاهُ، مَكَانَتِهِمْ وَمَكَانِهِمْ وَاحِدٌ۔

اور عکرمہ سے منقول ہے۔ مشحون کا معنی بوجھل (بھری ہوئی) اور ابن عباس رضؓ نے کہا۔ طائرکم یعنی تمہاری مصیبتیں (یا تمہارا نصیبہ) ف۔ ینسلون نکل پڑیں گے۔ مرقدنا ہمارے نکلنے کی جگہ سے۔ خواب گاہ یعنی قبر سے۔ احصیناہ ہم نے اس کو محفوظ کر لیا ہے۔ مکانتھم اور مکانھم دونوں کا ایک معنی ہے۔ یعنی اپنے ٹھکانوں میں۔ (گھروں میں)

ف:۔ اسمیں سلخ کہتے ہیں۔ کھال نکالنے کو۔ گویا رات کو بکری قرار دیا۔ اور دن نکلنا۔ اس کی کھال اُتارنا ٹھہرایا۔ یہ ایک عمدہ استعارہ ہے۔ ف۲ مجاہد نے کہا۔ چوپائے۔ جانور گویا خشکی کی کشتیاں ہیں۔ ابن عباس رضؓ نے کہا۔ کہ من مثلہ سے کشتیاں مُراد ہیں۔ تفسیر وحیدی میں ہے۔ من مثلہ سے ریل مُراد ہے۔ وہ بھی کشتی کیطرح بنجار کے زور سے چلتی ہے۔ جیسے کشتی ہوا کے زور سے چلتی ہے۔ اور چونکہ اگلے زمانہ میں ریل نہ تھی۔ اس لئے اگلے لوگ یہ مطلب نہ سمجھ سکے۔ انہوں نے چوپاؤں کو کشتی کیطرح قرار دیا۔ ف۳ اسکو طبری نے وصل کیا۔ ع دن جاتے ہی رات آتی ہے۔ رات جاتے ہی دن آتا ہے ع تاکہ اپنے پوجنے والوں کی نگاہ میں ذلیل ہوں۔

بَابٌ قَوْلُهُ۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ الآیہ کی تفسیر

۳۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَذَٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اعمش رحؒ نے انہوں نے ابراہیم تیمی سے۔ انہوں نے اپنے والد (یزید) سے۔ انہوں نے ابُوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا میں سُورج کے ڈوبتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابُوذر تجھ کو معلوم ہے۔ سُورج کہاں جاکر ڈوبتا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالےٰ اور اس کا رسُول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ سُورج چلتے چلتے جاکر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ اور اس آیت والشمس تجری لمستقرلہا ذالک تقدیر العزیز العلیم کا یہی مطلب ہے۔ ف

ف ابن کثیر اور قسطلانی وغیرہ نے کہا۔ کہ عرش کروی نہیں ہے۔ جیسے اہل ہیئت سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ ایک قبہ ہے۔ اس میں پائے ہیں۔ جس کو فرشتے تھامے ہوئے ہیں۔ تو عرش آدمیوں کے سر کی جانب اُوپر کیطرف ہے۔ دوپہر دن کو سورج عرش کے بہت قریب ہوتا ہے۔ اور آدھی رات کے وقت آسمان پر اپنے مقام میں عرش سے بہت بعید ہوتا ہے۔ اسی وقت سجدہ کرتا ہے۔ اور اسکو مشرق کیطرف جانے کی وہاں سے نکلنے کی اجازت ملتی ہے۔ سجدے سے اسکی عاجزی اور انقیاد مُراد ہے۔ مَیں کہتا ہوں یہ اس وقت تقریریں ہیں۔ جب زمین کا کروی ہونا۔ اور زمین کی ہر طرف آبادی ہونا اسکا علم اچھی طرح لوگوں کو نہ تھا۔ اب یہ بات بالکل مشاہدے اور تجربے سے ثابت ہوگئی ہے۔ لیکن اسمیں حکیموں کا اختلاف ہے۔ کہ زمین آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے۔ یا آفتاب زمین کے گرد گھوم رہا ہے۔ حال کے حکماء نے پہلا قول اختیار کیا ہے۔ اور حدیث سے دوسرے قول کی تائید ہوتی ہے۔ اب جب عرش سب جانب سے زمین کے اُوپر ہو۔ تو اسکا بھی کروی ہونا ضرور ہے۔ اور باعتبار اختلاف آفاق کے ہر آن میں کہیں نہ کہیں طلوع ہو رہا ہے۔ اس صورت میں حدیث شریف میں اشکال پیدا ہوگا۔ اور اسکا جواب یہ ہے۔ کہ سجدے سے انقیاد اور خضوع مُراد ہے تو وہ گویا عرش کے نیچے ہر وقت سجدے میں ہے۔ اور پروردگار سے آگے بڑھنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ قیامت کے قریب یہ اجازت اس کو نہ ملے گی۔ اور حکم ہوگا۔ کہ جدھر سے آیا ہے۔ لوٹ جا۔ تو وہ پھر مغرب سے نمودار ہوگا۔
واللہ اعلم آمنا باللہ وبما قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

۳۲۷۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا۔ قَالَ: مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وکیع نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ انہوں نے ابراہیم تیمی سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت والشمس تجری لمستقرلہا کو پوچھا۔ آپ نے فرمایا اس کا مستقر یعنی ٹھہرنے کا مقام عرش کے تلے ہے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الصّافّات

سورۂ والصافات کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ۔ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ۔ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ۔ وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُورًا۔

مجاہد نے کہا۔ (سورہ سبا میں جو ہے) ویقذفون بالغیب من مکان بعید اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ دُور ہی سے غیب کے گولے لگاتے ہیں۔ ف اور ف ویقذفون من کل

يُرْمَوْنَ، وَاصِبٌ: دَائِمٌ، لَازِبٌ: لَازِمٌ، تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ: يَعْنِي الْحَقَّ، الْكُفَّارُ تَقُولُهُ لِلشَّيَاطِينِ، غَوْلٌ: وَجَعُ بَطْنٍ، يُنْزَفُونَ: لَا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ، قَرِينٌ: شَيْطَانٌ، يُهْرَعُونَ: كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ، يَزِفُّونَ: النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا: قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ: الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ، وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى۔ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ۔ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَنَحْنُ الصَّافُّونَ: الْمَلَائِكَةُ، صِرَاطِ الْجَحِيمِ: سَوَاءِ الْجَحِيمِ وَوَسَطِ الْجَحِيمِ، لَشَوْبًا: يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيمِ، مَدْحُورًا: مَطْرُودًا، بَيْضٌ مَكْنُونٌ: اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ۔ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ، يَسْتَسْخِرُونَ: يَسْخَرُونَ، بَعْلًا: رَبًّا، الْأَسْبَابُ: السَّمَاءُ۔

جانب اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ شیطانوں پر ہر طرف سے مار پڑتی ہے وٹ ولھم عذاب واصب یعنی ہمیشہ کا عذاب (یا سخت عذاب) تأتوننا عن الیمین کا مطلب یہ ہے۔ کہ کافر شیطان سے کہیں گے۔ تم حق بات کیطرف سے ہمارے پاس آتے تھے وٹ غَوْلٌ پیٹ کا درد (یا سر کا درد) ولاھم یُنْزَفون انکی عقل میں فتور نہیں آئیگا۔ قرین شیطان۔ یُھْرَعون ڈرائے جاتے ہیں۔ یزِفّون نزدیک نزدیک پاؤں رکھ کر دوڑ رہے ہیں۔ وبین الجنۃ نسبا قریش کے کافر فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور اُن کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیوں (پریوں) کو قرار دیتے تھے۔ ولقد علمت الجنۃ انھم لمحضرون یعنی جنوں کو معلوم ہے۔ کہ انکو قیامت کے دن حساب کے لئے حاضر ہونا پڑے گا۔ اور ابن عباسؓ نے کہا۔ انا لنحن الصافون یہ فرشتوں کا قول ہے۔ صراط الجحیم سواء الجحیم، وسط الجحیم سب کے ایک معنی ہے۔ لشوبا من حمیم یعنی اُن کے کھانے میں گرم کھولتے پانی کی لوٹی کی جائیگی۔ مدحورا دتکارا ہوا بیض مکنون ڈھنپے ہوئے موتی۔ وترکنا علیہ فی الآخرین اس کے ذکر خیر کو پچھلے لوگوں میں باقی رکھا۔ یستسخرون ٹھٹھا کرتے ہیں۔ بعلا بعل رب کو کہتے ہیں۔ (یمن والوں کی لغت ہے) اسباب آسمان۔

ف ۱ پیغمبر کو کبھی شاعر بتاتے کبھی ساحر کبھی کاہن ف ۲ سورۂ والصافات میں۔ ف ۳ آتشیں کوڑے برسائے جاتے ہیں۔ ف ۴ یعنی حق بات میں شبہ ڈال دیتے ہیں۔ ف ۵ اسکو ابن جریرؒ نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وإن یونس لمن المرسلین کی تفسیر

۳۲۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابو وائل سے۔ انہوں

وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِنَ ابْنِ مَتَّى۔

نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی کو یوں نہیں کہنا چاہیے۔ کہ میں یونس پیغمبر سے بہتر ہوں۔ ف۱

ف۱ اس حدیث کی شرح اُوپر گزر چکی ہے۔

۳۲۹۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ۔

مجھ سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن فلیح نے کہا مجھ سے والد (فلیح بن سلیمان) نے انہوں نے ہلال بن علی سے جو بنی عامر بن لوی قبیلے کا تھا انہوں نے عطاء بن یسار سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ جو کوئی کہے۔ میں یونس بن متی (پیغمبر) سے بہتر ہوں۔ وہ جھوٹا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة ص

سورۂ ص کی تفسیر

۳۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ: سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي ص قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ. أُولٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ۔ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيهَا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے عوام بن حوشب سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے مجاہدؒ سے پوچھا۔ سورۂ ص میں سجدہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابن عباسؓ سے بھی یہ پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا۔ اللہ نے فرمایا۔ ف اولئك الذين هدى الله الخ ف۲ اور ابن عباسؓ بھی اس سورہ میں سجدہ کرتے۔

ف سورۂ انعام کی اس آیت میں۔ ف۲ ہمارے پیغمبر صاحب کو اگلے پیغمبروں کی پیروی کا حکم دیا۔ تو چونکہ حضرت داؤد پیغمبر علیہ السلام نے اس موقعہ پر سجدہ کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ کیا۔

۳۳۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ، عَنِ

مجھ سے محمد بن عبد اللہ ذہلی (یا مخزومی) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن عبید طنافسی نے بیان کیا۔ انہوں نے

العَوَّامِ قَالَ: سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ
سَجْدَةِ صٓ فَقَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ:
مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ؟ فَقَالَ: أَوَمَا تَقْرَأُ:
﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ
أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ
اقْتَدِهْ﴾ فَكَانَ دَاوُدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِ،
فَسَجَدَهَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَجَدَهَا
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عُجَابٌ:
عَجِيبٌ، القِطُّ: الصَّحِيفَةُ، هُوَ هَاهُنَا
صَحِيفَةُ الحَسَنَاتِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فِي
عِزَّةٍ: مُعَازِّينَ، المِلَّةُ الآخِرَةُ: مِلَّةُ
قُرَيْشٍ: الاِخْتِلَاقُ: الكَذِبُ، الأَسْبَابُ:
طُرُقُ السَّمَاءِ فِي أَبْوَابِهَا. جُنْدٌ مَا
هُنَالِكَ مَهْزُومٌ: يَعْنِي قُرَيْشًا، أُولَئِكَ
الأَحْزَابُ: القُرُونُ المَاضِيَةُ، فَوَاقٍ:
رُجُوعٍ، قِطَّنَا: عَذَابَنَا، اتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا:
أَحَطْنَا بِهِمْ، أَتْرَابٌ: أَمْثَالٌ، وَقَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ: الأَيْدُ: القُوَّةُ فِي العِبَادَةِ
الأَبْصَارُ: البَصَرُ فِي أَمْرِ اللّٰهِ، حُبَّ
الخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي: مِنْ ذِكْرِ،
طَفِقَ مَسْحًا: يَمْسَحُ أَعْرَافَ الخَيْلِ
وَعَرَاقِيبَهَا، الأَصْفَادِ: الوَثَاقِ.

عوام بن حوشب سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے مجاہدؒ سے
سورۃ ص کے سجدے کو پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے
ابن عباس رضؓ سے پوچھا تھا تم نے جو اس سورت میں سجدہ
کیا۔ اسکی دلیل کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ تو نے (سورۃ انعام کی
یہ آیت) نہیں پڑھی۔ ومن ذریتہ داؤد و سلیمٰن و
اولئک الذین ھدی اللّٰہ الخ تو داؤدؑ بھی اُن پیغمبروں
میں ہیں۔ جن کی پیروی کرنے کا ہمارے پیغمبر صاحبؐ
کو حکم ہوا۔ اس لئے آپ نے اس سورت میں سجدہ کیا۔
(حضرت داؤدؑ کی متابعت کی) عجاب کا معنی عجیب۔ القط قط
کہتے ہیں۔ کاغذ کے ٹکڑے (پرچے) کو۔ یہاں نیکیوں کا پرچہ مُراد
ہے۔ (یا حساب کا پرچہ) اور مجاہد نے کہا ف۱ فی عزۃ کا معنی
یہ ہے۔ کہ وہ شرارت سرکشی کرنیوالے۔ الملۃ الاخرۃ سے قریش
کا دین مُراد ہے (یا نصرانیت) الاختلاق جھوٹ الاسباب
آسمان کے رستے دروازوں میں۔ جند ما ھنالک مھزوم
من الاحزاب سے قریش کے لوگ مُراد ہیں ف۲ اولٰئک
الاحزاب سے اگلی امتیں مُراد ہیں (جن پر اللہ کا عذاب اُترا)
فواق کا معنی پھرنا۔ عجل لنا قطنا میں قط سے عذاب مراد
ہے۔ اتخذناھم سخریا ہم نے اُن کو ٹھٹھے میں گھیر
لیا تھا ف۳ اتراب جوڑ والے۔ ابن عباس رضؓ نے کہا ف۴ اید کا معنی
عبادت کی قوت۔ الابصار یعنی اللہ کے کاموں کو غور سے دیکھنے
والے حب الخیر عن ذکر ربی عن من کے معنے میں ہے
طفق مسحا گھوڑوں کے پاؤں اور ایال پر (محبت سے) ہاتھ
پھیرنا شروع کیا۔ (یا تلوار سے ان کو کاٹنے لگے) الاصفاد زنجیریں

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ یہ لوگ عنقریب مکہ ہی میں شکست پائینگے۔ ف۳ یا ہم نے غلطی کی۔ وہ دوزخ میں ہیں۔ لیکن ہم کو دکھ نہیں پڑتے۔ ف۴ اس کو طبری نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

۳۳۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمْكَنَنِي اللهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ۔ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي۔ قَالَ رَوْحٌ: فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول هَبْ لِي مُلْكًا لا ينبغي لاحد من بعدی۔ انك أنت الوهاب۔ الآیہ کی تفسیر

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے روح بن عبادہ اور محمد بن جعفر نے۔ انہوں نے شعبہ سے انہوں نے محمد بن زیاد سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ گزشتہ رات کو ایک خنگا جن میری نماز توڑنے کو مجھ سے بھڑ گیا۔ یا ایسا ہی کچھ کلمہ کہا۔ خیر اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا۔ اور میں نے چاہا۔ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں۔ صبح کو تم سب اس کو دیکھو۔ پھر مجھ کو بھائی سلیمان ع کی یہ دعا یاد آئی۔ پروردگار مجھ کو ایسی حکومت عنایت فرما۔ جو میرے بعد کسی کو سازگار نہ ہو۔ روح راوی نے کہا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذلت کیساتھ اسکو بھگا دیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ۔

۳۳۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ: اللهُ أَعْلَمُ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَمَا أَنَا مِنَ المتكلفين کی تفسیر

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابوالضحیٰ سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے کہا۔ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا۔ لوگو (تم کو لازم ہے) جو کوئی کسی بات کو جانتا ہو۔ تو اس کو بیان کرے اگر نہ جانتا ہو۔ تو یوں کہے۔ کہ اللہ جانتا ہے۔ یہ کہنا کہ اللہ جانتا ہے۔ کمال علم کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا۔ کہہ دے۔ میں اس وعظ و نصیحت پر تم سے کوئی

سَلَّمَ ۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۔ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ ۔ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا قُرَيْشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَئُوا عَلَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ ، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُودَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِنَ الْجُوعِ ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔ قَالَ فَدَعَوْا ۔ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ، ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ ، إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۔ أَفَيُكْشَفُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؟ قَالَ فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوا فِي كُفْرِهِمْ فَأَخَذَهُمُ اللهُ يَوْمَ بَدْرٍ ، قَالَ اللهُ تَعَالَى ۔ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ۔	نیگ نہیں مانگتا۔ نہ میں دل سے بات بنانے والوں میں ہوں اب میں تم کو دُخان کا حال سُناتا ہوں ف ہوا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسلام لانے میں دیر کی۔ (مخالفت پر مستعد ہوئے۔) تو آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ! ان پر حضرت یوسف ؑ کے زمانہ کے سات سالوں کیطرح سات سالوں کا قحط بھیج کر میری مدد کر۔ آخر ان پر قحط آپہنچا۔ ہر چیز اس قحط نے کھپادی۔ مُردار اور کھالیں تک کھا گئے۔ آدمیوں کی یہ نوبت پہنچی کہ اُن میں کوئی کوئی آسمان کیطرف دیکھتا تو مارے بھوک کے ایک دھواں سا دکھلائی دیتا۔ اس آیت فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم کا یہی مطلب ہے۔ پھر قریش نے دُعا کی کہنے لگے۔ ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ أنی لھم الذکری وقد جاءھم رسول مبین ثم تولوا عنہ وقالوا معلم مجنون انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون بھلا کہیں قیامت کا عذاب بھی (کافروں پرسے) موقوف ہوگا۔ خیر اللہ کا عذاب (قحط) موقوف ہوا۔ تو پھر کفر پر قائم رہے۔ آخر بدر کے دن اللہ نے اُن کو سزا دی۔ یوم نبطش البطشۃ الکبری انا منتقمون سے بدر کی سزا مراد ہے۔

ف اور الکل پچو اپنے دل سے باتیں بنانا ہمہ دانی کا دعوٰی کرنا جہالت اور نادانی ہے۔ ف جسکا ذکر اس آیت میں ہے۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ الزمر — سورہ زُمر کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ: يُجَرُّ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى- أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ- ذِي عِوَجٍ- لَبْسٍ، وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ صَالِحًا، وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ: بِالْأَوْثَانِ، خَوَّلْنَا: أَعْطَيْنَا، وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ، الْقُرْآنِ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ. مُتَشَاكِسُونَ، الرَّجُلُ الشَّكِسُ: الْعَسِرُ لَا يَرْضَى بِالْإِنْصَافِ، وَرَجُلًا سَلَمًا، وَيُقَالُ سَالِمًا: صَالِحًا، اشْمَأَزَّتْ: نَفَرَتْ بِمَفَازَتِهِمْ، مِنَ الْفَوْزِ، حَافِّينَ: أَطَافُوا بِهِ، مُطِيفِينَ بِحِفَافَيْهِ: بِجَوَانِبِهِ، مُتَشَابِهًا لَيْسَ مِنَ الْإِشْتِبَاهِ وَلَكِنْ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيقِ-

مجاہد نے کہاف أَفَمَن يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سے یہ مراد ہے کہ وہ منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹا جائے گا۔ جیسے اس آیت میں فرمایا۔ أَفَمَن يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ ذی عوج شبہے والاق وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ یہ ایک مثال ہے معبودان باطل اور خدائے برحق کی۔ ويخوفونك بالذين من دونه میں مِن دُونِہٖ سے بت مراد ہیں۔ (یعنی اپنے ٹھاکروں سے تجھ کو ڈراتے ہیں) خَوَّلْنَا ہم نے دیا۔ والذی جاء بالصدق سے قرآن اور وَصَدَّقَ بِهٖ سے مسلمان مراد ہیں جو قیامت کے دن (پروردگار کے سامنے) آکر عرض کرے گا یہی قرآن ہے۔ جو تُو نے (دنیا میں) مجھ کو عنایت فرمایا تھا۔ میں نے اس پر عمل کیا۔ متشاکسون شکس سے نکلا ہے۔ شکس کہتے ہیں۔ تکراری (بدمزاج) آدمی کو۔ جو انصاف کی بات کو پسند نہ کرے۔ اور سلم، سالم (اور سلم بکسرسین) اچھے پورے آدمی کو۔ اِشْمَأَزَّتْ نفرت کرتے ہیں چڑتے ہیں۔ بِمَفَازَتِهِمْ فوز سے نکلا ہے یعنی کامیابی حافّین گرداگرد اس کے چاروں طرف متشابہًا اشتباہ سے نہیں نکلا ہے بلکہ تشابہ سے یعنی اسکی ایک آیت دوسری آیت کی تصدیق اور تائید کرتی ہے

ف اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ تو غیرذی عوج کا معنی ہوا جسمیں شبہ نہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا غیر ذی عوج سے غیرمخلوق مُراد ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ- يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ- الْآيَةَ-

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَحْمَةِ اللَّهِ۔ الآیہ کی تفسیر

۳۳۴- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ: قَالَ يَعْلَى: إِنَّ سَعِيدَ بْنَ

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے۔ ان کو ابن جریج نے خبر دی کہ یعلی بن مسلم نے کہا مجھ کو سعید بن جبیر نے۔ ابن عباسؓ سے خبر دی کہ کچھ

جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوا قَدْ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا، وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُوا إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ - وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ - وَنَزَلَ - قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ -

مشرکوں نے بہت خون کئے تھے۔ زنا بھی بہت کئے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ آپ جو فرماتے ہیں جس دین کیطرف بُلاتے ہیں۔ وہ اچھا ہے۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہوجائے۔ کہ جو گناہ ہم کر چکے ہیں۔ وہ اسلام لانے سے معاف ہوجائیں گے۔ اس وقت (سورۂ فرقان کی) یہ آیت نازل ہوئی۔ والذین لایدعون مع اللہ إلٰھا آخر ولایقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولایزنون۔ اور سورۂ زمر کی یہ آیت نازل ہوئی قل یاعبادی الذین أسرفوا علیٰ أنفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔

بَابُ قَوْلِهِ - وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وما قدروا اللہ حق قدرہ کی تفسیر۔

۳۳۵ - حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمٰوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَمَا قَدَرُوا

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے۔ انہوں نے منصور بن معتمر سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے عبیدہ سلمانی سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ یہودیوں کا ایک عالم (نام نامعلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ اے محمد! ہم (اپنی کتابوں میں لکھا) پاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) آسمانوں کو ایک اُنگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک اُنگلی پر اور گیلی مٹی کو ایک اُنگلی پر اور ساری مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھالے گا۔ پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں وہ یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے۔ کہ آپ کی کچلیاں کُھل گئیں۔ آپ نے اس عالم کی تصدیق کی۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ وما قدروا اللہ حق

اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ قدر ۱۸ از ۴

ف سچا بادشاہ دوسرے جھوٹ موٹ کے بادشاہ کہلاتے تھے۔ اس حدیث سے پروردگار کے لئے انگلیاں ثابت ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کی تصدیق کی۔ اور یہ امر محال ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باطل کی تصدیق کریں۔ اب بعضے لوگوں کا یہ کہنا۔ کہ تصدیقاً لہ راوی کا گمان ہے۔ جو اس نے اپنے گمان سے کہہ دیا۔ حالانکہ آنحضرت تصدیق کی راہ سے نہیں ہنسے تھے۔ بلکہ اس یہودی کی بات کو غلط جان کر۔ کیونکہ یہود مشبہ اور مجسمہ تھے۔ وہ اللہ کے لئے انگلیاں وغیرہ ثابت کرتے تھے۔ صحیح نہیں۔ کس لئے کہ فضیل بن عیاض نے جو منصورؒ سے روایت کی۔ اسمیں بھی یہ ہے۔ تعجبًا مما قالہ الحبر تصدیقًا لہ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ دوسری حدیث صحیح میں ہے۔ ما من قلب الا وھو بین اصبعین من اصابع الرحمٰن اور ابن عباسؓ کی صحیح حدیث میں ہے۔ اتانی اللیلۃ ربی فی احسن صورۃ فوضع یدہٗ بین کتفی حتی وجدت بردانا ملہ بین ثدیی أنامل انگلیوں کے پوریں غرض انگلیوں کا اثبات پروردگار کیلئے ایسا ہی ہے۔ جیسے وجہ اور یدین اور قدم اور رجل اور جہت وغیرہ کا۔ اور اہلحدیث کا عقیدہ انکی نسبت یہ ہے۔ کہ سب اپنے معانی ظاہری پر محمول ہے لیکن انکی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ اور متکلمین ان چیزوں کی تاویل کرتے ہیں قدرت وغیرہ سے۔ میں کہتا ہوں۔ محمد بن صلت راوی نے اس حدیث کے روایت کرتے وقت اپنی چھنگلیا کیطرف اشارہ کیا۔ پھر پاس والی انگلی کیطرف پھر اُس کے پاس والی کیطرف یہاں تک کہ انگوٹھے تک پہنچے۔ اور اس سے اہل تاویل کا مذہب رد ہوتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ۔

۴۳۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمٰوَاتِ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول والارض جمیعًا قبضتہ یوم القیامۃ والسمٰوٰت مطویٰت بیمینہٖ کی تفسیر

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے لیث بن سعد نے۔ کہا مجھ سے عبدالرحمٰن ابن خالد بن مسافر نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے ابوسلمہ سے۔ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ زمین کو ایک مٹھی میں لے لے گا۔ اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں۔ اب دوسرے دنیا کے بادشاہ کہاں ہیں۔

باب قَوْلِهِ۔ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ الْآيَةَ۔

۳۳۷۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي مِنْ أَوَّلِ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَذٰلِكَ كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ؟

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوات ومن فی الارض الا من شآء اللہ۔ الایۃ کی تفسیر

مجھ سے حسن (ابن شجاع بلخی) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اسمٰعیل بن خلیل نے۔ کہا ہم کو عبدالرحیم بن سلیمان نے خبر دی انہوں نے زکریا ابن ابی زائدہ سے۔ انہوں نے عامر شعبی سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا کہ آخری (یعنی دوسرے) صور کے بعد سب سے پہلے میں سر اٹھاؤں گا (ہوش میں آؤنگا) تو کیا دیکھوں گا۔ موسیٰ ؑ عرش تھامے لٹک رہے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا۔ کہ وہ پہلے صور پر بے ہوش ہی نہ ہونگے۔ یا دوسرے صور پر مجھ سے پہلے ہوش میں آجائینگے۔

۳۳۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ: قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ: قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا میں نے ابوصالح سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ دونوں صُوروں میں چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا۔ اے ابوہریرہؓ! چالیس دن کا۔ انہوں نے کہا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر انہوں نے کہا۔ چالیس برس کا۔ ابوہریرہ نے کہا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ انہوں نے کہا۔ چالیس مہینے کا۔ تو ابوہریرہ نے کہا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ ف اور آنحضرتؐ نے فرمایا۔ آدمی کا سارا بدن گھل جاتا ہے۔ مگر ریڑھ کی ہڈی کا سرا رائی کے دانہ برابر۔ اسی سے (قیامت کے دن) آدمی کا ڈھانچہ کھڑا کیا جائے گا۔ ف۲

ف اس روایت میں یوں ہی ہے۔ لیکن ابن مردویہ کی روایت میں چالیس برس مذکور ہیں۔ ابن عباس رضہ سے بھی ایسا ہی

منقول ہے۔ جامع ابن وہب میں ہے کہ چالیس جمعوں کا۔ لیکن اسکی سند منقطع ہے۔ حلیمی نے کہا اکثر روایتیں اس پر متفق ہیں۔ کہ دونوں صوروں میں چالیس برس کا فاصلہ ہوگا۔ ف۲۔ اس حدیث شریف سے پیغمبروں کے بدن مبارک مستثنیٰ کئے گئے ہیں۔ اُن کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی۔ جیسے دوسری حدیث میں ہے۔ گلنے سے یہ مراد ہے۔ کہ صورت بدل کر مٹی خاک ہو جاتی ہے۔ پر جو اس کے اجزاء تھے۔ وہ اللہ کے علم میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انہی اجزاء کو اس ہڈی پر جوڑ کر آدمی کا ڈھانچہ قیامت کے دن کھڑا کر دے گا۔ یا اُن اجزاء کیطرح دوسرے اجزاء شریک کئے جائیں گے۔ بہرحال جس طرح مرا تھا۔ اسی طرح قیامت کے دن زندہ ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت والا۔

سورۃ المؤمن

سورۂ مؤمن کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّوَرِ، وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْعَبْسِيِّ۔

يُذَكِّرُنِي حَامِيمَ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ
فَهَلَّا تَلَا حَامِيمَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ؟

الطَّوْلُ: التَّفَضُّلُ، دَاخِرِينَ: خَاضِعِينَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِلَى النَّجَاةِ: الإِيمَانِ، لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ: يَعْنِي الوَثَنَ، يُسْجَرُونَ: تُوقَدُ بِهِمُ النَّارُ، تَمْرَحُونَ: تَبْطَرُونَ، وَكَانَ العَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ، فَقَالَ رَجُلٌ: لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ؟ قَالَ: وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أُقَنِّطَ النَّاسَ، وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ۔ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ، وَيَقُولُ: وَإِنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ وَلَكِنَّكُمْ تُحِبُّونَ أَنْ تُبَشَّرُوا بِالْجَنَّةِ

مجاہد نے کہا۔ حٰمٓ کا معنی اللہ ہی کو معلوم ہے ف۱ جیسے دوسری سورتوں میں جو حروف مقطعہ شروع میں آئے ہیں۔ انکا بعضوں نے کہا حٰمٓ (قرآن یا سورت کا) نام ہے۔ جیسے شریح بن ابی اوفی نے کہا

جب کہ نیزہ جنگ میں چلنے لگا
پڑھتا ہے حٰمٓ پہلے پڑھنا تھا

الطَّوۡلُ احسان اور فضل کرنا۔ دَاخِرِیۡنَ ذلیل و خوار ہو کر مجاہد نے کہا۔ اَدۡعُوۡکُمۡ اِلَی النَّجَاۃِ میں نجات سے ایمان مراد ہے ف۲ لَیۡسَ لَہٗ دَعۡوَۃٌ یعنی بُت کسی کی دعا قبول نہیں کرسکتا۔ یُسۡجَرُوۡنَ یعنی دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ تَمۡرَحُوۡنَ اتراتے تھے۔ اور علاء بن زیاد۔ (تابعی، زاہد مشہور) لوگوں کو دوزخ سے ڈرا رہے تھے ایک شخص نام نامعلوم کہنے لگا۔ لوگوں کو (اللہ کی رحمت سے) ناامید کیوں کرتے ہو۔ انہوں نے کہا میں لوگوں کو (اللہ کی رحمت سے) ناامید کرسکتا ہوں۔ (میرا کیا مقدر ہے) اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ (گناہ کیا) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس کے ساتھ پروردگار یوں بھی فرماتا ہے۔ کہ گناہ کرنے والے دوزخی ہیں

عَلٰی مَسَاوِی أَعْمَالِکُمْ، وَإِنَّمَا بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ، وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ لِمَنْ عَصَاهُ۔

مگر (میں سمجھ گیا) تمہارا مطلب یہ ہے۔ کہ بُرے کام کرتے رہو۔ اور بہشت کی خوشخبری تم کو ملتی جائے۔ اللہ تعالےٰ نے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نیکوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور نافرمانوں کیلئے دوزخ سے ڈرانیوالا بنا کر بھیجا۔ ف۵

ف۱ تو یہ اسرار اللہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے کہا۔ ہر کتاب کا ایک ستر (بھید) ہوتا ہے۔ قرآن کا ستر اوائل سُور ہیں۔ بعضوں نے انکی تشریح کی ہے۔ لیکن سب لپنے قیاس اور رائے سے جس پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ ف۲ یعنی لڑائی شروع ہونے سے پہلے پڑھتا۔ تو فائدہ ہوتا۔ اسکی جان بچ جاتی۔ ہوا یہ کہ شریح جنگ جمل میں حضرت علی رضہ کیطرف تھے۔ اور محمد بن طلحہ اپنے والد طلحہ بن عبید اللہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضہ کے لشکر میں تھے ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے۔ حضرت علی رضہ نے اپنے لشکر والوں سے فرمایا۔ اس کالے عمامہ والے کو مت مارو۔ یہ اپنے باپ کی خاطر سے ان کیساتھ چلا آیا ہے۔ خیر اسی گفتگو میں شریح اور محمد بن طلحہ کا مقابلہ ہوگیا جب بھالا دونوں طرف چلنے لگا۔ تو محمدؔ نے حٰم عسق پڑھی یا حٰم عسق میں جو یہ آیت ہے۔ قُل لا اسئلکم علیه اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی بعضوں نے کہا۔ اس دن حضرت علی رضہ کے لشکر والوں کا شعار حٰم تھا۔ تو محمدؔ نے حٰم کہہ کر یہ بتلایا۔ کہ میں بھی حضرت علی رضہ کا طرف دار ہوں۔ بعضوں نے کہا۔ سورۂ مؤمن کی یہ آیت پڑھی۔ أتقتلون رجلًا ان یقول ربی الله یہی مراد ہے۔ لیکن شریح نے محمدؔ کو مار ڈالا۔ اور یہ شعر پڑھا۔ جنگ ہوجانے کے بعد پھر حٰم پڑھنے سے کیا فائدہ۔ جنگ میں آنے سے پیشتر پڑھتا۔ تو البتہ مفید ہوتا۔ ف۳ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۴ وعدہ اور وعید دونوں ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ف۵ زیادؔ کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر صاحب کا طریقہ وہی ہے جو میں کر رہا ہوں۔ کبھی امید کی حدیثیں سُناتا ہوں۔ اور بہشت کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اور کبھی دوزخ سے ڈراتا ہوں۔ وعدہ اور وعید دونوں بیان کرنا چاہئے۔ اگر کوئی واعظ صرف وعدہ ہی بیان کرتا رہے۔ تو لوگوں کو گناہوں کی جرأت پیدا ہوگی۔ فرائض اور واجبات اسلام کے ادا کرنے میں انکو سُستی پیدا ہو جائے گی۔ اسیطرح اگر کوئی واعظ رات دن وعید ہی کا ذکر کرتا رہے۔ تو لوگ ڈر کر خُدا کی رحمت سے ناامید ہو جائینگے۔ یہ دونوں طریقے بے اعتدالی کے ہیں۔ ایمان میں خوف و رجاء دونوں ضرور ہیں۔

۳۳۹۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِیُّ قَالَ: حَدَّثَنِی یَحْیَی بْنُ أَبِی کَثِیرٍ قَالَ: حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ التَّیْمِیُّ: حَدَّثَنِی عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ قَالَ: قُلْتُ

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ولید بن مسلم نے۔ کہا ہم سے امام اوزاعی نے۔ کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے۔ کہا مجھ سے محمد بن ابراہیم تیمی نے۔ کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے۔ کہا میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے۔ کہا مجھ سے سب سے زیادہ

لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوَى ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ۔ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ۔

سخت تکلیف بیان کرو۔ جو مشرکوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔ انہوں نے کہا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط (ملعون) آیا۔ اُس نے کیا کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مونڈھا تھاما۔ اور کپڑا آپ کی (مبارک) گردن میں لپیٹ کر آپ کا گلہ گھونٹا۔ (مردود نے مار ڈالنا چاہا) اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ آپہنچے۔ انہوں نے عقبہ کا مونڈھا تھاما اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے دھکیلا۔ اور کہنے لگے ف۱ تم اس شخص کو اس بات کے کہنے پر مارے ڈالتے ہو۔ کہ میرا مالک اللہ ہے ف۲ اور لطف تو یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کیطرف سے کھلی کھلی نشانیاں بھی لے کر آیا ہے ف۳

ف۱: ارے لوگو یہ کیا شامت ہے۔ ف۲: اس نے کوئی قصور نہیں کیا۔ نہ ڈاکہ مارا۔ ف۳: جب بھی نہیں مانتے اُلٹا اس شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو۔ واہ واہ کیا انصاف ہے۔ یہ حدیث شریف اوپر گزر چکی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ حٰمٓ السَّجْدَة

سورۂ حٰمٓ سجدہ کی تفسیر

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا۔ أَعْطِيَا۔ قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ۔ أَعْطَيْنَا۔

طاؤس نے عبداللہ بن عباس رضؓ سے نقل کیا۔ اِئْتِیَا طوعًا کا معنی خوشی سے دو۔ (اطاعت قبول کرو)۔ اتینا طائعین ہم نے خوشی سے دیا ف

وَقَالَ الْمِنْهَالُ: عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ، قَالَ۔ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ۔ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى

اور منہال بن عمر اسدی نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا۔ ایک شخص ف۱ ابن عباس رضؓ سے کہنے لگا۔ میں تو قرآن میں ایک کے ایک خلاف چند باتیں پاتا ہوں ف۲ تو ابن عباس رضؓ نے کہا۔ بیان کر۔ کہنے لگا۔ ایک آیت میں تو یوں ہے فلا انساب بینھم یومئذ ولا

بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ۔ وَلَا يَكْتُمُونَ اللهَ حَدِيثًا۔ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ۔ فَقَدْ كَتَمُوا فِي هَذِهِ الْآيَةِ، وَقَالَ۔ أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ دَحَاهَا۔ فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ۔ إِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ۔ إِلَى۔ طَائِعِينَ۔ فَذَكَرَ فِي هَذِهِ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ، وَقَالَ۔ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ عَزِيزًا حَكِيمًا۔ سَمِيعًا بَصِيرًا۔ فَكَأَنَّهُ كَانَ ثُمَّ مَضَى۔ فَقَالَ۔ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ۔ فِي النَّفْخَةِ الْأُولَى، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ۔ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللهُ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ۔ ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ۔ أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ۔ وَأَمَّا قَوْلُهُ۔ مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ۔ وَلَا يَكْتُمُونَ اللهَ۔ فَإِنَّ اللهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ ذُنُوبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُونَ تَعَالَوْا نَقُولُ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِينَ فَخُتِمَ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ أَيْدِيهِمْ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللهَ لَا يُكْتَمُ حَدِيثًا، وَعِنْدَهُ۔ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ الْآيَةَ۔ وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ، ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ، وَدَحْوُهَا أَنْ أَخْرَجَ

يَتَسَاءلُونَ دوسری آیت میں یوں ہے وأقبل بعضُهُم علٰی بعضٍ یَتَسَآءَلُون۔ ایک آیت میں ہے ولایکتمون اللہ حدیثًا دوسری آیت میں ہے۔ قیامت کے دن مشرک کہینگے۔ واللہِ ربنا ما کنا مُشرکینَ اس سے چھپانا نکلتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا۔ أءنتم اشد خلقًا ام السمآء بنٰھا اخیر آیت والارض بعد ذٰلک دحٰھا تک۔ اس سے یہ نکلتا ہے۔ کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا ہے۔ پھر (حم سجدہ) سورت میں فرمایا۔ ائنکم لتکفرون بالذی خلَقَ الارضَ فِی یومَیْنِ اخیر آیت طائِعِین تک اس سے یہ نکلتا ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا ہوئی اور فرمایا وکان اللہ غفورًا رحیما۔ عزیزًا حکیما۔ سمیعًا بصیرًا اسکا معنی تو یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صفات سے (زمانہ ماضی میں) موصوف تھا۔ اب نہیں۔ ابن عباسؓ نے اس کے جواب میں کہا۔ یہ جو فرمایا۔ فلا انساب بینھم یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جب پہلا صُور پھونکا جائیگا۔ اور آسمان اور زمین والے سب بیہوش ہو جائینگے۔ اسوقت رشتہ ناطہ کچھ باقی نہ رہیگا نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ دہشت کے مارے نفسی نفسی ہو رہی ہوگی۔ پھر یہ جو دوسری آیت میں ہے واقبل بعضھم علی بعضٍ یتسآءلون۔ وہ یہ دوسرے صُور پھونکنے کے بعد ہے۔ اور یہ جو مشرکین کا قول نقل کیا۔ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ ولایکتمون اللہ حدیثا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اخلاص والوں کے گناہ بخش دیگا۔ اور مشرکین آپس میں صلاح کریں گے۔ چلو ہم بھی جا کر یہ کہیں کہ ہم دنیا میں مشرک نہ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیگا۔ اور انکے ہاتھ پاؤں بولنا شروع کریں گے اسوقت انکو معلوم ہو جائیگا

مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى، وَخَلَقَ الْجِبَالَ
وَالْجِمَالَ وَالْآكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ
آخَرَيْنِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ دَحَاهَا، وَقَوْلُهُ
خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ فَجُعِلَتِ
الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ
أَيَّامٍ، وَخُلِقَتِ السَّمٰوَاتُ فِي يَوْمَيْنِ
- وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا - سَمَّى نَفْسَهُ ذٰلِكَ،
وَذٰلِكَ قَوْلُهُ، أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ فَإِنَّ
اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي
أَرَادَ، فَلَا يَخْتَلِفُ عَلَيْكَ الْقُرْآنُ، فَإِنَّ
كُلًّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيهِ يُوسُفُ بْنُ
عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو،
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنِ الْمِنْهَالِ
بِهٰذَا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ - لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ
مَمْنُونٍ: مَحْسُوبٍ، أَقْوَاتَهَا: أَرْزَاقَهَا،
فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا مِمَّا أَمَرَ بِهِ،
نَحِسَاتٍ: مَشَائِيمَ، وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ،
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ،
اهْتَزَّتْ بِالنَّبَاتِ وَرَبَتْ: ارْتَفَعَتْ وَقَالَ
غَيْرُهُ: مِنْ أَكْمَامِهَا حِينَ تَطْلُعُ،
لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي: أَيْ بِعَمَلِي أَنَا
مَحْقُوقٌ بِهٰذَا سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ
قَدَّرَهَا سَوَاءً - فَهَدَيْنَاهُمْ - دَلَلْنَاهُمْ
عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، كَقَوْلِهِ - وَهَدَيْنَاهُ
النَّجْدَيْنِ - وَكَقَوْلِهِ - هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ
وَالْهُدَى الَّذِي هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ
أَصْعَدْنَاهُ، مِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهُ - أُولٰئِكَ

کہ اللہ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی اور اسی وقت کافر یہ آرزو کریں گے۔ کاش وہ (دنیا میں) مسلمان ہوتے۔ اب یہ جو فرمایا ف۸ کہ زمین کو دو دن میں پیدا کیا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکو پھیلایا نہیں ف۹ پھر آسمان کو پیدا کیا۔ اور دو دن میں ان کو برابر کیا (انکے طبقے مرتب کئے) اسکے بعد زمین کو پھیلایا۔ اور اُسکا پھیلانا یہ ہے۔ کہ اسمیں سے پانی نکالا۔ گھاس چارہ پیدا کیا۔ پہاڑ (جانور) اونٹ (وغیرہ) ٹیلے (ٹبے) جو جو انکے بیچ میں ہے پیدا کئے یہ سب دو دن میں پیدا کئے۔ دحٰھا کا مطلب یہ ہے۔ تو زمین دو دن میں پیدا ہوئی۔ جیسے فرمایا خلق الارض فی یومین ف۱۰ تو زمین مع اپنی سب چیزوں کے چار دن میں بنی اور آسمان دو دن میں بنے ف۱۱ اب رہا یہ فرمانا وکان اللہ غفورا رحیما ف۱۲ یہاں کان کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ میں یہ صفات ازل سے ہیں۔ اور یہ اُسکے نام ہیں ف۱۳ کیونکہ خداوند کریم جو چاہتا ہے۔ وہ حاصل کر لیتا ہے ف۱۴ اب تو قرآن میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اختلاف کیسے ہوگا قرآن اللہ کی طرف سے اُترا ہے۔ (اللہ کے کلام میں اختلاف نہیں ہوسکتا) امام بخاری نے کہا۔ مجھ سے یوسف بن عدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبید اللہ بن عمرو نے۔ انہوں نے زید بن ابی انیسہ سے۔ انہوں نے منہال سے۔ ف۱۵ یہی روایت جو اوپر گزری۔ مجاہد نے کہا۔ ممنون کا معنی حساب سے ف۱۶ اقواتھا یعنی بارش کا اندازہ مقرر کیا۔ کہ ہر ملک میں کتنی بارش مناسب ہے۔ فی کل سماء امرھا یعنی جو حکم (اور انتظام) کرنا تھا وہ ہر آسمان کے متعلق (فرشتوں کو) بتلا دیا۔ نحسات منحوس (نا مبارک) وقیضنا لھم قرناء یعنی ہم نے کافروں کے ساتھ شیطانوں کو لگا دیا۔ تتنزل علیھم الملٰئکۃ یعنی موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ اھتزت یعنی سبزے سے لہلہانے لگتی ہے۔ وربت پھول جاتی ہے۔ ابھر آتی ہے۔ مجاہد کے سوا اوروں

الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ. يُوزَعُونَ: يُكَفُّونَ، مِنْ أَكْمَامِهَا: قِشْرُ الْكُفُرَّى الْكُمُّ، وَقَالَ غَيْرُهُ: وَيُقَالُ لِلْعِنَبِ إِذَا خَرَجَ أَيْضًا كَافُورٌ وَكُفُرَّى، وَلِيٌّ حَمِيمٌ: الْقَرِيبُ، مِنْ مَحِيصٍ: حَاصَ عَنْهُ: حَادَ عَنْهُ، مِرْيَةٌ وَمُرْيَةٌ وَاحِدٌ: أَيِ امْتِرَاءٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ، اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ: الْوَعِيدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ. بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللَّهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ. كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ.

نے کہا۔ من اکمامها یعنی جب پھل گابھوں سے نکلتے ہیں۔ لیقولن ھذالی یہ میرا حق ہے۔ میرے نیک کاموں کا بدلہ ہے۔ سواء للسآئلین سب مانگنے والوں کے لئے اسکو یکساں رکھا۔ فهدیناهم سے یہ مراد ہے۔ کہ ہم نے اُن کو اچھا بُرا دکھلایا۔ بتلادیا۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا۔ وھدینٰه النجدین (یعنی سورہ بلد میں اور سورہ دھر میں) اناھدینٰه السّبیل ف۱ لیکن ہدایت کا وہ معنی سیدھے اور سچے رستے پر لگا دینا۔ وہ تو اصعاد کے معنی میں ہے۔ (سورۂ انعام) اُولٰٓئك الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ۔ میں یہی معنی مُراد ہے۔ یوزعون رُوکے جائیں گے من اکمامها کہتے ہیں۔ گابھ کے پوست (چھلکے) کو (یہ ابن عباسؓ کا قول ہے) اوروں نے کہا۔ انگور جب نکلے تو اسکو بھی کافور اور کفری کہتے ہیں۔ ولیٌّ حمیم نزدیک رہنے والا دوست من محیص۔ محیص حاص سے نکلا ہے۔ حاص کا معنے نکل بھاگا۔ الگ ہوگیا۔ مِریة بکسر میم اور مُریة بضمہ میم (دونوں قرائتیں ہیں) دونوں کا ایک معنی ہے۔ یعنی شک اور مجاہد نے کہا ف۱۹ اعملوا ماشئتم وعید ہے ف۲۰ ابن عباس رضؓ نے کہا ف۲۱ ادفع بالتی ھی احسن سے یہ مراد ہے۔ کہ غصے کے وقت صبر کر اور برائی کو معاف کر دے۔ جب لوگ ایسے اخلاق اختیار کرینگے۔ تو اللہ تعالے انکو ہر آفت سے بچائے رکھے گا۔ اور ان کے دشمن بھی عاجز ہو کر ان کے دل سوز دوست بن جائینگے

ف۱ اس کو طبری اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ یہ معنی ابن عباس رضؓ نے اپنی قرأت پر کیا ہے۔ انہوں نے یوں پڑھا ہے۔ اتیا طوعًا أو کرھًا قالتا أتینا تو یہ ایتا سے نکلا ہے۔ جس کے معنے دینے کے ہیں اور مشہور قرأت اتینا اور ائتنا ہے۔ اتیان سے اس کے معنی آنے کے ہیں۔ ف۲ نافع بن ازرق جو اخیر میں خارجی ہو گیا ف۳ کوئی رشتے ناطے ان میں نہ رہیں گے۔ ف۴ ترجمہ ایک دوسرے کے سامنے آکر پوچھ پاچھ کریں گے۔ ف۵ یعنے میدان حشر میں جب سب دوبارہ زندہ ہونگے اور کسی قدر ہوش ٹھکانے آئیگی۔ ف۶ اور شرک سے مکر کر مزے

سے بہشت میں چلدیں. ف شرک اور گناہوں کا اقرار کریں گے۔ ف۸ سورۂ حم سجدہ میں. ف۹ صرف اس کا مادہ پیدا کر دیا۔ ف۱۰ اور زمین کی یہ چیزیں دو دن ہیں. ف۱۱ اب یہ شبہ نہ رہا کہ ایک جگہ تو آسمان کی پیدائش زمین سے پہلے بیان فرمائی۔ دوسری جگہ زمین کی پیدائش پہلے بیان کی. مگر اب بھی یہ اعتراض باقی رہے گا. کہ سورۂ حم سجدہ میں یوں ہے۔ وجعل فیھا رواسی من فوقھا وبارک فیھا وقدر فیھا اقواتھا فی اربعۃ ایام سواء للسائلین ثم استوی الی السماء وھی دخان اسکا ظاہری مطلب تو یہ نکلتا ہے۔ کہ آسمانوں کی ترتیب اور ان کے سات طبقے بنانا یہ زمین کے دحو یعنی پھیلانے کے بعد ہے۔ اور سورہ والنازعات سے یہ نکلتا ہے. کہ زمین کا دحو اس کے بعد ہے۔ چنانچہ اُس سورۃ میں یوں فرماتا ہے۔ ءانتم اشد خلقا ام السماء بنٰھا رفع سمکھا فسوّٰھا واغطش لیلھا واخرج ضحٰھا والارض بعد ذالک دحٰھا اسی لئے بعضے مفسرین نے یوں کہا ہے کہ سورۂ نازعات میں بعد ذالک کا مطلب یہ ہے کہ اسکے علاوہ یہ کیا۔ کہ زمین کو پھیلایا بعد ذالک سے بعدیت زمانی مُراد نہیں ہے۔ جامع البیان میں ہے کہ یہ مقام مشکل ہے اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ ف۱۲ وکان اللہ عزیزا حکیما. وکان اللہ سمیعا بصیرا۔ ف۱۳ یعنی غفور رحیم۔ عزیز حکیم۔ سمیع بصیر. ف۱۴ تو گو اول میں مخلوقات نہ تھی۔ مگر اللہ جل جلالہ سب صفات کمال سے موصوف تھا۔ اس لئے جب چاہے اپنی صفات کا استعمال کر سکتا ہے حاصل یہ ہے۔ کہ صفات قدیم ہیں. گو ان کے تعلقات حادث ہوں۔ جیسے سمع اللہ کا قدیم سے تھا. مگر تعلق سمع کا اسوقت سے ہوا۔ جب سے آوازیں پیدا ہوئیں۔ اسیطرح پر سارے صفات میں کہیں گے۔ ف۱۵ انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ ف۱۶ تو غیر ممنون کا معنی بے حساب ہوگا۔ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۱۷ یعنی سب اس سے برابر فائدہ اٹھاتے ہیں یا سب اس سے یکساں عبرت لیتے ہیں۔ ف۱۸ امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ ہدایت کے دو معنے آئے ہیں۔ ایک تو صرف راہ دکھلا دینا۔ بُری اچھی بات بتلا دینا۔ ان تینوں آیتوں میں ہدایت کا یہی معنی ہے۔ دوسرے راہ پر لگا دینا۔ اور وہاں تک پہنچا دینا۔ اولئک الذین ھدی اللہ میں یہ معنے مراد ہیں ف۱۹ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۲۰ اس سے ڈرانا منظور ہے۔ جیسے کہتے ہیں اچھا خیر جو چاہو کرو۔ ف۲۱ اس کو طبری نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ۔ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم الآیہ کی تفسیر

۳٤٠۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ،

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یزید بن زریع نے۔ انہوں نے روح بن قاسم سے۔ انہوں نے منصور سے۔ انہوں نے مجاہد سے۔ انہوں نے ابومعمر

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ- وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ- الآيَةَ، وَكَانَ رَجُلانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ ثَقِيفٍ، أَوْ رَجُلانِ مِنْ ثَقِيفٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِي بَيْتٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَتَرَوْنَ أَنَّ اللهَ يَسْمَعُ حَدِيثَنَا؟ قَالَ بَعْضُهُمْ: يَسْمَعُ بَعْضَهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ، لَقَدْ يَسْمَعُ كُلَّهُ، فَأُنْزِلَتْ- وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلاَ أَبْصَارُكُمْ- الآيَةَ-

عبداللہ بن سخیرہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا۔ یہ آیت وماکنتم تستترون الخ الآیۃ اس طرح نازل ہوئی کہ قریش کے دو آدمی ف۱ اور انکی جورو کا ایک رشتہ دار جو ثقیف قبیلے کا تھا ف۲ یہ تینوں آدمی یا ثقیف کے دو شخص ف۳ اور ان کی جورو کا رشتہ دار جو قریش میں سے تھا۔ یہ تینوں ایک گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ف۴ آپس میں کہنے لگے۔ تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سُنتا ہے۔ کسی نے کہا۔ کچھ سُنتا ہے (جو ہم پکار کر کہیں) کسی نے کہا۔ (واہ واہ) اگر کچھ سُنتا ہے۔ تو پھر سب باتیں سنتا ہے۔ ف۵ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی وما کُنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم اخیر آیت تک۔

ف۱ صفوان، اور ربیعہ امیہ بن خلف کے بیٹے۔ ف۲ عبد یالیل بن عمرو یا حبیب بن عمرو۔ یا اخنس بن شریق۔ ف۳ ایک کا نام اخنس دوسرے کا نام نامعلوم ہے۔ ف۴ فیض الباری میں جو ختن کو خاص داماد قرار دیا ہے۔ اسکی سند مجھ کو معلوم نہیں ہوئی۔ عبد الرزاق کی روایت میں بغیر شک کے یوں مذکور ہے۔ ایک ثقفی اور دو اسکی جورو کے رشتہ دار قرشی بیٹھے تھے۔ اور مسلم کی روایت میں صرف تین شخصوں کا ذکر ہے۔ کہ وہ بیٹھے تھے یہ تفصیل نہیں ہے کہ قریش کے تھے۔ یا ثقیف کے۔ ف۵ یعنی جب عرش پر ہوتے ہوئے اس نے اتنی دور سے ہماری کچھ باتیں سُن لیں۔ تو معلوم ہوا۔ وہ سب کچھ سنتا ہے۔ ہم آہستہ چھپا کر بولیں۔ یا پکار کر۔

بَابٌ قَوْلُهُ- وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ-

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وذالکم ظنکم الذی ظننتم بربکم ارداکم فاصبحتم من الخاسرین کی تفسیر

۳۴۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ، أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيرَةٌ

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم سے منصور بن معتمر نے انہوں نے مجاہد سے۔ انہوں نے ابو معمر سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ بیت اللہ کے پاس دو قریش کے شخص ایک ثقیف کا یا دو ثقیف کے اور ایک

شَحْمُ بُطُونِهِمْ، قَلِيلَةٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ: أَتُرَوْنَ أَنَّ اللهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ؟ قَالَ الْآخَرُ: يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا، وَقَالَ الْآخَرُ: إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ ۔ الْآيَةَ ۔ وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهَذَا فَيَقُولُ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَوْ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوْ حُمَيْدٌ أَحَدُهُمْ أَوْ اثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلَى مَنْصُورٍ وَتَرَكَ ذَلِكَ مِرَارًا غَيْرَ وَاحِدَةٍ۔

قریش کا تینوں جمع ہوئے اُن کے پیٹوں میں چربی بہت تھی ۔(خوب موٹے تازے) لیکن عقل کم تھی ۔اُن میں ایک بولا تم کیا سمجھتے ہو ۔ اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سنتا ہے دوسرا بولا ۔ پکار کر بات کریں تو سنتا ہے ۔ اگر آہستہ بات کریں ۔ تو نہیں سُنتا ۔ تیسرا کہنے لگا ۔ اگر وہ پکار کر بات سنتا ہے ۔ تو جو آہستہ سے بات کریں ۔ وہ بھی سنے گا ف اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم اخیر آیت تک حمید نے کہا ۔ سفیان بن عیینہ ہم سے یہ حدیث بیان کرتے تھے (پہلے) وہ یوں کہتے تھے ۔ ہم سے منصور بن معتمر یا عبداللہ بن ابی نجیح یا حمید بن قیس نے بیان کیا پھر صرف منصور کا نام لینے لگے ۔ باقی دونوں کا نام لینا چھوڑ دیا ۔ کئی بار اسی طرح انہوں نے یہ حدیث بیان کی ۔

ف یہ تیسرا شخص اُن تینوں میں ذرا سمجھ دار تھا ۔ کہتے ہیں یہ شخص اخنس بن شریق یا صفوان بن امیہ تھا جو بعد کو مسلمان ہو گئے تھے

بَابُ قَوْلِهِ ۔ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ۔ الْآيَةَ ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فان یصبروا فالنار مثوًی لھم ۔ الایہ کی تفسیر ۔

۳۴۲ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بِنَحْوِهِ۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا ۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے ۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے ۔ کہا مجھ سے منصور نے ۔ انہوں نے مجاہد سے ۔ انہوں نے ابو معمر سے ۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے وہی حدیث جو اوپر گزری

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة حم عسق

سورہ حٰم عسق کی تفسیر

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: عَقِيمًا: الَّتِي لَا تَلِدُ، رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا: الْقُرْآنُ،

ابن عباس رض سے منقول ہے ۔ عقیما کا معنی بانجھ جس کی اولاد نہ ہو ف روحا من امرنا میں روح سے قرآن مراد

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ: نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ، لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا: لَا خُصُومَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ: ذَلِيلٍ، وَقَالَ غَيْرُهُ: فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ: يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِينَ فِي الْبَحْرِ، شَرَعُوا: ابْتَدَعُوا۔

ہے۔ اور مجاہدؒ نے کہا کہ یذرؤکم فیہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل پھیلاتا ہے۔ لاحجۃ بیننا اب کچھ ہم تم میں جھگڑا نہیں رہا طرفِ خفی کمزوری کی نگاہ سے۔ (یا دزدیدہ نظر سے) اوروں نے کہا۔ فیظللن رواکد علی ظھرہ یعنی اپنے مقام پر (موج کے تھپیڑوں سے) ہلتی رہیں۔ نہ آگے بڑھیں (نہ پیچھے ہٹیں۔ شرعوا نیا دین نکالا۔

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم اور طبری نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو فریابی نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول الا المودۃ فی القربیٰ۔ کی تفسیر

۳۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى۔ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَجِلْتَ، إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ، فَقَالَ: إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن جعفر نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے عبدالملک بن میسرہ سے۔ کہا میں نے طاؤس سے سُنا۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ اُن سے کسی نے پوچھا۔ الا المودۃ فی القربیٰ کا مطلب کیا ہے۔ سعید بن جبیرؒ نے (جھٹ) کہہ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل مُراد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تم جلد بازی کرتے ہو۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (کچھ نہ کچھ) قرابت نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ نے (اپنے پیغمبر) سے فرمایا۔ (تم کہہ دو) اگر اور کچھ نہیں کرتے۔ (مسلمان نہیں ہوتے) تو یہ تو کرو۔ کہ میرا اور اپنی قرابت ہی کا لحاظ کرو۔ ف

ف۱ کیونکہ یہ آیت مکی ہے۔ اب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت جو ابن ابی حاتم نے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربیٰ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد مُراد ہے ضعیف ہے۔ ابن کثیرؒ نے کہا۔ کہ اس کا راوی حسین اشقر ہے۔ جو شیعہ حدیث بنانے والا ہے۔ اور یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی

اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کہاں تھی کذا قال القسطلانی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة حمٓ الزخرف

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: عَلَى أُمَّةٍ: عَلَى إِمَامٍ، وَقِيلَهُ يَا رَبِّ، تَفْسِيرُهُ: أَيَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيلَهُمْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً: لَوْلَا أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ الْكُفَّارِ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ مِنْ فِضَّةٍ وَهِيَ دَرَجٌ وَسُرُرُ فِضَّةٍ، مُقْرِنِينَ: مُطِيقِينَ، آسَفُونَا: أَسْخَطُونَا، يَعْشُ: يَعْمَى، وَقَالَ مُجَاهِدٌ - أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ - أَيْ تُكَذِّبُونَ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ لَا تُعَاقَبُونَ عَلَيْهِ - وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ - سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ، مُقْرِنِينَ: يَعْنِي الْإِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ، يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ: الْجَوَارِي جَعَلْتُمُوهُنَّ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا، فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ؟ لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ: يَعْنُونَ الْأَوْثَانَ، يَقُولُ اللهُ تَعَالَى - مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ - الْأَوْثَانُ إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ، فِي عَقِبِهِ: وَلَدِهِ، مُقْتَرِنِينَ: يَمْشُونَ مَعًا، سَلَفًا: قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَثَلًا: عِبْرَةً، يَصِدُّونَ: يَضِجُّونَ، مُبْرِمُونَ: مُجْمِعُونَ، أَوَّلُ

سورۂ حٰم زخرف کی تفسیر

مجاہد نے کہا۔ علی امۃ کا معنی ایک امام پر (یا ایک ملت پر یا ایک دین پر) وقیلہ یارب کا معنی یہ ہے۔ کیا کافر لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم انکی آہستہ بات اور انکی کانا پھوسی اور انکی گفتگو نہیں سنتے ف اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ف ولولا أن یکون الناس امۃ واحدۃ کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگوں کو کافر ہی بنا ڈالتا ف تو میں کافروں کے گھروں میں چاندی کی چھتیں اور چاندی کی سیڑھیاں کر دیتا۔ معارج کے معنی سیڑھیاں تخت وغیرہ ف مقرنین زور والے ف آسفونا ہمکو غصہ دلایا۔ یعش اندھا بن جائے۔ ف مجاہد نے کہا ف افنضرب عنکم الذکر کا مطلب یہ ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم قرآن کو جھٹلاتے رہوگے اور ہم تم پر عذاب نہیں اتارنے کے (تم کو ضرور عذاب ہوگا) ومضی مثل الاولین اگلوں کے قصے کہانیاں چل پڑے۔ ف وما کنا لہ مقرنین یعنے اونٹ گھوڑے خچر گدھوں پر ہمارا زور نہ چل سکتا۔ ینشأ فی الحلیۃ سے بیٹیاں مراد ہیں یعنی تم نے بیٹی ذات کو اللہ کی اولاد ٹھہرایا۔ واہ واہ کیا اچھا حکم لگاتے ہو۔ لو شاء الرحمن ما عبدناھم میں ھم کی ضمیر بتوں کیطرف پھرتی ہے۔ کیونکہ آگے فرمایا۔ مالھم بذالک من علم یعنی بتوں کو جنکو یہ پوجتے ہیں۔ کچھ علم ہی نہیں ہے (وہ تو بے جان ہیں) فی عقبہ اسکی اولاد میں۔ مقترنین ساتھ ساتھ چلتے ہوئے۔ سلفًا سے مراد فرعون کی قوم ہیں وہ لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو کافر ہیں

العَابِدِينَ: أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ: الْعَرَبُ تَقُولُ: نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمِيعُ مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ، يُقَالُ فِيهِ بَرَاءٌ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ، وَلَوْ قَالَ بَرِيءٌ لَقِيلَ فِي الْاِثْنَيْنِ بَرِيئَانِ وَفِي الْجَمِيعِ بَرِيئُونَ وَقَرَءَ عَبْدُ اللهِ إِنَّنِي بَرِيءٌ بِالْيَاءِ، وَالزُّخْرُفُ: الذَّهَبُ، مَلَائِكَةً يَخْلُفُونَ: يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔

اُن کے پیشوا (یعنے اگلے لوگ) تھے۔ ومثلاً للآخرین پچھلوں کے لئے عبرت مثال یصدون چلانے لگے۔ (یضجون) غل شور کرنے لگے مُبرمون ٹھانے والے قرار دینے والے اول العابدین سب سے پہلے ایمان لانیوالا۔ انّنی برآء ممّا تعبدون عرب لوگ کہتے ہیں۔ ہم تم سے براء ہیں۔ ہم تم سے خلاء ہیں۔ (یعنی بیزار ہیں الگ ہیں کچھ غرض نہیں) واحد اور تثنیہ اور جمع مذکر مؤنث سب میں براء کا لفظ بولا جاتا ہے۔ کیونکہ براء مصدر ہے۔ اور اگر بریٔ پڑھا جائے۔ جیسے ابن مسعودؓ کی قرأت ہے تب تو تثنیہ میں بریٔان اور جمع میں بریٔون کہنا چاہئے۔ الزخرف سونا ملائکۃ یخلفون یعنی فرشتے جو ایک کے پیچھے ایک آتے رہتے ہیں۔

ف۱ یہ تفسیر اس قرأت پر ہے جب وقیلہ بہ نصب لام پڑھا جائے۔ تو یہ عطف ہوگا۔ سرّھُم و نجواھُم پر اور مشہور قرأت وقیلہ بکسر لام ہے۔ اس صورت میں یہ عطف ہوگا الساعۃ پر۔ یعنی خدائے تعالیٰ اسکی گفتگو بھی جانتا ہے ف۲ اسکو ابن ابی حاتم نے اور طبری نے وصل کیا۔ ف۳ یا اس صورت میں سب لوگ کافر ہی ہو جاتے ہیں۔ ف۴ مطلب یہ ہے کہ دنیا کی دولت کو اللہ کا احسان نہ سمجھنا چاہیئے کبھی جن لوگوں سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اُن کو دنیا کی دولت بہت دیتا ہے۔ دنیا ایک بے حقیقت چیز ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ تو دنیا میں سب کے سب کافر ہی ہو جاتے۔ یعنی جس صورت میں اللہ تعالیٰ کافروں کو مالدار کرتا۔ تو لوگ دنیا کی طمع سے سب کے سب کفر اختیار کر جاتے اور یہ اللہ کو منظور نہیں ہے ورنہ تو اللہ تعالیٰ کافروں کو اتنی دولت دیتا۔ کہ ہر کافر کے گھر کی چھت، زینے اور تخت وغیرہ سب چاندی کے ہوتے۔ ف۵ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ان جانوروں کو ہمارے بس میں نہ دیتا۔ تو ہم کو اتنی طاقت نہ تھی۔ کہ انکو زور سے اپنے بس میں لاتے۔ ف۶ اللہ کی یاد چھوڑ دے دنیا میں پھنس جائے۔ ف۷ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۸ لوگ اُن کے تذکرے کرتے رہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ـ وَنَادَوْا يَامَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ۔

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون۔ کی تفسیر

۳۴۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو،

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے۔ انہوں نے

عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ - وَنَادَوْا يَامَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ - وَقَالَ قَتَادَةُ: مَثَلًا لِلْآخِرِينَ: عِظَةً لِمَنْ بَعْدَهُمْ، وَقَالَ غَيْرُهُ: مُقْرِنِينَ: ضَابِطِينَ، يُقَالُ فُلَانٌ مُقْرِنٌ لِفُلَانٍ: ضَابِطٌ لَهُ، وَالْأَكْوَابُ: الْأَبَارِيقُ الَّتِي لَا خَرَاطِيمَ لَهَا، وَقَالَ قَتَادَةُ: فِي أُمِّ الْكِتَابِ: جُمْلَةِ الْكِتَابِ، أَصْلِ الْكِتَابِ، أَوَّلُ الْعَابِدِينَ: أَيْ مَا كَانَ فَأَنَا أَوَّلُ الْأَنِفِينَ وَهُمَا لُغَتَانِ، رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللهِ: وَقَالَ الرَّسُولُ يَارَبِّ، وَيُقَالُ: أَوَّلُ الْعَابِدِينَ الْجَاحِدِينَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ - أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ: مُشْرِكِينَ، وَاللهِ لَوْ أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهُ أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَهَلَكُوا، فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ: عُقُوبَةُ الْأَوَّلِينَ: جُزْءًا: عِدْلًا۔

عطاء بن ابی رباح سے۔ انہوں نے صفوان بن یعلی سے انہوں نے اپنے والد (یعلی بن امیہ) سے۔ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یوں پڑھتے سنا۔ ونادوا یامالك لیقض علینا ربك بعضوں نے یامال پڑھا ہے ترخیم کیساتھ) اور قتادہ نے کہا۔ مثلاً للاخرین یعنی پچھلوں کے لئے نصیحت۔ دوسروں نے کہا۔ مُقرنین کا معنی قابو میں لانے والے عرب لوگ کہتے ہیں۔ فلانا فلانے کا مقرن ہے۔ یعنی اس پر اختیار رکھتا ہے۔ (اسکو قابو میں لایا ہے۔ اکواب وہ کوزے جن کی ٹونٹی نہ ہو۔ (بلکہ منہ کھلا ہوا ہو۔ جہاں سے چاہے آدمی پئے) اور قتادہ نے کہا فی ام الکتاب کا معنی یہ ہے کہ مجموعی کتاب اور اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ میں۔ ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں ہے (تو ان نافیہ ہے) عابدین سے انفین مراد ہے یعنی سب سے پہلے میں اس سے عار کرتا ہوں اس کا انکار کرتا ہوں۔ عابد اور عَبِد دونوں عار کرنے والے کے معنی میں آتے ہیں۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے وقیلہ یارب کے بدل یوں پڑھا ہے وقال الرسول یارب بعضوں نے کہا۔ اول العابدین کا معنی یہ ہے سب سے پہلے میں اس کا انکار کرنے والا ہوں (عرب لوگ کہتے ہیں۔ عبدنی حقی میرا حق مکر گیا) یہ عبد یعبد سے نکلا ہے أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ میں مُسرفین سے مشرکین مُراد ہیں۔ قتادہؒ نے کہا۔ خدا کی قسم اگر جس وقت شروع میں اگلے کافروں نے قرآن کو جھٹلایا تھا۔ قرآن مجید اٹھا لیا جاتا۔ تو سب کے سب ہلاک ہو جاتے (عذاب آتا) ف ومضیٰ مثل الاولین یعنی اگلوں کو عذاب ہو چکا ہے۔ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا یعنی بعضے بندوں کو انہوں نے اللہ کے برابر کر دیا۔

ف مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے قرآن شریف نہیں اٹھایا۔ بلکہ دوبارہ سہ بارہ اُن کو سمجھاتا رہا۔ اس قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة حم الدخان

سورہ دُخان کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: رَهْوًا طَرِيقًا يَابِسًا، عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ. عَلٰى مَنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ، فَاعْتِلُوهُ: ادْفَعُوهُ. وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ. أَنْكَحْنَاهُمْ حُورًا عِينًا يَحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ، وَيُقَالُ أَنْ تَرْجُمُونِ: الْقَتْلُ، وَرَهْوًا: سَاكِنًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَالْمُهْلِ: أَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: تُبَّعٍ: مُلُوكُ الْيَمَنِ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ، وَ الظِّلُّ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ الشَّمْسَ۔

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔

مجاہد نے کہا۔ رَهْوًا کا معنی سوکھا رستہ۔ وَ عَلَى الْعٰلَمِينَ سے مُراد اگلے زمانہ کے لوگ ہیں۔ فَاعْتِلُوهُ اُس کو ڈھکیل دو۔ زَوَّجْنٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ہم نے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اُن کا جوڑ لگادیا۔ جن کا جمال دیکھنے سے آنکھوں کو حیرانی ہوتی ہے تَرْجُمُونِ مجھ کو قتل کرو۔ رَهْوًا تھما ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ كَالْمُهْلِ یعنی کالا تلچھٹ کی طرح۔ اوروں نے کہا۔ تُبَّعٍ سے یمن کے بادشاہ مراد ہیں۔ ان کو تُبَّع اس لئے کہا کرتے کہ ایک کے بعد ایک بادشاہ ہوتا۔ اور سایہ کو بھی تبع کہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کے ساتھ رہتا ہے۔

بَابٌ۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ۔ فَارْتَقِبْ: فَانْتَظِرْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ۔ کی تفسیر۔ قتادہ نے کہا۔ فَارْتَقِبْ کا معنی انتظار کر۔

۳۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَضَى خَمْسٌ: الدُّخَانُ، وَالرُّومُ، وَالْقَمَرُ، وَالْبَطْشَةُ، وَاللِّزَامُ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا۔ انہوں نے ابو حمزہ (محمد بن محمود) سے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے مسلم بن صبیح سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ پانچ نشانیاں گزر چکیں۔ (ہو چکی ہیں) دخان ف روم ف اور چاند کا پھٹنا

ف۳ اور بطشہ ف۴ اور لزام ف۵

ف۱ جس کا ذکر اس سورۃ میں ہے۔ ف۲ روم والوں کا مغلوب ہونا جس کا ذکر سورہ روم میں ہے۔ ف۳ جس کا ذکر سورہ قمر میں ہے۔ ف۴ جس کا ذکر اس سورت میں ہے۔ ف۵ جس کا ذکر سورہ فرقان میں ہے۔

بابٌ - يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ -

٣٤٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّمَا كَانَ هَذَا لأَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوا العِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الجَهْدِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى - فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ - يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ - قَالَ: فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتَسْقِ اللهَ لِمُضَرَ فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ، قَالَ: لِمُضَرَ؟ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ فَاسْتَسْقَى فَسُقُوا، فَنَزَلَتْ - إِنَّكُمْ عَائِدُونَ - فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوا إِلَى حَالِهِمْ حِينَ أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ - يَوْمَ نَبْطِشُ البَطْشَةَ الكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ قَالَ: يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ کی تفسیر۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابومعاویہ نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے مسلم بن صبیح سے انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ ہوا یہ کہ قریش کے لوگوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا نہ سنا۔ تو آپ نے ان پر بددعا کی۔ کہ حضرت یوسفؑ کے زمانہ کیطرح ان پر کئی سال کا قحط آئے۔ پھر یہ قحط آ پہنچا۔ ان کو سخت مصیبت ہوئی یہاں تک کہ ہڈیاں بھی کھا گئے۔ ان میں کوئی شخص آسمان کیطرف دیکھتا۔ تو بھوک کے مارے ایک دھواں سا دکھائی دیتا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین يغشى الناس هذا عذاب اليم آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آیا۔ (ابوسفیان آیا) کہنے لگا۔ یارسول اللہ! مضر قوم والوں کے لئے (جو مکہ کے قریب رہتے تھے) دعا کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مضر کیلئے۔ (وہ تو سخت کافر اور مشرک ہیں) تو عجب بہادر آدمی ہے۔ خیر آپؐ نے بارش کی دعا فرمائی۔ (کافروں پر رحم فرمایا۔ آپؐ رحمت للعالمین تھے) بارش ہوئی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی انكم عائدون ف۱ جب ذرا آسائش ملی۔ تو اسی حالت میں آ گئے۔ (بدستور شرک پر مستعد رہے) آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یوم نبطش البطشة الكبرى انا

مُنْتَقِمُونَ۔ بطشہ سے بدر کی سزا مراد ہے

ف ثم پھر وہی کفر اور شرک کرتے رہو گے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى - رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ۔

٣٤٧ - حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لاَ تَعْلَمُ: اللَّهُ أَعْلَمُ، إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ إِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ، فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ أَكَلُوا فِيهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتَّى جَعَلَ أَحَدُهُمْ يَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوعِ قَالُوا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ، فَقِيلَ لَهُ إِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَادُوا، فَدَعَا رَبَّهُ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوا فَانْتَقَمَ اللَّهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ - يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ - إِلَى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ البلخی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وکیع نے انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابوالضحٰے سے انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے کہا میں عبداللہ بن مسعود کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا علم کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو۔ صاف کہہ دے اللہ جانتا ہے (میں نہیں جانتا) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہہ دو میں تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتا۔ اور نہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بناوٹ کرتے ہیں۔ ہوا یہ کہ قریش کے لوگوں نے جب ہیکڑی شروع کی۔ (شرارت پر کمر باندھی)۔ آپ کا ارشاد نہ سُنا۔ تو آپ نے یوں بد دُعا فرمائی۔ یا اللہ! ان پر حضرت یوسفؑ کے زمانے کیطرح سات برس کا قحط بھیج کر میری مدد فرما آخر اُن پر قحط آیا۔ ایسا سخت ہوا کہ ہڈیاں اور مُردار تک کھا گئے۔ نوبت یہ پہنچی کہ ان میں کوئی بھوک کے مارے آسمان کو دیکھتا۔ تو ایک دھواں سا دکھلائی دیتا۔ اسوقت کیا کہنے لگے۔ پروردگار یہ عذاب اُٹھا دے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہ دیکھو یہ عذاب موقوف ہوا کہ پھر اسی طرح شرک اور کفر کرنے لگیں گے خیر اللہ تعالےٰ نے (آپکی دُعا کیوجہ سے) عذاب اٹھا لیا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ وہ شرک اور کفر کرنے لگے تب تو اللہ تعالےٰ نے بدر کے دن اُن سے بدلہ لیا۔ اس آیت میں یہی مراد ہے۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین۔ الیٰ قولہ منتقمون

بابٌ۔ أَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ۔ الذِّكْرُ وَالذِّكْرٰى وَاحِدٌ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول انّٰی لهم الذکرٰی و قد جاءهم رسول مبین کی تفسیر۔ ذکر اور ذکریٰ دونوں کا معنی ایک ہے یعنی نصیحت لینا۔

۳۴۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ: فَقَالَ: اللّٰهُمَّ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ، فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ يَعْنِي كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى كَانُوا يَأْكُلُونَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ، ثُمَّ قَرَأَ۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ حَتّٰى بَلَغَ۔ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرٰى: يَوْمَ بَدْرٍ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر بن حازم نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابوالضحیٰ سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے کہا۔ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرتؐ نے جب قریش کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے آپؐ کو جھٹلایا۔ آپؐ کا کہنا نہ مانا۔ تو آپؐ نے یوں دُعا کی۔ یا اللہ! ان لوگوں پر حضرت یوسفؑ کے زمانہ کیطرح سات برس کا قحط بھیج کر میری مدد فرما۔ اُن پر ایسا قحط آیا۔ کہ ہر چیز تباہ ہو گئی ف نوبت یہ پہنچی۔ کہ مردار تک کھانے لگے۔ ان میں کوئی کھڑا ہوتا۔ تو بھوک اور ضعف کے مارے اپنے اور آسمان کے بیچ میں ایک دھواں سا دیکھتا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین اس آیت تک پہنچے۔ انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ بھلا کہیں ہو سکتا ہے۔ کہ قیامت کا عذاب اُن پر سے دُور کیا جائے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ کہ بطشہ کبریٰ سے بدر کی جنگ مراد ہے۔

ف قحط نے سب چیزوں کو ملیامیٹ کر دیا۔

بابٌ۔ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ثم تولوا عنه وقالوا معلم مجنون کی تفسیر۔

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، وَمَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ،

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم کو محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہ سے۔ انہوں نے سلیمان اور منصور سے انہوں نے ابوالضحیٰ (مسلم بن صبیح) سے۔ انہوں نے

قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ - قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ - فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ الَّتِي حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ، فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: أَيْ مُحَمَّدُ، إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ، فَدَعَا ثُمَّ قَالَ: تَعُودُوا بَعْدَ هَذَا، فِي حَدِيثِ مَنْصُورٍ، ثُمَّ قَرَأَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ - إِلَى - عَائِدُونَ - أَيُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ؟ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ، وَقَالَ أَحَدُهُمْ: الْقَمَرُ، وَقَالَ الْآخَرُ: الرُّومُ -

مسروق سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور فرمایا اے محمدؐ کہہ دو میں تم سے اس وعظ و نصیحت پر کوئی نیگ نہیں مانگتا اور نہ میں ان لوگوں میں ہوں جو بناوٹ کرتے ہیں ہوا یہ کہ جب آنحضرتؐ نے دیکھا قریش (کسیطرح) میرا کہنا نہیں مانتے۔ تو آپ نے بددعا کی۔ یا اللہ! حضرت یوسفؑ کے زمانہ کیطرح سات سال کا قحط ان پر بھیج کر میری مدد فرما۔ آخر قحط آپہنچا۔ اس نے ہر چیز تباہ کردی۔ نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ ہڈیاں اور چمڑے تک بھی کھاگئے۔ سلیمان اور منصور راویوں میں سے ایک یوں کہتا ہے۔ یہانتک کہ انہوں نے ہڈی اور مردار کو بھی نہ چھوڑا۔ (چٹ کر گئے) اور زمین میں سے ایک دھواں سا نکلنا شروع ہوا ف پھر ابوسفیان آنحضرتؐ کے پاس آیا کہنے لگا۔ اے محمدؐ! تمہاری قوم تو ہلاک ہو رہی ہے۔ اب دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ یہ قحط موقوف کرے۔ آپ نے دعا کی پھر فرمایا۔ تم عذاب دُور ہوجانے کے بعد پھر کفر کروگے بعد اس کے یہ آیت پڑھی فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ اخیر تک (منصور کی روایت میں ایسا ہی ہے) ابن مسعودؓ نے کہا۔ یہ آخرت کا عذاب ہوتا تو آخرت کا عذاب کہیں موقوف ہوسکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ بطشہ، دخان اور لزام یہ تینوں نشانیاں گزر چکیں۔ سلیمان اور منصور میں سے ایک نے کہا۔ اور چاند کی نشانی بھی دوسرے نے کہا۔ روم کی نشانی بھی۔

ف یہ اگلی روایتوں کے خلاف نہیں ہے۔ جن میں یہ مذکور ہے۔ کہ دیکھنے والے کو زمین اور آسمان کے بیچ میں ایک دھواں سا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ احتمال ہے کہ یہ دھواں زمین سے آسمان تک پھیلا ہو۔ یا دونوں باتیں ہوئی ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ جب بارش بالکل نہیں ہوتی۔ تو زمین بہت گرم ہو کر اس میں سے ایک مادہ دھوئیں کیطرح نکلتا ہے۔ اٹالیا کیطرف تو ایسے پہاڑ موجود ہیں۔ جن میں رات دن آگ نکلتی ہے۔ وہاں دھواں رہتا ہے اور کبھی کبھی زمین سے یہ گرم مادہ نکل کر دُور دُور تک بہتا چلا گیا ہے۔ اور جو چیز سامنے آئی۔ درخت، آدمی، جانور

وغیرہ اس کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

باب: يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى، إِنَّا مُنْتَقِمُونَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ کی تفسیر۔

۳۵۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ: اللِّزَامُ، وَالرُّومُ، وَالْبَطْشَةُ، وَالْقَمَرُ، وَالدُّخَانُ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وکیع بن جراح نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے مسلم سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا، پانچ چیزیں گزر چکیں۔ لزام، روم، بطشہ، قمر، دخان

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ حٰم الجاثیۃ

سورۃ الجاثیہ کی تفسیر۔

جَاثِيَةً: مُسْتَوْفِزِينَ عَلَى الرُّكَبِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَسْتَنْسِخُ: نَكْتُبُ، نَنْسَاكُمْ: نَتْرُكُكُمْ

جاثیہ زانوؤں پر کھڑے کر کے بیٹھے ہوں گے۔ (ڈر کے مارے) مجاہد نے کہا۔ نَسْتَنْسِخُ لکھتے تھے ف ننساکم تم کو چھوڑ دیں گے۔ (عذاب میں پڑے رہنے دیں گے

ف اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔

باب۔ وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ۔

باب: وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ۔ کی تفسیر۔

۳۵۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے سعید بن مسیب سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا، آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے آدمی مجھ کو ستاتا ہے۔ زمانہ کو برا کہتا ہے۔ میں زمانہ کا مالک ہوں۔ (زمانہ کیا کر سکتا ہے) سب کام میرے ہاتھ میں ہیں۔ میں ہی رات اور دن پلٹ پلٹ کر لاتا ہوں۔ ف

ف: انا الدھر کا یہی مطلب ہے۔ کہ میں زمانہ کا خالق اور مالک ہوں۔ یہ نہیں کہ زمانہ خود اللہ ہے جیسے

دہریہ سمجھتے ہیں۔ کہ معاذ اللہ! اللہ کا وجود نہیں ہے۔ یہ سارا عالم خود بخود پیدا ہو گیا ہے۔ اور سارے واقعات زمانہ کے انقلاب سے خود بخود پیدا ہوتے ہیں۔ ابن کثیر نے کہا ابن حزم نے غلطی کی جو دہر کو اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں داخل کیا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ الأَحْقَافِ

سورۂ احقاف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تُفِيضُونَ: تَقُولُونَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَثَرَةٍ وَأُثْرَةٍ وَأَثَارَةٍ: بَقِيَّةٌ مِنْ عِلْمٍ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ: مَا كُنْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ وَقَالَ غَيْرُهُ: أَرَأَيْتُمْ هَذِهِ الأَلِفُ؟ إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ إِنْ صَحَّ مَا تَدَّعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ، وَلَيْسَ قَوْلُهُ أَرَأَيْتُمْ بِرُؤْيَةِ العَيْنِ، إِنَّمَا هُوَ أَتَعْلَمُونَ: أَبَلَغَكُمْ أَنَّ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ خَلَقُوا شَيْئًا۔

مجاہد نے کہا۔ تُفِیضُونَ جو تم زبان سے نکالتے ہو کہتے ہو ف بعضوں نے کہا۔ اَثَرَۃٍ اور اُثْرَۃٍ اور اَثَارَۃٍ (تینوں قراءتیں ہیں) بچا کھچا علم اور ابن عباس نے کہا ف بدعا من الرسل کا معنی یہ ہے۔ کہ میں ہی کچھ پہلا پیغمبر دنیا میں نہیں آیا۔ اوروں نے کہا۔ ارأیتم ماتدعون من دون اللہ میں ہمزہ ڈرانے کے لئے ہے۔ یعنی اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو۔ تو یہ چیزیں جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ پوجا کے لائق نہیں ہیں۔ اور اَرَأَیْتُم میں رُویت سے آنکھ کا دیکھنا مراد نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے۔ کیا تم جانتے ہو۔ کیا تم کو خبر پہنچی ہے کہ جن چیزوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے

ف۱ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

بَابٌ۔ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ أَسَاطِيرُ الأَوَّلِينَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ اساطیر الاولین کی تفسیر

۳۵۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو عوانہ نے۔ انہوں نے ابو البشر (جعفر) سے۔ انہوں نے یوسف بن ماہک سے۔ انہوں نے کہا مروان بن حکم معاویہ کی طرف سے حجاز کا حاکم تھا۔ اس نے خطبہ سنایا۔ تو لگا یزید (مردود) کا ذکر کرنے۔ تاکہ معاویہ کے بعد لوگ

يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ خُذُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ۔ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ: مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عُذْرِي۔

اس سے بیعت کرلیں ف۱ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے اسمیں کچھ گفتگو کی ف۲ مروان نے اُن کی گرفتاری کا حکم دیا۔ وہ اپنی بہن حضرت عائشہؓ کے گھر چلے گئے۔ وہاں اُن کو کوئی نہ پکڑ سکا ف۳ آخر جب مُروان کی دال نہ گلی تو مروان کیا کہنے لگا۔ کہ عبد الرحمٰن تو وہی شخص ہے۔ جس کے باب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ الخ حضرت عائشہؓ نے (پردے کے پیچھے سے) مروان کو یہ جواب دیا۔ اللہ نے ہمارے خاندان کی برائی میں کوئی آیت نہیں اتاری۔ البتہ میری پاکیزگی میں قرآن کی آیتیں اتریں۔ ف۴

ف۱ کمبخت یزید کے فضائل بیان کرنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ امیرالمومنین معاویہؓ کو اللہ نے اچھی رائے دی کہ وہ اپنی زندگی میں یزید کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ جیسے ابوبکر صدیق رضؓ نے عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ کہتے ہیں مروان نے معاویہ کے حکم کے موافق لوگوں کو جمع کرکے یہ خطبہ سُنایا تھا۔ اور معاویہؓ یہ چاہتے تھے۔ کہ انکی زندگی میں ہی لوگ یزید سے بیعت کرلیں تاکہ اُن کے بعد پھر کوئی شورش نہ ہو۔ ف۲ عبدالرحمٰن نے کہا۔ اسلام کی خلافت بھی کیا اردی سلطنت ہو گئی کہ باپ کے بعد بیٹے کو بٹھالیا وہ لائق اور مستحق ہو یا نہ ہو۔ اور ابوبکرؓ نے جو عمرؓ کو خلیفہ بنایا تو اسکی مثال کیوں دیتا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے عمرؓ کو سب لوگوں میں افضل اور خلافت کے لائق سمجھا۔ اس وجہ سے ان کو خلافت دی۔ ابوبکر نے اپنی اولاد میں سے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اور معاویہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو عزت حاصل ہو۔ گو اس کی خلافت کا استحقاق نہ ہو۔ مترجم کہتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی تقریر بالکل درست اور صحیح تھی۔ مروان کمبخت ظالم تھا۔ ظالموں کا مددگار تھا۔ اللہ اُس سے سمجھے۔ بھلا ابوبکرؓ و عمرؓ کی مثال دی چہ نسبت خاک را با عالم پاک حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جب حضرت عمرؓ کو مرض موت میں خلیفہ بنایا تو کہنے لگے۔ اگر حق تعالیٰ نے قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا تم نے کس کو خلیفہ بنایا تو میں کہوں گا اسکو بنایا جو سب مسلمانوں میں بہتر اور افضل و اعلیٰ تھا۔ افسوس! کہ معاویہؓ کو اپنی آخر عمر میں حقانیت کا کچھ خیال نہ ہوا۔ اور انہوں نے امام حسینؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور دوسرے اہل استحقاق کے زندہ رہنے پر بھی اپنے نالائق بیٹے یزید کو خلافت دینا چاہی۔ اور اور پھر طرہ یہ کیا کہ ایسی خود غرضی کو ابوبکر صدیق اور عمر فاروقؓ کے سے مقدس حضرات کا طریقہ قرار دیا۔ ف۳ چونکہ حضرت عائشہ کے گھر کی سارے مسلمان عزت اور حرمت کرتے تھے۔ ف۴ دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا مروان جھوٹا ہے۔ البتہ یہ تو ہے کہ آنحضرتؐ نے مروان کے باپ پر اسوقت لعنت کی جب مروان اُسکی پشت میں تھا۔ تو مروان اللہ کی لعنت کا ٹکڑا ہوا۔

بَابُ قَوْلِهِ. فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ. الآيَةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَارِضٌ: السَّحَابُ.

۳۵۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ، قَالَتْ: وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ، وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، مَا يُؤْمِنِّي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ، عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ، وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا.

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول فلما رأوہ عارضا مستقبل اودیتھم۔ الآیہ کی تفسیر ابن عباس رضؓ نے کہا۔ عارض" سے ابر مُراد ہے۔ ف۱

ہم سے احمد بن صلح نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے۔ کہا ہم کو عمرو بن حارث نے۔ اُن سے ابوالنضر (سالم) نے بیان کیا۔ انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتنے زور سے ہنستے نہیں دیکھا۔ کہ آپ کا کوا دکھلائی دے۔ بلکہ آپ کی ہنسی یہی مسکرانا تھی۔ (جس کو تبسم کہتے ہیں) اور آپ کا حال یہ تھا۔ جب ابر یا آندھی دیکھتے۔ تو آپ کے چہرے پر فکر معلوم ہوتا۔ (ایسا نہ ہو کہ اللہ کا عذاب ہو) ایک بار حضرت عائشہ رضؓ نے کہا۔ یارسول اللہ! لوگ تو جب ابر دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں کہ اب بارش ہو گی۔ اور آپ کے چہرے پر جہاں ابر آیا اُداسی ع معلوم ہوتی ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہ! وجہ یہ ہے۔ مجھ کو ڈر رہتا ہے۔ کہیں اللہ کا عذاب نہ آیا ہو۔ ایک قوم پر آندھی کا عذاب آیا تھا۔ (یعنی عاد کی قوم پر) اور ایک قوم نے عذاب کا ابر دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ یہ ابر تو ہم پر برسنے والا ہے۔

ف۱ اسکو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ع حالتِ رنج وغم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سُورَةُ مُحَمَّدٍ

سورہ محمدؐ کی تفسیر

أَوْزَارَهَا: آثَامَهَا، حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا مُسْلِمٌ، عَرَّفَهَا: بَيَّنَهَا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا: وَلِيُّهُمْ، فَإِذَا

اَوْزَارَهَا اپنے گناہ دھر دے۔ مسلمان کے سوا کوئی باقی نہ رہے ف۱ عَرَّفَهَا اسکو بیان کر دیگا ف۲ مجاہد رحؒ نے کہا۔ مَوْلَى الذین امنوا میں مَولیٰ سے ولی یعنی کارساز مراد ہے

عَزْمَ الْأَمْرُ: أَيْ جَدَّ الْأَمْرُ، فَلَا تَهِنُوا: لَا تَضْعُفُوا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَضْغَانَهُمْ حَسَدَهُمْ، آسِنٍ: مُتَغَيِّرٍ۔

عزم الامر جب لڑائی کا ارادہ پکا ہو جائے۔ فلا تہنوا۔ سستی نہ کرو۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اضغانھم کا معنی ان کا حسد کینہ ف اسن سڑا پانی۔ ف

ف اکثر لوگوں نے اوزار کے معنے ہتھیار کئے ہیں۔ ف ہر ایک بہشتی اپنا گھر پہچان لے گا۔ ف۳ اسکو طبری نے وصل کیا ہے۔ ف۴ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۵ جس کا رنگ یا بُو یا مزہ بدل جائے۔

بَابٌ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وتقطعوا ارحامکم کی تفسیر۔

۳۵۴۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهُ: مَهْ، قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَذَاكِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے۔ کہا مجھ سے معاویہ بن ابی مزرد نے۔ انہوں نے سعید بن یسار سے۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ اللہ جل شانہ جب سب مخلوقات پیدا کر چکا۔ اسوقت ناطہ (مجسم ہو کر) اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پروردگار کی کر تھام لی ف اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہائیں (یہ کیا کرتا ہے) وہ عرض کرنے لگا۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کوئی مجھ کو کاٹے (ناطا توڑے، برادری چھوڑے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو کوئی تجھ کو جوڑے وہ مجھ سے جوڑے ف۲ اور جو کوئی تجھ کو توڑے وہ مجھ سے توڑے ف۳ اسوقت ناطہ کہنے لگا۔ پروردگار میں اس پر راضی ہوں۔ پروردگار نے فرمایا۔ ایسا ہی ہوگا۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے تھے۔ اگر تم چاہو تو اس حدیث کی تائید میں (سورہ محمد کی) یہ آیت پڑھو۔ تم سے تو یہ امید ہے۔ اگر کہیں تم کو حکومت مل جائے تو سارے ملک میں دھند مچا دو۔ ناطا کاٹ ڈالو۔

ف حقو اس مقام کو کہتے ہیں جہاں ازار باندھتے ہیں۔ اہلحدیث نے اور صفات اللہ کیطرح اسمیں تاویل نہیں کی۔ اور اسکو اپنی ظاہری معنے پر محمول رکھا ہے مگر یہ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا حقو مخلوقات کے حقو کے مشابہ نہیں ہے بلکہ ایسا ہے۔ جیسے اسکی ذات مقدس کے لائق ہے۔ ف۲ میری رضامندی حاصل کرے۔ ف۳ میں اس پر اپنا غضب اتاروں۔

۳۵۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ:

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حاتم نے

حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ - فَهَلْ عَسَيْتُمْ -

انہوں نے معاویہؓ سے کہا مجھ سے میرے چچا ابوالحباب سعید بن یسار نے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث اس میں یوں ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم چاہو۔ تو یہ آیت پڑھو۔ فهل عسیتم ان تولیتم۔

۳۵۶- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي الْمُزَرِّدِ بِهَذَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ - فَهَلْ عَسَيْتُمْ -

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے۔ کہا ہم کو معاویہ بن ابی مزرد نے۔ پھر یہی حدیث بیان کی۔ اسمیں بھی یوں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم چاہو۔ تو یہ آیت پڑھو فهل عسیتم الخ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ الْفَتْحِ

سورہ فتح کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: بُورًا: هَالِكِينَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ: السَّحْنَةُ، وَقَالَ مَنْصُورٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ: التَّوَاضُعُ، شَطْأَهُ: فِرَاخَهُ، فَاسْتَغْلَظَ: غَلُظَ، سُوقِهِ: السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ وَيُقَالُ دَائِرَةُ السَّوْءِ كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ: وَدَائِرَةُ السَّوْءِ: الْعَذَابُ، يُعَزِّرُوهُ: يَنْصُرُوهُ، شَطْأَهُ: شَطْءُ السُّنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا أَوْ سَبْعًا فَيَقْوَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ، فَذَاكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: فَآزَرَهُ - قَوَّاهُ، وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلَى سَاقٍ: وَهُوَ مَثَلٌ

مجاہدؒ نے کہا۔ بُورًا کا معنی ہلاک ہونے والے۔ مجاہد نے یہ بھی کہا۔ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے منہ پر سجدے کیوجہ سے نرمی اور خوشنمائی ہے۔ اور منصور نے مجاہد سے نقل کیا کہ سیما سے مُراد تواضع اور عاجزی ہے۔ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ مولکہ نکالا۔ فَاسْتَغْلَظَ۔ موٹا ہوگیا۔ سُوق درخت کی نلی جس پر درخت کھڑا رہتا ہے دَائِرَةُ السَّوْءِ جیسے کہتے ہیں۔ رجل السوء، دائرة السوء سے عذاب مُراد ہے۔ یُعَزِّرُوْہُ اسکی مدد کریں۔ شَطْأَهٗ سے بالی کا پٹھا مُراد ہے۔ ایک دانہ دس یا آٹھ یا سات بالیاں اُگاتا ہے۔ اور ایک کو دوسرے سے زور ملتا ہے۔ یہی مُراد ہے فَآزَرَہٗ سے یعنی اس کو زور دیا۔ اگر ایک ہی بالی ہوتی تو ایک نلی پر کھڑی نہ رہ سکتی۔ یہ ایک مثال اللہ تعالی

ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِأَصْحَابِهِ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يَنْبُتُ مِنْهَا۔

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمائی۔ جب آپؐ کو پیغمبری ملی تھی۔ اسوقت یکہ وتنہا تھے۔ (نہ کوئی یار نہ کوئی مددگار) پھر اللہ نے آپکے اصحابؓ سے آپکو زور دیا۔ جیسے دانے کو بالیوں سے ملتا ہے۔ ف۶

ف۱ اسکو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ اسکو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۳ ابن عباسؓ نے کہا۔ قیامت کے دن انکے منہ پر روشنی اور سپیدی ہوگی۔ ف۴ اسکو علی بن مدینی نے بیان کیا۔ ف۵ ایک قرات یوں بھی ہے۔ لیؤمنوا به ویعزروه ویوقروه بصیغہ غائب اور مشہور قرأت لتؤمنوا به وتعزروه وتوقروه ہے۔ ف۶ بعضوں نے کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی مثال ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔ کی تفسیر

۳۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ثَكِلَتْ أُمُّ عُمَرَ، نَزَرْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي، فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَجِئْتُ رَسُولَ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا۔ انہوں نے امام مالکؒ سے۔ انہوں نے زید بن اسلم سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر (حدیبیہ) میں تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ رات کا وقت تھا۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے کچھ پوچھا۔ آپؐ نے جواب نہ دیا۔ (آپؐ پر وحی آ رہی تھی) انہوں نے پھر پوچھا۔ آپؐ نے تب بھی جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا۔ تو بھی جواب نہ دیا۔ آخر حضرت عمرؓ اپنے تئیں کوسنے لگے۔ کہنے لگے۔ عمرؓ (کاش تو مر جائے) تجھ پر تیری ماں روئے۔ تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار عاجزی کیساتھ پوچھا۔ لیکن آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے اپنی سواری کے اونٹ کو ایڑ لگائی اور لوگوں کے آگے نکل گیا۔ ف۱ دل میں ڈر رہا تھا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ میرے باب میں قرآن اترے۔ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی۔ کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی۔ وہ مجھ کو پکار رہا تھا کہ آنحضرتؐ نے تجھ کو یاد کیا ہے) میں

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَرَأَ۔ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔

دل میں ڈرا۔ شاید میرے باب میں قرآن نازل ہوا (کیونکہ میں اللہ کے رسول ﷺ سے خفا ہو کر آگے بڑھ آیا تھا) آخر میں آپ کے پاس آیا۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا۔ (ابھی ابھی) اسی رات کو مجھ پر ایک سورت اتری۔ وہ مجھ کو اُن سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے۔ جن پر سورج کی روشنی پہنچتی ہے پھر آپ نے یہ سورت پڑھی۔ انا فتحنا لک اخیر تک۔ ؎۲

ف آنحضرت ﷺ سے الگ ہو گیا۔ ؎۲ اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کو مسلمانوں کی فتح فرمائی۔ کیونکہ اس صلح کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں بہتر ہوا۔ اس روز سے اسلام کو بیحد ترقی ہوئی۔ اور کافروں کی قوت مضمحل ہو گئی۔

۳۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔ قَالَ: الْحُدَيْبِيَةُ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے۔ کہا میں نے قتادہ رض سے سنا۔ انہوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ وہ کہتے تھے۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا سے مراد حدیبیہ کی صلح ہے۔

۳۵۹۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ فَرَجَّعَ فِيهَا، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْ شِئْتُ أَنْ أَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَعَلْتُ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ کہا ہم سے معاویہ بن قرہ نے۔ انہوں نے عبداللہ بن مغفل سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے جس دن مکہ فتح ہوا۔ سورۂ فتح (بہت خوش آوازی کیساتھ) آواز دُہرا کر پڑھی۔ معاویہ بن قرہ نے کہا۔ اگر میں چاہوں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت تم کو سنا سکتا ہوں ف

ف حدیث میں فرجع فیھا ہے ترجیع سے ہے معنی یہ ہیں۔ کہ آواز دُہرا کر خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔ دوسری روایت میں ہے۔ ترجیع یہ تھی۔ آ آ آ۔ تین بار یعنے خوب مد شد کے ساتھ۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لیغفر لک اللہ ما

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا۔

تقدم من ذنبك وما تأخر ويتم نعمته عليك ويهديك صراطا مستقيما۔ کی تفسیر

۳۶۰۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا زِيَادٌ: أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا۔ کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی۔ کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے سنا وہ کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد کی نماز میں) اتنا کھڑا ہونے لگے کہ آپ کے (مبارک) پاؤں سوج گئے۔ لوگوں نے کہا۔ اللہ نے تو یہ آیت اتاری ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اور آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہیں (پھر آپ کیوں اتنی محنت کرتے ہیں۔) آپ نے فرمایا۔ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (اس نعمت کا شکریہ ادا نہ کروں۔)

۳۶۱۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ: سَمِعَ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا؟ فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ۔

ہم سے حسن بن عبد العزیز نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبد اللہ بن یحییٰ نے کہا ہم کو حیوہ بن شریح نے۔ انہوں نے ابو الاسود (محمد بن عبد الرحمٰن) سے۔ انہوں نے عروہ سے سنا۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز میں اتنا کھڑے رہتے تھے۔ کہ آپ کے پاؤں ترخ جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں۔ آپ کے تو اللہ نے اگلے پچھلے (سب) گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں عبادت کر کے اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ جب آپ کی عمر زیادہ ہوئی آپ کا جسم فربہ ہو گیا۔ تو آپ (تہجد کی نماز) بیٹھ کر پڑھا کرتے۔ (قرأت کرتے رہتے) جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو کر کچھ قرأت کر کے رکوع کرتے۔ ف

ف ہمارے پیغمبر صاحب نے جو سید الاولین والآخرین ہیں عبادت میں ایسی مشقت اُٹھائی۔ تو اور کسی درویش

یا ولی کی کیا بساط ہے۔ کہ وہ عبادت کی ضرورت نہ سمجھے۔ شیخ الشیوخ سہروردی ؒ عوارف میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ ملحدوں کا اعتقاد ہے۔ کہ آدمی جب درویشی کے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کے ذمہ سے عبادات ساقط ہو جاتے ہیں عبادات کسی حال میں بندے کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتے۔ جب تک اسکے ہوش وحواس باقی رہیں حسین بن منصور حلاج ؒ جس دن سُولی پر چڑھائے گئے۔ اس شب پانچ سو رکعتیں نفل قید خانہ میں ادا کیں۔

بَابٌ۔ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔ کی تفسیر

۳۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْقُرْآنِ۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔ قَالَ: فِي التَّوْرَاةِ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ: أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ، بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے۔ انہوں نے ہلال بن ابی ہلال سے۔ انہوں نے عطاء بن یسار سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا قرآن کی یہ آیت یا أیہا النبی إنا أرسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا۔ تورات میں اسطرح ہے۔ اے پیغمبر! ہم نے تجھ کو گواہ بنا کر خوشخبری دینے والا۔ ڈرانے والا بھیجا۔ توان پڑھ لوگوں (یعنے عربوں) کی پشت پناہ ہے تو میرا بندہ میرا بھیجا ہوا ہے۔ مَیں نے تیرا نام متوکل (اللہ پر بھروسہ کرنے والا) رکھا۔ نہ تو بدخو ہے۔ نہ سخت دِل۔ نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔ برائی کا بدلہ برائی نہیں کرنے کا۔ بلکہ معاف کرے درگزر کرے گا۔ اللہ تعالےٰ تجھ کو (دنیا سے) اسوقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک ٹیڑھی ملت (یعنی کفر اور شرک کی ملت) کو تیری وجہ سے سیدھا (درست) نہ کردے۔ یعنی لوگ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگیں اس کلمے سے اندھی آنکھوں بھرے کانوں غفلت والے دلوں کو کھول دے گا۔

بَابٌ۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ۔

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ۔ کی تفسیر

۳۶۳- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا؟ وَجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ۔

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے ابو اسحاق سے۔ انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ ایک بار ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں سے ایک شخص (اُسید بن حضیرؓ) سورہ کہف پڑھ رہے تھے انکا گھوڑا جو گھر میں بندھا ہوا تھا۔ بھڑکنے لگا۔ یہ حال دیکھ کر وہ شخص باہر نکلے ف دیکھا تو وہاں کچھ نہ تھا۔ لیکن گھوڑا بھڑک رہا ہے۔ صبح کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سکینہ تھی۔ جو قرآن پڑھنے کی وجہ سے اُتری۔ (جسکا ذکر اس آیت میں ہے) هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ

ف دیکھیں تو گھوڑا کاہے سے بدک رہا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ - إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ کی تفسیر۔

۳۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَمِائَةٍ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے۔ انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے انہوں نے کہا ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو آدمی تھے۔

۳۶۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ، وَعُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شبابہ نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے قتادہ سے۔ کہا میں نے عقبہ بن صہبا سے سُنا۔ انہوں نے عبد اللہ بن مغفل مزنی سے۔ جو بیعت الرضوان میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا۔ اور (اسی سند سے) عقبہ بن صہبان سے مروی ہے کہ میں

الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِيِّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ

نے عبداللہ بن مغفل سے سُنا۔ غسل کے مقام میں پیشاب کرنا منع ہے۔ ف۲

ف۱ درخت کے نیچے انہوں نے بیعت کی تھی۔ ف۲ یہ حدیث شریف باب سے تعلق نہیں رکھتی مگر امام بخاریؒ اسکو یہاں اس لئے لائے ہیں کہ اس میں عقبہ کے سماع کی عبداللہ بن مغفل سے صراحت ہے۔

۳۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ۔

ہم سے محمد بن ولید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن جعفر نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے خالد حذاء سے۔ انہوں نے ابو قلابہ سے۔ انہوں نے ثابت بن ضحاکؓ سے۔ وہ اُن صحابہ میں تھے۔ جنہوں نے درخت کے تلے آنحضرتؐ سے بیعت کی تھی

۳۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْلَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سِيَاهٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ: كُنَّا بِصِفِّينَ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: نَعَمْ، فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ اتَّهِمُوا أَنْفُسَكُمْ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِي كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكِينَ، وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا، فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ، وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ؟ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَفِيمَ أُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا وَنَرْجِعُ، وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ

ہم سے احمد بن اسحاق سلمی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یعلی بن عبید نے۔ کہا ہم سے عبدالعزیز بن سیاہ نے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے۔ انہوں نے کہا میں ابو وائل شقیق بن سلمہ کے پاس گیا۔ اُن سے پوچھتا تھا۔ ف انہوں نے کہا۔ ایسا ہوا۔ ہم صفین میں تھے ف۲ اتنے میں ایک شخص (عبداللہ بن الکوا حضرت علیؓ سے) کہنے لگا۔ کیا آپ اُن لوگوں کو نہیں دیکھتے۔ جو اللہ کی کتاب کیطرف بُلاتے ہیں ف۳ سہل بن حنیف (ان خارجیوں سے) کہنے لگے اپنی رائے غلط سمجھو ف۴ دیکھو ہم لوگ صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے۔ جب آپؐ نے (مکہ کے) مشرکوں سے صلح کی ہے۔ اگر ہم مناسب سمجھتے تو لڑ سکتے تھے۔ حضرت عمرؓ آئے۔ کہنے لگے (یا رسول اللہ) کیا ہم سچے طریق پر اور مشرک لوگ جھوٹے طریق پر نہیں ہیں۔ کیا ہم میں جو لوگ مارے جائیں وہ بہشت میں اور مشرکوں میں جو لوگ مارے جائیں۔ وہ دوزخ میں نہیں جائینگے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کیوں نہیں یہ سب صحیح ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض

وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللّٰهُ أَبَدًا، فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتّٰى جَاءَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللّٰهُ أَبَدًا، فَنَزَلَتْ سُورَةُ الْفَتْحِ۔

کیا پھر ہم اپنے (سچے) دین کو کیوں ذلیل کریں۔ اور خالی مدینہ کو کیوں لوٹ جائیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ ہمارا اور انکا فیصلہ نہ کردے گاف آنحضرت نے فرمایا خطاب کے بیٹے۔ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ اور اللہ مجھ کو کبھی تباہ نہیں کریگا۔ حضرت عمرؓ یہ سُن کر غصے سے لوٹ گئے اور ذرا نہیں ٹھہرے۔ تھے کہ ابوبکرؓ کے پاس پہنچے کہنے لگے ابوبکرؓ کیا ہم لوگ (مسلمان) سچے دین پر اور کافر جھوٹے طریق پر نہیں ہیں ف ابوبکر صدیقؓ نے کہا خطاب کے بیٹے آنحضرتؐ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں ف اور یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ اللہ آپکو تباہ کرے ف اُسوقت سورہ فتح نازل ہوئی۔

ف ان لوگوں کا حال جنکو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔ ف۲ صفین ایک مقام ہے۔ فرات کے پاس وہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ میں جنگ عظیم ہوئی تھی۔ ف۳ ہوا یہ کہ جب صفین میں حضرت علیؓ کے لوگ معاویہؓ والوں پر غالب ہونے لگے۔ تو عمرو بن عاصؓ نے معاویہؓ کو یہ صلاح دی۔ کہ تم قران شریف حضرت علیؓ کے پاس بھجواؤ۔ اور کہو ہم تم اس پر عمل کریں علیؓ قران پر ضرور راضی ہونگے۔ جب قران آیا۔ تو حضرت علیؓ نے کہا۔ میں تم سے بڑھ کر اس پر عمل کرنے والا ہوں اتنے میں خارجی لوگ آئے جنکو قراء کہتے تھے۔ انہوں نے کہا۔ امیر المومنین ہم تو انتظار نہیں کرنے کے۔ ہم اُن سے لڑنے جاتے ہیں۔ ہم تو اُن سے لڑیں گے۔ ف۴ خارجی کہتے تھے۔ ہم پنچایت یعنی تحکیم قبول نہیں کرنے کے۔ کیونکہ اللہ کے سوا اور کوئی حاکم نہیں ہوسکتا۔ ف۵ لڑائی ہو اور دونوں میں کوئی ایک غالب ہو۔ ف۶ پھر ہم اُن سے دب کر کیوں صلح کریں۔ لیکن آنحضرتؐ کا یہی منشا معلوم ہوتا ہے۔ ف۷ جو ہر کام کا انجام خوب جانتا ہے۔ ف۸ بلکہ جو کچھ آپ کریں گے۔ اسی میں کچھ نہ کچھ حکمت ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کا نتیجہ بہتر کرے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الحجرات

سورہ حجرات کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا تُقَدِّمُوا: لَا تَفْتَاتُوا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِهِ، امْتَحَنَ: أَخْلَصَ، تَنَابَزُوا: يُدْعٰى بِالْكُفْرِ بَعْدَ

مجاہد نے کہا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے سامنے بڑھ کر باتیں نہ کرو (ٹھہرے رہو) یہاں تک کہ اللہ کو جو حکم دینا ہے۔ وہ اپنے پیغمبر کی زبان پر دے۔ ف امتحن کا معنی صاف کیا۔ پرکھ لیا۔ لا

الإِسْلَامِ، يَلِتْكُمْ: يَنْقُصْكُمْ، أَلَتْنَا: نَقَصْنَا۔

تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ کا معنی یہ ہے۔ کہ مسلمان ہونے کے بعد پھر اسکو کافر (مثلاً یہودی، نصرانی) کہہ کر نہ پکارو۔ لایلتکم تمہارا ثواب کچھ کم نہیں کریگا۔ اسی سے ہے وَمَا أَلَتْنَا (جو سورۂ طور میں ہے۔) یعنی ہم نے انکے عمل کا ثواب کچھ نہیں گھٹایا۔

ف اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔

بَابٌ۔ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔ الْآيَةَ۔ تَشْعُرُونَ: تَعْلَمُونَ، وَمِنْهُ الشَّاعِرُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ کی تفسیر۔ تَشْعُرُونَ کا معنی جانتے ہو۔ اسی سے شاعر نکلا ہے۔ یعنی جاننے والا۔

۳۶۸۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ ابْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا، أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ، فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ، قَالَ نَافِعٌ: لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ: مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي، قَالَ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِي ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ۔ الْآيَةَ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ، يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ۔

ہم سے یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی نے بیان کیا کہا ہم سے نافع بن عمر نے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے کہا۔ دو بہت اچھے نیک شخص تباہ ہونے والے تھے۔ یعنی ابوبکر صدیقؓ اور عمر بن خطابؓ ہوا یہ کہ جب بنی تمیم کے سوار (۹ھ ہجری میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ (انہوں نے یہ درخواست کی کوئی انکا سردار مقرر فرما دیں) تو اُن دونوں صاحبوں میں سے ایک (یعنی حضرت عمرؓ) نے کہا۔ اقرع بن حابس کو سردار کیجئے۔ جو بنی مجاشع کے خاندان میں سے تھا۔ (یہ بنی تمیم کی ایک شاخ ہے) اور دوسرے (یعنی حضرت ابوبکرؓ) نے کسی اور کیلئے کہا۔ نافع بن عمرؓ نے کہا۔ مجھ کو اسکا نام نہیں یاد رہا۔ خیر ابوبکرؓ عمرؓ سے کہنے لگے۔ تم یہ چاہتے ہو۔ کہ مجھ سے اختلاف کرو۔ (تم کو مصلحت اور انصاف سے کام نہیں) حضرت عمرؓ کہنے لگے۔ نہیں میں اختلاف نہیں کرنا چاہتا۔ (بلکہ مصلحت کی بات کہتا ہوں) دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ الخ تو عبداللہ بن زبیرؓ کہتے تھے جب سے یہ آیت اُتری۔ تو حضرت عمرؓ آنحضرتؐ سے اتنی آہستہ بات کرتے، کہ

آنحضرتؐ کو پوچھنے کی ضرورت ہوتی (کیا کہا) اور عبداللہ بن زبیرؓ نے یہ طریقہ (آہستہ بات کرنے کا) اپنے دادا۔ ابوبکرؓ سے نہیں نقل کیا ف۲

ف۱ دوسری روایت میں اسکا نام قعقاع بن سعید بن زراء مذکور ہے۔ ف۲ بعضے روایتوں میں حضرت عمرؓ کے بدل حضرت ابوبکرؓ کا ذکر ہے۔ کہ جب سے یہ آیت اُتری۔ وہ آنحضرتؐ سے اس طرح بات کرتے۔ جیسے کوئی سرگوشی کرتا ہے۔ سُبحان اللہ! صحابہؓ قران اور حدیث پر کیسے چلنے والے تھے۔ جو حکم ہوتا۔ اسی وقت اسکو بجالاتے۔ ساری عمر اسی پر چلتے رہتے۔ حدیث میں ابوبکرؓ کو اَبٌ یعنی باپ کہا۔ حالانکہ ابوبکر عبداللہ بن زبیرؓ کے نانا ہیں۔ انکی والدہ اسماء ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ عرب کے محاورے میں نانا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی نانا کو ابا کہا کرتے ہیں۔

۳۶۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَنْبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ مُوسَى: فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ازہر بن سعد نے کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے خبر دی۔ کہا مجھ کو موسیٰ بن انس نے۔ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی روز تک (اپنی صحبت میں) ثابت بن قیس بن شماس کو نہیں دیکھا ف۱ ایک شخص (سعدؓ بن معاذ) کہنے لگے۔ یارسول اللہ! میں انکا حال دریافت کرکے آپ سے عرض کروں گا۔ پھر وہ (یعنی سعدؓ بن معاذ) ثابتؓ کے پاس گئے۔ دیکھا تو ثابتؓ سر جھکائے ہوئے (شرمندہ رنجیدہ) اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔ سعدؓ نے پوچھا۔ کہو کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا۔ حال کیا ہے بہت براحال ہے۔ میں تو ہمیشہ اپنی آواز آنحضرتؐ کی آواز پر بلند کیا کرتا تھا۔ (میری عادت ہی یہ تھی آواز ہی میری بلند ہے) تو میری نیکیاں سب ہی مٹ گئیں اور میں دوزخی ہوں ف۲ یہ سنکر سعد بن معاذ آنحضرتؐ کے پاس گئے۔ اور آپ سے کل کیفیت بیان کی۔ موسیٰ بن انسؒ نے کہا۔ پھر ایسا ہوا۔ کہ سعد بن معاذؓ بہت بڑی خوشخبری لیکر ثابتؓ کے پاس گئے (آنحضرتؐ نے انکو بھیجا) فرمایا۔ ثابتؓ کے پاس جاؤ۔ اور کہہ دو تم دوزخی

الجنّۃ۔ نہیں ہے۔ بلکہ بہشت والوں میں ہے ف

ف۱ یہ انصار کے خطیب اور بڑی بلند آواز والے شخص تھے۔ ف۲ جیسے اس آیت میں ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ۔
ف۳ یہ عشرہ مبشرہ کے سوا اُن حضرات میں سے ہیں جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی۔ بات یہ تھی کہ ثابتؓ کی آواز قدرۃً اور خلقۃً بلند تھی۔ وہ اپنی عادت کے موافق بلند آواز ہی سے بات کیا کرتے۔ انکی نیت بے ادبی کی نہ تھی۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ انّما الاعمال بالنّیّات دوسرے اسوقت تک بلند آواز سے آنحضرتؐ کے سامنے بات کرنے کی ممانعت بھی نہیں ہوئی تھی۔ یہ ثابتؓ بن قیس بن شماس آنحضرتؐ کے سچّے جان نثار اور ہوا خواہ تھے۔ بھلا ایسے شخص کہیں دوزخی ہو سکتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے مسیلمہ کذاب سے بات کرنے کے لئے انہی کو وکیل بنایا تھا۔ اور جنگ یمامہ میں جب مسلمان ذرا مغلوب ہونے لگے تھے۔ تو ثابت بن قیس نے کفن پہن کر خوشبو لگا کر جنگ شروع کی۔ اور آخر کار شہید ہوئے۔

باب۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

۳۷۰۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ، وَقَالَ عُمَرُ: أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَوْ إِلَّا خِلَافِي، فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ، فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔ حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ کی تفسیر

ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حجاج بن محمد مصیصی نے۔ انہوں نے ابن جریج سے۔ کہا۔ مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی۔ انکو عبداللہ بن زبیرؓ نے خبر دی کہ بنی تمیم کے کچھ سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ بنی تمیم کا سردار قعقاع بن معبد کو بنا دیجیے۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ نہیں۔ اقرع بن حابس کو سردار بنا لے۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے۔ اجی تم تو بس مجھ سے اختلاف کرنا چاہتے ہو ف۱ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں میں اختلاف نہیں کرنا چاہتا۔ غرض دونوں صاحبوں میں تکرار ہوئی۔ اور دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ الآیۃ۔ ف۲

ف۱ میری رائے درست ہو یا نہ درست۔ ف۲ یہ حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی۔ باب کی آیت تو اس باب میں اُتری۔ کہ بنی تمیم کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے باہر سے پکارنے لگے۔ مگر چونکہ یہ قصہ اسی قصہ

سے تعلق رکھتا ہے۔اس لئے امام بخاریؒ نے اس باب میں بیان کر دیا۔ اور اُوپر گزر چکا ہے کہ امام بخاریؒ کو مجبوری یہ ہوتی ہے۔ کہ جو روایت صراحۃً باب سے تعلق رکھتی ہے وہ انکی شرط پر نہ ہونے سے اسکو بیان نہیں کر سکتے اور دوسری صحیح روایت ادنیٰ التعلق کیوجہ سے بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ کریں کیا انہوں نے صحت التزام کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ولو انّھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرًا لھم کی تفسیر میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة ق

سورۂ ق کی تفسیر

رَجْعٌ بَعِيدٌ: رَدٌّ، فُرُوجٍ: فُتُوقٍ: وَاحِدُهَا فَرْجٌ، مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ: وَرِيدَاهُ فِي حَلْقِهِ، وَالْحَبْلُ الْعَاتِقُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْ عِظَامِهِمْ، تَبْصِرَةً: بَصِيرَةً، حَبَّ الْحَصِيدِ: الْحِنْطَةُ، بَاسِقَاتٍ: الطِّوَالُ أَفَعَيِينَا: أَفَأَعْيَا عَلَيْنَا، وَقَالَ قَرِينُهُ: الشَّيْطَانُ الَّذِي قُيِّضَ لَهُ، فَنَقَّبُوا، ضَرَبُوا، أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ: لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِغَيْرِهِ حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ، رَقِيبٌ عَتِيدٌ، رَصَدٌ: سَائِقٌ وَشَهِيدٌ: الْمَلَكَانِ، كَاتِبٌ وَ شَهِيدٌ، شَهِيدٌ، شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ، لُغُوبٍ، النَّصَبُ وَقَالَ غَيْرُهُ: نَضِيدٌ: الْكُفُرَّى مَا دَامَ فِي أَكْمَامِهِ وَمَعْنَاهُ مَنْضُودٌ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ، فَإِذَا خَرَجَ مِنْ أَكْمَامِهِ فَلَيْسَ بِنَضِيدٍ، فِي أَدْبَارِ النُّجُومِ وَ أَدْبَارِ

رجعٌ بعید یعنی دنیا کیطرف پھر جانا۔ دور از قیاس ہے۔ فُرُوج سوراخ روزن یہ فرجٌ کی جمع ہے۔ ورید حلق کی رگ، مونڈھے کی رگ۔ مجاہد نے کہا۔ ما تنقص الارض منھم سے اُن کی ہڈیاں مراد ہیں جنکو زمین کھا جاتی ہے تبصرۃ راہ دکھلانا۔ حبّ الحصید گیہوں باسقات لمبی لمبی افعیینا کیا ہم اس سے عاجز ہو گئے ہیں وقال قرینہ میں قرین سے شیطان (ہمزاد) مُراد ہے جو ہر آدمی کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ فنقبوا فی البلاد یعنی شہروں میں پھر اُن کا دورہ کیا۔ اوالقی السمع کا مطلب یہ ہے۔ کہ دل میں دوسرا کچھ خیال نہ کرے۔ کان لگا کر سُنے۔ افعیینا بالخلق الاول یعنی جب تم کو شروع میں پیدا کیا۔ تو اس کے بعد کیا ہم عاجز بن گئے۔ اب دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے۔ رقیبٌ عتیدٌ کا معنی نگہبان تیار سائقٌ وشھیدٌ دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا دوسرا گواہ۔ شہید سے مراد یہ ہے کہ دل لگا کر سُنے۔ لُغُوب تھکن۔ مجاہدؒ کے سوا۔ اوروں نے کہا۔ نضیدٌ گابھا۔ جب تک غلاف میں رہے نضید اسکو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ تہ بر تہ ہوتا ہے۔ جب گابھا غلاف سے نکل آئے۔ تو پھر اسکو نضید نہیں

السُّجُودِ كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ الَّتِي فِي قٓ وَيَكْسِرُ الَّتِي فِي الطُّورِ، وَيُكْسَرَانِ جَمِيعًا وَيُنْصَبَانِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخُرُوجِ: يَوْمَ يَخْرُجُونَ إِلَى الْبَعْثِ مِنَ الْقُبُورِ۔

کہیں گے۔ اِدْبَارَ النُّجُوم (جو سورۂ طور میں ہے) اور ادبار السُّجود۔ جو اس سورت میں ہے۔ تو عاصم سورۂ ق میں (ادبار کو) بفتحۂ الف اور سورہ طور میں بکسرۂ الف پڑھتے ہیں اور بعضوں نے دونوں جگہ بکسرۂ الف پڑھا ہے۔ اور بعضوں نے دونوں جگہ بفتحۂ الف۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یَوْمُ الخروج سے وہ دن مراد ہے۔ جس دن قبروں سے نکلیں گے۔ ف۳

ف۱ اس باب میں کوئی حدیث نہیں لائے۔ شاید کوئی حدیث لکھنا چاہتے ہونگے مگر اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے نہ لکھ سکے۔ ف۲ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۳ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَتَقُولُ هَلْ مِن مَزِيدٍ۔ کی تفسیر

۳۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ۔

ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے قتادہ سے۔ انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا۔ دوزخی لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ لیکن دوزخ یہی کہتی رہے گی۔ اور کچھ ہے۔ اور کچھ ہے (اسکا پیٹ نہیں بھریگا۔ یہاں تک کہ پروردگار اپنا قدم اس پر رکھ دیگا۔ اسوقت کہے گی۔ بس بس (میں بھر گئی۔) ف

ف قسطلانی نے اس مقام پر پچھلے متکلمین کی پیروی سے تاویل کی ہے۔ اور کہا ہے۔ قدم رکھنے سے اسکو ذلیل کرنا مراد ہے۔ یا کسی مخلوق کا قدم مراد ہے۔ اہلحدیث اس قسم کی تاویلیں نہیں کرتے۔ بلکہ قدم اور رجل کو اسیطرح تسلیم کرتے ہیں جیسے بصر اور عین اور وجہ کو۔ اور ابن فورک نے لاعلمی سے رِجل کے لفظ کا انکار کیا اور کہا کہ رِجل کا لفظ ثابت نہیں ہے حالانکہ صحیحین کی روایت میں رِجل کا لفظ بھی موجود ہے۔ ان احادیث سے جہمیوں کی جان نکلتی ہے۔ اہلحدیث کو حیات تازہ حاصل ہے

۳۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ سَعِيدُ بْنُ

ہم سے محمد بن موسیٰ قطان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو سفیان حمیری سعید بن یحییٰ بن مہدی نے۔ کہا ہم سے عوف

يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سُفْيَانَ يُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ، وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ قَطْ قَطْ۔

اعرابی نے۔ انہوں نے محمد بن سیرین سے۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ محمد بن موسیٰ نے کہا۔ ابو سفیان نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا۔ (یعنے آنحضرت کا قول) اور اکثر موقوفاً (یعنے ابو ہریرہ کا قول) بیان کرتے تھے۔ دوزخ سے پوچھا جائیگا۔ (اللہ تعالیٰ پوچھے گا) کیا تو بھر گئی ہے۔ وہ عرض کرے گی کچھ اور ہے۔ (کچھ اور ہے) آخر پروردگار اپنا پاؤں اس پر رکھ دے گا۔ اسوقت کہنے لگیگی بس بس (میں بھر گئی)

---

۳۷۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: مَالِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ؟ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابٌ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ قَطِ قَطِ قَطِ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ، وَلَا يَظْلِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا، وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق نے۔ کہا ہم کو معمر نے۔ انہوں نے ہمام بن منبہ سے۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ اور بہشت تکرار کرنے لگیں دوزخ نے کہا۔ مجھ میں تو وہ لوگ آئیں گے۔ جو بڑے مغرور سرکش ہیں ف۱ بہشت نے کہا معلوم نہیں کیا وجہ مجھ میں تو وہ لوگ آئینگے جو زمانہ بھر کے (غریب محتاج نظر سے گرے ہوئے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا۔ تو میری رحمت ہے میں تیری وجہ سے اپنے جن بندوں پر چاہوں گا۔ رحم کرونگا دوزخ سے فرمایا۔ تو میرا عذاب ہے میں تیری وجہ سے اپنے جن بندوں کو چاہونگا۔ عذاب کرونگا۔ اور اُن میں سے ہر ایک کی بھرتی ہوگی۔ دوزخ تو کسی طرح نہیں بھرنے کی۔ یہاں تک کہ پروردگار اپنا پاؤں (اس پر) رکھدیگا۔ اسوقت کہے گی۔ بس بس بس اور بھر کر سمٹ جائیگی۔ اور اللہ اپنے کسی بندے پر ظلم نہیں کرتے کہ ناحق اسکو عذاب دے (البتہ بہشت کی بھرتی اسطرح ہوگی کہ اللہ تعالیٰ (اسکے بھرنے کے لئے) اور خلقت پیدا کرے گا۔ ف۲

ف۱ جیسے دنیا کے مالدار اس پر بادشاہ نواب راجہ وغیرہ۔ ف۲ جنہوں نے نیک اعمال نہ کئے ہوں گے لیکن

اللہ تعالیٰ بہشت کی آبادی اُن سے کرے گا۔ صحیح مسلم میں ہے۔ کہ بہشت میں کچھ خالی جگہ رہ جائیگی۔ اللہ تعالیٰ اسکو بھرنے کے لیے نئی خلقت پیدا کرے گا۔ جو چاہے گا۔ مگر دوزخ کیلئے نئی خلقت نہیں پیدا کریگا۔ پاؤں رکھ کر اسکو بھر دے گا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ کی تفسیر

۳۷۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا، لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا، ثُمَّ قَرَأَ، وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ۔

ہم سے اسحٰق بن ابراہیم نے بیان کیا۔ انہوں نے جریر بن عبدالحمید سے۔ انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے۔ انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے۔ انہوں نے کہا۔ ہم ایک رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اتنے میں آپؐ نے چاند کو دیکھا۔ وہ چودھویں رات کا چاند تھا۔ آپؐ نے فرمایا عنقریب (یعنے بہشت میں) تم اپنے پروردگار کو اسطرح دیکھوگے۔ جیسے اس چاند کو بے تکلف دیکھ رہے ہو۔ کچھ اژدحام (زحمت) نہ ہوگی۔ پھر اگر تم سے ہو سکے۔ تو ایسا کرو۔ کہ سورج نکلنے سے پیشتر کی نماز (یعنی فجر کی) اور سورج ڈوبنے سے پیشتر کی نماز (یعنی عصر کی) جانے نہ پائے۔ (قضا نہ ہونے پائے) اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

۳۷۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَرَهُ أَنْ يُسَبِّحَ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، يَعْنِي قَوْلَهُ۔ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ورقاء نے۔ انہوں نے ابن ابی نجیح سے۔ انہوں نے مجاہدؒ سے ابن عباسؓ نے اُن کو حکم دیا۔ کہ ہر (فرض) نماز کے بعد تسبیح پڑھا کرے۔ اور اَدْبَارَ السُّجُودِ کا مطلب یہی ہے ف۔

ف بعضوں نے کہا۔ فرض کے بعد کی سنتیں مُراد ہیں۔ بعضوں نے کہا وتر مُراد ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة والذاريات

قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الذَّارِيَاتُ: الرِّيَاحُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: تَذْرُوهُ: تُفَرِّقُهُ۔ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ فِي مَدْخَلٍ وَاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ، فَرَاغَ: فَرَجَعَ، فَصَكَّتْ: فَجَمَعَتْ أَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ بِهِ جَبْهَتَهَا، وَالرَّمِيمُ: نَبَاتُ الْأَرْضِ إِذَا يَبِسَ وَدِيسَ، لَمُوسِعُونَ: أَيْ لَذُو سَعَةٍ، وَكَذَلِكَ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ يَعْنِي الْقَوِيَّ، زَوْجَيْنِ: الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى وَاخْتِلَافُ الْأَلْوَانِ، حُلْوٌ وَحَامِضٌ، فَهُمَا زَوْجَانِ۔ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ، مِنَ اللَّهِ إِلَيْهِ۔ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ أَهْلِ الْفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوَحِّدُونِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوا، فَفَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْقَدَرِ، وَالذَّنُوبُ: الدَّلْوُ الْعَظِيمُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ذَنُوبًا: سَبِيلًا، صَرَّةٌ: صَيْحَةٌ، الْعَقِيمُ: الَّتِي لَا تَلِدُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَالْحُبُكُ: اسْتِوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا، فِي غَمْرَةٍ: فِي ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادُونَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: تَوَاصَوْا: تَوَاطَئُوا، وَقَالَ مُسَوَّمَةً: مُعَلَّمَةً مِنَ السِّيمَاءِ، قُتِلَ الْإِنْسَانُ: لُعِنَ۔

سورۂ والذاریات کی تفسیر

حضرت علی رضؓ نے کہا۔ ذاریات سے ہوائیں مراد ہیں ف اوروں نے کہا تذروہ کا معنی یہ ہے اسکو بکھیر دے۔ یہ لفظ سورۂ کہف میں ہے۔ وَفِی اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ یعنی اپنی خود میں غور نہیں کرتے۔ ایک راستے (منہ) سے کھاتے ہو۔ اور (فضلہ) دو راستوں (آگے پیچھے) سے نکلتا ہے۔ ف فراغ لوٹ آیا۔ یا چپکے سے چلا آیا۔ فصکت اپنی انگلیاں جوڑ کر پیشانی پر ماریں ف رمیم زمین کی گھاس جب سوکھ جائے۔ روند ڈالی جائے۔ لموسعون ہم نے اسکو کشادہ اور وسیع کیا ہے۔ اور (سورۂ بقرہ میں جو ہے) علی الموسع قدرہٗ یہاں موسع کا معنے زور طاقت والا۔ زوجین دو قسمیں نر، مادہ یا الگ الگ رنگ یا الگ الگ مزے کی جیسے میٹھی کھٹی یہ بھی دو قسمیں ہیں ففروا الی اللہ یعنی اللہ کی نافرمانی یا عذاب سے اس کی اطاعت اور رحمت کی طرف بھاگو۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم نے نیک بخت جنوں اور آدمیوں کو اپنی توحید کے لئے پیدا کیا ہے ف بعضوں نے کہا۔ سب جنوں اور آدمیوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کریں ف اب بعضوں نے توحید کی اور بعضوں نے نہ کی ف غرض اس آیت میں قدریہ (معتزلہ) کی دلیل نہیں ہے ف الذنوب بڑا ڈول۔ اور مجاہدؒ نے کہا۔ ذنوبا رستہ طریق۔ صرۃ چیخنا۔ عقیم بانجھ عورت اور ابن عباسؓ نے کہا حبك آسمان کا خوب صورت برابر ہونا۔ (بعضوں نے کہا۔ رستے) فی غمرۃ گمراہی میں پڑے اوقات گزار رہے ہیں۔ اوروں نے کہا۔ اتواصوا به کا معنی یہ ہے۔ کہ یہ بھی اُن کے موافق کہنے لگے۔ مسومۃ نشان کئے گئے یہ سیما سے نکلا ہے۔ (جس کے معنی نشانی کے ہیں) قتل الخراصون

یعنے جھوٹے لعنت کیے گئے ف

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں یہاں یوں ہے۔ وَقَالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قسطلانی نے کہا۔ اس کا معنی تو صحیح ہے۔ مگر صحابہ میں مساوات کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ تعظیم کا کلمہ ہے۔ تو شیخین اور حضرت عثمان رض زیادہ اس کے مستحق ہیں۔ اور سلام مثل صلوٰۃ کے ہے۔ بالانفراد سوا پیغمبروں کے اور کسی کے لئے اسکا استعمال نہ کیا جائے مترجم کہتا ہے ــــ کہ اس کلام پر دلیل کیا ہے۔ یہ صرف ایک اصطلاح باندھی ہوئی بات ہے۔ کہ پیغمبروں کو علیہ السلام اور صحابہ کو رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ تو امام بخاری رح نے حضرت علی رض کو علیہ السلام کہہ کر اس اصطلاح کا رد کیا ہے۔ اب قسطلانی کا یہ کہنا کہ شیخین اور حضرت عثمان رض اس کلمے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور صحابہ رض میں مساوات لازم ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شیخین اور حضرت عثمان رض کے لئے علیہ السلام کہنے سے امام بخاری رح نے کہاں منع کیا ہے۔ پھر یہ اعتراض فضول ہے۔ اور جب صحابہ رض میں مساوات لازم ہے۔ تو قسطلانی تفضیل شیخین کے کیوں قائل ہیں میں کہتا ہوں حضرت علی رض میں بہ نسبت دوسرے صحابہ رض کے ایک اور خصوصیت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ اور آپ کے پرورش یافتہ اور قدیم الاسلام اور خاص داماد تھے۔ اور آپ کا شمار اہلبیت میں ہے۔ اور اہل بیت کے لئے بہت سے کام خاص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ہے کہ اہل بیت کے اسماء کے ساتھ علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ وعلے آبائہ السلام اور اس میں شرعی کوئی قباحت نہیں ہے۔ ف۲ یعنے پیشاب ذکر سے اور پاخانہ دُبر سے۔ ف۳ جیسے عورتیں تعجب کے وقت کرتی ہیں۔ ف۴۔ اب یہ اعتراض نہ ہوگا۔ کہ بہت سے جن اور آدمی تو مشرک ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ مشرک ہوں گے پھر یہ فرمانا کیونکر صحیح ہوگا۔ کہ آدمی اور جن ہم نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کئے۔ ف۵ یعنی توحید کی استعداد اُن میں رکھی۔ ف۶ بعضوں نے کہا۔ لِیَعْبُدُوْنِ کا معنے یہ ہے کہ میری قضا وقدر کے تابع رہیں۔ جیسے میں نے اُن کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ ویسے عمل کریں۔ ف۷ جو کہتے ہیں اللہ کا ارادہ ہمیشہ خیر ہی سے متعلق ہوتا ہے۔ لیکن بندے اپنے اختیار سے برخلاف ارادۂ الٰہی برے کام کرتے ہیں۔ ف۸ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۹ اس سورت کی تفسیر میں امام بخاری رح کوئی مرفوع حدیث نہیں لائے۔ شاید اُن کو اپنی شرط پر کوئی حدیث نہیں ملی۔ حافظ رح نے کہا۔ ابن مسعود رض کی یہ حدیث کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو یوں پڑھایا۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ اس باب میں لا سکتے تھے۔ امام احمد رح، نسائی، ترمذی اور ابن حبان نے اس کو نکالا۔ ترمذی نے کہا۔ حسن صحیح ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الطور

سورۂ والطور کی تفسیر

وَقَالَ قَتَادَةُ: مَسْطُوْرٍ: مَكْتُوْبٍ

اور قتادہ نے کہا۔ مسطور کا معنی لکھی ہوئی ف۱ اور مجاہد نے

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الطُّوْرُ: الْجَبَلُ

کہا۔ طور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں ف۲ رَقٍّ مَنْشُوْرٍ

بِالسُّرْيَانِيَّةِ، رَقٍّ مَّنْشُورٍ: صَحِيفَةٍ، وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ: سَمَاءٌ، الْمَسْجُورِ: الْمُوقَدِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: تُسْجَرُ حَتَّى يَذْهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى فِيهَا قَطْرَةٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: أَلَتْنَاهُمْ: نَقَصْنَاهُمْ، وَقَالَ غَيْرُهُ: تَمُورُ: تَدُورُ، أَحْلَامُهُمْ: الْعُقُولُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْبَرُّ: اللَّطِيفُ الْمَنُونُ: الْمَوْتُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: يَتَنَازَعُونَ: يَتَعَاطَوْنَ۔

کھلا ورق السقف المرفوع آسمان المسجور گرم کیا گیا (یا بھرا ہوا) اور حسن بصری رح نے کہا۔ مسجور کا یہ معنی ہے کہ اس کا پانی سوکھ جائیگا۔ ایک قطرہ بھی نہیں رہنے کا ف اور مجاہد نے کہا۔ اَلَتْنَاهُمْ کا معنی گھٹایا کم کیا۔ (یہ قول اُوپر گزر چکا ہے) اوروں نے کہا تَمُورُ کا معنی گھومے گا۔ اَحلامُھُم اُن کی عقلیں۔ ابن عباس رض نے کہا۔ البَرُّ مہربان کِسفًا کا معنے ٹکڑا۔ المنون موت۔ اوروں نے کہا۔ یَتَنَازَعُونَ کا معنی ایک دوسرے سے جھپٹ لیں گے۔ ف

ف۱ اسکو امام بخاری نے خلق افعال العباد میں وصل کیا۔ ف۲ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۳ یعنی قیامت میں اسکو طبری نے وصل کیا۔ ف۴ اسکو بھی طبری نے وصل کیا۔ ف۵ یعنی ہنسی اور مزاح کے طور پر نہ لڑائی کے طریق سے

---

۳۷۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي، فَقَالَ: طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ، فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو امام مالک نے۔ انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے۔ انہوں نے زینب بنت ابی سلمہ رض سے۔ انہوں نے اُم المومنین اُم سلمہ رض سے۔ انہوں نے کہا۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کا شکوہ کیا۔ (مَیں پیدل طواف نہیں کرسکتی) آپ نے فرمایا ایسا کر لوگوں کے پیچھے رہ کر سواری پر کرلے۔ مَیں نے سوار ہو کر طواف کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے ایک طرف نماز میں یہ سورت پڑھ رہے تھے۔ والطور وکتاب مسطور۔

---

۳۷۷ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثُونِي عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے کہا مجھ سے میرے دوستوں نے زہری سے یہ حدیث نقل کی۔ کہ زہری نے محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت کی۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الْآيَةَ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ، أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ، أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُونَ. كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ. قَالَ سُفْيَانُ: فَأَمَّا أَنَا فَإِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ، لَمْ أَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِي قَالُوا لِي.

نے کہا میں نے سنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۂ والطور پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ ام خُلِقُوا مِن غَيرِ شَيءٍ اَم هُمُ الخالقون اَم خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ والارض بَل لَا يُوقِنُون اَم عِندَهُم خَزَائِنُ ربك اَم هُمُ المُسَيطِرُون تو (ڈر کے مارے خدا کے خوف سے) میرا دل اڑنے کے قریب ہو گیا۔ (ہوش و حواس جانے کو تھے) سفیانؒ نے کہا۔ یہ روایت زہری سے میرے دوستوں نے نقل کی لیکن میں نے تو خود زہری سے اتنا سُنا۔ وہ محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت کرتے تھے۔ وہ اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا میں نے سنا آنحضرتؐ مغرب کی نماز میں سورۂ والطور پڑھ رہے تھے۔ اب جبیرؓ کا یہ قصہ ف جو میرے دوستوں نے اُن سے نقل کیا۔ میں نے خود زہری سے نہیں سُنا۔

ف جب اس آیت پر پہنچے۔ تو میرا دل اُڑ جانے کے قریب ہو گیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ وَالنَّجْمِ

سورۂ والنجم کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ذُو مِرَّةٍ: ذُو قُوَّةٍ، قَابَ قَوْسَيْنِ: حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ ضِيزَى: عَوْجَاءُ، وَأَكْدَى: قَطَعَ عَطَاءَهُ، رَبُّ الشِّعْرَى: هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ، الَّذِي وَفَّى: وَفَّى مَا فُرِضَ عَلَيْهِ، أَزِفَتِ الْآزِفَةُ: اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ، سَامِدُونَ: الْبَرْطَمَةُ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: أَفَتُمَارُونَهُ: أَفَتُجَادِلُونَهُ، وَمَنْ قَرَأَ

اور مجاہدؒ نے کہا۔ ذُو مِرَّةٍ زور والا۔ زبردست ف قَابَ قَوسَينِ یعنی قَابَ قَوسٍ عبارت میں قلب ہوا ہے (کمان کے دونوں کنارے جہاں چلّہ لگا ہوتا ہے ف ضِيزَىٰ ٹیڑھی اور غلط تقسیم۔ وَاَكدَىٰ دینا موقوف کر دینا۔ الشِّعرَىٰ وہ ستارہ ہے جس کو مرزم جوزا بھی کہتے ہیں ف الَّذِي وَفَّىٰ یعنی جو اللہ نے اُن پر فرض کیا تھا۔ وہ بجالائے۔ اَزِفَتِ الآزِفَةُ یعنی قیامت قریب آگئی۔ سَامِدُونَ کا معنے کھیل کرتے ہو۔ اور عکرمہ نے کہا۔ گانے لگتے ہو۔ یہ حمیری زبان کا لفظ ہے ف اور ابراہیم نخعی نے کہا ف اَفَتُمَارُونَهُ کا معنی کیا تم اُس سے

أَفَتُمَارُونَهُ: يَعْنِي أَفَتُجَادِلُونَهُ، مَا زَاغَ الْبَصَرُ: بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا طَغَى: وَمَا جَاوَزَ مَا رَأَى، فَتَمَارَوْا: كَذَّبُوا، وَقَالَ الْحَسَنُ: إِذَا هَوَى: غَابَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَغْنَى وَأَقْنَى: أَعْطَى فَأَرْضَى۔

جھگڑتے ہو۔ بعضوں نے یوں پڑھا ہے۔ اَفَتَمْرُوْنَهٗ یعنی کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ سے آنحضرتؐ کی آنکھ مراد ہے۔ وَمَا طَغٰی یعنی جتنا حکم تھا۔ اتنا ہی دیکھا (اس سے زیادہ نہیں بڑھے) فَتَمَارَوْا (جو سورۂ قمر میں ہے) یعنی جھٹلایا۔ اور امام حسن بصریؒ نے کہا۔ اِذَا هَوٰی یعنی غائب ہوا (ڈوب گیا) ف۶ اور ابن عباسؓ نے کہا۔ اَغْنٰی وَاَقْنٰی کا یہ معنی ہے کہ دیا اور راضی کیا

ف۱ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ یعنی جبرائیل علیہ السلام۔ ف۲ بعضوں نے کہا۔ دو کمان کے برابر۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ دو گز۔ ف۳ اس کا نام عبور بھی ہے۔ ایک شعرٰی ہے دوسرا ہے اسکو عرب لوگ غمیصاء کہتے تھے۔ اس ستارے کی پرستش ابوکبشہ نے نکالی تھی۔ قریش کا اس نے خلاف کیا تھا۔ جو بت پرستی کرتے تھے۔ ف۴ حمیر کے لوگ کہتے ہیں۔ یا جاریۃ اسمدی لنا۔ ارے چھوکری کچھ گا۔ ف۵ اسکو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ف۶ اسکو عبدالرزاق نے وصل کیا۔

۳۷۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: يَا أُمَّتَاهُ، هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي مِمَّا قُلْتَ؟ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ؟ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ۔ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ۔ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ

ہم سے یحییٰ بن ختی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وکیع نے۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے۔ انہوں نے عامر شعبی سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا۔ اُمّ المومنین کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (شبِ معراج میں) اپنے پروردگار کو دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا تیری اس بات پر تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ف۱ تین باتیں تو کیا سمجھ نہیں سکتا جو کوئی ان کا ہونا بیان کرے۔ وہ جھوٹا ہے۔ جو کوئی تجھ سے یہ کہے۔ کہ حضرت محمدؐ نے شبِ معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا۔ اس نے جھوٹ کہا ف۲ اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے یہ آیتیں پڑھیں۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔ جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ آنحضرتؐ کل ہونے والی (آئندہ کی) بات کو جانتے تھے اس نے جھوٹ کہا ف۳ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی وَمَا تَدْرِیْ

مَا ذَا تَكْسِبُ غَدًا - وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ - يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْآيَةَ - وَلَكِنْ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ -	نفس ماذا تکسب غدًا۔ اور جو کوئی تجھ سے یہ کہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے وحی سے کچھ چھپا رکھا تو وہ جھوٹا ہے پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ یایُّھا الرّسول بلّغ۔ الآیہ البتہ یہ توسچ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے حضرت جبرائیل ؑ کو اُن کی اصلی صورت میں دو بار دیکھا تھا۔

ف۱ کیونکہ دنیا کی زندگی میں رہ کر پروردگار کا دیکھنا حضرت عائشہ رضؓ محال سمجھتی تھیں۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عائشہؓ آخرت میں بھی دیدار الٰہی کی منکر تھیں۔ جیسے معتزلہ اور امامیہ کا قول ہے۔ ف۲ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا۔ ان میں کوئی کہتا ہے کہ دل کی آنکھ سے دیکھا تھا۔ اور کوئی کہتا ہے ظاہری آنکھ سے دیکھا تھا وہ یہ کہتے ہیں کہ پہلی آیت میں اِدراک سے احاطہ مُراد ہے ابن عباسؓ نے کہا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اپنے اصلی نور کے ساتھ تجلی کرے تو آنکھیں اُس کو دیکھ نہیں سکتیں جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے اُوپر ستر ہزار حجاب رکھے ہیں اگر اُن حجابات کو اُٹھادے تو اُس کے چہرے کی شعاعوں سے جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے سب چیزیں جل کر رہ جائیں دوسری آیت سے رؤیت کی نفی نہیں نکلتی بلکہ کلام کا طریقہ اسمیں بیان ہوا ہے بیشک کلام کرتے وقت اسکی صورت بلا حجاب نہیں ہوسکتی وہ بھی دنیا میں نہ آخرت میں ابن عباس رضؓ سے منقول ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کلام سے حضرت موسیٰ ؑ کو سرفراز کیا اور رُؤیت سے تمہارے پیغمبر کو۔ ف۳ اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اسمیں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلعم کو غیب کا علم نہ تھا۔ دوسری آیت میں بصراحت موجود ہے۔ قُل لَا یَعلَمُ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ الغَیبَ اِلَّا اللہ اب دیکھ لینا چاہیئے جب آنحضرتؐ کو جو ساری مخلوقات میں اشرف اور اعلیٰ تھے کل ہونے والی بات معلوم نہ ہو تو دوسرے ولی یا بزرگ، پیر، فقیر، شہید کس شمار میں ہیں۔ اور تعجب تو اُن ڈھونگی بند پنڈتوں اور نجومیوں پر ہوتا ہے۔ جو قیامت تک ہونیوالی باتوں کی پیشین گوئیاں کرتے ہیں۔ لَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ بعضے نام کے مُسلمان بھی جاماسپ حکیم اور زرتشت کی پیشینگوئیاں بلکہ دوسرے بزرگوں کی پیشین گوئیاں دیکھتے ہیں۔ اور انکی تصدیق پر اُن کا خیال مائل ہو جاتا ہے یہ سب شیطان کے وسوسے ہیں ف۴ کسی کو نہیں بتایا یا خاص لوگوں کو بتلایا۔

بَابٌ - فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى - حَيْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ -	**باب** فکان قاب قوسین او ادنٰی کی تفسیر یعنی اتنا فاصلہ رہ گیا۔ جتنا کمان سے چلہ (تانت) کو ہوتا ہے۔
۳۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زِرًّا، عَنْ عَبْدِ اللهِ. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ	ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے۔ کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے۔ کہا میں نے زر بن حبیش سے سُنا۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ اس آیت میں فکان قاب قوسین

مَا أَوْحَى ۔ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ۔

اَوْ اَدْنیٰ الخ سے یہ مُراد ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ کو انکی اصل صُورت میں دیکھا۔ اُن کے چھ سو پنکھ تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ ۔ فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ ۔ کی تفسیر۔

۳۸۰ ۔ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ۔ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ۔

ہم سے طلق بن غنام نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ کوفی نے۔ انہوں نے سلیمان شیبانی سے۔ انہوں نے کہا میں نے زرّ بن حبیش سے اس آیت کو پوچھا۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ انہوں نے کہا۔ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اس کو پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرتؐ نے حضرت جبرئیل کو چھ سو پنکھوں میں دیکھا تھا۔ ف

ف فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ میں عبدہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کیطرف پھرے گی۔ اور فاوحیٰ کی ضمیر حضرت جبرئیلؑ کی طرف قرینۂ کلام بھی اسی کو مقتضی ہے۔ کیونکہ شَدِیْدُ الْقُویٰ اور ذُوْمِرَّۃٍ یہ حضرت جبرئیل کی صفات ہیں۔ بعضوں نے کہا خود پروردگار مراد ہے۔ اس صورت میں فاوحیٰ اور عبدہٖ دونوں کی ضمیر پروردگار کیطرف پھرے گی۔

بَابُ ۔ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْریٰ کی تفسیر۔

۳۸۱ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى۔ قَالَ: رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ یہ جو آیت ہے۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْریٰ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے ایک سبز فرش دیکھا ف جس نے آسمان کا کنارہ ڈھانپ لیا تھا۔ ف

ف جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام بیٹھے تھے۔ ف۲ بعضوں نے کہا۔ رفرف سے پردہ مراد ہے بعضوں نے کہا۔ کپڑے کا جوڑا۔ یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام سبز لباس پہنے ہوئے تھے۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے

کہ شب معراج میں رفرف لٹک آیا۔ آپ اُس پر بیٹھ گئے۔ پھر وہ رفرف اٹھ گیا۔ اور آپ پروردگار سے نزدیک ہو ہوگئے۔ ثُمَّ دَنیٰ فَتَدَلّٰی سے یہی مُراد ہے۔ آنحضرت فرماتے ہیں اس مقام پر جبریل مجھ سے الگ ہوگئے۔ اور آوازیں سب موقوف ہوگئیں۔ اور مَیں نے اپنے پروردگار کا کلام سنا۔ یہ قرطبی نے نقل کیا

بَابٌ۔ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى۔

۳۸۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى۔ كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيقَ الْحَاجِّ۔

باب:۔ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى کی تفسیر۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم فراہیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوالاشہب (جعفر بن حبان) نے کہا ہم سے ابوالجوزاء (اوس بن عبداللہ) نے۔ انہوں نے ابن عباس رض سے۔ انہوں نے لات اور عزیٰ کے بیان میں کہا۔ کہ لات ایک شخص کا نام تھا۔ جو حاجیوں کے لئے ستو گھولا کرتا تھا۔ ف

ف اسی لئے بعضوں نے لات کو تشدید پڑھا ہے۔ اور جنہوں نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ اُنکی قرأت پر یہ توجیہہ ہوسکتی ہے۔ کہ کثرت استعمال سے تخفیف ہوگئی۔ کہتے ہیں اُس شخص کا نام عمرو بن لحی یا صرمہ بن غنم تھا۔ یہ گھی اور ستو ملا کر ایک پتھر کے پاس حاجیوں کو کھلایا کرتا۔ جب مر گیا۔ تو لوگ اُس پتھر کو پوجنے لگے۔ جہاں یہ کھلایا کرتا تھا۔ اور اس پتھر کا نام لات رکھ دیا۔ تاکہ اُس شخص کی یادگار رہے۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نکالا جو کوئی اس کا ستو کھاتا وہ موٹا ہوجاتا اس لئے اس کی پرستش کرنے لگے۔ خدا کی مار ان بیوقوفوں پر۔

۳۸۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لات اور عزیٰ کی قسم کھائے۔ تو (تجدید ایمان کرے) کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ اور جو شخص دوسرے سے کہے۔ کہ آؤ ہم اور تم جوا کھیلیں۔ تو (کفارے کے طور پر) کچھ خیرات کرے۔ ف

ف تاکہ گناہ کی بات کا کفارہ ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھانا حرام یا مکروہ ہے اگر عادت کے طور پر منہ سے نکل جائے۔ تو گنہگار نہ ہوگا لیکن استغفار کرنا بہتر ہے۔ بتوں کی یا لات اور عزیٰ کی قسم کھانا مشرکوں

کا طریقہ تھا۔ بتوں کی ذرہ برابر بھی تعظیم ہماری شریعت میں کفر ہے۔ اگر کوئی عمدًا ایسی قسم کھائے۔ تو کافر ہو جائے گا۔ اگر بے اختیاری میں سہوًا زبان سے نکل جائے۔ تو تجدیدِ ایمان کرے۔ پھر کلمۂ توحید پڑھے۔ ایک جماعت علماء کا قول یہ ہے۔ کہ بُت، جھنڈے، جھاڑ، پہاڑ، اولیاء، اوتار، پیغمبر، قبر، سُورج، چاند، تارے سب کا ایک ہی حکم ہے یعنی جتنی چیزیں اللہ کے سوا ہیں۔ خواہ ہماری شریعت میں اُن کی تعظیم کا حکم ہو یا تذلیل کا ہر ایک کی قسم عمدًا کھانا کفر ہے جس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ بعضوں نے کہا جن چیزوں کی تذلیل کا حکم ہے جیسے بُت شدے جھنڈے جھاڑ پہاڑ وغیرہ انکی قسم کھانا۔ تو کفر ہے اور جن کی تذلیل کا حکم نہیں۔ جیسے اولیاء، پیغمبر وغیرہ ان کی قسم کھانا کفر نہیں بلکہ حرام یا مکروہ ہے۔

بَابٌ۔ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى.

٣٨٤۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَقَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى- إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ۔ فَطَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ سُفْيَانُ: مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ، كَانُوا هُمْ وَغَسَّانُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ مِثْلَهُ، وَقَالَ مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ، وَمَنَاةُ صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ، كُنَّا لَا نَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيمًا لِمَنَاةَ، نَحْوَهُ

باب وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى کی تفسیر۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم سے زہری نے۔ کہا میں نے عروہ سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا انہوں نے کہا۔ بات یہ ہے۔ کہ عرب کے بعضے لوگ جو مناۃ بُت کے نام پر (یا مناۃ کے پاس) جو مشلل میں تھا ف۲ احرام باندھتے۔ وہ صفا اور مروہ کا طواف نہ کرتے ف۳ اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ۔ تو آنحضرتؐ اور مسلمانوں نے صفا اور مروہ کا طواف کیا۔ عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سے یُوں روایت کی ف۴ عروہ نے کہا۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ یہ آیت اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ اخیر تک انصار اور غسان والوں میں اتری۔ وہ اسلام لانے سے پہلے مناۃ بُت کے نام پر احرام باندھا کرتے تھے۔ پھر ویسی حدیث بیان کی۔ جیسے سفیان بن عیینہ کی اوپر گزری۔ اور معمرؒ نے زہری سے یوں روایت کی ف۵ انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے فرمایا۔ انصار کے کچھ لوگوں نے جو مناۃ کے نام پر احرام باندھا کرتے تھے۔ اور مناۃ ایک بُت تھا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان میں۔ آنحضرتؐ سے عرض کیا۔ یا رسُول اللہ۔ ہم صفا اور مروہ کا طواف مناۃ

کی بزرگی کے خیال سے نہیں کرتے تھے وہ پھر اسی طرح
حدیث بیان کی۔ جیسے اُوپر گزری۔

ف فلا جناح علیہ أن یطوف بہما سے تو یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تب بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ ف۲ مشلل ایک مقام کا نام تھا۔ قدید بن منات بت وہیں پر نصب تھا۔ ف۳ صفا اور مروے پر دوسرے دو بت تھے اساف اور نائلہ ف۴ اسکو ذہلی اور طحاوی نے وصل کیا۔ ف۵ اسکو طبری نے وصل کیا۔ ف۶ اب آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

بَابٌ۔ فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا۔

باب: فاسجدوا للہ واعبدوا۔ کی تفسیر۔

۳۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ، تَابَعَهُ ابْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ، وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُلَيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ۔

ہم سے ابُو معمر (عبداللہ بن عمرو) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے۔ کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت نجم میں سجدہ کیا۔ اور آپ کیساتھ مسلمانوں اور مشرکوں اور آدمیوں اور جنّوں نے بھی سجدہ کیا۔ عبدالوارث کے ساتھ اِس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی ایُوب سے روایت کیا ف اور اسمٰعیل بن علیہ نے اپنی روایت میں ابن عباس رض کا ذکر نہیں کیا۔ ف۲

ف اسکو اسماعیلی نے وصل کیا۔ ف۲ بلکہ مُرسلاً عکرمہ سے روایت کی۔ اور اس سے حدیث میں کوئی قدح نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ عبدالوارث اور ابراہیم بن طہمان دونوں ثقہ ہیں۔ اور دونوں نے اسکو وصل کیا۔ اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے

۳۸۶۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَوَّلُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ النَّجْمُ۔ قَالَ فَسَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ

ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا کہا مجھ کو ابواحمد زبیری نے خبر دی۔ کہا ہم کو اسرائیل نے۔ انہوں نے ابواسحاق سبیعی سے۔ انہوں نے اسود بن یزید نخعی سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ سب سے پہلے جو سجدے والی سورت اُتری۔ وہ سورۃ (والنجم) تھی۔ ابن مسعود رض نے کہا۔ پھر آنحضرت ؐ نے اس سورت میں سجدہ کیا۔ اور آپ کے پیچھے جتنے لوگ بیٹھے تھے۔ (مسلمان اور

فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُ بَعْدَ ذَٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ۔

مشرک سب نے سجدہ کیا۔ مگر ایک شخص (امیہ بن خلف) نے کیا کیا مٹھی بھر مٹی لی (منہ سے لگالی) اس پر سجدہ کیا۔ میں نے دیکھا۔ اس کے بعد یہ شخص کفر کی حالت میں (بدر کے دن) مارا گیا۔ ف

ف بعضوں نے کہا یہ شخص ولید بن مغیرہ یا سعید بن عاص یا مطلب بن وداعہ یا ابولہب تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة اقتربت الساعة

سورہ اقتربت الساعۃ کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: مُسْتَمِرٌّ: ذَاهِبٌ مُزْدَجَرٌ: مُتَنَاهٍ: وَازْدُجِرَ: فَاسْتُطِيرَ جُنُونًا، دُسُرٌ: أَضْلَاعُ السَّفِينَةِ، لِمَنْ كَانَ كُفِرَ يَقُولُ كُفِرَ لَهُ جَزَاءً مِنَ اللّٰهِ۔ مُحْتَضَرٌ: يَحْضُرُونَ الْمَاءَ، وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: مُهْطِعِينَ: النَّسَلَانُ، الْخَبَبُ: السِّرَاعُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: فَتَعَاطَى: فَعَاطَهَا بِيَدِهِ فَعَقَرَهَا، الْمُحْتَظِرِ: كَحِظَارٍ مِنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ، ازْدُجِرَ: افْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ، كُفِرَ: فَعَلْنَا بِهِ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَاءً لِمَا صُنِعَ بِنُوحٍ وَأَصْحَابِهِ، مُسْتَقِرٌّ: عَذَابٌ حَقٌّ، يُقَالُ الْأَشَرُ: الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ۔

مجاہدؒ نے کہا مستمر کا معنی جانے والا۔ باطل ہونے والا مُزدَجر بے انتہا جھڑکنے والے تنبیہ کرنیوالے وَازدُجِر دیوانہ بنایا گیا۔ یا جھڑکا یا گیا۔ دُسُر کشتی کے تختے (یا کیلیں یا رسیاں) جزآءً لِّمَن کَانَ کُفِر یعنی یہ عذاب اللہ کیطرف سے بدلہ تھا اس شخص کا جس کی انہوں نے ناقدری کی تھی یعنی نوحؑ کی ف کُلُّ شِربٍ مُّحتَضَر یعنی ہر فریق اپنی باری پر پانی پینے کو آئے۔ مھطعین الی الداع سعید بن جبیرؓ نے کہا یعنے ڈرتے ہوئے عربی زبان میں تیز دوڑنے کو نسلان خبب اور سراع کہتے ہیں۔ اوروں نے کہا فتعاطی یعنی ہاتھ چلایا۔ اسکو زخمی کیا۔ کَھَشِیمِ المُحتَظِر جیسے ٹوٹی اور جلی ہوئی باڑ ف ازدجر ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ باب افتعال سے اس کا مجرد زجرت ہے۔ جزاءً لّمن کان کفر یعنے ہم نے نوح اور انکی قوم والوں کے ساتھ جو سلوک کیا۔ یہ اس کا بدلہ تھا۔ نوحؑ اور اُن کے ایماندار ساتھ والوں کے ساتھ (کافروں کیطرف سے) کیا گیا تھا۔ مُستَقِر جمار ہنے والا عذاب ف اَشَر شر سے نکلا ہے۔ جس کا معنے اترانا۔ غرور کرنا۔

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ یا کافروں کا ڈبونا اور نوحؑ کا بچانا۔ نوحؑ کے نیک اعمال کا ثواب تھا جس کی کافروں نے ناشکری کی تھی۔ یہ دونوں توجیہیں مشہور قرأت پر ہیں۔ جب کُفِر پڑھو مجہول کے صیغہ سے۔ فریابی نے مجاہد سے یوں

نقل کیا ہے۔ لمن کان کفر باللہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کَفَرَ بہ صیغہ معروف پڑھا ہے اس قرأت کا معنے صاف ہے۔ ف۳ اس کو ابن منذر نے وصل کیا۔ ف۴ یا لونی جو دیوار سے جھڑتی ہے۔ یا جلی ہوئی راکھ۔ ف۵ جو اُن کو دوزخ تک پہنچا کر رہے گا۔

بابٌ۔ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا۔ کی تفسیر۔

۳۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، وَسُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ، وَفِرْقَةٌ دُونَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْهَدُوا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے شعبہ اور سفیان ثوری رح (یا سفیان بن عیینہ) سے انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے ابو معمر (عبداللہ بن سخرہ) سے انہوں نے ابن مسعود رض سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اُوپر رہا۔ ایک ٹکڑا نیچے آگیا۔ آنحضرت ﷺ نے (لوگوں سے جو اس وقت موجود تھے) فرمایا۔ گواہ رہنا۔ ف

ف ایک روایت میں ہے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رض سے فرمایا۔ دیکھو گواہ رہیو! یعنی یہ ایک بڑا معجزہ ہے۔ کیونکہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے اجرام علویہ تک نہیں پہنچے تھے۔

۳۸۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ، فَقَالَ لَنَا: اشْهَدُوا اشْهَدُوا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم کو عبداللہ بن ابی نجیح نے۔ انہوں نے مجاہد سے روایت کی انہوں نے ابو معمر رح سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رض سے۔ انہوں نے کہا جس وقت چاند پھٹا۔ اسوقت ہم آنحضرت ﷺ کے پاس موجود تھے۔ چاند برابر دو ٹکڑے ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو۔ گواہ رہو۔ گواہ رہو۔

۳۸۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرٌ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے بکر بن مضر نے۔ انہوں جعفر بن ربیعہ سے۔ انہوں نے عراک بن مالک رح سے۔ انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اِنْشَقَّ الْقَمَرُ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھٹا تھا ف

ف ان سے اُن لوگوں کا رد ہوا۔ جو کہتے ہیں۔ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کا یہ معنےٰ ہے کہ قیامت کے قریب چاند پھٹے گا۔ حذیفہؓ نے یوں پڑھا ہے۔ وَقَدِ انْشَقَّ الْقَمَرُ کے معنی یہ ہیں چاند پھٹ چکا۔ معلوم ہوا کہ چاند کا پھٹنا قیامت کی نشانی تھا۔ اور نشانی کے ساتھ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی تھا۔

۳۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یونس بن محمد بغدادی نے۔ کہا ہم سے شیبان تیمی نے۔ انہوں نے قتادہ سے۔ انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ مکہ کے کافروں نے آنحضرتؐ سے یہ درخواست کی کہ ہم کو کوئی نشانی دکھلاؤ۔ آپؐ نے چاند کا پھٹنا اُن کو دکھلایا۔ ؎

؎ جو اللہ جل شانہ کی قدرت کی بڑی نشانی تھی۔

۳۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے شعبہ سے۔ انہوں نے قتادہ سے۔ انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ف

ف قسطلانی نے کہا۔ یہ پانچ حدیثیں ہیں۔ جو شق القمر کے باب میں وارد ہیں۔ تین شخص اُن کے راوی ہیں۔ ابن مسعودؓ ابن عباسؓ اور انسؓ، عبداللہ بن مسعودؓ صرف رؤیت کے گواہ ہیں۔ باقی انسؓ تو اسوقت مدینہ میں تھے۔ اُن کی عمر چار یا پانچ برس کی ہوگی اور ابن عباسؓ تو اسوقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ لیکن اُن کے سوا ایک جماعت صحابہؓ نے بھی شقُّ القمر کا واقعہ نقل کیا ہے۔ مُترجم کہتا ہے۔ اگر شق القمر نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں اُترتا کہ چاند پھٹ گیا تو سب کے سب قرآن کو غلط سمجھتے۔ اسلام سے پھر جاتے۔ بس یہی ایک دلیل اس واقعہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ اور اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں کہ ماضی بمعنے مستقبل ہے۔ جیسے وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ۔ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا میں اس لئے کہ جو کام آئندہ ممکن الوقوع ہے۔ اس کا زمانہ ماضی میں بھی واقع ہونا

ممکن ہے۔ جب سچے لوگ اس کے وقوع کی گواہی دیں۔ اب یہ کہنا کہ اجرام علویہ قابل خرق والتیام نہیں ہیں۔ ایک خود رائے شخص ارسطو کی تقلید ہے۔ جس نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی۔ اگر ارسطو کو یہ معلوم ہوتا۔ کہ مرکز عالم آفتاب ہے اور زمین بھی ایک سیارہ اور اجرام علوی میں داخل ہے۔ چاند زمین کا تابع ہے۔ اور اسمیں بڑے بڑے غار موجود ہیں۔ تو ایسی بیوقوفی کی بات نہ کہتا کہ زمین قابل خرق والتیام ہے چاند قابل خرق والتیام نہیں۔ یہ کیا معنی۔ خود سورج قابل خرق والتیام ہے۔ بہت سے حکیم کہتے ہیں کہ زمین سورج کا ہی ایک حصہ ہے۔ جو الگ ہو کر رہا اور ثقل کیوجہ سے سورج اتنے فاصلہ پر تھما ہوا ہے۔ رہا یہ امر کہ تم نے اپنی عمر میں اجرام علویہ کا خرق والتیام نہیں دیکھا تو تم کیا تمہاری عمر کیا۔ پشہ کے داند کہ خانہ از کی ست۔

بَابٌ۔ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ، وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔ قَالَ قَتَادَةُ: أَبْقَى اللهُ سَفِينَةَ نُوحٍ حَتَّى أَدْرَكَهَا أَوَائِلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ۔ ولقد ترکناها آیة فهل من مذکر کی تفسیر۔ قتادہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے نوح کی کشتی کو (دنیا میں) قائم رکھا۔ یہاں تک کہ اس اُمت کے اگلے لوگوں نے بھی اس کو (جودی پہاڑ پر) دیکھ لیا۔ ف۱

۳۹۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ۔ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو اسحاق سبیعی سے۔ انہوں نے اسود بن یزید سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں پڑھتے تھے۔ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔ ف۲

ف۱ اسکو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ ابن ابی حاتم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ اس کے بعد کئی کشتیاں گل کر راکھ ہوگئیں
ف۲ دال مہملہ سے جیسے مشہور قرات ہے بعضوں نے ذال معجمہ سے پڑھا ہے۔

بَابٌ۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔ قَالَ مُجَاهِدٌ: يَسَّرْنَا. هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مذکر کی تفسیر۔ مجاہد نے کہا یسرنا کا معنی یہ ہے کہ ہم نے اس کا پڑھنا آسان کر دیا۔ ف

۳۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ،

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے۔ انہوں نے شعبہ سے۔ انہوں نے ابو اسحق سے۔ انہوں نے اسود سے۔ انہوں نے عبداللہ بن

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ- فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ؟ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ-

مسعود رضؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ یوں پڑھتے تھے۔ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔ (دال مہملہ سے)

ف اسکو فریابی نے وصل کیا۔ قسطلانی نے کہا۔ یعنی اس کے الفاظ ہم نے سہل رکھے اور اسکا مطلب آسان کیا۔ یہ اللہ جل جلالہٗ کا فضل وکرم ہے کہ قرآن اور حدیث کے مطلب اس نے سہل اور آسان رکھے ہیں تاکہ عام اور خاص سب ان کے مطلب سمجھ لیں۔ اور ان پر عمل کر سکیں۔ اور اس زمانہ میں تو اللہ تعالےٰ نے اور آسانی فرما دی کہ قرآن اور حدیث کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کرا دیا۔ اب عرب کے سوا دوسرے ملک والے بھی قرآن و حدیث کا مطلب بخوبی سمجھ سکتے ہیں

٣٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ: فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ أَوْ مُذَّكِرٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقْرَؤُهَا- فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ- قَالَ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا- فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ- دَالًا

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے انہوں نے ابواسحاق سے۔ انہوں نے سُنا کہ ایک شخص (نام نامعلوم) اسود سے پوچھ رہا تھا۔ (سورہ قمر میں) فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (دال مہملہ سے) ہے یا مُذَّكِر (ذال معجمہ سے) انہوں نے کہا۔ میں نے تو عبداللہ بن مسعودؓ کو یوں پڑھتے سُنا فهل من مدكر اور عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من مدكر (دال مہملہ سے) پڑھتے ہوئے سُنا۔

فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ-

فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ. وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ- کی تفسیر۔

٣٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ- فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ- الْآيَةَ- وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ-

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے والد (عثمان) نے خبر دی۔ انہوں نے شعبہ سے۔ انہوں نے ابو اسحاق سے۔ انہوں نے اسود سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فهل من مدكر (دال مہملہ سے) پڑھا۔

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ——— کی تفسیر

۳۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ. فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ. وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ.

ہم سے محمد بن بشار (یا محمد بن مثنیٰ) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے ابواسحٰق سے۔ انہوں نے اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے یوں پڑھا۔ من مدّکر (دال مہملہ سے)

---

۳۹۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَهَلْ مِنْ مُذَّكِرٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ.

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وکیع نے۔ انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے ابواسحٰق سے۔ انہوں نے اسود بن یزید سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضؓ سے۔ انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یوں پڑھا۔ من مذّکر (ذال معجمہ سے) تو آپ نے فرمایا۔ مدّکر (دال مہملہ سے)

بَابُ قَوْلِهِ. سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ.

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ کی تفسیر

۳۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حَوْشَبٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح، وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ وُهَيْبٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللهِ،

ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے خالد حذاء نے۔ انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضؓ سے۔ دوسری سند اور مجھ سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عفان بن مسلم نے انہوں نے وُہیب سے۔ کہا ہم سے خالد حذاء نے۔ انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن ایک خیمہ میں تھے آپ نے یوں دعا فرمائی۔ یا اللہ! میں چاہتا ہوں۔ تو اپنا عہد اور وعدہ پورا فرمائے ۱؎ یا اللہ! تیری مرضی اگر تو چاہے تو (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو بھی ہلاک کر دے) پھر آج سے تیرا پوجا نہیں رہنے کا ۲؎ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے آپ کا

أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ، وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔

ہاتھ تھام لیا۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ! بس کیجیے۔ آپ نے اپنے پروردگار سے مانگنے کی حد کردی (بہت التجا کی) آنحضرت (اس روز) زرہ پہنے ہوئے چل پھر رہے تھے۔ (یہ دُعا کر کے) آپ ڈیرے سے نکلے۔ یہ آیت پڑھتے جاتے تھے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ

ف۱ عہد یہ تھا۔ کہ ایمان دار بندے غالب ہوں گے۔ وعدہ یہ تھا۔ کہ اللہ نے مسلمانوں کو دو میں سے ایک عطا فرمانے کا وعدہ کیا تھا۔ یا تو قافلہ ملے گا۔ یا کافروں پر فتح حاصل ہو گی۔ ف۲ بلکہ سب طرف بتوں اور اتاروں اور ٹھاکروں ہی کا پوجا ہونے لگے گا۔ اس قسم کی دُعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو سزاوار تھا۔ جو اللہ جل جلالہ کے محبوب خاص تھے اور کسی کی مجال نہیں۔ جو بارگاہِ احدیت میں اس طرح سے عرض کرے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَ أَمَرُّ يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَ أَمَرُّ کی تفسیر

أَمَرُّ۔ مَرَارَہ سے نکلا ہے

۳۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهِكٍ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَ أَمَرُّ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے۔ ان کو ابن جریج نے کہا۔ مجھ کو یوسف بن ماہک نے خبر دی۔ انہوں نے کہا میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں یہ آیت نازل ہوئی بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَ أَمَرُّ اس وقت میں ایک بچی تھی۔ اور کھیل رہی تھی۔

۴۰۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ: أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ

مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے۔ انہوں نے خالد بن مہران حذاء سے انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن ایک ڈیرے میں یوں دُعا کی۔ یا اللہ! میں تجھ سے یہ چاہتا

شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا، فَأَخَذَ أَبُوبَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ، وَهُوَ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ. سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ، بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ۔

ہوں۔ کہ تو اپنا عہد اور وعدہ پورا کرے۔ یا اللہ! تیری مرضی تو چاہے۔ تو پھر آج سے کوئی تجھ کو نہ پوجے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا۔ یارسول اللہ بس کیجئے۔ پروردگار سے دعا کرنے کی حد ہو چکی۔ آپ زرہ پہنے ہوئے تھے۔ ڈیرے سے برآمد ہوئے تو یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ بَلِ السَّاعَةُ اخیر تک۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الرَّحْمٰن

سورة الرحمٰن کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: بِحُسْبَانٍ: كَحُسْبَانِ الرَّحَى، وَقَالَ غَيْرُهُ: وَأَقِيْمُوا الْوَزْنَ، يُرِيْدُ لِسَانَ الْمِيْزَانِ، وَالْعَصْفُ: بَقْلُ الزَّرْعِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَذٰلِكَ الْعَصْفُ، وَالرَّيْحَانُ: وَرَقُهُ، وَالْحَبُّ: الَّذِي يُؤْكَلُ مِنْهُ، وَالرَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَالْعَصْفُ يُرِيْدُ الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ، وَالرَّيْحَانُ: النَّضِيْجُ الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ، وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ، وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ: التِّبْنُ، وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ: الْعَصْفُ: أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ، تُسَمِّيْهِ النَّبَطُ هَبُوْرًا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ، وَالرَّيْحَانُ: الرِّزْقُ وَالْمَارِجُ: اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ

مجاہد نے کہا۔ بِحُسْبَانٍ یعنی چکی کی طرح گھوم رہے ہیں ف اوروں نے کہا۔ وَأَقِيْمُوا الْوَزْنَ کا معنے یہ ہے۔ کہ ترازو کی زبان سیدھی رکھو (یعنی برابر تولو) عصف کہتے ہیں کھیتی کی اس پیداوار (سبزے) کو جس کو پکنے سے پہلے کاٹ لیں۔ یہ تو عصف کے معنے ہوئے۔ اور ریحان کا معنی کھیتی کے پتے اور دانے جن کو کھاتے ہیں ریحان عربی زبان میں روزی کو کہتے ہیں اور بعض لوگوں نے کہا۔ عصف وہ دانہ جو کھائے جاتے ہیں الخ۔ اور ریحان وہ پکا غلہ جس کو (کچا) نہیں کھاتے اوروں نے کہا۔ عصف گیہوں کے پتے ضحاک نے کہا۔ عصف بھوسا (جو جانور کھاتے ہیں) ابومالک غفاری (تابعی) نے کہا عصف کھیتی کا وہ سبزہ جو پہلے پہل اگتا ہے کسان لوگ اسے ہبور (مونگے) کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا۔ عصف ف۲ گیہوں کا پتہ اور ریحان روزی۔ مَارِجٌ آگ کی لپیٹ (لو) زرد یا سبز جو آگ روشن کرنے پر اوپر چڑھتی ہے۔ بعضوں نے مجاہد سے روایت کی ف۳ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ میں مشرقین سے جاڑے اور گرمی کی مشرق اور مغربین سے جاڑے اور گرمی کی مغرب مراد ہے لَا يَبْغِيَانِ ل نہیں جاتے

الَّذِي يَعْلُو النَّارَ إِذَا أُوقِدَتْ، وَقَالَ
بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ. رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ،
فِي الشَّمْسِ لِلشِّتَاءِ مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ
فِي الصَّيْفِ. وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ. مَغْرِبُهَا
فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ. لَا يَبْغِيَانِ:
لَا يَخْتَلِطَانِ. الْمُنْشَآتُ: مَا رُفِعَ قِلْعُهُ
مِنَ السُّفُنِ، فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قِلْعُهُ
فَلَيْسَ بِمُنْشَأَةٍ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: كَمَا
يُصْنَعُ الْفَخَّارُ: الشُّوَاظُ، لَهَبٌ مِنْ
نَارٍ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَنُحَاسٌ: النُّحَاسُ
الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ يُعَذَّبُونَ
بِهِ. خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ: يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ
فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتْرُكُهَا.
مُدْهَامَّتَانِ: سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ،
صَلْصَالٍ: طِينٍ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ
كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ: وَيُقَالُ مُنْتِنٌ
يُرِيدُونَ بِهِ صَلَّ، يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا
يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ،
وَصَرْصَرَ مِثْلُ كَبْكَبْتُهُ، يَعْنِي
كَبَبْتُهُ. فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ. قَالَ
بَعْضُهُمْ: لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ
بِالْفَاكِهَةِ، وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا تَعُدُّهَا
فَاكِهَةً كَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ. حَافِظُوا
عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى. فَأَمَرَهُمْ
بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى كُلِّ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ
أَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيدًا لَهَا كَمَا أُعِيدَ النَّخْلُ
وَالرُّمَّانُ، وَمِثْلُهَا. أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ

المنشات وہ کشتیاں جن کا بادبان اٹھایا گیا ہو۔ وہی دور
سے پہاڑ کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اور جن کشتیوں کا
بادبان نہ چڑھا جائے۔ اُن کو منشات نہیں کہیں گے۔
مجاہد نے کہا ف کالفخار یعنے جیسے ٹھیکرا بنایا
جاتا ہے۔ الشواظ آگ کا شعلہ (جس میں دھواں ہو)
نُحاسُ پیتل جو گلا کر دوزخیوں کے سر پر ڈالا جائے گا۔
اُن کو اس سے عذاب دیا جائے گا۔ خافَ مقامَ
ربہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ کوئی آدمی گناہ کرنے کا قصد
کرے۔ پھر اپنے پروردگار کو یاد کر کے اس سے باز آجائے
مُدھامّتان بہت شادابی کی وجہ سے کالے (یا سبز)
ہو رہے ہوں گے۔ صلصال وہ گارا۔ (کیچڑ عسل)۔
جس میں ریت ملا لی جائے۔ وہ ٹھیکری کی طرح کھنکھنانے
لگے۔ بعضوں نے کہا صلصال بدبودار کیچڑ۔ جیسے کہتے
ہیں صل اللحم یعنی گوشت بدبودار ہو گیا۔ سڑ گیا۔ وف
جیسے صرّ الباب دروازے نے بند ہوتے وقت
آواز دی اور صرصر الباب کی مثال کبکبتہ کی طرح ہے یعنی کببتہ
ونخل ورمّان یعنی وہاں میوہ ہو گا۔ اور کھجور اور انار
اس آیت سے بعضوں نے (امام ابوحنیفہ رحمہ نے) یہ
نکالا ہے۔ کہ کھجور اور انار میوہ نہیں ہیں وف عرب لوگ تو
ان دونوں کو میووں میں شمار کرتے ہیں اب رہا نخل اور
رمان کا عطف فاکہہ وف پر تو ایسا ہے۔ جیسے دوسری
آیت میں فرمایا۔ حافظوا علی الصلوات
والصلوٰۃ الوسطیٰ تو پہلے سب نمازوں کی
محافظت کا حکم دیا۔ صلوٰۃ وسطیٰ بھی اُن میں آگئی۔ پھر صلوٰۃ
وسطیٰ کو (عطف کر کے) دوبارہ بیان کیا۔ اس سے غرض
یہ ہے کہ اس کا اور زیادہ خیال رکھو۔ ایسے ہی یہاں
بھی نخل اور رمان فاکھہ میں آگئے تھے مگر ان کی

يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ. ثُمَّ قَالَ. وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ. وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِي أَوَّلِ قَوْلِهِ. مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ. وَقَالَ غَيْرُهُ: أَفْنَانٍ: أَغْصَانٍ، وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ: مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ، وَقَالَ الْحَسَنُ فَبِأَيِّ آلَاءِ: نِعَمِهِ، وَقَالَ قَتَادَةُ: رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ. يَعْنِي الْجِنَّ وَالْإِنْسَ، وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ. كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ. يَغْفِرُ ذَنْبًا وَيَكْشِفُ كَرْبًا، وَيَرْفَعُ قَوْمًا وَيَضَعُ آخَرِينَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَرْزَخٌ: حَاجِزٌ الْأَنَامُ: الْخَلْقُ، نَضَّاخَتَانِ: فَيَّاضَتَانِ، ذُو الْجَلَالِ. الْعَظَمَةِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: مَارِجٌ: خَالِصٌ مِنَ النَّارِ، يُقَالُ مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ، مَرِيجٍ مُلْتَبِسٍ، مَرَجَ: اخْتَلَطَ مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا. سَنَفْرُغُ لَكُمْ. سَنُحَاسِبُكُمْ، لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ، يُقَالُ: لَأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ، وَمَا بِهِ شُغْلٌ يَقُولُ لَآخُذَنَّكَ عَلَى غِرَّتِكَ.

عمدگی کی وجہ سے دوبارہ اُن کا ذکر کیا اور جیسے اس آیت میں فرمایا۔ الم تر انّ اللہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت ومن فی الارض پھر اس کے بعد فرمایا۔ وکثیرٌ من النّاس وکثیرٌ حقّ علیہ العذاب حالانکہ یہ دونوں مَن فی السمٰوات ومن فی الارض میں آ گئے تھے اوروں نے (مجاہدؒ یا ابوعبیدہؒ کے سوا) کہا۔ افنانٍ کا معنی شاخیں (ڈالیاں) وجنی الجنّتین دانٍ یعنی دونوں باغوں کا میوہ قریب ہوگا ف۱ اور حسن بصریؒ نے کہاف۲ فبایّ آلاء یعنی اُس کی کون کون سی نعمتوں کو۔ اور قتادہ نے کہاف۳ ربّکما میں جن اور آدمیوں کی طرف خطاب ہے۔ اور ابوالدرداءؓ نے کہاف۴ کلّ یومٍ ھُوَ فی شانٍ کا مطلب یہ ہے کسی کا گناہ بخشتا ہے کسی کی تکلیف دُور کرتا ہے کسی قوم کو بڑھاتا ہے کسی قوم کو گھٹاتا ہے ف۵ اور ابن عباسؓ نے کہا۔ برزخ سے آڑ مُراد ہے، الانام، خلقت نضّاختان خیر اور برکت بھاریں ہیں ذوالجلال بزرگی والا۔ اوروں نے کہا۔ مارج خالص انگار (جس میں دھواں نہ ہو) عرب لوگ کہتے ہیں۔ مَرَجَ الامیرُ رعیّتہٗ یعنی حاکم نے اپنی رعیّت کا خیال چھوڑ دیا۔ ایک کو ایک ستا رہے ہیں مریج (جو سورۂ قٓ میں ہے) اسکا معنی گڈ مڈ (ملا ہوا) مَرَجَ البحرَان یعنی دونوں دریا مل گئے ہیں۔ مرجت دابتک سے نکلا ہے۔ سنفرغ لکم ہم عنقریب تمہارا حساب کریں گے یہاں فراغت کا معنی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز دوسری چیز کی طرف خیال رکھنے سے باز نہیں رکھ سکتی یہ ایک محاورہ ہے۔ جو عرب لوگوں میں مشہور ہے کوئی شخص بیکار ہوتا ہے۔ اس کو فرصت ہوتی ہے۔ لیکن (ڈرانے کیلئے) دوسرے سے کہتا ہے۔ اچھا میں تیرے لئے فراغت کرونگا۔ یعنی دفعۃً جب تو غافل ہوگا تجھ کو سزا دوں گا۔

ف۱ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۲ اسکو ابن منذر نے وصل کیا۔ ف۳ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۴ اسکو بھی فریابی نے

وصل کیا۔ ف۵ اسکو بھی فریابی نے وصل کیا۔ ف۶ اس کو مضاعف کرکے صلصل کر دیا۔ ف۷ اسی کو مضاعف کر دیتے ہیں۔ ف۸ بلکہ غذا ہیں۔ آدمی اُن پر گزارہ کر سکتا ہے۔ تو اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں میوہ نہیں کھاؤں گا۔ اور کھجور یا انار کھایا تو حانث نہ ہوگا۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ اور دوسرے علماء کے نزدیک حانث ہوگا۔ وہ کہتے ہیں عرب لوگ کھجور اور انار کو بہترین میوہ یعنے فاکہہ سمجھتے ہیں۔ اور قرآن میں جو فاکہہ کے بعد اُن میں تخصیص کی یہ اس وجہ سے نہیں کہ یہ دونوں فاکہہ نہیں ہیں۔ بلکہ زیادتی فضیلت اور شرف کے لئے کہ فاکہہ کے ساتھ دوا اور غذا بھی ہیں ف۹ جس سے امام ابوحنیفہؒ نے یہ سمجھا کہ وہ فاکہہ نہیں ہیں۔ ف۱۰ نزدیک سے توڑ لیا جائے گا۔ درخت پر چڑھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ ف۱۱ اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۱۲ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۱۳ اس کو ابن حبان اور ابن ماجہ نے وصل کیا۔ ف۱۴ کسی کو مارتا ہے کسی کو جلاتا ہے۔ کسی کو چنگا کرتا ہے۔ کسی کو بیمار کرتا ہے۔ کسی کو سرفراز کرتا ہے کسی کو ذلیل کرتا ہے غرض سے اُس کے ہر روز نئے نئے احکامات ظاہر ہوتے ہیں۔ گو اس نے ہر ایک ہونیوالی بات ازل میں لکھ دی تھی۔ مگر انکا ظہور اپنے اپنے وقت پر ہوتا رہتا ہے ان کو شئون الٰہیہ کہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ومن دونہما جنتان۔ کی تفسیر

٤٠١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ العَمِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الجَوْنِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ القَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ۔

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبدالصمد عمی نے۔ کہا ہم سے ابوعمران جونی نے۔ انہوں نے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس سے۔ انہوں نے اپنے والد (ابوموسےٰ اشعری) سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (بہشت میں) دو باغ چاندی کے ہوں گے۔ اُن کے برتن سامان وغیرہ بھی سب چاندی کے ہونگے۔ اور دو باغ سنہری اُن کے برتن اور سامان سب سونے کے ہونگے۔ اور جنت العدن والوں میں اور ان کے پروردگار میں ایک جلال کی چادر حائل ہوگی۔ جو پروردگار کے منہ پر پڑی ہوگی۔ ورنہ (ہر وقت) اسکو دیکھتے رہتے

بَابٌ۔ حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الخِيَامِ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حُورٌ: سُودُ الحَدَقِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ:

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول حور مقصورات فی الخیام کی تفسیر۔

اور ابن عباسؓ نے کہا حُور کا معنی کالی آنکھوں والی۔ اور مجاہدؒ نے کہا مقصورات کا معنی اُن کی

مَقْصُورَاتٌ: مَحْبُوسَاتٌ، قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ۔

نگاہ اور جان اپنے شوہروں پر رکی ہوگی (اپنے خاوند کے سوا اور کسی پر آنکھ نہیں ڈالنے کی) قاصراتٌ کا معنے اپنے خاوند کے سوا اور کسی کی خواہشمند نہ ہوں گی۔

ف۱ اس کو ابن منذر نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو فریابی نے وصل کیا۔

۳۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلاً فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الآخَرِينَ، يَطُوفُ الْمُؤْمِنُونَ، وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلاَّ رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ۔

ہم سے محمد بن مثنے نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبد العزیز بن عبد الصمد نے۔ کہا ہم سے ابو عمران جونی نے۔ انہوں نے ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں ایک خیمہ ہوگا۔ خولدار موتی کا جس کا عرض ساٹھ کوس کا ہوگا۔ اُس کے ہر کونے میں مسلمان کی بی بیاں بیٹھی ہوں گی۔ ایک بی بی دوسری بی بی کو دکھلائی بھی نہیں دے گی۔ اور مسلمان اُن سب کے پاس پھرتا رہے گا۔ (ہر ایک سے مزے اڑاتا رہے گا) اور بہشت میں دو باغ چاندی کے ہونگے جن کے برتن اور سامان سب چاندی کے اور دو باغ سونے کے ہونگے۔ جن کے برتن اور سامان سب سونے کے۔ اور جنت العدن والوں کو اللہ کے دیدار میں صرف ایک جلال کی چادر حائل ہوگی جو اس کے (مبارک) منہ پر پڑی ہوگی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الواقعة

سورۂ واقعہ کی تفسیر۔ ف۱

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: رُجَّتْ: زُلْزِلَتْ، بُسَّتْ: فُتَّتْ، لُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيقُ، الْمَخْضُودُ: لاَ شَوْكَ لَهُ، مَنْضُودٍ: الْمَوْزُ، وَالْعُرُبُ: الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى

مجاہد نے کہا۔ ف۲ رُجَّت کا معنی ہلائی جائے ف۳ بُسَّت چور چور کئے جائیں گے۔ اور ستو کیطرح لت کر دیئے جائینگے المخضود بوجھ سے لدے ہوئے یا جن کا کانٹا نہ ہو۔ مَنْضُودٍ موز (کیلا) عُرُبٌ اپنے اپنے خاوندوں کی پیاریاں

أَزْوَاجِهِنَّ، ثُلَّةٌ: أُمَّةٌ، يَحْمُومٌ: دُخَانٌ أَسْوَدُ، يُصِرُّونَ: يُدِيمُونَ، الْهِيمُ: الإِبِلُ الظِّمَاءُ، لَمُغْرَمُونَ: لَمُلْزَمُونَ، مَدِينِينَ: مُحَاسَبِينَ، رَوْحٌ: جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ، وَرَيْحَانٌ: الرِّزْقُ، وَنُنْشِئَكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ: أَيْ فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: تَفَكَّهُونَ: تَعْجَبُونَ، عُرُبًا مُثَقَّلَةً وَاحِدُهَا عَرُوبٌ مِثْلُ صَبُورٍ وَصُبُرٍ، يُسَمِّيهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ، وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْغَنِجَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ، وَقَالَ فِي: خَافِضَةٌ لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ، وَرَافِعَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ، مَوْضُونَةٍ: مَنْسُوجَةٍ، وَمِنْهُ وَضِينُ النَّاقَةِ، وَالْكُوبُ: لَا آذَانَ لَهُ وَلَا عُرْوَةَ وَالأَبَارِيقُ: ذَوَاتُ الآذَانِ وَالْعُرَى. مَسْكُوبٍ: جَارٍ، وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ: بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ، مُتْرَفِينَ: مُتَمَتِّعِينَ مَا تُمْنُونَ: هِيَ النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ، لِلْمُقْوِينَ: لِلْمُسَافِرِينَ، وَالْقِيُّ الْقَفْرُ، بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ: بِمُحْكَمِ الْقُرْآنِ، وَيُقَالُ بِمَسْقَطِ النُّجُومِ إِذَا سَقَطْنَ، وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَاحِدٌ، مُدْهِنُونَ: مُكَذِّبُونَ، مِثْلُ ـ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ، فَسَلَامٌ لَكَ ـ أَيْ مُسَلَّمٌ لَكَ، إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ـ أُلْقِيَتْ إِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُولُ: أَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ

ثُلَّةٌ امت گروہ۔ یَحْمُوم کالا دھواں۔ یُصِرُّونَ کا معنی ہٹ کرتے تھے۔ ہمیشہ کرتے تھے۔ الھیم پیاسے اونٹ لمغرمون ٹوٹے میں آگئے ڈنڈ ہوا۔ مدینین جن سے حساب لیا جائے روح بہشت آرام راحت۔ رَیْحَانٌ رزق اور روزی وننشئکم فِیمَا لَا تَعْلَمُونَ یعنے جس صورت میں ہم چاہیں تم کو پیدا کریں۔ مجاہد کے سوا اوروں نے کہا۔ تفکھون کا معنے تعجب کرتے رہ جاؤ۔ عُرُبًا مثقلۃ (یعنی بضمہ را) عروبٌ کی جمع ہے۔ جیسے صبور کی جمع صبر آتی ہے۔ (عروبٌ خوبصورت پیاری عورت) مکہ والے ایسی عورت کو عربہ اور مدینہ والے غنجہ اور عراق والے شکلہ کہتے ہیں خَافِضَةٌ ایک قوم کو نیچا دکھانے والی یعنی دوزخ میں لے جانے والی۔ رَافِعَةٌ ایک قوم کو بلند کرنے والی یعنی بہشت میں لے جانے والی۔ موضونۃ سونے سے بنے ہوئے اسی سے نکلا ہے وضینُ النَّاقَةِ یعنی اونٹنی کا زیربند (تنگ) کُوبٌ آبخورہ جس میں ٹونٹی اور کنڈا نہ ہو۔ (اکوابٌ جمع ہے) ابریق وہ کوزہ جس میں ٹونٹی اور کنڈا ہو۔ اَبَارِیق اس کی جمع ہے مَسْکُوبٌ بہتا ہوا (جاری) وَفُرُشٍ مَرْفُوعَه اونچے اونچے یعنی ایک کے اوپر ایک (تلے اوپر) بچھائے گئے۔ مُتْرَفِینَ کا معنی آسودہ آرام پروردہ تھے مَا تُمْنُونَ نطفہ جو عورتوں کے رحم میں ڈالتے ہو۔ متاعًا للمقوین مسافروں کے فائدہ کے لئے یہ قِیّ سے نکلا ہے۔ قِیّ کہتے ہیں بے آب وگیاہ میدان کو۔ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ سے قرآن کی محکم آیتیں مراد ہیں۔ بعضوں نے کہا تارے ڈوبنے کے مقامات مواقع جمع ہے اس کا واحد موقع۔ دونوں کا (جب مضاف ہوں) ایک ہی معنے ہے۔ مُدھنون جھٹلانے والے۔ جیسے اس آیت میں ہے وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ کا معنی یہ ہے۔ مسلم لک انک

قَلِيلٍ، إِذَا كَانَ قَدْ قَالَ إِنِّي مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ، وَقَدْ يَكُونُ كَالدُّعَاءِ لَهُ كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِنَ الرِّجَالِ، إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ، تُورُونَ: تَسْتَخْرِجُونَ، أَوْرَيْتُ: أَوْقَدْتُ، لَغْوًا: بَاطِلًا، تَأْثِيمًا: كَذِبًا۔

مِن اَصحٰبِ الیمین یعنی یہ بات مان لی گئی۔ سچ ہے۔ کہ تو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے۔ تو انّ کا لفظ گرادیا گیا۔ مگر اس کا معنی قائم رکھا گیا۔ اس کی مثال یہ ہے۔ مثلاً کوئی کہے۔ اب تھوڑی دیر میں سفر کرنے والا ہوں۔ اور تو اُس سے کہے۔ اَنتَ مصدّقٌ انک مسافر عن قَلِیل سلام کا لفظ بطور دُعا کے مستعمل ہوتا ہے۔ اگر مرفوع ہو۔ جیسے فَسَقیًا نصب کے ساتھ دُعا کے معنوں میں آتا ہے۔ یعنی اللہ تجھ کو سیراب کرے۔ ف۴ تُورُونَ سُلگاتے ہو۔ آگ نکالتے ہو۔ اَورَیتُ سے یعنی میں نے سُلگایا۔ لغوًا باطل جھوٹ تاثیما جھوٹ غلط

ف۱ یہ عجیب الاثر سورت ہے۔ جو کوئی اسکو ہر روز ایک دفعہ پڑھتا رہے۔ وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔ دولت اور توانگری چاہنے والو۔ ادھر آؤ۔ سورہ واقعہ کو اپنا معمول کرلو۔ امیر بن جاؤگے۔ اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے سورہ ملک یعنی تبارك الذی ہر شب کو پڑھ لیا کرو۔ دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ان دو سورتوں سے حاصل کرو۔ ف۲ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۳ وہ بھی بنا ہوا ہوتا ہے۔ ف۴ اسی طرح سلامٌ پیش کے ساتھ دُعا کے معنوں میں آتا ہے۔ یعنی تم سلامت رہو۔ اگر سلامًا ہو۔ نصب سے تب دُعا کے معنی نہیں ہو سکتے گو سلامًا نصب سے اس مقام میں کوئی قراءت نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ

۴۰۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا، وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ۔ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَظِلٍّ مَمْدُودٍ کی تفسیر

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے ابوالزناد سے۔ انہوں نے اعرج سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی پہنچاتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ بہشت میں ایک بڑا درخت ہے (طوبیٰ) جس کے سایہ میں اگر سوار سو برس تک چلتا رہے تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو۔ اگر تم چاہو۔ تو یہ آیت پڑھو۔ وظِلٍّ مَمْدُودٍ ف۱

ف۱ یعنی پھیلا ہوا سایہ اور یہ سایہ سورج کا نہیں ہوگا۔ بلکہ خدائے عزوجل کے نور کا سایہ ہوگا۔ ربیع نے کہا عرش کا سایہ ہوگا۔ کیونکہ بہشت میں سورج نہیں۔ وہاں سب ٹھنڈا ہی ٹھنڈا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الحديد والمجادلة

سورۂ حدید اور مجادلہ کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ: مُعَمَّرِينَ فِيهِ، مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ: مِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدَى، فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ: جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ، مَوْلَاكُمْ أَوْلَى بِكُمْ، لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ: لِيَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ، يُقَالُ الظَّاهِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، وَالْبَاطِنُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، أَنْظِرُونَا: انْتَظِرُونَا.

مجاہدؒ نے کہا جعلکم مستخلفین فیہ یعنی جس میں تم کو بسایا (جانشین کیا) آباد کیا ف من الظلمت الی النور یعنی گمراہی سے ہدایت کیطرف ومنافع للناس یعنے لوہے سے سپریں ہتھیار بناتے ہو۔ مولاکم یعنے آگ تمہارے زیادہ سزاوار ہے۔ لئلا یعلم (لا زائد ہے) الظاہر علم کی رو سے۔ الباطن علم کی رو سے ف۲ انظرونا (بفتح ہمزہ اور کسرۂ ظا ایک قرأت ہے) ہمارا انتظار کرو۔ ف۳

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ بعضوں نے کہا ظاہر ہے دلیلوں کی رو سے اور باطن ہے اپنی ذات سے کیونکہ حواس سے اس کی ذات کا ادراک نہیں ہوسکتا۔ ف۳ مشہور قرأت اُنْظُرُونَا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة المجادلة

سورۂ مجادلہ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يُحَادُّونَ: يُشَاقُّونَ اللهَ، كُبِتُوا: أُخْزُوا، مِنَ الْخِزْيِ، اسْتَحْوَذَ: غَلَبَ.

مجاہدؒ نے کہا ف۱ یُحادّون کا معنی ہے۔ اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کُبِتُوا ذلیل کئے گئے استحوذ غالب ہوگیا۔

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الحشر

سورۂ الحشر کی تفسیر

الْجَلَاءُ: الْإِخْرَاجُ مِنْ أَرْضٍ إِلَى أَرْضٍ

جلا کہتے ہیں ایک ملک سے دوسرے ملک کیطرف نکال دینے کو

٤٠٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سعید بن سلیمان نے۔ کہا ہم سے ہشیم نے۔ کہا ہم کو ابوبشر

هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: سُورَةُ التَّوْبَةِ؟ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ، وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَمْ تُبْقِ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيهَا، قَالَ: قُلْتُ سُورَةُ الْأَنْفَالِ؟ قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: سُورَةُ الْحَشْرِ؟ قَالَ: نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ۔

(جعفر) نے خبر دی انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس رضؓ سے سورہ براءت کو سورہ توبہ کہا انہوں نے کہا۔ یہ سورت توبہ کی ہے یا فضیحت کرنے والی ف اس سورت میں برابر یہی اُترتا رہا بعضے لوگ ایسے ہیں۔ بعضے لوگ ایسے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا۔ یہ سورت کسی کا ذکر نہیں چھوڑنے کی میں نے سورۂ انفال کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ یہ سورت جنگِ بدر کے باب میں اُتری۔ میں نے کہا سورہ حشر۔ انہوں نے کہا۔ یہ سورت بنی نضیر یہودیوں کے باب میں اُتری۔

ف اس نے تمام لوگوں کے عیب کھول دیئے۔

---

٤٠٥ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: سُورَةُ الْحَشْرِ؟ قَالَ: قُلْ سُورَةُ النَّضِيرِ۔

ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے۔ کہا ہم کو ابو عوانہ نے۔ انہوں نے ابو بشر (جعفر بن ابی وحشیہ) سے انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے انہوں نے کہا۔ میں نے ابن عباس رضؓ سے کہا سورہ حشر انہوں نے کہا۔ یوں کہہ۔ سورۂ بنو نضیر۔

بَابُ قَوْلِهِ - مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ: نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ کی تفسیر۔ لینۃٍ کہتے ہیں عجوہ اور برنی کے سوا کھجور کے دوسرے درختوں کو۔ ف

٤٠٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى - مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر یہودیوں کے کھجور کے درخت جلا دیئے۔ ان کو کٹوا ڈالا۔ انہی درختوں کے باغ کو بُوَیرہ کہتے تھے۔ تو اس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت اُتاری مَا قَطَعْتُمْ

الفاسقین۔ مِن لِّینَةٍ أَوْ تَرَکْتُمُوهَا۔ الی قولہ۔ الفاسقین۔

ف۱ عجوہ اور برنی دونوں عمدہ قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں۔ اُن کے درخت کو لینہ نہیں کہتے۔

بَابٌ۔ قَوْلُهُ۔ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول مَا افَاءَ اللّٰہ علی رسولہ کی تفسیر

٤٠٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهِ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کئی بار بیان کیا۔ انہوں نے عمرو بن دینار سے روایت کی۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے مالک بن اوس بن حدثان سے۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ بنی نضیر کے مال اُن مالوں میں سے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بن لڑے بھڑے اپنے پیغمبرؐ کو دلا دیئے۔ مسلمانوں نے اُن پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے (جنگ نہیں کی) اس قسم کے مال آنحضرتؐ کے گنے جاتے تھے۔ آپ کیا کرتے تھے۔ اُن میں سے اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ نکال لیتے تھے۔ اور جو باقی رہتا۔ اُس کو جہاد کے سامان کی تیاری ہتھیار اور گھوڑوں (وغیرہ) میں خرچ کرتے۔

بَابٌ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ۔ الآیہ کی تفسیر

٤٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ، الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے منصور بن معتمر سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ نے گدنا گودنے والی اور گدانے والی اور خوبصورتی کے لئے چہرے کے بال نکالنے والی۔ دانتوں کو (سوہن سے) جدا کرنے والی عورتوں پر لعنت کی جو اللہ تعالےٰ کی

فَجَاءَتْ فَقَالَتْ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَقَالَ: وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ، قَالَ: لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ، أَمَا قَرَأْتِ ـ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ـ قَالَتْ: بَلَى، قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ، قَالَتْ: فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ، قَالَ: فَاذْهَبِي فَانْظُرِي، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُنَا۔

خلقت کو بدلتی ہیں۔ یہ حدیث بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی (اسکا نام معلوم نہیں ہوا) اس کی کنیت اُم یعقوب تھی۔ خیر وُہ عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ تم نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ انہوں نے کہا بیشک میں تو ضرور اس پر لعنت کرونگا جس پر آنحضرتؐ نے لعنت کی ہے۔ اور اللہ کی کتاب میں اُس پر لعنت آئی۔ وُہ عورت کہنے لگی مَیں نے تو سارا قرآن جو دو دفتیوں کے بیچ میں ہے پڑھ ڈالا۔ اس میں تو کہیں ان عورتوں پر لعنت نہیں آئی ہے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ اگر تو قرآن کو (جیسا سمجھ کر پڑھنا چاہیئے) پڑھتی۔ تو ضرور یہ مسئلہ پاتی۔ کیا قرآن میں تُو نے نہیں پڑھا۔ کہ "پیغمبرؐ جس بات کا تم کو حکم دے۔ اس پر عمل کرو۔ اور جس بات سے منع کرے۔ اُس سے باز رہو" اس نے کہا کہ ہاں۔ یہ آیت تو قرآن میں ہے۔ ابن مسعودؓ نے کہا بس آنحضرتؐ نے ان باتوں سے منع کیا ہے ف۲ وہ عورت کہنے لگی تمہاری بیوی بھی تو یہی کام کرتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ اچھا جا کر دیکھ۔ جب وہ گئی۔ تو وہاں پر کوئی بات نہ پائی۔ ابن مسعودؓ نے کہا۔ اگر میری عورت ایسے کام کرتی۔ تو بھلا میرے ساتھ رہ سکتی تھی۔

ف۱ سو ہان سے اکثر عمر والی عورتیں دانتوں کو جدا کر کے جوان بنتی ہیں۔ ف۲ اور آپ کا منع کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا منع کرنا ہے ف۳ عبداللہ بن مسعودؓ کے اس قول سے اُن لوگوں کا رد ہوا۔ جو صرف قرآن کو واجب العمل جانتے ہیں اور حدیث شریف کو واجب العمل نہیں جانتے۔ ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج اور ان الذین یفرقون بین اللہ ورسولہ میں داخل ہیں۔ حدیث شریف قرآن مجید سے جدا نہیں ہے۔ قرآن شریف خود حدیث کی پیروی کا حکم دیتا ہے

۳۰۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے۔ انہوں نے سفیان ثوریؒ سے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے عبدالرحمن بن عابس سے منصور کی روایت بیان کی۔ انہوں نے ابراہیم سے۔ انہوں نے علقمہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرتؐ

قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ۔

نے بالوں میں جوڑ لگانے والی پر لعنت کی۔ عبدالرحمن بن عابس نے کہا۔ میں نے یہ حدیث ایک عورت سے سنی جس کو ام یعقوب کہتے تھے۔ اس نے عبداللہ بن مسعودؓ سے ایسی ہی روایت کی جیسے منصور کی روایت اوپر گزری

بَابٌ۔ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ۔

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول والذین تبوّءوا الدار والایمان کی تفسیر۔

٤١٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أُوصِي الْخَلِيفَةَ بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَأُوصِي الْخَلِيفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَ عَنْ مُسِيئِهِمْ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے۔ انہوں نے حصین بن عبدالرحمن سے۔ انہوں نے عمرو بن میمون سے۔ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے (مرتے وقت) یہ کہا۔ میرے بعد جو خلیفہ ہو۔ میں اسکو یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ مہاجرین کا حق پہچانے اور یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ انصار کا حق پہچانے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینہ میں جگہ پکڑی۔ ایمان کو سنبھالا۔ خلیفہ کو لازم ہے کہ اُن میں جو نیک ہو اس کی قدردانی کرے اور بُرے کی بُرائی سے درگزر کرے

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ۔ الْآيَةَ،

الْخَصَاصَةُ: فَاقَةٌ، الْمُفْلِحُونَ: الْفَائِزُونَ بِالْخُلُودِ، وَالْفَلَاحُ: الْبَقَاءُ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ: عَجِّلْ: وَقَالَ الْحَسَنُ: حَاجَةً: حَسَدًا۔

باب: وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ الآیہ۔ کی تفسیر۔ خصاصۃ فاقہ مُفلِحُون کامیاب ہمیشہ رہنے والے الفلاح باقی رہنا۔ حَیَّ عَلَی الفلاح بقا کی طرف جلد آؤ (یعنی اُس کام کی طرف جس سے حیات ابدی حاصل ہو) اور امام حسن بصریؒ نے کہا۔ فی صُدُورِهِم حَاجَةً میں حاجت سے حسد مراد ہے ف

٤١١۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواسامہ نے۔ کہا ہم سے فضیل بن غزوان نے۔ کہا ہم سے ابوحازم اشجعی نے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا۔ ایک شخص (ابوہریرہؓ) آنحضرت صلی اللہ علیہ

عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَصَابَنِي الْجَهْدُ: فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّفُهُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللهُ؟ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: ضَيْفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا، قَالَتْ: وَاللهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصِّبْيَةِ، قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعِشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ وَتَعَالِي فَاطْفِئِي السِّرَاجَ، وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَقَدْ عَجِبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ- وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔

وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! میں بہت بھوکا ہوں۔ (کچھ کھلوائیے) آپ نے اپنی بیبیوں کے پاس سے کچھ کھانے کو منگوایا لیکن کچھ نہ نکلا ف۲ آخر آپ نے لوگوں سے (جو اس وقت حاضر تھے) فرمایا۔ کوئی ایسا ہے۔ جو اس رات کو اس شخص کی مہمانی کرے۔ (اس کو کچھ کھلائے) اللہ اُس پر رحم کرے۔ یہ سُن کر ایک انصاری شخص (ابوطلحہؓ) نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں اس کی مہمانی کرونگا۔ اور اُس شخص (ابوہریرہؓ) کو اپنے گھر لے گیا۔ اپنی بی بی (ام سلیم) سے کہا یہ شخص آنحضرت صلعم کا (بھیجا ہوا) مہمان ہے۔ کوئی چیز اس سے اٹھا مت رکھ جو کچھ ہو کھلا دے) وہ بولی خدا کی قسم۔ میرے پاس اتنا ذرا سا کھانا ہے۔ جو بچوں کو (مشکل سے) کافی ہوگا۔ ابوطلحہؓ نے کہا۔ تو ایسا کر جب بچے رات کا کھانا مانگنے لگیں۔ (تو کسی بہانے سے اُن کو سُلا دے۔ اور چراغ بجھا دے۔ ہم دونوں بھی آج رات کو کچھ نہیں کھائیں گے ف۳ (ام سلیمؓ) نے ایسا ہی کیا۔ (سبحان اللہ) صبح کو ایسا ہوا کہ ابوطلحہؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ رات کو اللہ نے تعجب کیا یا اللہ تعالیٰ کو ہنسی آگئی۔ فلاں مرد اور فلاں عورت پر (یعنی ابوطلحہؓ اور ام سلیم پر) ف۴ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ویؤثرون الخ ف۵

ف۱ اسکو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ ف۲ سبحان اللہ۔ کیا کہنا رونے کا مقام ہے۔ ہمارے سردارؐ نے دنیا میں اس طرح زندگی بسر کی۔ اتنی بیبیاں اور کسی کے پاس کھانے کو کچھ نہیں پھر تم کیوں دنیا کی طمع پر مارے مارے پھرتے ہو۔ اللہ پر بھروسہ کرو اور یہ کوشش کرو کہ شریعت کے موافق حلال کمائی ملے۔ حرام سے پرہیز کرو۔ ف۳ جو کھانا ہے۔ مہمان کو کھلا دے۔ ف۴ اس حدیث میں تعجب اور ضحک دو صفات کا اثبات ہے۔ جہمیہ، معتزلہ اور منکرین صفات کی ان حدیثوں کو دیکھ کر جان نکلتی ہے اور اہلحدیث میں جان تازہ آتی ہے۔ ف۵ یعنی تکلیف اور تنگی کی حالت میں بھی دوسرے کی راحت رسانی مقدم رکھتے ہیں۔ آپ تکلیف اٹھاتے ہیں۔ پر دوسرے بندگان خدا کو آرام دیتے ہیں۔ آپ کو سوخت غیر کو لذت

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۂ ممتحنہ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً: لَا تُعَذِّبْنَا بِأَيْدِيهِمْ فَيَقُولُونَ لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هَذَا، بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ: أُمِرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ۔

مجاہدؒ نے کہا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا کا معنی یہ ہے کافروں کے ہاتھ سے ہم کو تکلیف نہ پہنچا وہ یوں کہنے لگیں اگر ان مسلمانوں کا دین سچا ہوتا تو یہ ہمارے ہاتھ سے مغلوب کیوں ہوتے) ایسی تکلیفیں کیوں اٹھاتے ول بعصم الکوافر سے یہ مُراد ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو حکم ہوا ان کافر عورتوں کے چھوڑ دینے کا جو کفر کی حالت میں مکہ میں رہ گئیں تھیں۔

ف اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ یا اللہ۔ یا مالک الملک بدعتیوں کے ہاتھ سے اہلحدیث کو بھی فتنہ مت بنا۔ بدعتیوں کو اُن پر غالب مت کر۔ اہلحدیث پر اپنا رحم و کرم فرما۔ میں نے بہت سے بے دینوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے، کہ اہلحدیث سوا ایک خدا کے نہ کسی اور کو پکارتے ہیں نہ کسی اور سے مدد چاہتے ہیں نہ بزرگوں کی قبروں پر جاکر اُن سے عرض معروض کرتے ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کے سوا بزرگوں کی چھڑی و نیاز منت فاتحہ وغیرہ کرتے ہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ انکی دُعا کیونکر قبول کرتا ہے۔ یا اللہ ان بے دینوں کو جھوٹا کر دے۔ اور ہماری دُعا قبول فرما۔ ہم خاص تیرے ہی پکارنے والے ہیں۔ تجھ ہی سے مدد چاہنے والے ہیں۔ اُن بے دینوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دے۔ یا ارحم الراحمین۔ اسمع واستجب

بَابٌ۔ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ کی تفسیر

۴۱۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ: أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ وَقَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا، فَذَهَبْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم سے عمرو بن دینار نے۔ کہا مجھ سے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب نے۔ انہوں نے عبیداللہ بن ابی رافع سے سُنا۔ جو حضرت علی رضؓ کے منشی تھے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ کہہ رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیرؓ اور مقداد رضؓ تینوں آدمیوں کو بھیجا۔ فرمایا۔ (مکہ کے راستے پر) چلے جاؤ۔ روضہ خاخ تک (جو ایک مقام کا نام ہے) وہاں اُونٹ پر سوار ایک عورت ملے گی۔ (اس کا نام سارہ ہوگا۔) اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ۔ حضرت علی رضؓ کہتے ہیں۔ ہم تینوں آدمی گھوڑے دوڑاتے چلے۔ تو (سچ مچ) وہاں ایک عورت شتر سوار ملی۔ ہم

فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ، فَقَالَتْ: مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ: مِنْ حَاطِبِ ابْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هٰذَا يَا حَاطِبُ؟ قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَنِعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي، وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ، فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ، قَالَ عَمْرٌو: وَنَزَلَتْ فِيهِ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ۔ قَالَ: لَا أَدْرِي الْآيَةَ فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَوْلِ عَمْرٍو۔

نے اس سے کہا۔ خط نکال۔ وہ بولی۔ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا۔ لے اب خط نکالتی ہے یا ہم تجھ کو ننگا کریں۔ جب تو (مجبور ہو کر) اُس نے اپنے جوڑے میں سے ایک خط نکال کر دیا۔ وہ خط ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آئے۔ اسکا مضمون یہ تھا۔ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے چند مکہ کے مشرکوں کے نام پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری وغیرہ کا اس میں ذکر تھا۔ کہ آپ بڑی فوج لے کر آتے ہیں تم اپنا بچاؤ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے پوچھا۔ اے حاطب! یہ کیا بات (تو نے مسلمان ہو کر کافروں کو مخبری کی) حاطب نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! جلدی نہ فرمایئے میرا سارا قصہ سُن لیجئے۔ پھر جو جی چاہے سزا دیجئے ہوا یہ کہ میں اصل قریشی تو ہوں نہیں ف اور آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں وہ اصل قریشی ہیں اُن کے عزیز، ناطے دار قریش کے کافروں میں ہیں جن کی وجہ سے اُن کے گھر بار مال و اسباب محفوظ رہتے ہیں۔ میں نے یہ چاہا کہ جب میرا ناطا اُن سے نہیں ہے۔ تو کچھ احسان ہی کر کے اپنا حق اُن پر قائم کروں تاکہ وہ اسکی وجہ سے میرے رشتہ داروں کو نہ ستائیں۔ میں نے یہ کام اس وجہ سے نہیں کیا کہ خدانخواستہ میں کافر ہو گیا ہوں۔ یا اسلام سے پھر گیا ہوں۔ آنحضرتؐ نے (مسلمانوں سے) فرمایا۔ حاطب نے سچ کہہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یارسول اللہ! اجازت دیجیے میں اسکی گردن اُڑا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہائیں۔ وہ تو بدر کی جنگ میں شریک تھا۔ اور تجھ کو معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے (عرش معلی پر سے) بدر والوں کو جھانکا۔ فرمایا۔ اب تم کیسے بھی اعمال بھی کرو۔ تم سے کیسے بھی گناہ ہو جائیں بشرطیکہ کفر اور شرک نہ کرو میں نے تو تم کو بخش دیا۔ عمرو بن دینار نے کہا۔

اسی باب میں یہ آیت اُتری یاایُّھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوّی وعدوّکم اولیا سفیان بن عیینہ نے کہا مَیں نہیں جانتا۔ اس آیت کا ذکر حدیث میں داخل ہے یا عمرو بن دینار کا قول ہے۔ ف۲

ف۱ بلکہ عہد کرکے ان میں شریک ہوگیا تھا۔ ف۲ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

---

٤١٣ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: قِيلَ لِسُفْيَانَ فِي هَذَا، فَنَزَلَتْ - لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ - الْآيَةَ - قَالَ سُفْيَانُ: هَذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو، مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أُرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي -

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہ سفیان سے کہا گیا حاطب ہی کے باب میں یہ آیت اُتری لا تتخذوا عدوّی وعدوّکم اولیاء سفیان نے کہا۔ لوگ ایسا ہی روایت کرتے ہیں۔ مَیں نے تو جتنا عمرو بن دینار سے سُنا تھا۔ اسکو خوب یاد رکھا۔ ایک حرف نہیں چھوڑا۔ اور میں نہیں سمجھتا۔ کہ میرے سوا کسی نے اس حدیث کو عمرو سے خوب یاد رکھا ہو۔

بَابٌ - إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول إذا جاءکم المؤمنات مُہاجرات۔ الایہ کی تفسیر

٤١٤ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ، بِقَوْلِ اللَّهِ - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ - إِلَى قَوْلِهِ - غَفُورٌ رَحِيمٌ - قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے۔ کہا ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے انہوں نے اپنے چچا ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی۔ اُن کو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہوں نے کہا۔ جو عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کرکے آتیں۔ آپؐ اس آیت کے موافق اُن کا امتحان لیتے۔ ف۱ یاایُّھا النبیُّ اذا جاءک المؤمنات یُبایِعنک۔ الی قولہ۔ غفور رحیم ۲؎ عروہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں پھر جو مسلمان عورت ان شرائط کو قبول کرتی۔ (جو اس آیت میں مذکور ہے۔) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے فرما دیتے اُس سے۔ مَیں نے تجھ سے بیعت کی خدا کی قسم!

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ بَایَعْتُكِ كَلَامًا، وَلَا وَاللّٰہِ مَا مَسَّتْ یَدُہٗ یَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَایَعَةِ، مَا یُبَایِعُھُنَّ إِلَّا بِقَوْلِہٖ: قَدْ بَایَعْتُكِ عَلٰی ذٰلِكِ، تَابَعَہٗ یُونُسُ، وَمَعْمَرٌ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّھْرِيِّ، وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّھْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ۔

آپ کا ہاتھ بیعت لینے میں کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا۔ آپ عورتوں سے بیعت کے وقت صرف زبان سے فرمادیتے۔ کہ میں نے تم سے اس اقرار پر بیعت لے لی ف زہری کے بھتیجے کی یونس اور معمر اور عبدالرحمٰن بن اسحٰق نے زہری سے روایت کرنے میں متابعت کی۔ اور اسحٰق بن راشد نے کہا زہری سے۔ انہوں نے عروہ اور عمرہ سے۔

ف اُن کو جانچتے کہ وہ خدا اور رسولؐ کی رضامندی کے لئے نکلی ہیں یا لڑ جھگڑ کے چلی آئی ہیں۔ ف۲ اب ام عطیہ کی حدیث میں جو ہے کہ آپ نے گھر سے باہر اپنا ہاتھ دراز کیا اور ہم نے گھر کے اندر سے اس سے بھی مصافحہ نہیں نکلتا۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سے بھی مصافحہ ثابت نہیں ہوتا۔ اور ابوداؤد نے مراسیل میں شعبی سے نکالا کہ آپ نے ایک چادر ہاتھ پر رکھ لی۔ اور فرمایا۔ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ ان احادیث کو دیکھ بھی جو مرشد عورتوں کو مرید کرنے کے وقت اُن سے ہاتھ ملائے۔ وہ بدبختی اور مخالف رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی طرح جو مرشد غیر محرم عورتوں مریدیوں کو بے ستر اپنے پاس آنے دے مثلاً سر اور سینہ کھولے ہوئے ہو۔ تو وہ پیر نہیں ہے۔ بلکہ مضل یعنی گمراہ کرنیوالا شیطانوں کا بھائی ہے۔

بَابٌ۔ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَكَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَكَ کی تفسیر

۴۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَیُّوبُ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِیرِینَ، عَنْ أُمِّ عَطِیَّةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: بَایَعْنَا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَیْنَا أَنْ لَا یُشْرِكْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَنَھَانَا عَنِ النِّیَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ یَدَھَا فَقَالَتْ: أَسْعَدَتْنِي فُلَانَةُ، أُرِیدُ أَنْ أَجْزِیَھَا، فَمَا قَالَ لَھَا النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا، فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَایَعَھَا۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے۔ انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے۔ انہوں نے ام عطیہ سے۔ انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ تو آپ نے یہ آیت سنائی لَا یُشْرِكْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا اور ہم کو مُردے پر نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔ تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ (وہ خود اُم عطیہ تھی) وہ کہنے لگی۔ فلاں عورت نے ف نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی۔ اس کا بدلہ کرلوں ف یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے وہ چلی گئی۔ (نوحہ کرکے) پھر لوٹ آئی۔ آپ نے اس سے بیعت لی

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ جاہلیت کے زمانہ میں۔ ف۲ اس کے نوحے میں شریک ہو جاؤں پھر نوحہ نہیں کرونگی۔ ف۳ دوسری روایت میں ہے۔ آپ نے اسکو اجازت دی۔ یہ ایک خاص حکم تھا جو ام عطیہ کو دیا گیا۔ ورنہ نوحہ عموماً حرام ہے۔ اس کی حرمت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ اور بعضے مالکیہ کا قول کہ نوحہ حرام نہیں ہے شاذ اور مردود ہے۔ اور قسطلانی نے کہا پہلے نوحہ مباح تھا پھر مکروہ تنزیہی ہوا۔ پھر حرام ہوا اور ممکن ہے کہ ام عطیہ کے بیعت کرتے وقت مکروہ تنزیہی ہو۔ اس لئے آپ نے اجازت دی ہو۔ اس کے بعد حرام ہو گیا ہو۔ حافظ نے کہا۔ نوحہ کرنا مطلقاً حرام ہے۔ اور یہی مذہب ہے سب خلفاء کا۔

---

۴۱۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى- وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللّٰهُ لِلنِّسَاءِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وہب بن جریر نے۔ کہا ہم سے والد جریر بن حازم نے۔ کہا میں نے زبیر بن خریت سے سنا۔ انہوں نے عکرمہ سے۔ انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ یہ ایک خاص شرط تھی۔ جو عورتوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے لگائی ف

ف قولہ۔ يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ سے یہ مراد ہوگا۔ کہ نوحہ نہ کریں۔ یا غیر مرد سے خلوت نہ کریں۔ یا خاوند کی نافرمانی نہ کریں۔ اگر یہ معنی ہو کہ اچھی بات میں تیری نافرمانی نہ کریں تب تو عورتوں اور مردوں سب کے لئے یہ حکم عام ہوگا۔ جیسے آگے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے لیلۃ العقبہ میں انصار سے انہی شرطوں پر بیعت لی۔

---

۴۱۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ: سَمِعَ عُبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَتُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِفُوا؟ وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَاءِ، وَأَكْثَرُ لَفْظِ سُفْيَانَ قَرَأَ الْآيَةَ- فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ- وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے کہا۔ ہم سے زہری نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے ابو ادریس خولانی نے انہوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ ہم (لیلۃ العقبہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے فرمایا۔ تم مجھ سے ان باتوں پر بیعت کرتے ہو۔ أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِفُوا اور عورتوں کی آیت یعنی جو آیت سورۂ ممتحنہ میں عورتوں کے حق میں اتری وہ پڑھی۔ سفیان نے اس حدیث میں اکثر یوں کہا۔ کہ آپ نے یہ آیت پڑھی ف پھر جو کوئی تم میں

فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ - وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْآيَةِ -

سے ان شرطوں کو پورا کرے۔ اس کا ثواب اللہ پر ہوگا۔ اور جو کوئی ان کاموں میں سے کچھ کر بیٹھے پھر دنیا میں اس پر حد پڑ جائے ۲ تو اس کے گناہ کا اُتار ہو جائیگا ۳ اور جو ان کاموں میں سے کچھ کر بیٹھے۔ اور اللہ اس کا گناہ چھپائے رکھے۔ (حد سے بچ جائے) تو اب (قیامت کے دن) اللہ کا اختیار ہے۔ چاہے اس کو عذاب دے۔ چاہے معاف کر دے سفیان کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرزاق نے بھی معمر سے روایت کیا۔ انہوں نے زہری سے۔ اور یوں ہی کہا۔ آیت پڑھی۔ ۴

ف یوں نہیں کیا عورتوں کی آیت۔ ف۲ کوڑے کھائے یا سنگسار ہو یا ہاتھ کاٹا جائے۔ ف۳ معلوم ہوا حد پڑنے سے گناہ اُتر جاتا ہے۔ محققین اہلحدیث کا یہی قول ہے۔ اور حنفیہ سے اس کے خلاف منقول ہے۔ ف۴ یہ نہیں کہا۔ عورتوں کی آیت

۴۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ: أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ، فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہارون بن معروف نے۔ کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے۔ کہا مجھ کو ابن جریج نے خبر دی۔ اُن کو حسن بن مسلم نے۔ انہوں نے طاؤس سے سُنا۔ انہوں نے ابن عباس رضی سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے عید کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین سب کے ساتھ پڑھی سب سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔ پھر خطبہ سُناتے تھے۔ ایسا ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خطبہ سُنا کر منبر پر سے اُترے۔ گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں ف آپ ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کو بٹھلا رہے تھے پھر ان کی صفیں چیرتے ہوئے آگے بڑھے۔ عورتوں کے پاس آئے۔ حضرت بلال رضی آپ کے ساتھ تھے آپ نے یہ آیت پڑھی یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ

يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ۔ حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا، ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ: أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكِ؟ وَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ، لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ؟ قَالَ: فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ۔

الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ اور پوری آیت سے فراغت کی۔ پھر فراغت کرکے فرمایا۔ عورتو! تم ان شرطوں پر قائم ہوئی ہو۔ ایک عورت کے سوا اور کسی نے آپ کو (زبان سے) جواب نہ دیا۔ (شرما گئیں) ایک عورت (اسماء بنت یزید) نے کہا۔ ہاں یارسول اللہ! حسن بن مسلم راوی کو معلوم نہیں ہوا وہ جواب دینے والی عورت کون تھی۔ خیر پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اچھا تو خیرات نکالو۔ انھوں نے خیرات دینا شروع کی۔ حضرت بلال رضؓ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ وہ چھلے انگوٹھیاں بلال رضؓ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

ف مولانا فضل الرحمان صاحب قدس سرہ نے تصور شیخ پر جو حضرات نقشبندیہ کے پاس معمول ہے۔ اسی حدیث سے دلیل لی ہے۔ کیونکہ ابن عباسؓ نے کہا۔ گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں۔ تصور شیخ سے اگر یہ مقصود ہے کہ بے اختیاری میں کسی وقت شیخ کی صورت کا تصور آجائے۔ تو اس کے جواز میں کسی کو کلام نہیں۔ مگر وہ تصور کہ خواہ مخواہ عبادت یا ذکر کے وقت اپنے مرشد کی صورت صفحۂ خیال میں جمائے۔ اور یہ سمجھے کہ فیض الٰہی مرشد کے سینے میں سے ہو کر میرے سینے میں آرہا ہے۔ اس کی اصل کتاب و سنّت سے بالکل نہیں ہے۔ اور گو حضرات نقشبندیہ نے اس پر عمل کیا ہو لیکن ہم نہیں کرتے ہم کو ہر حال میں اتباع سنّت لازم ہے۔ اور مولانا فضل الرحمان صاحب یہ بھی فرماتے تھے۔ کہ اس قسم کا تصوّر ہمارے مشائخ کا طریق نہیں ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ الصَّفِّ

سورۂ صف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ: مَنْ يَتَّبِعُنِي إِلَى اللهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَرْصُوصٌ: مُلْصَقٌ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ وَقَالَ يَحْيَى بِالرَّصَاصِ،

مجاہدؒ نے کہا۔ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ کا یہ معنی ہے کہ میرے ساتھ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف کون جاتا ہے اور ابن عباس رضؓ نے کہا مَرْصُوصٌ خوب مضبوطی سے ملا ہوا۔ جڑا ہوا۔ اور یحییٰ نے کہا سیسہ پلا کر جڑا ہوا۔

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا

مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔

من بعد اسمہ احمد کی تفسیر

۴۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ لِي أَسْمَاءً: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ کو محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ میرے کئی نام ہیں۔ محمد میں ہوں۔ احمد میں ہوں۔ ماحی میں ہوں۔ (کفر مٹنے والا) اللہ میرے سبب سے کفر کو میٹ دے گا۔ حاشر میں ہوں یعنی میری پیروی پر لوگ حشر کئے جائینگے ف عاقب (سب پیغمبروں کے بعد دنیا میں آنیوالا) میں ہوں۔

ف قیامت میرے زمانہ نبوت میں آئیگی یا سب سے پہلے میرا حشر ہوگا۔ لوگ میرے پیچھے اٹھیں گے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الجمعة

سورہ جمعہ کی تفسیر

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔ وَقَرَأَ عُمَرُ: فَامْضُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ۔

باب وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کی تفسیر حضرت عمرؓ نے بجائے فاسعوا الی ذکر اللہ کے فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا ہے۔ ف

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ۔ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔

مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے۔ انہوں نے ثور بن زید دیلی سے انہوں نے ابوالغیث (سالم) سے۔ انہوں نے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ پر سورہ جمعہ نازل ہوئی جب آپ اس آیت پر پہنچے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ کون

قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔

لوگ ہیں آپ نے جواب نہ دیا۔ میں نے تین بار یہی پوچھا اس وقت ہم میں سلمان فارسیؓ بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے اپنا ہاتھ اُن پر رکھا۔ پھر فرمایا۔ اگر ایمان (ثریا پروین ستارے) پر ہوتا۔ (زمین سے اتنا اونچا) تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے کئی آدمی اس تک پہنچ جاتے یا یوں فرمایا۔ ایک آدمی ان لوگوں میں سے اُس تک پہنچ جاتا ف

ف اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ دوسری روایت میں کئی آدمی بغیر شک کے مذکور ہیں۔ قرطبی نے کہا۔ آنحضرتؐ نے جیسے فرمایا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ بہت سے حدیث کے حافظ اور امام مُلک فارس میں پیدا ہوئے۔ انتہی۔ میں کہتا ہوں ان لوگوں سے امام بخاریؒ، مسلمؒ اور ترمذیؒ وغیرہ مراد ہیں۔ یہ سب حدیث کے امام ملکِ فارس کے تھے۔ اور رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ کی اگر روایت صحیح ہو۔ تو امام بخاری رہ مُراد ہیں۔ علم حدیث باسناد صحیح متصل اسی مرد کی ہمت مردانہ سے اب تک باقی ہے۔ اور حنفیوں نے جو امام ابوحنیفہ رہ کو اس سے مُراد رکھا ہے۔ تو ہم کو امام ابُوحنیفہ رہ کی فضیلت اور بزرگی میں اختلاف نہیں۔ مگر ان کی اصل مُلک فارس سے نہ تھی۔ بلکہ کابل سے تھی اور کابل بلادِ ہند میں داخل ہے۔ اس لئے وہ اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ علاوہ اس کے امام ابوحنیفہ رہ مدت العمر فقہ اور اجتہاد میں مصروف رہے۔ اور علم حدیث کی طرف انکی توجہ بالکل کم رہی۔ اسی لئے وُہ حدیث کے امام نہیں گنے جاتے۔ اور نہ ائمہ حدیث جیسے بخاری رہ مسلم وغیرہ نے اپنی کتابوں میں اُن سے روایت کی ہے۔ بلکہ محمد بن نصر مروزی محدث کہتے ہیں۔ کہ امام ابُوحنیفہ رہ کی بضاعت حدیث میں بہت تھوڑی تھی۔ اور خطیب نے کہا۔ کہ امام ابوحنیفہ رہ نے صرف پچاس مرفوع احادیث روایت کی ہیں۔ البتہ مجتہدین میں امام مالک رہ، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، اوزاعی، سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک ایسے کامل گزرے ہیں کہ ہم فقہ میں امام اور ہم حدیث میں امام تھے۔ اللہ ان سب پر راضی ہو۔ اور انکو درجات عالیہ عطا فرمائے۔

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ: أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوھاب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالعزیز دراوردی نے۔ کہا مجھ کو ثور بن زید دیلی نے۔ انہوں نے ابوالغیث (سالم) سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے یہی۔ اس میں یوں ہے کہ آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جاتے۔

بَابٌ۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا۔

باب وإذا رأوا تجارة أو لهوا۔ کی تفسیر۔

۴۲۲۔ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ:

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے خالد بن عبداللہ

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلَتْ عِيرٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ - وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا -

نے۔کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمٰن نے۔انہوں نے سالم بن ابی الجعد اور ابوسفیان طلحہ بن نافع سے۔ان دونوں نے جابر بن عبداللہ سے۔انہوں نے کہا ایسا ہوا جمعہ کے دن غلہ کا ایک قافلہ (مدینہ میں) آن پہنچا۔اس وقت ہم جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (خُطبہ سُن رہے تھے) سب لوگ اُدھر چل دیے۔صرف بارہ آدمی آپ کے پاس رہ گئے۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة المنافقين

سورۂ منافقون کی تفسیر

بَابٌ - قَوْلُهُ - إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ - الْآيَةَ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ - کی تفسیر۔

٤٢٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ، فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ وَلَئِنْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا۔کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے۔انہوں نے ابو اسحاق سے۔انہوں نے زید بن ارقم سے۔انہوں نے کہا۔مَیں ایک لڑائی (غزوۂ تبوک) میں تھا۔مَیں نے عبداللہ بن اُبی (منافق) کو یہ کہتے سُنا لوگو تم ایسا کرو۔پیغمبر کے پاس جو لوگ (مہاجرین) ہیں۔انکو کچھ خرچ کے لئے نہ دو۔وہ خود پیغمبر (صاحب) کو چھوڑ کر اس کے پاس سے الگ ہو جائیں گے۔اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے۔تو دیکھ لینا۔جو عزت والا ہے (مرُدود نے اپنے تئیں مراد لیا) وہ ذلت والے کو (پیغمبر صاحب کو مرُدود نے کہا) نکال باہر کرے گا۔مَیں نے عبداللہ بن ابی کی یہ گفتگو اپنے چچا (سعد بن عبادہ) یا حضرت عمرؓ سے بیان کی انہوں نے آنحضرتؐ سے کہہ دیا۔آنحضرتؐ نے مجھ کو بلایا مَیں نے بیان کر دیا۔آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں

سَلَّمَ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ؛ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى - إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ

کو بلوایا۔ (اُن سے پوچھا۔ تو) وہ مکر گئے۔ قسمیں کھانے لگے کہ ہم نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جھوٹا سمجھا اور عبداللہ کو سچا۔ مجھ کو اتنا رنج ہوا کہ ویسا رنج کبھی نہیں ہوا تھا۔ (میں رنجیدہ ہو کر گھر میں بیٹھ رہا) میرے چچا کہنے لگے۔ ارے تو نے یہ کیا کیا۔ آخر آنحضرتؐ نے تجھ کو جھوٹا سمجھا۔ تجھ سے ناراض ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری اذا جاءک المنافقون الخ آنحضرتؐ نے مجھ کو بُلا بھیجا۔ اور سورۂ منافقون پڑھ کر سُنائی۔ فرمایا۔ زید! اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سچا کر دیا۔

بَابٌ - اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً - يَجْتَنُّونَ بِهَا -

باب اتخذوا ایمانھم جُنّۃ کی تفسیر۔ انہوں نے اپنی قسموں کو سپر بنایا ہے۔ قسمیں کھا کر جان اور مال بچاتے ہیں

٤٢٤ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيِّ بْنِ سَلُولَ يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا، وَ قَالَ أَيْضًا: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي، فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَصَدَّقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِي، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے۔ انہوں نے ابو اسحاق سبیعی سے۔ انہوں نے زید بن ارقم سے۔ انہوں نے کہا۔ میں اپنے چچا (سعد بن عبادہ یا عبداللہ بن رواحہ) کے ساتھ تھا۔ میں نے عبداللہ بن ابی (منافق) کو یہ کہتے سُنا۔ پیغمبرؐ کے گرد و پیش جو لوگ ہیں۔ اُن سے کچھ سلوک نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ پیغمبر صاحب کو چھوڑ کر تتر بتر ہو جائیں۔ عبداللہ نے یہ بھی کہا۔ دیکھو۔ اگر ہم مدینے لوٹ کر پہنچے۔ تو عزت دار ذلیل شخص کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے عبداللہ بن اُبی کی یہ گفتگو اپنے چچا سے بیان کی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بُلا بھیجا وہ مکر گئے۔ قسمیں کھانے لگے۔ ہم نے ایسا نہیں کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو تو سچا سمجھا۔ اور مجھ کو جھوٹا خیال کیا۔ مجھ کو ایسا سخت رنج ہوا کہ اتنا رنج کبھی نہیں ہوا تھا اور میں (مارے رنج کے) گھر بیٹھ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

عَزَّ وَجَلَّ - إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ - إِلَى قَوْلِهِ - هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ - إِلَى قَوْلِهِ - لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ - فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ

اتاری اذا جاءک المنافقون اس آیت تک ھم الذین یقولون لاتنفقوا علی من عند رسول اللہ اس آیت تک لیخرجن الاعز منھا الاذل - اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا بھیجا۔ اور یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ فرمایا۔ اللہ جل جلالہٗ نے تجھ کو سچا کیا۔

ف ۱ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہ تھا۔ ورنہ اسی وقت زید کی صداقت معلوم کر لیتے۔

بَابُ قَوْلِهِ - ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا، ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ذالک بانھم اٰمنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون کی تفسیر

٤٢٥ - حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ، وَقَالَ أَيْضًا: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَامَنِي الْأَنْصَارُ، وَحَلَفَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ مَا قَالَ ذَلِكَ، فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ - هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا - الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکم سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے محمد بن کعب قرظی سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے زید بن ارقم سے سنا کہ جب عبداللہ بن ابی نے کہا۔ لاتنفقوا علی من عند رسول اللہ اور یہ بھی کہا۔ لئن رجعنا الی المدینۃ اخیر تک تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر دی۔ انصار لوگوں نے مجھ پر ملامت بھی کی ف ادھر عبداللہ بن ابی نے قسم کھالی۔ کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔ میں رنجیدہ ہو کر گھر میں لوٹ آیا۔ اور سو رہا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا۔ میں حاضر ہوا۔ تو فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے تجھ کو سچا کیا۔ اور یہ آیت اتری ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَاتُنْفِقُوْا اخیر تک اور ابن ابی زائدہ نے اس حدیث کو اعمش سے۔ انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے۔ انہوں نے زید بن ارقم سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ف ۲

ف ۱ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری بات کا یقین نہ آیا ف ۲ اس کو امام نسائی نے وصل کیا۔

بَابٌ - وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ. الْآيَةَ - كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ.

۴۲۶ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، وَقَالَ: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ، فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ، قَالُوا: كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقِي فِي - إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ - فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوسَهُمْ. وَقَوْلُهُ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ، قَالَ، كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ.

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول واذا رأیتھم تعجبك اجسامھم وإن یقولوا تسمع لقولھم کانھم خشب مسندۃ یحسبون کل صیحۃ علیھم ھم العدو فاحذرھم۔ قاتلھم اللہ انی یؤفکون کی تفسیر

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے۔ کہا ہم سے ابو اسحاق نے کہا۔ میں نے زید بن ارقم سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک سفر (غزوۂ تبوک یا بنی مصطلق) میں گئے۔ وہاں لوگوں کو (کھانے پینے کی) بہت تکلیف ہوئی۔ عبد اللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ ایسا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش جو لوگ ہیں۔ اُن کو کچھ مت دو۔ وہ خود ہی آپ کو چھوڑ کر تتر بتر ہو جائیں گے۔ اور یہ بھی کہا اگر ہم لوٹ کر مدینہ پہنچے۔ تو عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کر دے گا۔ میں سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کو خبر کر دی۔ آپ نے عبد اللہ بن اُبی کو بُلا بھیجا۔ اس سے پوچھا۔ اُس نے بڑے زور سے قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔ انصار کہنے لگے۔ زید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غلط بات کہی۔ مجھ کو اُن کے ایسا کہنے پر سخت رنج ہوا۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون میں میری سچائی اتاری۔ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن منافقوں کو اس لئے بُلایا۔ کہ (وہ اپنے قصور کا اقرار کریں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے استغفار کریں۔ لیکن انہوں نے اپنے سر پھرا لئے (غرور میں آگئے) اور فرمایا خشب مسندہ اس کا مطلب یہ ہے کہ (ظاہر میں) بڑے

خوب صورت وا

وا ڈیل ڈول معقول مگر دل میں منافق۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ مُسْتَكْبِرُونَ۔ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ۔ حَرَّكُوا: اسْتَهْزَءُوا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُقْرَأُ بِالتَّخْفِيفِ مِنْ لَوَيْتُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يستغفر لكم رسول الله لوّوا رءوسهم۔ الى قوله۔ مستكبرون کی تفسیر۔ لوّوا کا معنی یہ ہے کہ اپنے سر ہنسی اور ٹھٹھے کی راہ سے ہلانے لگے۔ بعضوں نے لووا بہ تخفیف واؤ لویت سے پڑھا ہے۔ یعنی سر پھرا لیا۔

۴۲۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي، فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيِّ بْنِ سَلُولَ يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا، وَلَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي، فَذَكَرَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا مَا قَالُوا وَكَذَّبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُمْ فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي، وَقَالَ عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى۔ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ۔ وَأَرْسَلَ

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے ابو اسحاق سے۔ انہوں نے زید بن ارقم رضہ سے۔ انہوں نے کہا۔ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا۔ میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ لاتنفقوا علی من عند رسول الله حتی ینفضوا۔ اور یہ بھی کہتے ہوئے سنا۔ لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا۔ لیکن جب عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں نے قسم کھائی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی منافقوں کی بات سچی سمجھی۔ مجھ کو ایسا رنج کبھی نہیں ہوا۔ مارے رنج کے میں گھر میں بیٹھ رہا۔ اور میرا چچا کہنے لگا۔ ارے تیرا کیا مطلب تھا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو جھوٹا سمجھا۔ تجھ سے ناراض ہوئے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے یہ سورت اتاری اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ

إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا وَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ.

کو بُلا بھیجا - یہ سُورت پڑھ کر سُنائی۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سچا کیا۔ ف

ف اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا۔ امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق دوسرے طریق کیطرف اشارہ کیا۔ جو حسن سے مرسلاً مروی ہے۔ اس میں یہ ہے۔ کہ لوگوں نے عبداللہ بن ابی سے اس سورت کے اترنے کے بعد کہا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے۔ اور اپنے گناہ کی بخشش چاہے۔ تو اچھا ہوگا۔ وہ یہ سُنکر اپنا سر پھیرنے لگا۔

بَابُ قَوْلِهِ - سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ - الْآيَةَ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ - الآیہ - کی تفسیر

۴۳۸ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ، قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ، فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ: فَعَلُوهَا؟ أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہ عمرو بن دینار نے کہا۔ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سُنا۔ وہ کہتے تھے ہم ایک لڑائی میں تھے ف کبھی سفیان نے یوں کہا۔ ہم ایک فوج میں تھے۔ وہاں ایسا ہوا۔ کہ ایک مہاجر (جیجاہ بن قیس) نے ایک انصاری (سنان بن دبرہ جہنی) کو ایک لات جمائی۔ (انکی سُرین پر لگائی) انصاری نے فریاد کی۔ ارے انصار دوڑو۔ اور مہاجر نے فریاد کی۔ ارے مہاجرین دوڑو۔ یہ آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی۔ فرمایا کیا جاہلیت (کفر کے زمانہ) والی باتیں کرنے لگے۔ (اپنی اپنی قوم کو بُلانا۔ آپس میں لڑائی کرانا)۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یارسُول اللہ۔ ایک مہاجر نے انصاری کے (سُرین پر) لات جمائی۔ آپ نے نے فرمایا۔ ایسی جہالت کی باتیں چھوڑ دو۔ بالکل ناپاک باتیں ہیں۔ یہ خبر عبداللہ بن اُبی منافق کو پہنچی۔ (کہ مہاجرین نے انصار کو مارا۔ ذلیل کیا) تو کہنے لگا۔ کیا مہاجرین ہم پر حاکم بن بیٹھے ہیں ف۲ خیر خدا کی قسم اگر ہم لوٹ کر مدینہ پہنچے۔ تو عزت والا سردار ذلت والے کو نکال باہر کریگا۔ اس کی یہ بات آنحضرتؐ کو پہنچی۔ تو حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے۔ اور

وَسَلَّمَ: دَعْهُ، لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ، وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ، قَالَ سُفْيَانُ: فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرًا: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عرض کیا یارسول اللہؐ! حکم دیجیئے۔ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو۔ لوگ کہیں گے۔ محمدؐ اپنے ہی لوگوں کو قتل کرتے ہیں ۳؎ اور جس وقت مہاجر ہجرت کرکے مدینہ میں آئے تھے۔ اسوقت وہ تھوڑے تھے۔ انصار بہت تھے۔ پھر اس کے بعد مہاجرین بھی بہت ہوگئے۔ سُفیان نے کہا۔ میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد رکھی۔ عمرو نے کہا۔ میں نے جابرؓ سے سُنا۔ انہوں نے کہا ہم آنحضرتؐ کے ساتھ تھے (پھر ذکر کیا اس حدیث کو ۴؎)

ف ۱؎ ابن اسحاق نے کہا۔ غزوہ بنی مصطلق میں۔ ف ۲؎ دوسری روایت میں ہے۔ ہم ہی نے توانکو بُلایا۔ اپنے مُلک میں جگہ دی۔ وہ ہم پر ہی حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ اس نے یوں کہا۔ ہماری اوراُن کے قریش کے لوگوں کی یہ مثال ہے۔ جیسے کسی شخص نے کہا۔ کُتّے کو کھلاؤ، پلاؤ اور مُوٹا کرو۔ وُہ اخیر میں تجھ ہی کو کھائے گا۔ پھر اپنے لوگوں کے پاس آیا۔ کہنے لگا۔ دیکھو۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں اتارا۔ اپنے مال اور جائیداد میں انکو شریک کر لیا یہ اسی کا بدلہ ہے۔ خود کردہ را چہ علاج۔ اگر تم ان لوگوں سے سلوک نہ کرتے۔ اُن کو نہ اُتارتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے۔ اور ہم بچے رہتے ف ۳؎ یہ فرما کر آپ نے کُوچ کیا۔ راستے میں اُسید بن حضیرؓ صحابی نے یہ بات سُن کر کہا۔ یارسول اللہؐ عزت والے سردار آپ ہیں۔ مواخذانی خوار ہے۔ اس منافق کا بیٹا جو سچا مسلمان تھا۔ اس کا نام بھی عبداللہ تھا۔ یہ خبر سُن کر آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا یارسول اللہؐ اگر آپ چاہتے ہیں۔ تو میں خود اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے پاس حاضر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں تو اپنے باپ کی رفاقت میں رہ۔ اُس سے اچھا سلوک کر۔ سُبحان اللہ یہ لوگ مُسلمان تھے۔ جن کو پیغمبر صاحب کی محبت اپنے ماں باپ اپنی جان سے بھی زیادہ تھی۔ ف ۴؎ ایک نسخہ میں اتنی عبارت زیادہ ہے الکسع أن تضرب بیدك علی شیء أو برجلك ویکون ایضًا اذا رمیته بشیء یسوء یعنی کسع ہاتھ سے یا پاؤں سے مارنا۔ یا ایسی مار لگانا جو معیوب ہے۔ مثلاً جوتا مارنا۔ یا دُبر پر مارنا۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا۔ يَنْفَضُّوا: يَتَفَرَّقُوا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا علی من عند رسول اللہ۔ الایہ کی تفسیر ینفضوا کا معنی جُدا ہو جائیں۔ الگ الگ ہو جائیں۔

۴۲۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عُقبہ نے۔ انہوں نے موسٰے بن عقبہ سے۔ کہا مجھ سے عبداللہ بن فضل نے بیان کیا۔

عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَ بَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ: هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الَّذِي أَوْفَى اللّٰهُ لَهُ بِأُذُنِهِ۔

انہوں نے انس بن مالکؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ حرّہ کے واقعہ میں جو صحابہ کرام مارے گئے (۶۳ ہجری میں) ان کا مجھ کو بہت رنج ہوا فلؔ زید بن ارقمؓ کو میرے رنج کی خبر پہنچی۔ انہوں نے مجھ کو یہ خط لکھا۔ کہ میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے آپؐ یوں دُعا فرماتے تھے۔ یا اللہ انصار اور انصار کے بیٹوں کو بخشدے۔ عبداللہ بن فضل راوی کو اس میں شک ہے۔ کہ یہ بھی فرمایا۔ یا نہیں۔ انصار کے پوتوں کو۔ جو لوگ انس رضؓ کے پاس اسوقت موجود تھے۔ اُن میں سے کسی نے نضر بن انس نے یا اور کسی نے زید بن ارقم کا حال پوچھا۔ انسؓ نے کہا زید بن ارقمؓ وہ شخص ہے جس کے حق میں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کا کان سچا کیا فلؔ

فلؔ اس وقت انسؓ بصرے میں تھے یہ واقعہ ۶۳ ہجری کا ہے۔ ہوا یہ کہ مدینہ والوں نے یزید پلید کی بُری حرکات دیکھ کر اسکی بیعت توڑ ڈالی۔ یزید نے غصہ ہو کر مدینہ والوں پر فوج بھیجی۔ اس فوج نے وہ ستم کئے۔ معاذاللہ! بہت صحابہ کرام کو شہید کیا۔ ازواج مطہرات کے حجرے لوٹ لئے۔ حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے۔ فلؔ یعنی اُس نے جو بات عبداللہ بن ابی منافق سے سُنا بیان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق کی۔ یہ زید بن ارقم آنحضرتؐ کی وفات کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہے۔ بوڑھے ہو گئے تھے۔ انہوں نے ہی عبیداللہ بن زیاد کو ملامت کی۔ جب وہ مردود جناب حسین علیہ وعلیٰ آبائہٖ السلام کے دندان مبارک پر چھڑی مار رہا تھا۔ زیدؓ نے کہا۔ عبیداللہ تجھ پر افسوس ہے میں نے دیکھا آنحضرتؐ اس جگہ پر بوسہ دیا کرتے تھے۔ اور تو اس پر چھڑی مارتا ہے۔ عبیداللہ نے کہا اے زیدؓ۔ اگر تو صحابی نہ ہوتا۔ تو میں تجھ کو مروا ڈالتا زیدؓ نے کہا۔ ارے کمبخت میرے صحابی ہونے کا خیال کرتا ہے اور امام حسینؓ کے ساتھ ایسی بے ادبی کرتا ہے جو صحابی بھی تھے اور جگر گوشہ تھے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ۔ الْآيَةَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول یقولون لئن رجعنا الی المدینہ لیخرجن الاعز منھا الاذل الآیہ کی تفسیر

۴۳۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے کہا۔ ہم نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے یاد رکھی۔ انہوں نے کہا۔ میں نے جابر

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ، يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَسَمَّعَهَا اللّٰهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ، قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ، ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أُبَيٍّ: أَوَقَدْ فَعَلُوا؟ وَاللّٰهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُ، لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ۔

بن عبداللہ انصاری رضؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ ہم ایک لڑائی میں تھے۔ اتفاق سے وہاں ایک مہاجر نے ایک انصاری مرد کو لات جمائی۔ انصاری پکار اُٹھا۔ ارے انصاریو! دوڑو مہاجر پکارنے لگا۔ ارے مہاجرو! لپکو۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنادی۔ آپ نے پوچھا۔ یہ ہے کیا معاملہ۔ لوگوں نے کہا۔ یارسول اللہؐ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات لگائی ہے۔ تو انصاری، انصاریوں کو اور مہاجر، مہاجرین کو آواز دے رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسی باتیں (جن سے آپس میں فساد اور خانہ جنگی ہو) چھوڑو۔ یہ ناپاک باتیں ہیں۔ جابر رضؓ نے کہا۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تھے۔ اس وقت انصار مہاجرین سے زیادہ تھے۔ پھر اس کے بعد مہاجرین زیادہ ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی (منافق) نے جب اس تکرار کی خبر سُنی (جو مہاجر اور انصار میں ہو گئی تھی) تو کہنے لگا۔ مہاجرین اپنی حکومت جتانے لگے اچھا خدا کی قسم! اگر ہم لوٹ کر مدینہ پہنچے۔ تو (سمجھ لیں گے) جو عزت والا ہے۔ وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا ف۱ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ (جب یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی) یارسول اللہؐ! حکم دیجیئے۔ مَیں اس منافق کی گردن ماروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں جانے بھی دے۔ لوگ یہ کہیں گے۔ محمدؐ اپنے اصحاب (ساتھ والوں) کو خود قتل کرتے ہیں۔ ف۲

ف۱ ترمذی کی روایت یوں ہے۔ اس منافق کے بیٹے عبداللہ رضؓ نے جب اپنے باپ کی یہ بات سنی۔ تو کہنے لگا۔ مدینہ پہنچنے سے پیشتر ہی تو یہ اقرار کرلے گا۔ کہ مَیں ذلیل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسولؐ عزت اور شرافت والے ہیں۔ ف۲ حالانکہ یہ مردُود منافق تھا۔ اور منافق اصحاب کرام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ظاہری اسلام کی وجہ سے اس کو اصحاب کرام رضؓ میں شریک کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ التَّغَابُن

سورت تغابن کی تفسیر ف۱

وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ۔ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ۔ هُوَ الَّذِي إِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: التَّغَابُنُ: غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ، إِنِ ارْتَبْتُمْ: إِنْ لَمْ تَعْلَمُوا أَتَحِيضُ أَمْ لَا تَحِيضُ، فَاللَّائِي قَعَدْنَ عَنِ الْمَحِيضِ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ بَعْدُ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ۔

اور علقمہ بن قیس نے عبداللہ بن مسعود رضی سے روایت کی انہوں نے کہا۔ ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ کا یہ معنے ہے۔ کہ جو کوئی ایماندار ہوتا ہے۔ اس پر جب کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو گھبراتا نہیں تقدیر پر) راضی رہتا ہے اور سمجھتا ہے۔ کہ یہ اللہ کیطرف سے ہے ف۲ اور مجاہدؒ نے کہا ف۳ تغابن کا معنی یہ ہے۔ کہ بہشتی دوزخیوں کی جائیداد لوٹ لیں گے ف۴ اِنِ ارتبتُمْ اگر تم کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ اس کو حیض آتا ہے۔ یا نہیں آتا غرض یہ ہے۔ کہ جو عورتیں بوڑھی ہو کر حیض سے مایوس ہو گئی ہوں۔ اسیطرح جن عورتوں کو ابھی حیض ہی نہ آیا ہو (کمسن ہوں) تو انکی عدت تین ماہ ہوگی۔

ف۱ بعضے بزرگوں سے منقول ہے۔ جو کوئی طاعون یا وبا کے دنوں میں ہر روز سورۃ تغابن پڑھ لیا کرے۔ تو وہ اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ ف۲ صبر کئے رہتا ہے۔ اور کافر مصیبت پر بیقرار ہوتا ہے چلاتا ہے۔ کپڑے پھاڑتا ہے کبھی خودکشی کر لیتا ہے۔ اسکو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ ف۳ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۴ بہشت میں جو اُن کے ٹھکانے ہیں ان پر قابض ہو جائینگے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ الطَّلَاق

سورت طلاق کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَبَالَ أَمْرِهَا: جَزَاءَ أَمْرِهَا۔

مجاہد نے کہا۔ وَبَالَ اَمْرِھَا۔ اپنے کام کا بدلہ اور جزاء۔

۴۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ کہا مجھ سے عقیل نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی۔ ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے۔ انہوں نے اپنی جورو (آمنہ بنت غفار) کو حیض کی حالت میں طلاق

أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ، فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ۔

دے دی۔ حضرت عمرؓ نے اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ ناخوش ہوئے۔ فرمایا۔ عبداللہ سے کہو۔ رجعت کرے۔ اور اپنی جورو کو رہنے دے۔ وہ حیض سے پاک ہو۔ پھر اُس کو حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو۔ اب اس کا جی چاہے۔ تو صحبت کرنے سے پہلے اسکو طلاق دیدے۔ قرآن شریف میں جو ہے ــــ فطلقوھن لعدتھن تو عدت سے یہی مراد ہے۔

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا۔ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ: وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ۔

واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرًا۔ واولات الاحمال۔ یعنی پیٹ والیاں اس کا مفرد ذات حمل ہے۔ یعنی پیٹ والی۔

٤٣٢۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ: أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، قُلْتُ أَنَا۔ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي، يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ، فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ: قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی نے۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے کہا۔ مجھ کو ابوسلمہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا ایک شخص (نام نامعلوم) عبداللہ بن عباس کے پاس آیا۔ ابوہریرہ اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ ایک عورت اپنے خاوند کے مرنے کے چالیس دن کے بعد جنی۔ آپ اس میں کیا فتویٰ دیتے ہیں۔ (اسکی عدت گزر گئی یا نہیں) ابن عباس نے کہا۔ حاملہ عورت کا اگر خاوند مرجائے تو وہ (لمبی مدت) پوری کرے گی ف ابوسلمہ نے کہا۔ قرآن میں تو یوں ہے واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن ف ابوہریرہ نے کہا۔ میں تو اپنے بھتیجے ابوسلمہ کے ساتھ متفق ہوں۔ آخر ابن عباسؓ نے اپنے غلام کریب کو بی بی ام سلمہ کے پاس بھیجا۔ ان سے یہ مسئلہ پوچھوایا۔ انہوں نے کہا سبیعہ اسلمیہ کا خاوند (سعد بن خولہ) اسوقت مارا گیا۔ (یا مرگیا یہی مشہور ہے) جب وہ حاملہ تھی

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ خَطَبَهَا، وَقَالَ سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعَظِّمُونَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ: فَضَمَّزَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ: فَفَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ، فَاسْتَحْيَا وَقَالَ: لٰكِنَّ عَمَّهُ لَمْ يَقُلْ ذَاكَ، فَلَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ ابْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي حَدِيثَ سُبَيْعَةَ، فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيهَا شَيْئًا؟ فَقَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ؟ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى۔ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔

پھر اپنے خاوند کے مرنے کے چالیس دن بعد جنی۔ لوگوں نے اس کو پیغام بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نکاح پڑھا دیا۔ اُن پیغام دینے والوں میں ابوالسنابل بھی تھے اور سلیمان بن حرب اور ابوالنعمان نے کہا۔ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا۔ انہوں نے ایوب سختیانی سے۔ انہوں نے محمد بن سیرین سے۔ انہوں نے کہا۔ میں لوگوں کے ایک حلقہ میں تھا جن میں عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ (مشہور فقیہ اور عالم) بھی تھے لوگ انکی تعظیم کیا کرتے تھے۔ وہاں اس مسئلہ کا ذکر آیا۔ (یعنی حاملہ کی عدت وفات کا) عبدالرحمٰن نے کہا۔ وہ لمبی مدت پوری کرے اسوقت میں نے سبیعہ بنت حارث کی حدیث جو عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے میں نے سُنی تھی بیان کی۔ عبدالرحمٰن کے بعضے ساتھیوں نے اشارے سے مجھ سے کہا۔ (ہونٹ کاٹ کر) ابن سیرین کہتے ہیں۔ میں سمجھ گیا۔ اور میں نے کہا۔ واہ واہ۔ کیا میں عبداللہ بن عتبہ پر جھوٹ بنانے کی جرأت کروں گا حالانکہ وہ کوفہ کے ایک گوشہ میں زندہ موجود ہیں۔ (لوگ اُن سے پوچھ سکتے ہیں)۔ یہ سُن کر وہ اشارہ کرنے والا شرمندہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا۔ لیکن عبداللہ بن عتبہ کے چچا عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول نہ تھا۔ ف ابن سیرین نے کہا۔ پھر میں ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا۔ اُن سے پوچھا۔ مالک نے بھی مجھ سے سبیعہ کی حدیث بیان کی۔ میں نے اُن سے کہا۔ تم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی اس باب میں کچھ سُنا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم ایک بار عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا۔ کہ تم لوگ حاملہ عورت پر سختی کرتے ہو۔ اُن پر آسانی نہیں کرتے بات یہ ہے۔ کہ چھوٹی سورۂ نساء (سورۂ طلاق) بڑی سورۂ نساء کے بعد اُتری ہے ف اور حاملہ عورتوں کی عدت یہی ہے۔ کہ وہ جنیں۔

ف یعنی چار ماہ دس دن سے پیشتر اگر ولادت ہو جائے تو چار ماہ دس دن گزاریگی اور اگر چار ماہ دس دن گذر جائیں اور ولادت نہ ہو تو ولادت تک

انتظار کرے۔ ف۲ تو حاملہ عورت کی عدت گو وفات کی ہو۔ ولادت سے پوری ہو جائے گی۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ کہ یہ آیت طلاق کی عدت میں ہے۔ ف۳ یہ دونوں امام بخاری رح کے شیخ ہیں۔ لیکن امام بخاری رح نے شاید یہ حدیث اُن سے نہیں سُنی۔ اس لئے یوں نہیں کہا۔ حَدَّثَنَا طبرانی نے اپنے معجم کبیر میں اسکو وصل کیا۔ ف۴ یعنی وہ سبیعہ کی حدیث کے موافق فتویٰ نہیں دیتے تھے۔ بلکہ کہتے تھے۔ کہ لمبی مدت پوری کرے۔ جیسے ابن عباس کا قول تھا۔ ابن مسعودؓ شاید جب تک اُن کو سبیعہ کی حدیث نہ پہنچی ہوگی۔ ایسا کہتے ہونگے۔ لیکن آگے مالک بن عامر کی روایت سے بیان ہوگا۔ کہ ابن مسعود سبیعہ کی حدیث کے موافق فتویٰ دیتے تھے اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا خیال صحیح نہ تھا۔ ف۵ تو بڑی سورت نساء میں جو چار ماہ دس دن عدت کرنے کا حکم ہے۔ اس حکم سے حاملہ عورتیں مستثنیٰ کی گئیں۔ سورۃ طلاق کی آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ سے اُن کی عدت وضع حمل قرار پائی۔ خواہ طلاق کی عدت ہو یا وفات کی عدت ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة التحريم

سورہ تحریم کی تفسیر

بَابُ - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ - الْآيَةَ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك - الايہ - کی تفسیر۔

۴۳۳ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ - لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام دستوائی نے۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے۔ انہوں نے یعلیٰ بن حکیم سے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے کہ ابن عباسؓ نے کہا۔ اگر کوئی اپنی جورو سے کہے تو مجھ پر حرام ہے۔ تو قسم کا کفارہ ادا کرے ف۱ ابن عباسؓ نے یہ بھی کہا۔ کہ تم کو اللہ کے رسول ﷺ کی اچھی پیروی ہے۔

ف۱ اور امام شافعی رح کے نزدیک اگر طلاق یا ظہار کی نیت ہو تو طلاق یا ظہار ہو جائے گا۔ اہلحدیث کے نزدیک طلاق نہیں پڑنے کا۔ اور اَنْتِ حَرَامٌ کہنے سے صرف قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔ جیسے ابن عباسؓ نے کہا۔ سید علامہ نے کہا۔ اگر انتِ حرامٌ کہنے سے طلاق کی نیت کرے۔ تو طلاق پڑ جائے گی۔

---

۴۳۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی۔ انہوں نے ابن جریج سے۔ انہوں نے عطا بن ابی رباح سے۔ انہوں عبید بن عمیر سے۔ انہوں نے

عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا، فَوَاطَأْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ: أَكَلْتَ مَغَافِيرَ، إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، قَالَ: لَا، وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ، وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِي بِذٰلِكِ أَحَدًا۔

حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین زینب بنت جحشؓ کے پاس شہد پیا کرتے تھے۔ وہاں ٹھہرے رہتے۔ مَیں نے اور ام المومنین حفصہؓ دونوں نے یہ صلاح کی کہ ہم سے جس کے پاس آپؐ تشریف لائیں۔ وہ یوں کہے۔ کہ آپؐ نے مغافیر کھایا ہے۔ ف۱ اور آپؐ کے جسم سے اسی کی بُو آرہی ہے ف۲ (پھر ایسا ہی کیا) آپؐ نے فرمایا۔ نہیں میں نے مغافیر نہیں کھایا۔ بلکہ زینب بنت جحشؓ کے پاس شہد پیا ہے۔ اور آج سے میں نے قسم کھالی ہے۔ اب شہد نہیں پیوں گا۔ لیکن تو اس کی خبر کسی کو نہ کیجیو۔ ف۳

ف۱ وہ ایک بدبودار گوند ہے۔ جو درخت سے جھڑتا ہے۔ ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لطیف مزاج اور نفاست پسند تھے۔ آپؐ کو اس سے سخت نفرت تھی کہ آپؐ کے جسم یا کپڑوں سے کسی قسم کی بُری بُو آئے ہمیشہ خوشبو کو پسند فرماتے تھے۔ اور خوشبو کا استعمال فرماتے تھے۔ جہاں سے آپؐ گزر جاتے۔ وہاں کے در و دیوار معطر ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ صلاح اس لئے کی۔ کہ آپؐ حضرت زینبؓ کے پاس جانا اور وہاں ٹھہرے رہنا۔ کم کر دیں۔ ف۳ دوسری روایت میں یوں ہے۔ آپؐ کو میٹھا بہت پسند تھا۔ آپؐ ام المومنین حفصہؓ کے پاس گئے وہاں شہد پیا۔ اور حضرت عائشہؓ، سودہؓ اور صفیہؓ نے یہ صلاح کی۔ کہ جب آنحضرتؐ تشریف لائیں تو کہیں آپؐ میں سے بُو آتی ہے۔

بَابٌ۔ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول تبتغی مرضاۃ ازواجک قد فرض اللّٰہ لکم۔ الآیہ کی تفسیر

۴۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ: مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اُویسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے۔ انہوں نے عبید بن حنین سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ ایک سال تک مَیں ٹھہرا رہا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ حضرت عمرؓ سے ایک آیت کی تفسیر پوچھوں۔ مگر اُن کی ہیبت ایسی تھی کہ میں پوچھ نہ سکتا تھا۔ (خاموش ہو جاتا ف) آخر ایسا ہوا۔ وہ حج کے لئے نکلے۔ مَیں بھی اُن کے ساتھ نکلا۔ جب ہم حج سے لوٹ کر

رَجَعْتُ وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ
إِلَى الأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ، قَالَ: فَوَقَفْتُ لَهُ
حَتَّى فَرَغَ، ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ: يَا
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ؟
فَقَالَ: تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ
فَقُلْتُ: وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ
أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ
هَيْبَةً لَكَ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، مَا ظَنَنْتَ
أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي، فَإِنْ كَانَ
لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ
عُمَرُ: وَاللهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ
لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ فِيهِنَّ مَا
أَنْزَلَ، وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ، قَالَ:
فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتِي
لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَقُلْتُ
لَهَا مَا لَكِ وَلِمَا هَاهُنَا؟ فِيمَا تَكَلُّفُكِ
فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ؟ فَقَالَتْ: عَجَبًا لَكَ يَا
ابْنَ الْخَطَّابِ، مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ
أَنْتَ، وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ
غَضْبَانَ، فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ
مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ
لَهَا يَا بُنَيَّةُ، إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ
غَضْبَانَ؟ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: وَاللهِ إِنَّا
لَنُرَاجِعُهُ، فَقُلْتُ: تَعْلَمِينَ أَنِّي

آرہے تھے۔ رستہ میں وہ راہ سے مُڑکر (حاجت کے
لئے) ایک پیلو کے درخت کی طرف گئے۔ میں ٹھہرا رہا۔ اور
جب وہ حاجت سے فارغ ہوکر آئے۔ میں اُن کیساتھ
ہی چلا۔ مَیں نے (موقع پاکر) اُن سے پوچھا۔ امیرالمومنین!
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں یہ دو عورتیں کون
ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ اِن تظاھرا علیہ
جنہوں نے آنحضرتؐ کو ایک ہوکر رنج دینا چاہا تھا۔ حضرت
عمرؓ نے کہا۔ عائشہؓ اور حفصہؓ (اور کون ہے) مَیں نے کہا۔
مَیں ایک سال سے آپ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا۔ مگر ہیبت
کے مارے آج تک نہ پوچھ سکا۔ انہوں نے کہا۔ آئندہ ایسا
مت کرو۔ دین کی جو بات تو سمجھے کہ مَیں اس کو جانتا ہوں۔
وہ (بے تامل) مجھ سے پوچھ لے۔ اگر مَیں جانتا ہوں گا۔ تو تجھ
کو بتادوں گا۔ پھر انہوں نے کہا۔ جاہلیت کے زمانہ میں
خدا کی قسم! عورتوں کو ہم کچھ مال نہیں سمجھتے تھے۔ (نہ اُن کو
ترکہ میں سے کچھ حصہ دیتے تھے۔ نہ کسی معاملہ میں اُن کی
رائے لیتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے
باب میں جو اُتارا وہ اُتارا (وعاشروھن بالمعروف)
اور ترکہ میں سے جو حصہ دلایا۔ وُہ دلایا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں
ایک بار ایسا ہوا۔ مَیں ایک معاملہ میں کچھ فکر کر رہا تھا اتنے
میں میری جورو بول اُٹھی۔ ہم بتائیں۔ تم ایسا کرو۔ تم ایسا کرو۔
تو اچھا ہے۔ مَیں نے کہا۔ ارَی! تجھے کیا مطلب تو کیوں اس
کام میں دخل در معقولات کرتی ہے۔ وہ کہنے لگی۔ خطاب کے
بیٹے تم پر تعجب آتا ہے۔ مَیں نے اگر تم سے دو باتیں کیں۔ تو
برائی ہوئی۔ تمہاری بیٹی (امّ المومنین حفصہؓ) تو آنحضرتؐ سے
ایسی باتیں کرتی ہے۔ (بڑھ چڑھ کر جواب دیتی ہے۔ کہ آپؐ
سارے دن اس پر غصہ رہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ کہ
ہاں یہ بات ہے۔ یہ سنتے ہی اپنی چادر سنبھالی۔ اور سیدھے

أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُولِهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ
هٰذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا، يُرِيدُ
عَائِشَةَ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ
عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا،
فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ
الْخَطَّابِ، دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى
تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ؟ فَأَخَذَتْنِي وَ
اللّٰهِ أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ
أَجِدُ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا، وَكَانَ لِي
صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي
بِالْخَبَرِ، وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ،
وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ
غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ
إِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ، فَإِذَا
صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ، فَقَالَ:
افْتَحْ، افْتَحْ، فَقُلْتُ: جَاءَ الْغَسَّانِيُّ؟
فَقَالَ: بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ، اعْتَزَلَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ،
فَقُلْتُ: رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ،
فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرُجُ حَتَّى جِئْتُ،
فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
مَشْرُبَةٍ لَهُ يَرْقَى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ، وَغُلَامٌ
لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ
عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: قُلْ

حفصہؓ کے پاس گئے۔ اُن سے کہنے لگے۔ بیٹا! یہ کیا بات ہے۔ تو آنحضرتؐ سے بڑھ بڑھ کر باتیں بناتی ہے۔ سوال اور جواب کرتی ہے۔ آپؐ سارا دن تجھ پر غصے رہتے ہیں حفصہؓ نے کہا۔ بیشک ہم تو خدا کی قسم ایسا کیا کرتے تھے۔ (آنحضرتؐ سے سوال و جواب کرتے رہتے ہیں۔) حضرت عمرؓ نے کہا۔ دیکھ یاد رکھ۔ میں تجھ کو اللہ تعالٰے کے عذاب اور اس کے پیغمبرؐ کے غصے سے ڈراتا ہوں۔ (تو ایسا کریگی تو تباہ ہو جائیگی) بیٹا تو اس عورت کیوجہ سے دھوکا مت کھا۔ جو اپنے حسن و جمال اور آنحضرتؐ کی محبت پر نازاں ہے۔ یعنی حضرت عائشہؓ کی وجہ سے (انکی ریس نہ کر) حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ پھر میں حفصہؓ کے پاس سے نکل کر بی بی ام سلمہ کے پاس گیا۔ چونکہ وہ میری رشتہ دار تھیں ف۱ اُن سے بھی میں نے یہی گفتگو کی۔ وہ کہنے لگیں، واہ واہ خطاب کے بیٹے! اچھے رہے۔ اب تم ہر کام میں دخل دینے لگے۔ نوبت یہ پہنچی۔ کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کی بیبیوں کے معاملہ میں بھی گھس بیٹھے۔ بی بی ام سلمہؓ نے مجھ کو ایسا آڑے ہاتھوں لیا۔ خدا کی قسم! انکی تقریر سے میرا غصہ ذرا کم ہو گیا۔ خیر میں اُن کے پاس سے چل کھڑا ہوا۔ انصاری لوگوں میں ایک شخص (اوس بن خولی یا عتبان بن مالک) میرا رفیق اور ہمسایہ تھا۔ جب میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر نہ رہتا۔ تو وہ حاضر ہوتا۔ اس دن کی ساری کیفیت مجھ سے آکر بیان کر دیتا۔ اور جب وہ حاضر نہ رہتا۔ تو میں حاضر رہتا۔ تو اس دن کے سب حال (جو گزرتے) اس سے بیان کر دیتا۔ ان دنوں ہم کو غسان کے ایک بادشاہ (جبلہ بن ایہم) کا ڈر لگا ہوا تھا۔ لوگ کہتے تھے۔ وہ ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے دلوں میں اس کا ڈر بھر گیا تھا۔ اتنے میں وہی میرا انصاری رفیق آ پہنچا۔ اور ایک بارگی زور سے) دروازہ کھٹکٹایا۔ کہنے لگا۔ کھولو۔ کھولو۔ میں نے کہا۔ کیا غسان کا بادشاہ آ پہنچا۔ اُس نے

هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَأَذِنَ لِي، قَالَ عُمَرُ: فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ، فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَمَا بَيْنَهُ شَيْءٌ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَأَنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُورًا، وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ، فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ كِسْرَى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ، وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ؟

کہا نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر ایک بات ہوئی۔ آنحضرتؐ اپنی بیبیوں سے الگ ہو گئے ؎ میں نے کہا۔ (اما تیرے کی ناک) تو عائشہؓ اور حفصہؓ کے ناک میں مٹی لگی۔ اور میں نے کپڑا پہنا۔ گھر سے روانہ ہوا۔ جب آنحضرتؐ کے پاس پہنچا۔ تو معلوم ہوا۔ آپ بالا خانے میں ہیں۔ اس پر زینہ لگا تھا۔ اور ایک کالا غلام (رباح) زینہ کے سرے پر بیٹھا تھا۔ میں نے اس غلام سے کہا۔ آنحضرتؐ سے عرض کر عمرؓ حاضر ہے اور اجازت چاہتا ہے۔ آپؐ نے اجازت دی۔ میں نے یہ سارا قصہ جو گزرا تھا۔ حفصہؓ کو ڈانٹنے کا اور اُم سلمہؓ کو نصیحت کرنے کا آنحضرتؐ کو کہہ سنایا۔ جب اُم سلمہؓ کی گفتگو میں نے نقل کی۔ تو آنحضرتؐ مسکرا دیئے ؎ اسوقت آپؐ ایک بوریے پر بیٹھے تھے۔ بوریے پر کوئی فرش نہ تھا۔ آپؐ کے سرہانے ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔ رکھا تھا۔ پائتیں سلم کے پتوں کا ڈھیر لگا تھا ؎ اور چند کچے چمڑے لٹک رہے تھے۔ (بس یہی گھر کا سارا سامان تھا) آپؐ کی پسلیوں پر بوریے کا نشان پڑ گیا۔ تھا ؎ حضرت عمرؓ کہتے ہیں یہ دیکھ کر میں رونے لگا۔ آپؐ نے پوچھا رُوتا کیوں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! رُوم اور ایران کے بادشاہ تو ایسے (پُر تکلف) سامان اور آرام میں ہوں۔ اور آپ اللہ کے رسول ہو کر اس حال میں رہیں ؎ آپؐ نے فرمایا۔ تو اس پر راضی نہیں ہے۔ کہ اُن کو دنیا (کا چین) ملے۔ اور ہم کو آخرت (کا آرام) ملے۔

ف ہیبت حق است ایں از خلق نیست ؛ ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست۔ حضرت عمرؓ کا جاہ و جلال ایسا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے تھا۔ کہ موافق اور مخالف سب تھراتے رہتے تھے۔ مقابلہ تو کیا چیز ہے۔ مقابلہ کے خیال میں بھی کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی۔ ہائے! اگر حضرت عمرؓ دس بارہ سال اور زندہ رہتے تو ساری دنیا میں اسلام پھیل جاتا۔ ایک مجلس میں چند رافضی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جناب عمرؓ کی شان میں کچھ بے ادبی کی باتیں کر رہے تھے۔ انہی میں سے ایک باانصاف شخص نے کہا۔ کہ عمرؓ کو انتقال کئے ہوئے آج تیرہ سو برس گزر چکے ہیں۔ اب تم اُن کی بُرائی کرتے ہو بھلا سچ کہنا۔ اگر حضرت عمرؓ ایک تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اسوقت تمہارے سامنے آجائیں۔ تو تم ایسی باتیں کر سکو گے۔

انہوں نے اقرار کیا۔ کہ حضرت عمرؓ سامنے آجائیں۔ تو ہمارے منہ سے بات تک نہ نکلے گی۔ ف۲ حضرت عمرؓ کی والدہ مخزومیہ تھیں اور ام سلمہ بھی مخزومیہ تھیں۔ ام سلمہؓ حضرت عمر کی والدہ کی چچازاد بہن ہوتی تھیں۔ ف۳ روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی۔ ف۴ دوسری روایت میں یوں ہے۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا۔ دیکھا تو آپؐ کے چہرے پر ملال معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کیں۔ گویا آپؐ کا دل بہلایا۔ پھر ذکر کرتے کرتے میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! میری جورُو اگر مجھ سے بڑھ چڑھ کر کچھ مانگے۔ تو میں اسکی گردن ہی توڑ ڈالوں۔ اس پر آپؐ ہنس دیئے۔ آپکا رنج جاتا رہا۔ سُبحان اللہ حضرت عمرؓ کی دانائی اور لیاقت اور علم مجلس پہ آفرین مسلمانو! دیکھو پیغمبرؐ کا عشق اسکو کہتے ہیں۔ پیغمبر صاحبؐ کا رنج صحابہ کرام کو ذرا بھی گوارا نہ تھا۔ اپنی بیٹیوں کو ڈانٹنے اور تنبیہ کرنے پر مستعد تھے افسوس ہے کہ ایسے بزرگان دین، عاشقان رسولؐ پر ہم تہمتیں باندھیں۔ اور زمانہ کے بدمعاش منافق لوگوں پر اُن کا قیاس کر کے ان کی برائی کریں۔ یہ شیطان ہے جو تم کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اور بزرگان دین اور جان نثاران سیّد المرسلین کے نسبت تم کو بدگمان بناتا ہے۔ توبہ کرو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ف۵ سلم قرظ کو کہتے ہیں جس کے پتوں سے چمڑا صاف کرتے ہیں۔ ف۶ ہائے بادشاہ کونینؐ اور دنیا میں اس بے سروسامانی اور تکلیف کے ساتھ بسر کی۔ مسلمانو! ہمارے سردار نے دنیا اسطرح کاٹی۔ تو ہم کیوں اپنی بے سروسامانی اور مفلسی پر رنج کریں۔ اور دنیا کی بے حقیقت اور فانی مال اور متاع کیلئے ان دنیا دار کتّوں سے کیوں ڈریں۔ یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ ایک بوریا اور پانی کا ایک کوزہ ہم کو مل جائیگا۔ کوئی ہمیں ڈراتا ہے دیکھو شرع کی بات کہو گے۔ تو ملازمت چھن جائے گی۔ کوئی کہتا ہے۔ شہر سے نکالے جاؤ گے۔ ارے بیوقوفو شہر سے نکالیں گے۔ پر زمین سے تو نہیں نکال سکتے۔ ساری زمین میں کہیں بھی رہ جائیں گے۔ نوکری چھین لیں گے تو چھین لیں۔ ہم تجارت اور محنت کر کے اپنی روٹی کما لیں گے۔ پروردگار رازق مطلق ہے۔ جب تک زندگی ہے کسی بہانے روزی دیگا تم لاکھ ڈراؤ۔ ہم ڈرنے والے نہیں۔ ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے۔ وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون۔ تم ہو کیا بیچارے تمہاری حکومت کیا چیز ہے۔ احکم الحاکمین سے ڈرو۔ ف۷ دو جہاں کے بادشاہ اور ایسی تکلیف۔ ف۸ حالانکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ آپ کے کفش داری کی بھی لیاقت نہیں رکھتے۔

بَابٌ۔ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا۔ إِلَى۔ الْخَبِيرِ۔ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول واذ أسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا۔ الآیہ کی تفسیر۔ اس باب میں حضرت عائشہ کی حدیث ہے۔ (جو اوپر گزر چکی)

۴۳۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: أَرَدْتُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے۔ کہا میں نے عبید بن حنین سے سُنا۔ کہا۔ میں نے ابن عباسؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے میں نے چاہا۔ حضرت عمرؓ سے پوچھوں

أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ۔

تو میں نے کہا۔ امیر المومنین یہ دو عورتیں کون سی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے کے لئے ایکا کیا تھا جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ ان تظاھرا علیہ ابھی میں نے بات پوری نہیں کی تھی کہ انہوں نے کہہ دیا۔ عائشہ رض اور حفصہ رض (اور کون)

بَابٌ۔ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا۔ صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ: مِلْتُ، لِتَصْغَى: لِتَمِيلَ۔ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ۔ عَوْنٌ، تَظَاهَرُونَ: تَعَاوَنُونَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ۔ قُوا أَنْفُسَكُمْ۔ أَوْصُوا أَهْلِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَأَدِّبُوهُمْ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا۔ کی تفسیر۔ عرب لوگ کہتے ہیں صغوت اور اصغیت یعنی میں جھک پڑا۔ لتصغی (جو سورۃ انعام میں ہے) اس کا معنی جھک جائیں۔ وإن تظاھرا علیہ فان اللّٰہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین والملائکۃ بعد ذالک ظھیر ظہیر کا معنی مددگار تظاھرون ایک کی ایک پشتی مدد کرتے ہو۔ مجاہد نے کہا (ف) قُوا انفسکم واھلیکم کا معنی یہ ہے۔ کہ اپنے تئیں اور اپنے گھر والوں کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرو۔ اُن کو ادب سکھلاؤ۔

ف:۔ اس کو فریابی نے وصل کیا۔

٤٣٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا حَتَّى خَرَجْتُ مَعَهُ حَاجًّا، فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ:

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا میں نے عبید بن حنین سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے ابن عباس رض سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے چاہا۔ کہ حضرت عمر رض سے پوچھوں۔ وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زور کیا تھا۔ میں سال بھر اسی فکر میں رہا۔ مجھ کو موقع ہی نہ ملا۔ آخر میں حج کے لئے اُن کے ساتھ نکلا۔ جب ہم (لوٹتے وقت) ظہران میں پہنچے تو حضرت عمر رض پاخانے کے لئے گئے۔ اور مجھ سے کہا۔ ذرا پانی

أَدْرَكَنِي بِالْوَضُوءِ، فَأَدْرَكْتُهُ بِالإِدَاوَةِ، فَجَعَلْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ

لیکر آؤ۔ میں پانی کی چھاگل لے کر گیا۔ (وہ وضو کر رہے تھے میں اُن پر پانی ڈال رہا تھا۔ اس وقت مجھ کو موقع ملا میں نے کہا۔ امیر المؤمنین یہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کے مقابل ایکہ کیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ مَیں نے اپنی بات پوری نہیں کی تھی۔ کہ حضرت عمرؓ نے کہہ دیا۔ کہ حفصہؓ اور عائشہؓ (اور کون)

ف ظہران ایک مقام ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے

بَابٌ۔ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا۔ الآیہ۔ کی تفسیر

۴۳۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ۔ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ۔ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ۔

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشیم نے انہوں نے حمید سے۔ انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں آپؐ پر رشک کر کے اکٹھا ہوئیں (آپ سے جھگڑنے لگیں) مَیں نے اُن سے کہا عجب نہیں۔ پیغمبر صاحب تم کو طلاق دیدیں۔ تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیبیاں آپ کو عنایت فرمائے۔ اسوقت (جیسا میں نے کہا تھا ویسے ہی) یہ آیت اتری۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة تبارك الذى بيده الملك

سورۂ مُلک کی تفسیر

التَّفَاوُتُ: الاِخْتِلَافُ: وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ، تَمَيَّزُ: تَقَطَّعُ مَنَاكِبِهَا: جَوَانِبِهَا، تَدَّعُونَ وَتَدْعُونَ وَاحِدٌ، مِثْلُ تَذَّكَّرُونَ وَتَذْكُرُونَ، وَيَقْبِضْنَ: يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ،

التفاوت کا معنی اختلاف فرق تفاوت اور تفوّت دونوں کا ایک معنی ہے۔ تمیّز ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے فی مناکبھا۔ اس کے کناروں میں تدّعون اور تدعون دونوں کا معنی ایک ہے۔ جیسے تذّکرون اور تذکرون کا یقبضن اپنی پنکھ مارتے ہیں یا سمیٹ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: صَافَّاتٍ: بُسُطٌ أَجْنِحَتَهُنَّ، وَنُفُورٌ: الْكُفُورُ۔

لیتے ہیں) مجاہدؒ نے کہا۔ صفّت کا معنے اپنے پنکھ کھولے ہوئے۔ (پھیلائے ہوئے) ف نفور۔ کفر اور شرارت۔

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سُورَةُ ن

سورۂ نون کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَتَخَافَتُونَ: يَنْتَجُوْنَ السِّرَارَ وَالْكَلَامَ الْخَفِيَّ، وَقَالَ قَتَادَةُ: حَرْدٍ: جِدٍّ فِي أَنْفُسِهِمْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَضَالُّوْنَ: أَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا، وَقَالَ غَيْرُهُ: كَالصَّرِيْمِ: كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ، وَاللَّيْلِ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ، وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ، وَالصَّرِيْمُ أَيْضًا الْمَصْرُوْمُ مِثْلُ قَتِيْلٍ وَمَقْتُوْلٍ،

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یتخافتون چپکے چپکے کانا پھوسی کرتے ہوئے۔ قتادہ نے کہا۔ حرد کا معنے دل سے کوشش (یا بخیلی، غصہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ لضالون کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے باغ کی جگہ بھول گئے۔ (بھٹک کر آگے بڑھ گئے) اوروں نے کہا۔ صریم کا معنے صبح جو رات سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے۔ یا رات جو دن سے کٹ کر الگ ہو جاتی ہے۔ صریم اس ریتی کو بھی کہتے ہیں جو ریتی کے بڑے ٹیلے سے کٹ کر الگ ہو جائے۔ صریم مصروم کے معنی میں ہے۔ جیسے قتیل مقتول کے معنی میں ہے۔ ف

ف مطلب یہ ہے کہ وہ باغ ایسا ہو گیا۔ جیسے وہ باغ جس کا میوہ کاٹ لیا جاتا ہے۔ اور اس میں کچھ نہیں رہتا۔ یا رات کی طرح کالا جل کر رہ گیا۔ یا صبح کی طرح سوکھ کر سفید ہو گیا۔

بَابٌ۔ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ۔

باب: عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ۔ کی تفسیر۔

۴۳۹۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۔ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ۔ قَالَ: رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ۔

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے۔ انہوں نے اسرائیل بن یونس سے۔ انہوں نے ابو حصین (عثمان بن عاصم) سے۔ انہوں نے مجاہدؒ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ عتل بعد ذالک زنیم سے قریش کا ایک شخص ف مراد ہے۔ زنیم یعنی بکری کی طرح اس پر ایک گوشت کا ٹکڑا لٹک رہا ہے۔ ف

ف ولید، اسود یا اخنس۔ ف ۲ کہتے ہیں۔ اسکی چھ چھ انگلیاں تھیں۔ چھٹی انگلی اُس گوشت کیطرح تھی۔ جو بکری کے کان پر لٹکتا رہتا ہے۔ اسکو زنیمہ کہتے ہیں بعضوں نے کہا۔ زنیم سے مراد دھڑ لیعنی دوغلہ جو کسی قوم میں خواہ مخواہ شریک ہوگیا ہو۔ وہ نہ اپنی قوم کا رہا۔ نہ اُس قوم کا۔ جیسے دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ بعضوں نے کہا۔ زنیم اشارہ ہے اس طرف کہ وہ مابون ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ یہ ابوجہل کی صفات ہیں

---

٤٤٠ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے معبد بن خالد سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے حارثہ بن وہب خزاعی سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے میں تم کو بہشتی شخص کی صفت بتلاؤں۔ ہر ناتواں عاجزی کرنے والا۔ اگر اللہ کے بھروسے پر کسی بات کی قسم اٹھا بیٹھے۔ تو اللہ اس کو سچا کرے۔ میں تم کو دوزخی شخص کی صفت بتلاؤں۔ ہر ایک جھگڑالو (اجڈ۔ کہل۔ کھرا) موٹا۔ بگڑا (مغرور۔ اینٹھو)

باب۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔

باب يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔ کی تفسیر۔

٤٤١ - حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ، وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے خالد بن یزید سے۔ انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے۔ انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے۔ انہوں نے ابوسعید خدری ؓ سے انہوں نے کہا۔ میں نے آنحضرت ؐ سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے قیامت کے دن) پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا۔ ہر ایک ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں (اُس کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑیں گے۔ وہ لوگ رہ جائیں گے۔ جو دنیا میں لوگوں کو دکھانے اور سُنانے کے لئے سجدہ (اور عبادت) کیا کرتے تھے (اُن کی نیت ریا کی تھی) وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے۔ لیکن اُن کی پیٹھ اکڑ کر ایک تختہ ہو جائیگی۔

(سجدہ نہ کر سکیں گے) ف

ف اس حدیث میں ساق یعنی پنڈلی کا اثبات ہے۔ بعضوں نے اس کی تاویل کی ہے۔ کہ ساق سے ایک نور مراد ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں اور صفات کی طرح ساق بھی اس کی ایک صفت ہے۔ جو اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے۔ لیکن اسکی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة الحاقة

سورۂ الحاقہ کی تفسیر

عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ: يُرِيدُ فِيهَا الرِّضَا الْقَاضِيَةَ: الْمَوْتَةَ الْأُولَى الَّتِي مُتُّهَا، لَمْ أُحْيَ بَعْدَهَا۔ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ أَحَدٌ يَكُونُ لِلْجَمِيعِ وَلِلْوَاحِدِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْوَتِينَ: نِيَاطُ الْقَلْبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، طَغَى: كَثُرَ وَيُقَالُ بِالطَّاغِيَةِ بِطُغْيَانِهِمْ، وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلَى قَوْمِ نُوحٍ۔

عیشۃ راضیۃ۔ راضیہ مرضیہ کے معنی میں ہے یعنی پسندیدہ عیش۔ القاضیہ پہلی موت یعنی کاش پہلی موت جو آئی تھی۔ اس کے بعد میں مرا ہی رہتا۔ پھر زندہ نہ ہوتا۔ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ۔ احد کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر آتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ وتین جان کی رگ (جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے) ف۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا طغی الماء یعنی پانی بہت چڑھ گیا ف۲ بالطاغیہ اپنی شرارت کی وجہ سے بعضوں نے کہا۔ طاغیہ سے آندھی مراد ہے۔ اس نے اتنا زور کیا۔ کہ فرشتوں کے اختیار سے باہر ہو گئی جیسے پانی نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر زور کیا تھا

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو بھی ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة سأل سائل

سورہ سَاَلَ سَائِلٌ کی تفسیر

الْفَصِيلَةُ: أَصْغَرُ آبَائِهِ الْقُرْبَى: إِلَيْهِ يَنْتَمِي مَنِ انْتَمَى، لِلشَّوَى: الْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْأَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ، وَمَا كَانَ غَيْرَ

فصیلۃ نزدیک کا دادا جس کیطرف آدمی کو نسبت دی جاتی ہے۔ شوی دونوں ہاتھ پاؤں بدن کے کنارے سر کی کھال ان کو شوات کہتے ہیں۔ اور جس عضو کے کاٹنے سے آدمی مرتا نہیں ہے۔ وُہ

مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى، عِزِينَ، وَالعِزُونَ، الحَلَقُ وَالجَمَاعَاتُ، وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ۔

شَوًی ہے۔ عزین اور عزون گروہ گروہ۔ اس کا مفرد عِزَۃٌ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة نوح

سورۂ نوح کی تفسیر

أَطْوَارًا: طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا، يُقَالُ عَدَا طَوْرَهُ، أَيْ قَدْرَهُ، وَالكُبَّارُ: أَشَدُّ مِنَ الكِبَارِ، وَكَذَلِكَ جُمَّالٌ وَجَمِيلٌ، لِأَنَّهَا أَشَدُّ مُبَالَغَةً، وَكَذَلِكَ كُبَّارٌ الكَبِيرُ، وَكُبَارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ وَالعَرَبُ تَقُولُ رَجُلٌ حُسَّانٌ وَجُمَّالٌ وَحُسَانٌ مُخَفَّفٌ، وَجُمَالٌ مُخَفَّفٌ، دَيَّارًا مِنْ دَوْرٍ وَلَكِنَّهُ فَيْعَالٌ مِنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَأَ عُمَرُ الحَيُّ القَيَّامُ، وَهِيَ مِنْ قُمْتُ، وَقَالَ غَيْرُهُ دَيَّارًا: أَحَدًا، تَبَارًا: هَلاَكًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مِدْرَارًا: يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَقَارًا: عَظَمَةً۔

اَطْوَارًا کبھی کچھ کبھی کچھ (مثلاً منی پھر خون کی پھٹکی۔ پھر گوشت کا مچہ) عرب لوگ کہتے ہیں۔ عدا طورہ اپنے اندازے سے بڑھ گیا۔ کُبّار میں کُبار سے بھی زیادہ مبالغہ ہے۔ (یعنی بہت ہی بڑا) جیسے جمیل خوب صورت اور جُمّال بہت ہی خوب صورت غرض کبار کا معنے بڑا۔ کبھی اس کو کبار (بہ تخفیف با) بھی کہتے ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ حُسّانٌ اور جُمّالٌ (تشدید سے) حُسَانٌ اور جُمَال تخفیف سے دَیّارٌ دور سے نکلا ہے۔ اس کا وزن فیعال ہے (اصل میں دیوار تھا) جیسے حضرت عمرؓ نے اَلْحَیُّ الْقَیُّوم کو الحیّ القیّام پڑھا ہے۔ یہ قیام قُمْت سے نکلا ہے (تو اصل میں قیوام ہے) اوروں نے کہا دَیَّارًا کا معنی کسی کو۔ف۱ تَبَارًا ہلاکت۔ ابن عباسؓ نے کہا مِدْرَارًا ایک کے پیچھے دوسرا (لگاتار بارش) وقار عظمت اور بڑائی۔

ف۱ اُوپر تو کسی کا ذکر نہیں ہے۔ شاید کاتب نے غلطی سے لکھ دیا۔ یا اُوپر غلطی سے کسی کا ذکر چھوڑ دیا۔ ف۲ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

بَابُ۔ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وَدًّا وَلا سُوَاعًا وَلا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا کی تفسیر۔

۴۴۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَقَالَ عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی۔ انہوں نے ابن جریج سے ف۱ اور عطاء خراسانی نے ف۲ ابن عباس سے روایت کیا کہ نوحؑ کی قوم میں

صَارَتِ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ، أَمَّا وُدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدُومَةِ الْجَنْدَلِ، وَأَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ، وَأَمَّا يَغُوثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ، بِالْجُرُفِ عِنْدَ سَبَاءٍ، وَأَمَّا يَعُوقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ، وَأَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ، لِآلِ ذِي الْكَلَاعِ، أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ، فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ۔

جو بت پوجے جاتے تھے۔ اخیر میں وہ عرب لوگوں میں آ گئے ف۱ وَدّ کلب قبیلے والوں کا بُت تھا۔ دُومۃ الجندل میں ف۲ اور سواع ہذیل قبیلے کا بُت تھا۔ اور یغوث مراد قبیلے والوں کا بُت تھا۔ پھر بنی غطیف کا ہو گیا۔ جرف میں ف۳ جو شہر سبا کے پاس ہے ف۴ اور یعوق ہمدان قبیلہ کا بت تھا اور نسر حمیر قبیلے کا بت تھا جو ذی الکلاع (بادشاہ) کی اولاد میں تھے یہ سب چند نیک بخت اشخاص کے نام ہیں۔ جو نوحؑ کی قوم میں تھے جب وہ مر گئے۔ تو شیطان نے اُن کی قوم والوں کے دل میں یہ ڈالا۔ کہ جن جگہوں میں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے نام کے بُت بنا کر کھڑے کر دو۔ (تاکہ اُن کی یاد گار رہیں) انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (صرف یادگار کیلئے بُت رکھے) اُن کو پوجتے نہ تھے۔ جب یہ یادگار بنانے والے بھی گزر گئے۔ اور بعد والوں کو شعور نہ رہا۔ کہ ان کو صرف یادگار کے لئے بنایا تھا۔ تو لگے ان کو پوجنے ف۷

ف۱ انہوں نے کہا۔ وُدّ اور سُواع یہ بُت تھے جنکو نوحؑ کی قوم والے پوجا کرتے تھے۔ ف۲ عطاء خراسانی تو ضعیف ہے۔ امام بخاریؒ کی شرط پر نہیں۔ دوسرے ابن جریج نے اس سے نہیں سُنا۔ بلکہ عطاء کے فرزند عثمان سے اس نے عطا کی کتاب لی تھی۔ اس میں دیکھا ہو گا۔ شاید امام بخاریؒ نے اس کو عطا ابن ابی رباح سمجھا۔ یہ اُن سے غلطی ہوئی۔ اور کیسا ہی بڑا عالم ہو۔ کبھی نہ کبھی اس سے غلطی ہو جاتی ہے۔ تیراک ہی پانی میں ڈوبتا ہے اور چابک سوار ہی گھوڑے سے گرتا ہے۔ بعضوں نے کہا۔ شاید ابن جُریج نے یہ حدیث عطا خراسانی اور عطا ابن ابی رباح دونوں سے روایت کی ہے۔ ف۳ شیطان نے اُن کو طوفان کے بعد اٹھا کر ملکوں میں پھیلا دیا۔ ف۴ جو ایک شہر تھا ملک شام میں عراق کے قریب ۔ ۔ ۔ ف۵ بنی غطیف مُراد قبیلے کی ایک شاخ تھی۔ جرف کہتے ہیں۔ اچھی اور نرم ہموار زمین کو۔ بعضوں نے کہا جرف ایک وادی ہے یمن میں مراد کا قبیلہ یمن میں تھا۔ ف۶ سبا وہ شہر جو بلقیس کا پایۂ تخت تھا۔ ف۷ گویا دنیا میں بُت پرستی یوں شروع ہوئی اس لئے اسلامی شریعت میں اللہ تعالیٰ نے بُت اور مُورت بنانے کو منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں بُت اور مورت دیکھو تو اس کو توڑ پھوڑ کر پھینک دو۔ کیونکہ یہ چیزیں اخیر میں شرک کا ذریعہ ہو گئیں۔ اسلامی شریعت میں یادگار کے لئے بھی بت یا مُورت بنانا درست نہیں ہے اور بت کیسے ہی مقدس پیغمبر یا اوتار کی مورت ہو اس کی کوئی عزت اور حرمت نہیں کرنا چاہیئے بلکہ توڑ پھوڑ کر بالکل خراب اور میٹ دینا چاہیئے مسلمانوں کو ہمیشہ اپنے مذہبی اصول کا خیال رکھنا چاہیئے اور کسی بادشاہ

بزرگ کے بُت بنانے میں اُن کی بالکل مدد نہ کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة قل أوحي إلىّ

سورۂ جن کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لِبَدًا: أَعْوَانًا۔

٤٤٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ، فَقَالُوا: مَا لَكُمْ؟ فَقَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ: مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَثَ، فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةَ وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ

ابن عباس رضؓ نے کہا۔ لِبَدًا (یا لُبَدًا) مددگار۔ ف

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو عوانہ نے۔ انہوں نے ابو بشر سے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف روانہ ہوئے ف۲ ان دنوں شیطانوں کو آسمانوں کی خبر ملنا بالکل موقوف ہو گئی تھی جب وہ آسمان کیطرف جاتے تو انگار کے شعلے ان پر برستے یہ حال دیکھ کر شیطان زمین پر لوٹ آئے کہنے لگے یہ ہوا کیا کہ آسمان کی خبر بالکل ہم پر بند ہوگئی وہاں جاتے ہیں تو ہم پر آگ برستی ہے تو بڑا شیطان ابلیس یہ سُن کر کہنے لگا۔ یہ جو آسمان کی خبر تم پر بند کر دی گئی ہے۔ اس کا سبب کچھ ضرور ہے۔ کوئی نئی بات ہوئی ہے تم ایسا کرو پورب اور پچھم ساری زمین کا دورہ کرو۔ دیکھو تو کوئی نئی بات کیا ہوئی ہے۔ شیطان روانہ ہوئے۔ پورب اور پچھم سب طرف کی ٹوہ لینے لگے۔ یہ کیا وجہ ہے۔ جو آسمان کی خبر ہم سے روک دی گئی ہے۔ ان شیطانوں میں بعضے تہامہ (ملک حجاز) کی طرف بھی آئے (وہ نصیبین کے جن تھے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ آپ اس وقت نخلہ میں تھے ف۳ عکاظ کے بازار جانے کا قصد رکھتے تھے۔ آپ اپنے اصحابؓ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب ان جنوں نے قرآن شریف

الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوا لَهُ، فَقَالُوا: هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا۔ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ۔ وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ۔

سُنا۔ تو ادھر کان لگادیا۔ اور آپس میں کہنے لگے (ہو نہ ہو اسی کلام کی وجہ سے ہم پر آسمان کی خبر بند کر دی گئی) پھر وہاں سے لوٹ کر اپنی قوم کے پاس پہنچے اور اُن سے کہنے لگے۔ یقومنا انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا به ولن نشرك بربنا احدًا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر یہ سورت نازل فرمائی۔ قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن (ابن عباسؓ نے کہا۔) جنوں کی یہ بات آپ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوئی وکہ

ف اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ وٹ عکاظ ایک بڑے بازار کا نام تھا۔ جو مکہ اور طائف کے بیچ میں لگا کرتا تھا ۔ وٹ جو ایک مقام ہے۔ مکہ اور طائف کے درمیان۔ وکہ یعنی آپ نے خود جنوں کی گفتگو نہیں سنی۔ بلکہ اللہ نے آپکو انکی گفتگو کی خبر کر دی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة المزمل

سورۂ مزمل کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَتَبَتَّلْ: أَخْلِصْ، وَقَالَ الْحَسَنُ: أَنْكَالًا: قُيُودًا، مُنْفَطِرٌ بِهِ: مُثْقَلَةٌ بِهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَثِيبًا مَهِيلًا: الرَّمْلُ السَّائِلُ، وَبِيلًا: شَدِيدًا۔

مجاہد نے کہا ف تبتل کا معنے ہے۔ خالص اسی کا ہو جا اور حسن بصری نے کہا ف انکالا کا معنے بیڑیاں منفطر به اس کے سبب بھاری ہو جائیگا۔ (بھاری ہو کر پھٹ جائے گا) ابن عباس نے کہا ف کثیبا مھیلا پھسلتی بہتی ریت وبیلا۔ سخت

ف اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ۔ ف۳ اسکو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة المدثر

سورۂ مدثر کی تفسیر

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَسِيرٌ: شَدِيدٌ،

ابن عباسؓ نے کہا ف عسیر سخت قسورہ لوگوں کا شور

قَسْوَرَةٌ: رِكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْأَسَدُ وَكُلُّ شَدِيدٍ: قَسْوَرَةٌ: مستنفرة: نَافِرَةٌ مَذْعُورَةٌ	اور غل۔ ابوہریرہؓ نے کہا ف قسورۃ شیر کو کہتے ہیں اور ہر سخت زوردار چیز کو مُسْتَنْفِرَةٌ۔ بھڑکنے والی اور ڈرانے والی۔

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا ہے۔

۴۴۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ:- يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔ قُلْتُ: يَقُولُونَ۔ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ، فَقَالَ جَابِرٌ: لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا، فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ: فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ: فَنَزَلَتْ۔ يَا أَيُّهَا	ہم سے یحییٰ بن موسیٰ البلخی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وکیع نے۔ انہوں نے علی بن مبارک سے۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے پوچھا۔ قرآن میں پہلی آیت کونسی اُتری ہے انہوں نے کہا۔ یاایھا المدثر میں نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق پہلے اُتری ہے۔ ابوسلمہؓ نے کہا۔ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے اس کو پوچھا۔ اور جیسے تو کہتا ہے کہ اقرأ پہلے اتری میں نے اُن سے ویسے ہی کہا جیسے تو نے کہا۔ انہوں نے کہا۔ میں تجھ سے وہی بیان کرتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ میں حرا پہاڑ میں گوشہ نشین تھا جب میں نے اپنا اعتکاف پورا کیا۔ اور پہاڑ سے نیچے اُترا۔ مجھ کو آواز آئی۔ میں نے داہنی طرف دیکھا کوئی چیز معلوم نہیں ہوئی۔ میں نے بائیں طرف دیکھا۔ وہاں بھی کچھ نہیں۔ میں نے سامنے کیطرف دیکھا۔ ادھر بھی کوئی دکھلائی نہ دیا۔ میں نے پیچھے دیکھا۔ وہاں بھی کوئی نہیں۔ آخر میں نے اُوپر سر اٹھایا۔ وہاں کچھ دیکھا۔ (وہی فرشتہ جو حرا میں آیا تھا۔ ایک کرسی پر معلق بیٹھا ہے) میں (اپنی بی بی) خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا۔ مجھ کو کپڑا اُڑھادو۔ مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ لوگوں نے

الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ۔

کپڑا اڑھا دیا۔ مجھ پر ٹھنڈا پانی بہایا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اس وقت یہ آیتیں اتریں۔ یاایھا المدثر قم فانذر۔ ف

ف یہ حضرت جابرؓ نے اپنے اجتہاد سے کہا۔ اور دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ پہلے اقرأ اتری جیسے شروع کتاب میں گزر چکا ہے۔

۴۴۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ، مِثْلَ حَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی وغیرہ (ابوداود طیالسی) نے۔ دونوں نے کہا ہم سے حرب بن شداد نے۔ انہوں نے یحییٰ ابن ابی کثیرؒ سے۔ انہوں نے ابوسلمہ رہ سے۔ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں حراء پہاڑ میں گوشہ نشین تھا۔ پھر ویسے ہی حدیث نقل کی۔ جیسے عثمان بن عمرؒ نے علی بن مبارک سے روایت کی ہے۔ ف

ف یہ روایت امام بخاریؒ نے اس کتاب میں نہیں نکالی۔ لیکن ابوعروبہ نے کتاب الاوائل میں اسکو وصل کیا محمد بن بشار سے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول وربك فكبر کی تفسیر

۴۴۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ: أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ؟ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔ فَقُلْتُ، أُنْبِئْتُ أَنَّهُ۔ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ: أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ؟ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔ فَقُلْتُ: نُبِّئْتُ أَنَّهُ۔ اقْرَأْ بِاسْمِ

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے کہا ہم سے حرب بن شداد نے۔ کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے۔ کہا میں نے ابوسلمہ رہ سے پوچھا۔ قرآن شریف میں کون سی آیت پہلے اتری ہے۔ انہوں نے کہا۔ یاایھا المدثر میں نے کہا۔ لوگ تو مجھ سے کہتے ہیں اقرأ باسم ربك الذی خلق پہلے اتری ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھا پہلے قرآن کی کونسی آیت اتری ہے۔ انہوں نے کہا۔ یاایھا المدثر میں نے کہا۔ لوگ تو مجھ سے کہتے

رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ - فَقَالَ: لَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: جَاوَرْتُ فِي حِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِيَ، فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا. وَأُنْزِلَ عَلَيَّ - يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ -

ہیں پہلے اقرأ باسم ربك اتری ہے۔ انہوں نے کہا۔ میں تو تجھ سے وہی بیان کرتا ہوں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ میں حرا پہاڑ میں اعتکاف کر رہا تھا۔ جب میرا اعتکاف ختم ہو چکا۔ تو میں پہاڑ سے نیچے اترا۔ نالہ کے اندر گیا۔ اس وقت ایک آواز آئی میں نے آگے پیچھے دائیں اور بائیں سب طرف دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ وہی فرشتہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک تخت پر بیٹھا ہے۔ میں وہاں سے خدیجہؓ کے پاس آیا۔ میں نے کہا۔ ایک کپڑا مجھ پر اڑھا دو۔ اور ٹھنڈا پانی اوپر سے ڈال دو۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایھا المدثر قم فانذر۔

بَابٌ - وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وثیابك فطھر کی تفسیر

۴۴۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجَئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ: فَقُلْتُ زَمِّلُونِي، زَمِّلُونِي، فَدَثَّرُونِي، فَأَنْزَلَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے عقیل سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ دوسری سند اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق نے۔ کہا ہم کو معمر نے انہوں نے ابن شہاب سے۔ کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ وحی بند ہو جانے کا قصہ بیان کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ (ایک مدت تک وحی موقوف رہی۔ پھر ایسا ہوا۔ ایک بار میں (رستہ میں) جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ سر اٹھا کر کیا دیکھتا ہوں وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر (معلق) بیٹھا ہے میں اس کو دیکھ کر مارے ڈر کے سہم گیا۔ لوٹ کر (خدیجہؓ کے) پاس آیا۔ تو

اللّٰہُ تعالٰی - یا أَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ - إِلَی - وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ - قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاۃُ وَھِیَ الْأَوْثَانُ -

مَیں نے کہا۔ مجھ کو کمبل اُڑھادو۔ کمبل اُڑھادو۔ اسوقت اللہ نے یہ آیتیں اتاری۔ یاأیُّھا المدثر الی قولہ والرُّجز فاھجر رجز سے بُت مراد ہیں یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔

بَابُ - وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ - یُقَالُ الرُّجْزُ وَالرِّجْسُ: الْعَذَابُ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول والرُّجز فاھجر کی تفسیر

بعضوں نے کہا۔ رجز اور رجس عذاب کو کہتے ہیں ف

۴۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ عُقَیْلٍ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَۃَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ أَنَّہُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَۃِ الْوَحْيِ: فَبَیْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي قِبَلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَی کُرْسِيٍّ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَجَئِثْتُ مِنْہُ حَتّٰی ھَوَیْتُ إِلَی الْأَرْضِ، فَجِئْتُ أَھْلِي فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي، زَمِّلُونِي، فَزَمَّلُونِي، فَأَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی - یا أَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ - إِلَی قَوْلِہِ - فَاھْجُرْ - قَالَ أَبُو سَلَمَۃَ: وَالرُّجْزَ: الْأَوْثَانُ، ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ -

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے عقیل سے۔ ابن شہاب نے کہا میں نے ابوسلمہ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے مجھ کو جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپؐ وحی بند رہنے کا تذکرہ کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا! ایک بار ایسا ہوا۔ میں نے (رستہ میں) چلتے چلتے آسمان سے ایک آواز سُنی۔ نگاہ اٹھائی۔ تو آسمان کیطرف اسی فرشتے کو دیکھا جو حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر (معلق) بیٹھا تھا۔ میں اتنا ڈر گیا کہ مارے ڈر کے زمین پر گر گیا۔ اور اپنے گھر آیا۔ میں نے گھر والوں سے کہا۔ مجھ کو کمبل اُڑھادو۔ مجھ کو کمبل اُڑھادو۔ انہوں نے اڑھادیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں اتاریں یاایھا المدثر۔ الٰی قولہ۔ فاھجر تک۔ ابوسلمہؓ نے کہا۔ رجز سے بت مراد ہیں ف۲ اس کے بعد وحی گرم ہوگئی برابر لگاتار آنے لگی۔

ف۱ چونکہ بت پرستی عذاب کا سبب ہے۔ لہٰذا بتوں کو بھی رجس کہا گیا ہے۔ ف۲ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بُت پرستی نہیں کی تھی۔ مگر اپنی قوم کے رواج کے موافق بت پرستوں کے ساتھ بتوں کے پاس جاتے ہوں گے اس لئے یہ حکم ہوا کہ بتوں سے بالکل الگ رہ بُت پرستوں کا ساتھ چھوڑ دے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة القيامة

سورۂ قیامہ کی تفسیر۔

وَقَوْلُهُ۔ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ. سُدًى هَمَلًا. لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ سَوْفَ أَتُوبُ: سَوْفَ أَعْمَلُ، لَا وَزَرَ: لَا حِصْنَ،

لا تحرك به لسانك لتعجل به کا بیان۔ ابن عباس نے کہا سُدًی بے قید آزاد (جو چاہے کرے) لیفجر امامہ یعنی ہمیشہ گناہ کرتا رہے۔ اور کہتا رہے۔ اب توبہ کروں گا۔ اب اچھے اعمال کروں گا لا وزر۔ کوئی قلعہ (پناہ کا مقام) عین بلنے کا

ف اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ یہاں تک کہ موت آن پہنچے۔

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ، وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ، وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ. لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ کہا ہم سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے وہ معتبر شخص تھے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی اترا کرتی تو آپ اپنی زبان مبارک ہلاتے رہتے (بار بار پڑھتے رہتے) ایسا نہ ہو بھول جائیں (سفیان نے زبان ہلا کر بتلایا۔ کہ اسطرح ہلاتے) اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ لا تحرك به لسانك الخ

بَابٌ۔ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔

باب إن علينا جمعه وقرآنه۔ کی تفسیر۔

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ۔ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ۔ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ۔ يَخْشَى أَنْ يَتَفَلَّتَ مِنْهُ۔ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ۔ أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو پوچھا لا تحرك به لسانك انہوں نے کہا۔ ابن عباس کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی اترتی تو آپ اپنے لب ہلاتے رہتے۔ اس لئے آپ کو حکم ہوا کہ (وحی کے اترتے وقت) اس ڈر سے کہ کہیں بھول نہ جاؤں زبان نہ ہلایا کرو اسکا تمہارے دل میں جما دینا۔ اور اسکا پڑھا دینا ہمارا

وَقُرْآنَهُ - أَنْ تَقْرَأَهُ، فَإِذَا قَرَأْنَاهُ - يَقُولُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ - فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ - أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ -

کام ہے جب ہم اس کو پڑھ چکیں (یعنی جبریلؑ تجھ کو سنا چکیں) تو جیسا جبریلؑ نے پڑھ کر سنایا۔ تو بھی اسی طرح پڑھ پھر یہ بھی ہمارا کام ہے۔ کہ ہم تیری زبان سے اسکو پڑھوا دینگے

ف یا اس کے معانی اور مطالب تجھ پر کھول دیں گے۔

بَابٌ - فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَرَأْنَاهُ، بَيَّنَّاهُ، فَاتَّبِعْ: اعْمَلْ بِهِ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فإذا قرأناه فاتبع قرانه کی تفسیر۔ ابن عباسؓ نے کہا قرأنا کا معنی یہ ہے کہ ہم بیان کریں اور فاتبع ف

۴۵۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ - لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ - قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ - لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ - قَالَ: عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ، فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ، فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ - ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ - عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ، قَالَ: فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ - أَوْلَى لَكَ فَأَوْلَى - تَوَعُّدٌ -

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے۔ انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے کہا اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا۔ لاتحرك به لسانك لتعجل به اسکا قصہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے۔ (آپکو سناتے) آپ زبان مبارک اور لب ہلاتے رہتے (کہیں بھول نہ جائیں) اس سے آپ پر بہت سختی ہوتی۔ یہ سختی لوگوں کو بھی معلوم ہو جاتی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ لاتحرك به لسانك لتعجل به إن علينا جمعه وقرانه یعنی تیرے دل میں وحی کا جما دینا۔ (یاد کرا دینا) ہمارا کام ہے۔ اسی طرح اس کا پڑھا دینا۔ جب ہم پڑھ چکیں۔ اس وقت تو بھی اسی طرح پڑھ۔ جس طرح ہم نے پڑھا تھا۔ اور جب تک وحی اُترتی رہے۔ خاموش سنتا رہ پھر یہ بھی ہمارا ہی کام ہے۔ تیری زبان پر اسکو رواں کر دینا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ ان آیتوں کے اُترنے کے بعد جب جبریل علیہ السلام (وحی لے کر) آتے۔ تو آپؐ خاموش رہتے (سنا کرتے) جب جبریل علیہ السلام (وحی سنا کر) چلے جاتے۔ اس وقت آپؐ اس کو پڑھ کر سنا دیتے جس

طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو سُنایا تھا۔ اَولیٰ لکَ فاَولیٰ یہ عذاب کا ڈراوا ہے۔ یعنی تیری تباہی ہونے والی ہے اور تیری تباہی آگئی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ هل أتى على الإنسان

سورۂ دہر کی تفسیر

يُقَالُ مَعْنَاهُ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ، وَهَلْ تَكُونُ جَحْدًا وَتَكُونُ خَبَرًا، وَهٰذَا مِنَ الْخَبَرِ، يَقُولُ: كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُورًا، وَذٰلِكَ مِنْ حِينِ خَلَقَهُ مِنْ طِينٍ إِلَى أَنْ يُنْفَخَ فِيهِ الرُّوحُ، أَمْشَاجٍ: الْأَخْلَاطُ، مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ، الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ، وَيُقَالُ إِذَا خُلِطَ مَشِيجٌ، كَقَوْلِكَ خَلِيطٌ، وَمَمْشُوجٌ مِثْلُ مَخْلُوطٍ، سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا وَلَمْ يُجِزْ بَعْضُهُمْ، مُسْتَطِيرًا: مُمْتَدًّا، الْبَلَاءُ وَالْقَمْطَرِيرُ: الشَّدِيدُ، يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطَرِيرٌ وَيَوْمٌ قُمَاطِرٌ، وَالْعَبُوسُ وَالْقُمَاطِرُ، وَالْعَصِيبُ أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ الْأَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ،

ھَلۡ اَتٰی کا معنی آچکا۔ ھَلۡ کا لفظ کبھی تو انکار کے لئے آتا ہے۔ کبھی تحقیق کے لئے (قد کے معنی میں) یہاں قَد کے معنی میں ہے۔ یعنی ایک زمانہ انسان پر آچکا ہے۔ کہ وہ ذکر کرنے کے قابل چیز نہ تھا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب مٹی سے اس کا پتلہ بنایا گیا تھا۔ اس وقت تک جب رُوح اس میں پھونکی گئی۔ امشاج ملی ہوئی چیزیں۔ یعنی مرد اور عورت دونوں کی منی اور خون اور پھٹکی اور جب کوئی چیز دوسری چیز سے ملا دی جائے۔ تو کہتے ہیں۔ مشیج۔ جیسے خلیط یعنی ممشوج اور مخلوط۔ بعضوں نے یوں پڑھا ہے سلاسلاً و اغلالاً۔ (بعضوں نے سلاسل و اغلال بغیر تنوین کے پڑھا ہے) انہوں نے سلاسل کی تنوین جائز نہیں رکھی ف مستطیراً اس کی بُرائی پھیلی ہوئی۔ قَمۡطَرِیۡرًا سخت۔ عرب لوگ کہتے ہیں۔ یَوۡمٌ قمطریر و یوم قماطر یعنی سخت مصیبت کا دن) عبوس اور قمطریر اور قماطر اور عصیب ان چاروں کا معنے وہ دن جس میں سخت مصیبت آئے اور معمر بن علیدہ نے کہا۔ شَدَدۡنَا اَسۡرَھُمۡ کا معنے یہ ہے۔ کہ ہم نے اُن کی خلقت خوب مضبوط کی ف عرب لوگ جس چیز کو تو مضبوط باندھے۔ جیسے پالان، ہودہ وغیرہ۔ اس کو ماسُور

وَقَالَ مَعْمَرٌ: أَسْرَهُمْ: شِدَّةُ الْخَلْقِ کہتے ہیں۔
وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَهُ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ
مَأْسُورٌ۔

ف۱ کیونکہ وہ غیر منصرف ہے۔ ف۲ یعنی جوڑ، بند وغیرہ خوب سخت اور مضبوط کئے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة والمرسلات

سورۂ والمرسلات کی تفسیر

جُمَالَاتٌ: حِبَالٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ارْكَعُوا: صَلُّوا، لَا يَرْكَعُونَ: لَا يُصَلُّونَ، وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔ لَا يَنْطِقُونَ۔ وَاللهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ، الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ۔ فَقَالَ: إِنَّهُ ذُو أَلْوَانٍ، مَرَّةً يَنْطِقُونَ، وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ۔

مجاہد نے کہا۔ جُمَالَاتٌ جہاز کی موٹی رسیاں ف۱ ارکعوا نماز پڑھو۔ لایرکعون نماز نہیں پڑھتے۔ کسی نے ابن عباسؓ سے پوچھا۔ یہ قرآن میں اختلاف کیسا ہے۔ ایک جگہ تو فرمایا کافر بات نہ کریں گے۔ دوسری جگہ یوں فرمایا کافر قسم کھا کر کہیں گے۔ ہم (دنیا میں) مشرک نہ تھے۔ تیسری جگہ یوں ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔ انہوں نے کہا۔ قیامت کے دن کافروں کے مختلف حال ہوں گے۔ کبھی تو بات کریں گے کبھی اُن کے منہ پر مہر کر دی جائے گی بات نہ کر سکیں گے۔

ف۱ جنہوں نے جِمالاتٌ بکسرۂ جیم پڑھا ہے اس کے معنی اُونٹ توجمع ہے جمل کی جمل کہتے ہیں اونٹ کو اسکی جمع اجمال اور جامل اور جمل اور جمالہ اور جمالات بحرکات ثلثہ جیم آئی ہے۔ اور صاحب تیسیر القاری نے غلطی کی جو کہا ہے جمل اونٹنی کو کہتے ہیں۔ اونٹنی کے لئے اسکا استعمال شاذ و نادر آیا ہے۔ قسطلانی نے کہا جمالات بکسر جیم جمع ہے۔ جمالٌ یا جمالہ کی۔ بعضوں نے کہا جمالات بضمہ جیم کالے اونٹوں کو کہتے ہیں۔

۴۵۲۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ

مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے ف انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے منصور سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے علقمہ بن قیس سے۔ انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا۔ ہم منا میں ایک غار میں آنحضرت صلی

وَالْمُرْسَلَاتِ، وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا۔

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ پر سورہ والمرسلات اتری تھی۔ ہم آپ کے منہ مبارک سے سُن رہے تھے اتنے میں ایک سانپ نکلا۔ ہم اس کے مارنے کے لئے لپکے۔ وہ جلدی سے آگے بڑھ کر اپنے سوراخ میں گھس گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ تمہاری زد سے بچ گیا۔ اور تم اُس کی زد سے بچ گئے۔ (وہ کاٹ نہ سکا۔)

ف:۔ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔

۴۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا، وَعَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ، وَتَابَعَهُ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ۔

ہم سے عبدۃ بن عبداللہ خزاعی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے۔ انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے منصور سے یہی حدیث۔ اور اسرائیل نے اس حدیث کو اعمش سے۔ انہوں نے ابراہیم سے۔ انہوں نے علقمہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ اور یحییٰ بن آدم کے ساتھ اس حدیث کو اسود بن عامر نے بھی اسرائیل سے روایت کیا ہے ف۱ اور حفص بن غیاث اور ابو معاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے۔ انہوں نے ابراہیم سے۔ انہوں نے اسود سے روایت کیا ف۲ اور یحییٰ بن حماد نے کہا (جو امام بخاریؒ کے شیخ ہیں) ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی۔ انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے انہوں نے ابراہیم سے۔ انہوں نے علقمہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے ف۳ اور محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن اسود سے روایت کیا۔ انہوں نے اپنے والد (اسود) سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے ف۴

ف۱ اس کو امام احمدؒ نے وصل کیا۔ ف۲ تو بجائے علقمہ کے اسود سے روایت کی۔ حفصؒ کی روایت خود امام بخاریؒ نے اور ابو معاویہ کی امام مسلم نے وصل کی۔ اور سلیمان بن قرم ضعیف ہے۔ اس سے اس کتاب میں اس تعلیق کے سوا اور کوئی روایت نہیں ہے۔ ف۳ تو یحییٰ بن حماد نے اسرائیل کی تائید کی کہ اس حدیث کو ابراہیم نے علقمہ سے روایت کیا ہے۔ اس کو

طبرانی نے وصل کیا۔ ف یعنی اسود بن یزید بن قیس نخعی سے اور تعجب ہے قسطلانی سے کہ انہوں نے اس کو اسود شاذان قرار دیا۔ اسود شاذان بہت متاخر ہیں طبقہ تبع تابعین سے اور یہ اسود کبار تابعین میں سے ہیں عبداللہ بن مسعود رض کے شاگرد ہیں۔ ف ۵ تو اس روایت سے حفص بن غیاث اور ابو معاویہ اور سلیمان کی تائید ہوئی۔ اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وصل کیا۔

---

٤٥٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ، إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ، فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا، إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ اقْتُلُوهَا، قَالَ: فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا، قَالَ: فَقَالَ: وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے اسود سے[ف۱] انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود رض کہتے تھے ہم ایک غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں سورہ والمرسلات آپ پر اتری۔ ہم نے آپ کے منہ سے سن کر اس کو سیکھا ابھی آپ پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکلا آپ نے فرمایا۔ لیو لیو مارو۔ (یا اپنے تئیں بچا کر اس کو مارو) ہم لوگ مارنے دوڑے۔ وہ آگے بڑھ کر چل دیا۔ (بل میں گھس گیا) آپ نے فرمایا۔ چلو وہ تمہاری زد سے بچ گیا۔ اور تم اس کی زد سے بچ گئے۔ (اللہ کا شکر کرو)

ف ۱ یعنی اسود بن یزید بن قیس نخعی سے جو علقمہ کے ساتھی اور عبداللہ بن مسعود رض کے شاگرد تھے۔ اور قسطلانی نے غلطی کی۔ جو اس کو اسود بن عامر قرار دیا اسود بن عامر شاذان طبقہ تاسعہ میں اور یہ اسود ثانیہ میں ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ - إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول انھا ترمی بشرر کالقصر۔ الآیہ کی تفسیر

٤٥٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَابِسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ، قَالَ: كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ أَقَلَّ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی۔ کہا ہم سے عبدالرحمن بن عابس نے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے ابن عباس رض سے سنا۔ انہوں نے کہا جو قرآن شریف میں ہے۔ انھا ترمی بشرر کالقصر[ف۱] تو ہم لوگ کیا کرتے جاڑوں میں جلانے کے لئے لکڑیاں تین تین ہاتھ کی یا اس سے کم کاٹ کر

الْقَصَرَ۔ رکھ چھوڑتے ۔ اُن کو قصر کہتے ۔ ف

ف بفتحہ قاف اور صاد۔ ابن عباس رضی کی یہی قرات ہے ۔ ف۲ بعضوں نے کہا ۔ قصر کھجور کی ڈھنڈ جڑیں یا اونٹ کی گردنیں ۔ مشہور قصر بسکون صاد ہے یعنے محل۔

بَابٌ قَوْلُهُ - كَأَنَّهُ جِمَالاَتٌ صُفْرٌ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول کانہ جمالات صُفر کی تفسیر

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَابِسٍ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا- تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصَرِ قَالَ: كُنَّا نَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ وَفَوْقَ ذَلِكَ فَنَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ الْقَصَرَ- كَأَنَّهُ جِمَالاَتٌ صُفْرٌ حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتَّى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ-

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ کہا ہم کو سفیان ثوری نے ۔ کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن عابس نے بیان کیا کہا میں نے ابن عباس رضی سے سُنا۔ ترمی بشرر کالقصر کی تفسیر میں کہ ہم تین تین ہاتھ یا اس سے زیادہ کی لکڑیاں جاڑوں میں جلانے کے لئے اٹھار کھتے تھے۔ اُن کو قصر کہا کرتے ۔ جمالات صفر سے جہاز یا کشتی کی رسیاں مُراد ہیں۔ جو جوڑ کر رکھی جائیں۔ وہ آدمی کی کمر برابر موٹی ہو جائیں ف

ف ۔ صاحب تیسیر القاری نے یوں ترجمہ کیا ہے ۔ پالان کے درمیانی حصہ کے برابر ہو جائیں۔ شاید ان کے نسخہ میں کاوساط الرحال ہوگا۔ حائے حطی سے ۔ لیکن ہمارے پاس جتنے نسخے ہیں ۔ اُن سب میں کاوساط الرجال جیم سے ہے ۔

بَابٌ - هَذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ -

باب: ھذا یوم لاینطقون ۔ کی تفسیر۔

٤٥٦ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ، فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَ إِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ، وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا، إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهَا

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا مجھ سے ابراہیم نخعی نے۔ انہوں نے اسود بن یزید سے ۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی سے ۔ انہوں نے کہا۔ ہم ایک غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ۔ وہاں سورہ والمرسلات آپ پر اُتری ۔ آپ اس کو پڑھ رہے تھے میں آپ کے منہ (مبارک) سے سُن رہا تھا۔ آپ کی زبان (مبارک) تر تھی (سُنا رہے تھے) اتنے میں ایک سانپ کود کر ہم پر آیا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو مار

فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا. قَالَ عُمَرُ: حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِي فِي غَارٍ بِمِنًى.

ڈالو۔ ہم اس پر لپکے۔ وہ نکل گیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا چلو تم اس کی بلا سے (بال بال) بچ گئے۔ وہ تمہاری زد سے بچ گیا۔ عمر بن حفص نے کہا۔ مجھے یہ حدیث یاد ہے۔ میں نے اپنے والد سے سنی تھی۔ انہوں نے اتنا اور بڑھایا۔ کہ وہ غار منیٰ میں تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة عمّ يتساءلون

سورہ عمّ یتساءلون کی تفسیر

وقال مجاهد لا يرجون حسابا: لا يخافونه: لا يملكون منه خطابا: لا يملكون إلا أن يأذن لهم، صوابا: حقا في الدنيا وعمل به، وقال ابن عباس: وهاجا: مضيئا، وقال غيره: غساقا: غسقت عينه، ويغسق الجرح يسيل كأن الغسيق واحد، عطاء حسابا: جزاء كافيا أعطاني ما أحسبني: أي كفاني

مجاہد نے کہا۔ لا يرجون حسابا کا معنی یہ ہے کہ (اعمال کے حساب و کتاب سے نہیں ڈرتے ف۱ لا یملکون منه خطابا یعنی اس سے بات نہ کر سکیں گے (ڈر کے مارے) مگر جب ان کو بات کرنے کی اجازت ملے گی صوابا۔ یعنی جس نے دنیا میں سچی بات کہی تھی۔ اس پر عمل کیا تھا ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ وهاجا روشن چمکتا ہوا ف۳ اوروں نے کہا۔ کہ غساقا۔ غسقت عینه سے نکلا ہے۔ یعنی اسکی آنکھ تاریک ہوگئی۔ اسی سے ہے يغسق الجرح یعنی زخم بہہ رہا ہے غساق اور غسیق دونوں کا ایک معنی ہے۔ دوزخیوں کا خون پیپ) عطاء حسابا۔ پورا بدلہ۔ عرب لوگ کہتے ہیں اعطانی ما احسبنی۔ یعنی مجھ کو اتنا دیا۔ جو کافی ہوگا۔

ف۱ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ بعضوں نے کہا سچی بات سے کلمۂ توحید مراد ہے ف۳ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

باب۔ يوم ينفخ في الصور فتأتون أفواجا۔ زمرا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا کی تفسیر۔ افواجا۔ گروہ در گروہ

٤٥٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ابو معاویہ نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ، قَالَ: أَرْبَعُونَ يَوْمًا، قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا، قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً، قَالَ أَبَيْتُ: قَالَ: ثُمَّ يُنْزِلُ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ، لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صُور جو دو بار پھونکا جائے گا تو بیچ میں چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے (ابوہریرہؓ سے) کہا۔ چالیس دن کا۔ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر کہا چالیس مہینے کا۔ انہوں نے کہا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر کہا۔ چالیس برس کا۔ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا ف ابوہریرہؓ نے کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے (زندگی کا) ایک مینہ برسائے گا۔ لوگ اس طرح زمین سے اُبھر آئیں گے۔ (زندہ ہوجائینگے) جیسے سبزہ اُگ آتا ہے۔ دیکھو آدمی کے (بدن کی) ہر چیز گل جاتی ہے۔ مگر ایک ہڈی نہیں گلتی۔ وہ اس مقام کی ہڈی ہے جہاں پر جانور کی دم ہوتی ہے۔ قیامت کے دن اسی ہڈی سے مخلوق جوڑی جائے گی۔

ف مگر ابن مردویہ نے ابن عباس رضؓ سے نکالا کہ دونوں نفخوں میں چالیس برس کا فاصلہ ہوگا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة والنازعات

سورۂ والنازعات کی تفسیر۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْآيَةُ الْكُبْرَى، عَصَاهُ وَيَدُهُ، يُقَالُ النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ، وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِيلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النَّخِرَةُ: الْبَالِيَةُ، وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِي يَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ فَيَنْخَرُ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْحَافِرَةِ: إِلَى أَمْرِنَا الْأَوَّلِ: إِلَى الْحَيَاةِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: أَيَّانَ مُرْسَاهَا: مَتَى مُنْتَهَاهَا، وَمُرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي۔

مجاہدؒ نے کہا۔ الآیۃ الکبریٰ سے مراد حضرت موسیٰؑ کی عصا اور ان کا ہاتھ ہے ف عظماً ناخرۃ اور نخرۃً دونوں طرح پڑھا ہے۔ جیسے طامع اور طمع اور باخل اور بخیل اور بعضوں نے کہا۔ نخرۃً اور ناخرۃً میں فرق ہے۔ نخرۃً کہتے ہیں۔ گلی ہوئی ہڈی کو اور ناخرہ وہ ہڈی جس کے اندر ہوا جائے تو آواز نکلے۔ اور ابن عباس رضؓ نے کہا۔ حافرۃ ف۲ ہماری وہ حالت جو (دنیا کی زندگی) میں ہے۔ اوروں نے کہا۔ ایان مُرسٰھا یعنی اس کی انتہا (نقل) کہاں ہے یہ مُرسٰی سفینہ سے نکلا ہے۔ یعنی کشتی جہاں اخیر میں جا کر ٹھہرتی ہے۔

ف اس کو فریابی نے وصل کیا ہے۔ ف۲ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ہے۔

٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ، الطَّامَّةُ تَطِمُّ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ۔

ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا۔ کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے۔ کہا ہم سے ابوحازم نے۔ کہا ہم سے سہل بن سعدؓ نے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ نے بیچ کی انگلی اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ہیں۔ (یعنی بیچ میں اور کوئی پیغمبر یا کوئی نئی شریعت والا نہیں آئے گا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة عبس

سورۂ عبس کی تفسیر

ـ عَبَسَ وَتَوَلّٰى ـ كَلَحَ وَأَعْرَضَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: مُطَهَّرَةٌ: لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهِ ـ فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا ـ جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً، لِأَنَّ الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيرُ فَجُعِلَ التَّطْهِيرُ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا، سَفَرَةٌ: الْمَلَائِكَةُ، وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ، سَفَرْتُ: أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ، وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَأْدِيَتِهِ كَالسَّفِيرِ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ، وَقَالَ غَيْرُهُ تَصَدّٰى: تَغَافَلَ عَنْهُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَمَّا يَقْضِ لَا يَقْضِي أَحَدٌ مَا أُمِرَ بِهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَرْهَقُهَا: تَغْشَاهَا شِدَّةٌ، مُسْفِرَةٌ: مُشْرِقَةٌ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَتَبَةٍ: أَسْفَارًا:

عَبَسَ منہ بنایا۔ وَتَوَلّٰى منہ پھیر لیا۔ اوروں نے کہا مطھرہ دوسری جگہ فرمایا۔ لَا يَمَسُّهَا إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ اُن کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں۔ جو پاک ہیں۔ یعنی فرشتے۔ (تو محمول کی صفت حامل کی کردی) جیسے فالمدبرات امرا مدبرات سے مراد سوار ہیں۔ (جو محمول ہیں) مجازاً ان کے حاملوں کو یعنی گھوڑوں کو مدبرات کہہ دیا۔ یہاں اصل میں تطہیر کتابوں کی صفت ہے۔ ان کے اٹھانے والوں یعنی فرشتوں کو بھی مطہر فرمایا۔ سَفَرَةٍ فرشتے یہ سافر کی جمع ہے عرب لوگ کہتے ہیں۔ سفرت بین القوم یعنی میں نے قوم کے لوگوں میں صلح کرادی۔ جو فرشتے اللہ کی وحی لیکر پیغمبروں کو پہنچاتے ہیں اُن کو بھی سفیر قرار دیا جو لوگوں میں ملاپ کراتا ہے۔ (بعضوں نے کہا سفرہ کے معنی لکھنے والے) اوروں نے کہا تصدی انجان ہوجاتا ہے مجاہد نے کہا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ کا معنی یہ ہے۔ کہ آدمی کو جس بات کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ اس نے پورا پورا ادا نہیں کیا اور ابن عباس رضؓ نے کہا تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ کا معنی یہ ہے

كُتُبًا. تَلَهَّى: تَشَاغَلَ. يُقَالُ وَاحِدُ الْأَسْفَارِ سِفْرٌ.

کہ اس پر سختی برس رہی ہوگی۔ مُسْفِرَةٌ چمکتے ہوئے ابن عباس رضہ نے کہا۔ سفرہ کے معنی لکھنے والے اسی سے ہے (سورۂ جمعہ میں) اَسْفَارًا یعنی کتابیں۔ تلہّی غافل ہوتا ہے۔ کہتے ہیں اسفار جو کتابوں کے معنی میں ہے۔ سِفر (بکسر سین) کی جمع ہے۔

ف۱ اوپر کسی شخص کا نام مذکور نہیں ہوا۔ اس لئے وقال وغیرہ کا مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ ابو ذر کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے قسطلانی نے کہا وہی صحیح ہے۔ ف۲ یہاں بھی وقال غیرہ ابوذر کی روایت میں ساقط ہے۔ ف۳ یہ صحیح نہیں ہے۔ تصدّی کے معنے یہاں یہ ہیں۔ کہ تو اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت نے مشرکوں کیطرف بے التفاتی نہیں کی تھی بلکہ اُن کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ اور ابن مکتوم کیطرف بے توجہی کی تھی۔ ف۴ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۵ تو لما لم کے معنی میں ہے۔ ف۶ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

۴۵۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے۔ کہا ہم سے قتادہ نے۔ کہا میں نے زرارہ بن اوفیٰ سے سُنا۔ وہ سعد بن ہشام سے روایت کرتے تھے وہ حضرت عائشہ رضہ سے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے۔ اور قرآن اس کو خوب یاد ہے ف۱ وہ تو (قیامت کے دن) لکھنے والے عزت دار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے۔ مشکل سے۔ اسکو یاد کرتا ہے۔ پڑھنے میں مشقت اٹھاتا ہے۔ اسکو دوہرا ثواب ملے گا۔ ف۲

ف۱ پڑھنے میں اسکو کوئی مشکل نہیں ہوتی۔ ف۲ ایک تو قرآن شریف پڑھنے کا۔ دوسرے مشقت اٹھانے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اول شخص یعنی قرآن شریف کے ماہر سے زیادہ اُس کا درجہ ہوگا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة اذا الشمس كورت

سورۂ تکویر کی تفسیر

انْكَدَرَتْ: انْتَثَرَتْ، وَقَالَ الْحَسَنُ:

اِنْكَدَرَتْ گر پڑیں۔ امام حسن بصری نے کہا۔ سُجِّرَتْ کا معنی

سُجِّرَتْ : يَذْهَبُ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى قَطْرَةٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْمَسْجُورُ: الْمَمْلُوءُ، وَقَالَ غَيْرُهُ: سُجِّرَتْ: أَفْضَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا، وَالْخُنَّسُ: تَخْنِسُ فِي مَجْرَاهَا، تَرْجِعُ، وَتَكْنِسُ: تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَاءُ، تَنَفَّسَ: ارْتَفَعَ النَّهَارُ، وَالظَّنِينُ: الْمُتَّهَمُ، وَالضَّنِينُ يَضَنُّ بِهِ، وَقَالَ عُمَرُ: النُّفُوسُ زُوِّجَتْ: يُزَوَّجُ نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ قَرَأَ- احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ- عَسْعَسَ: أَدْبَرَ-

یہ ہے کہ سمندر سوکھ جائیں گے۔ اُن میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں رہیگا ۔ مجاہد نے کہا۔ مَسْجُوْر کا معنی (جو سورۂ طور میں ہے) بھرا ہوا ۔ اوروں نے کہا۔ سجرت کا معنی یہ ہے کہ سمندر پھوٹ کر ایک دوسرے سے مل کر ایک سمندر بن جائیں گے۔ خُنّس چلنے کے مقام میں پھر لوٹ کر آنے والے۔ کنّس یکنس سے نکلا ہے۔ یعنی ہرن کی طرح چھپ جاتے ہیں۔ تنفّس دن چڑھ جائے۔ ظنین (ظاء معجمہ سے یہ بھی ایک قرأت ہے) یعنی تہمت لگایا گیا۔ اور ضنین اسکا معنی یہ ہے۔ کہ وہ اللہ کا پیغام پہنچانے میں بخیل نہیں ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا النفوس زوجت یعنی ہر آدمی کا جوڑ لگا دیا جائیگا۔ خواہ بہشتی ہو یا دوزخی پھر یہ آیت پڑھی اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ عسعس جب رات پیٹھ پھیرے (یا جب رات کا اندھیرا آن پڑے)

ف اسکو طبری نے وصل کیا ف۲ اسکو بھی طبری نے وصل کیا۔ ف۳ ظاء معجمہ سے جیسے مشہور قرأت ہے ف۴ اسکو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۵ یعنی نیک کو نیک کے ساتھ رکھیں گے۔ بد کو بد کے ساتھ۔ ف۶ سورۂ والصّٰفّٰت کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة اذا السماء انفطرت

سورۂ انفطار کی تفسیر

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ: فُجِّرَتْ: فَاضَتْ، وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ- فَعَدَلَكَ- بِالتَّخْفِيفِ، وَقَرَأَ أَهْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ، وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ- وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِي فِي أَيِّ صُورَةٍ شَاءَ- إِمَّا حَسَنٌ، وَإِمَّا قَبِيحٌ، أَوْ طَوِيلٌ أَوْ قَصِيرٌ-

ربیع بن خثیم نے کہا فجرت کا معنی بہ نکلیں۔ اعمش رح اور عاصم رح نے فَعَدَلَكَ تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے حجاز والوں نے فعدّلك تشدید دال کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور جب تشدید کے ساتھ پڑھو۔ تو معنی یہ ہوگا۔ کہ تیری خلقت معتدل اور مناسب رکھی۔ ف اور تخفیف کے ساتھ پڑھو۔ تو معنی یہ ہوگا۔ جس صورت میں چاہا تیرے تئیں پھیر دیا۔ خوبصورت یا بدصورت لنبا یا ٹھنگنا

ف اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ف۲ یہ نہیں کہ ایک ہاتھ بڑا۔ اور دوسرا چھوٹا۔ بے ڈول۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة ويل للمطففين

سورۂ مطففین کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ- بَلْ رَانَ: ثَبْتُ الْخَطَايَا: ثُوِّبَ: جُوزِيَ، الرَّحِيقُ: الْخَمْرُ، خِتَامُهُ مِسْكٌ: طِينُهُ: التَّسْنِيمُ يَعْلُو شَرَابَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: الْمُطَفِّفُ لَا يُوَفِّي غَيْرَهُ-

مجاہد نے کہا۔ ف بل ران۔ کا معنے یہ ہے۔ کہ گناہ اُن کے دل پر جم گیا۔ ثوب بدلہ دیئے گئے الرحیق۔ رحیق شراب کو کہتے ہیں۔ ختامہ مسک یعنی مشک کی مہر اس کے شیشے پر لگی ہوگی۔ تسنیم ایک لطیف عرق ہے جو بہشتیوں کی شراب پر ڈالا جائے گا۔ اوروں نے کہا۔ مطفف جو پورا ماپ تول نہ دے۔ (دغا بازی کرے۔)

ف اس کو فریابی نے وصل کیا

يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ-

يوم يقوم الناس لرب العالمين۔ کی تفسیر

٤٦٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ حَتّٰى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ-

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے۔ کہا مجھ سے امام مالک رحمۃ نے۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یوم یقوم الناس لرب العالمین سے (قیامت کا دن مراد ہے) اس دن آدمی آدھے کانوں تک پسینے میں ڈوب جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة إذا السماء انشقت

سورہ انشقاق کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ، يَأْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ، وَسَقَ: جَمَعَ

مجاہد نے کہا ف کتابہ بشمالہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ پیٹھ پیچھے سے اس کو کتاب دی جائے گی ف وما وسق

مِنْ دَابَّةٍ، ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ: لَا يَرْجِعُ إِلَيْنَا۔

جانور وغیرہ جن جن چیزوں پر رات آتی ہے۔ ان لن یحور نہیں لوٹے گا۔

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ اس کا بایاں ہاتھ پشت کیطرف کر دیا جائیگا۔ داہنا ہاتھ گردن سے باندھ دیا جائیگا۔

بَابٌ۔ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فسوف یحاسب حسابا یسیرا۔ کی تفسیر۔

۴٦۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے عثمان بن اسود سے انہوں نے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے میں نے حضرت عائشہ سے۔ وہ فرماتی تھیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔

۴٦۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے۔ انہوں نے ایوب سختیانی سے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۴٦۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى: عَنْ أَبِي يُونُسَ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ، أَلَيْسَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا۔ قَالَ: ذَاكِ الْعَرْضُ

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے۔ انہوں نے ابو یونس حاتم بن ابی صغیرہ سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے۔ انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص سے قیامت کے دن حساب لیا گیا۔ وہ تباہ ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ! میں آپ پر صدقے۔ اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتا ہے فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا (اس سے تو یہ نکلتا ہے۔ کہ نیک لوگوں سے بھی حساب لیا جائیگا) آپ نے

يُعْرَضُونَ، وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ۔

فرمایا۔ یہاں حساب سے صرف اعمال کا بتا دینا مراد ہے۔ اُن لوگوں کو اُن کے اعمال صرف بتلا دیئے جائیں گے۔ اور جس سے حساب میں جھگڑا کیا گیا ف۱ وہ ہلاک ہوا ف۲

ف۱ اچھی طرح جانچ کر حساب لیا گیا۔ ف۲ بھلا بندہ اپنے مالک کے سامنے حساب میں کب پورا اُتر سکتا ہے پروردگار کیا ہمارا حساب ضرور ہے۔ ہمارے پاس تو نری برائیاں ہی برائیاں ہیں۔ بال بال تیرے مجرم ہیں۔ تو محض اپنے فضل و کرم سے ہم کو چھوڑ دے۔ تو ہم چھوٹ سکتے ہیں۔ حساب تو ہم ایک دن کا بھی نہیں دے سکتے ساری عمر کا کیا دیں گے۔

بَابٌ۔ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کی تفسیر

٤٦٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ جَعْفَرُ ابْنُ إِيَاسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔ حَالًا بَعْدَ حَالٍ، قَالَ: هَذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے سعید بن نضر نے بیان کیا کہا ہم کو ہشیم نے خبر دی۔ ابو بشر جعفر بن ایاس نے ہم کو خبر دی۔ انہوں نے مجاہدؒ سے۔ کہا ابن عباس رضؓ نے کہا۔ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ یہ ہے کہ ایک حال سے دوسرے حال میں بدلو گے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب ہے

ف یعنی چند روز کافروں سے مغلوب رہو گے پھر برابری کے ساتھ ان سے لڑتے رہو گے پھر غالب ہو گے۔ یا سب آدمیوں کیطرف خطاب ہے پہلے شیر خوار پھر بچہ پھر جوان پھر بوڑھے ہوتے ہو۔ ابن عباس رضؓ کی تفسیر اس قرأت پر ہے۔ جب تَرْكَبُنَّ فتحہ با کے ساتھ پڑھیں۔ اور دوسری تفسیر مشہور قرأت پر ہے لترکبن بضم با ابن مسعود رضؓ نے کہا۔ لترکبنّ صیغہ مؤنث غائب کا ہے۔ اور ضمیر آسمان کیطرف پھرتی ہے یعنی آسمان طرح طرح کے رنگ بدلے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سُورَةُ الْبُرُوجِ

سورۂ بروج کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْأُخْدُودُ: شَقٌّ فِي الْأَرْضِ۔ فَتَنُوا: عَذَّبُوا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْوَدُودُ: الْحَبِيبُ، الْمَجِيدُ:

اور مجاہد نے کہا۔ اُخْدُود زمین میں جو نالی کھودی جائے فَتَنُوا کا معنے تکلیف دی۔ اور ابن عباس رضؓ نے کہا ف الْوَدُودُ کا معنے محبت کرنے والا۔ الْمَجِيد کا معنے

الْكَرِيمُ۔

مہربانی کرنے والا۔

ف اس کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة الطارق

سورۂ طارق کی تفسیر

هُوَ النَّجْمُ، وَمَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ النَّجْمُ الثَّاقِبُ: الْمُضِيءُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ذَاتِ الرَّجْعِ: سَحَابٌ يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ، وَذَاتِ الصَّدْعِ: الْأَرْضُ تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَقَوْلٌ فَصْلٌ: لَحَقٌّ، لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ: إِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔

طارق ستارہ اور طارق اس کو بھی کہتے ہیں۔ جو رات کو آئے۔ النجم الثاقب روشن ستارہ مجاہد نے کہا۔ ذَاتِ الرَّجْعِ ابر کی صفت ہے۔ (تو سماء سے مراد سحاب ہے یعنی بار بار برسنے والا۔ ذَاتِ الصَّدْعِ بار بار اگانے والی (پھوٹنے والی) یہ زمین کی صفت ہے ف اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قول فصل یعنی حق بات لما علیھا حافظ میں لما الا کے معنی میں ہے۔ یعنی کوئی نفس ایسا نہیں جس پر ایک نگہبان خدا کی طرف سے مامور نہ ہو۔

ف اس کو فریابی نے وصل کیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة سبح اسم ربك الأعلى

سورۂ سبح اسم ربک الاعلیٰ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: قَدَّرَ فَهَدَى: قَدَّرَ لِلْإِنْسَانِ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ، وَهَدَى الْأَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا۔

اور مجاہد نے کہا قدر فھدی کا معنی آدمی کیلئے تو نیک بختی اور بدبختی کی تقدیر کر دی۔ اور جانوروں کو اُن کے چراگاہ بتلا دیے۔ ف

۴۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوَّلُ

ہم سے عبدان نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے والد (عثمان بن جبلہ) نے انہوں نے شعبہ سے۔ انہوں نے ابو اسحاق سے۔ انہوں نے براء بن عازبؓ سے۔ انہوں

مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُولُونَ: هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ، فَمَا جَاءَ حَتَّى قَرَأْتُ - سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى: فِي سُوَرٍ مِثْلِهَا۔

نے کہا۔ (مدینہ میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے پہلے مصعب بن عمیرؓ اور عبداللہ بن ام مکتومؓ ہمارے پاس آئے۔ وہ دونوں ہم کو قرآن پڑھاتے رہے پھر عمار بن یاسرؓ اور بلالؓ اور سعد بن ابی وقاص آئے۔ پھر حضرت عمرؓ اپنے ساتھ بیس آدمی لئے ہوئے آئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سب کے بعد) تشریف لائے میں نے نہیں دیکھا۔ کہ مدینہ والے کبھی ایسے خوش ہوئے ہوں۔ جیسے آنحضرتؐ کے تشریف لانے سے خوش ہوئے ف بچے بچیاں تک یوں کہہ رہی تھیں۔ دیکھو یہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ تشریف لائے۔ آنحضرتؐ کے تشریف لانے سے پہلے میں سورۂ اعلیٰ اور اس کے برابر کی کئی سورتیں پڑھ چکا تھا۔

ف اس کو طبری نے وصل کیا۔ ف۲ ایسی نعمت کہاں ملتی ہے۔ زہے قسمت مدینہ والوں کی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة هل أتاك

سورۂ الغاشیہ کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ - عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ - النَّصَارَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ - عَيْنٌ آنِيَةٌ - بَلَغَ إِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا - حَمِيمٍ آنٍ - بَلَغَ إِنَاهُ - فِيهَا لَاغِيَةٌ - شَتْمًا، وَيُقَالُ الضَّرِيعُ: نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيعَ إِذَا يَبِسَ وَهُوَ سُمٌّ، بِمُسَيْطِرٍ: بِمُسَلَّطٍ، وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسِّينِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِيَابَهُمْ: مَرْجِعَهُمْ۔

ابن عباسؓ نے کہا۔ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ سے نصاریٰ مراد ہیں ف مجاہدؒ نے کہا۔ عَيْنٌ آنِيَةٌ گرمی کی حد کو پہنچ گیا۔ اس کے پینے کا وقت آن پہنچا۔ (سورۂ رحمٰن میں) حمیم آن کا بھی یہی معنے ہے۔ یعنی گرمی کی حد کو پہنچ گیا ف۲ لا تسمع فیہا لاغیہ وہاں گالی گلوچ نہیں سنائی دیگی الضریع ایک بھاجی ہے۔ جس کو شبرق کہتے ہیں۔ حجاز والے اس کو ضریع کہتے ہیں۔ جب وہ سوکھ جاتی ہے یہ زہر ہے ف۳ بِمُسَيْطِرٍ کا معنے مسلط (کروڑی) بعضوں نے صاد سے پڑھا۔ بمصیطر ابن عباسؓ نے کہا۔ ایابہم ان کا لوٹنا۔ ف۴

ف۱ جنہوں نے ناحق محنت اٹھائی۔ درویشی اختیار کی۔ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۳ اس کے زہریلے پن سے کوئی جانور اس کو منہ تک نہیں لگاتا۔ ف۴ اس کو ابن منذر نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة والفجر

سورۂ والفجر کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وَالْوَتْرُ: اللّٰهُ، إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ: يَعْنِي الْقَدِيمَةَ، وَالْعِمَادُ: أَهْلُ عَمُودٍ لَا يُقِيمُونَ، سَوْطَ عَذَابٍ: الَّذِينَ عُذِّبُوا بِهِ، أَكْلًا لَمًّا: السَّفُّ، وَجَمًّا: الْكَثِيرُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ، وَالْوَتْرُ: اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَقَالَ غَيْرُهُ: سَوْطَ عَذَابٍ كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيهِ السَّوْطُ، لَبِالْمِرْصَادِ: إِلَيْهِ الْمَصِيرُ، تَحَاضُّونَ: تُحَافِظُونَ، يَأْمُرُونَ بِإِطْعَامِهِ، الْمُطْمَئِنَّةُ: الْمُصَدِّقَةُ بِالثَّوَابِ، وَقَالَ الْحَسَنُ - يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَبْضَهَا اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللّٰهِ وَاطْمَأَنَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ، وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوحِهَا وَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: جَابُوا: نَقَبُوا، مِنْ جِيبِ الْقَمِيصِ قُطِعَ لَهُ جَيْبٌ، يَجُوبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا، لَمًّا: لَمَمْتُهُ أَجْمَعَ: أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهِ۔

مجاہد نے کہا۔ والوتر سے اللہ تعالیٰ مُراد ہے ف۱ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَاد یعنی پرانی عاد کی قوم عِماد کے معنی خیمہ یہ لوگ خانہ بدوش تھے۔ جہاں پانی چارہ پاتے۔ وہیں خیمے لگا کر رہ جاتے۔ سَوْطَ عَذَابٍ جس چیز سے اُن کو عذاب دیا گیا۔ اَکْلًا لَّمًّا سب سمیٹ کر کھا جانا۔ حُبًّا جمًّا بہت محبت رکھنا۔ مجاہد نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا کیا وہ شفع جوڑا ہے۔ آسمان بھی (زمین کا) جوڑ ہے۔ اور وتر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اوروں نے کہا۔ سَوْطَ عذاب یہ ایک محاورہ ہے عرب کا ہر ایک قسم کے عذاب کو کہتے ہیں۔ ان کے ایک کوڑے کا بھی عذاب ہے لَبِالْمِرْصَاد یعنے خدا کیطرف سب کو پھر جانا ف۲ لا تَحَاضُّوْنَ (الف کیساتھ جیسے مشہور قرأت ہے) محافظت نہیں کرتے۔ بعضوں نے تَحُضُّوْنَ پڑھا ہے۔ یعنی حکم نہیں دیتے ف۳ المطمئنۃ اللہ کے ثواب پر یقین رکھنے والا ف۴ امام حسن بصریؒ نے کہا ف۵ نفس مطمئنہ وہ ہے جب اللہ تعالیٰ اسکو بلانا چاہے۔ (موت آئے) تو اسکو اللہ کے پاس چین ہو۔ اللہ کو اُس سے چین۔ وہ اللہ سے خوش رہے اللہ اس سے خوش۔ پھر اللہ تعالیٰ اسکی روح قبض کرنے کا حکم دے اور اسکو بہشت میں لے جائے اپنے نیک بندوں میں شریک کرے۔ اوروں نے کہا جَابُوْا کا معنے چھیدا (کریدا) یہ جَیْبَ الْقَمِیْص سے نکلا ہے۔ جب اس میں جیب لگائی

جائے۔ اسی طرح عرب لوگ کہتے ہیں فُلَانٌ یَجُوبُ الفَلاۃَ وہ جنگل میں قطع کر رہا ہے۔ لمّا عرب لوگ کہتے ہیں لَمَمْتُہٗ اَجْمَعَ میں اس کے اخیر تک پہنچ گیا (یعنی سارا ترکہ کھا جاتے ہو۔ ایک پیسہ نہیں چھوڑتے)

ف وہ اکیلا ہے اس کا کوئی جوڑا نہیں ہے۔ ف۲ یا وہ سب کو دیکھ اور سن رہا ہے۔ ف۳ رغبت نہیں دلاتے برانگیختہ نہیں کرتے۔ ف۴ مومن کامل الایمان ہے۔ ف۵ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة لا أقسم

سورۂ لَا اُقْسِمُ کی تفسیر

وقَالَ مُجَاهِدٌ: وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ- مَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ، وَ وَالِدٍ: آدَمَ، وَمَا وَلَدَ، لُبَدًا: كَثِيرًا، وَالنَّجْدَيْنِ: الْخَيْرُ وَالشَّرُّ، مَسْغَبَةٍ: مَجَاعَةٍ، مَتْرَبَةٍ: السَّاقِطُ فِي التُّرَابِ. يُقَالُ- فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ- فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ، فَكُّ رَقَبَةٍ- أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ- فِي كَبَدٍ: شِدَّةٍ-

اور مجاہد نے کہا بِھٰذَا الْبَلَدِ سے مکہ مراد ہے ف۱ مطلب یہ ہے۔ کہ خاص تیرے لئے یہ شہر حلال ہوا ف۲ اوروں کو وہاں لڑنا بڑا گناہ ہے۔ وَالِدٍ سے آدم ماولد سے اُن کی اولاد مراد ہے۔ لُبَدًا بہت سارا۔ النجدین بھلے اور بُرے دو رستے۔ مَسْغَبَۃٍ بھوک۔ مَتْرَبَہ مٹی میں پڑا رہنا۔ فلا اقتحم العقبہ یعنی اس نے دنیا میں گھاٹی نہیں پھاندی۔ پھر گھاٹی پھاندنے کو آگے بیان کیا۔ بردہ آزاد کرنا۔ بھوک اور تکلیف کے دن کھانا کھلانا

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ تجھ کو وہاں لڑنا گناہ نہیں ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة والشمس وضحاها

سورۂ والشمس کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ضُحَاهَا: ضَوْءُهَا

اور مجاہد نے کہا۔ ضحٰی سے روشنی مراد ہے۔ اذا تلاھا

إِذَا تَلَاهَا: تَبِعَهَا، وَطَحَاهَا: دَحَاهَا وَدَسَّاهَا: أَغْوَاهَا، فَأَلْهَمَهَا: عَرَّفَهَا الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: بِطَغْوَاهَا: بِمَعَاصِيهَا، وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا: عُقْبَى أَحَدٍ۔

اس کے پیچھے نکلا طحاھا پھیلایا۔ بچھایا دسّاھا گمراہ کر دیا۔ فالھمھا یعنی نیکی اور بدی دونوں کا راستہ اس کو بتلا دیا۔ اور مجاہد نے کہا۔ بطغونھا اپنے گناہوں کی وجہ سے۔ ولایخاف عُقبٰہا۔ اللہ تعالےٰ کو کسی کا ڈر نہیں کہ کوئی اس سے بدلہ لے سکے گا ف۱

۴۶۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا۔ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ، وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ: يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ يَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ، ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ، وَقَالَ: لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ؟ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وہیب نے۔ کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ اُن کو عبداللہ بن زمعہ نے خبر دی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبہ پڑھتے میں سُنا۔ آپؐ نے حضرت صالحؑ پیغمبر کی اونٹنی اور اس شخص کا ذکر کیا جس نے اُس اونٹنی کو زخمی کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اُن میں کا بدبخت اس کام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ یعنی اُن میں کا ایک زور آور شریر مضبوط شخص جو اپنی قوم میں ابو زمعہ کی طرح تھا ف۲ اٹھ کھڑا ہوا۔ (اس کا نام قدار تھا) اور آپؐ نے عورتوں کا بھی ذکر کیا اور فرمایا تم میں کوئی کوئی اپنی عورت کو غلام لونڈی کی طرح مارتا ہے۔ پھر اسی دن شام کو اس کو اپنے پاس لٹاتا ہے ف۳ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ نصیحت کی کہ گوز لگانے پر (پادنے پر) ہنسو نہیں۔ کیا تم اس کام پر ہنستے ہو۔ جو تم خود کرتے ہو (ہر آدمی گوز لگاتا ہے۔) اور ابو معاویہ نے یوں کہا۔ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے والد (عروہ بن زبیر) سے۔ انہوں نے عبداللہ بن زمعہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا۔ ابو زمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔ ف۴

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ یہ عبارت متن قسطلانی کے مطابق ہے۔ ف۲ یہ عبداللہ بن زمعہؓ کا دادا تھا۔ کفر کی حالت میں مرا ف۳ چومتا ہے۔ چاٹتا ہے یہ بد وضعی ہے۔ ف۴ کیونکہ زمعہ مطلب بن اسد کا بیٹا تھا۔ اور زبیرؓ عوام بن خویلد بن اسد کے بیٹے تھے۔ تو ابو زمعہؓ عوام کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور زبیرؓ کا چچا ہوا۔

اس روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة والليل إذا يغشى

سورۃ اللیل کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ. وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى. بِالْخَلَفِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَرَدَّى مَاتَ، وَتَلَظَّى: تَوَهَّجَ، وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ: تَتَلَظَّى.

ابن عباس رض نے کہا۔ وکذب بالحسنی سے یہ مراد ہے کہ اس کو یہ یقین نہیں کہ اللہ کی راہ میں جو خرچ کریگا۔ اُس کا بدلہ اللہ دیگا ف۱ اور مجاہد نے کہا ف۲ اِذَا تَرَدّٰی جب مرجائے ف۳ تلظی بھڑکتی ہے۔ شعلہ مارتی ہے۔ اور عبید بن عمیر نے یوں پڑھا ہے۔ تتلظّی ف۴

ف۱ دہ در دنیا اور ستر در آخرت اس قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ اسکو فریابی نے وصل کیا۔ ف۳ یا قبر کے کھڈے میں گرجائے۔ ف۴ دو "تا" کے ساتھ۔ جیسے اصل میں تھا۔ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ہے۔

٤٦٧ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ: قَالَ: دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ الشَّامَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَتَانَا فَقَالَ: أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ؟ فَأَشَارُوا إِلَيَّ، فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقَرَأْتُ. وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى. قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَؤُلَاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا.

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے۔ انھوں نے اعمش سے۔ انھوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انھوں نے علقمہ بن قیس سے۔ انھوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن مسعود رض کے کئی شاگردوں کے ساتھ شام کے ملک میں پہنچا۔ ابُوالدرداءؓ (صحابی) نے ہمارے آنے کی خبر سُنی۔ وہ آئے اور کہنے لگے۔ تم میں کوئی قرآن کا قاری ہے۔ ہم نے کہا۔ ہاں۔ انہوں نے کہا۔ اچھا تم سب پڑھ کر سناؤ۔ کون سا قاری ہے۔ میرے ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ ابُوالدرداء نے کہا۔ پڑھ۔ میں نے یہ سورت پڑھی والیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی ف۱ ابوالدرداءؓ نے کہا۔ تم نے یہ سورت اپنے استاذ (عبداللہ بن مسعودؓ) کے منہ سے سنی ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ ابوالدرداء نے کہا۔ میں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ سے اس سورت کو اسی طرح سنا ہے لیکن شام والے نہیں مانتے ف۲

ف ابن مسعودؓ کی قرأت اسی طرح ہے ۔ اور مشہور قرأت یوں ہے۔ وما خلق الذکر والانثی
ف۲ کہتے ہیں۔ یوں پڑھنا چاہیئے۔ وما خلق الذکر والانثی

بَابٌ۔ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالأُنْثَى۔

باب وما خلق الذکر والانثی کی تفسیر

۴۶۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ: كُلُّنَا، قَالَ: فَأَيُّكُمْ يَحْفَظُ؟ وَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ، قَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى۔؟ قَالَ عَلْقَمَةُ۔ وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى۔ قَالَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هٰكَذَا وَهٰؤُلَاءِ يُرِيدُونَنِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ۔ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالأُنْثَى۔ وَاللهِ لَا أُتَابِعُهُمْ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے کہا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد (ملک شام میں) ابوالدرداءؓ (صحابی) کے پاس گئے۔ ابوالدرداءؓ ڈھونڈ کر اُن سے ملے۔ اور اُن سے پوچھا عبداللہ بن مسعودؓ کی طرح تم میں کونسا شخص قران پڑھتا ہے۔ انہوں نے کہا ہم سب اسی طرح پڑھتے ہیں۔ ابوالدرداءؓ نے کہا کس کو زیادہ یاد ہے انہوں نے علقمہؓ کیطرف اشارہ کیا۔ ابوالدرداءؓ نے علقمہ سے پوچھا۔ اچھا عبداللہ بن مسعودؓ سورہ واللیل کو کس طرح پڑھتے تھے علقمہ نے کہا۔ یوں پڑھتے تھے۔ والذکر والانثی۔ ابوالدرداءؓ کہنے لگے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرتؐ کو اسی طرح پڑھتے سُنا ہے۔ مگر یہ شام کے ملک والے چاہتے ہیں۔ میں یوں پڑھوں۔ وما خلق الذکر والانثی۔ میں تو خدا کی قسم کبھی اسطرح نہیں پڑھنے کا ف

ف کیونکہ ابوالدرداءؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ سے یوں سُن چکے تھے۔ والذکر والانثی وہ اس کا خلاف کیونکر کرسکتے تھے۔ علماء نے کہا۔ کہ عبداللہ بن مسعودؓ پر جہاں اور کئی باتیں مخفی رہیں ان میں سے یہ قرأت بھی تھی ان کو دوسری قرأت کی خبر نہیں ہوئی۔ یعنی وما خلق الذکر والانثی کی۔ جو اخیر قرأت اور متواتر تھی۔ اور اسی لئے مصحف عثمانی میں قائم کی گئی۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فاما من اعطی واتقی۔ کی تفسیر

۴۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہؒ نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے سعد بن عبیدہ سے

عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ، فَقَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ فَقَالَ: اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، ثُمَّ قَرَأَ: فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى - إِلَى قَوْلِهِ - لِلْعُسْرَى۔

انہوں نے ابوعبدالرحمن سلمی سے۔ انہوں نے حضرت علیؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ ہم ایک جنازے ف۱ پر بقیع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ آپ نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک شخص کا ٹھکانا لکھ لیا گیا ہے کسی کا بہشت میں کسی کا دوزخ میں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! جب لکھا ہوا ہے۔ تو پھر اسی پر اعتماد کرلیں۔ (عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے) آپ نے فرمایا۔ (نہیں) عمل کرو۔ جو آدمی جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کو ویسے ہی عمل کرنے کی توفیق ہوگی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فاما من اعطی۔ الی قولہ للعسری ف۲

ف۱ اس میت کا نام معلوم نہیں ف۲ اس حدیث کی بحث انشاء اللہ آگے کتاب القدر میں آئے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے۔ کہ تقدیر الٰہی کا حال تو کسی کو معلوم نہیں۔ مگر نیک اعمال اگر بندہ کر رہا ہو۔ تو اس کو اس امر کا قرینہ سمجھنا چاہئیے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا بہشت میں رکھا ہے۔ اور اگر برے کاموں میں مصروف ہے۔ تو یہ گمان ہوسکتا ہے کہ اس کا ٹھکانا دوزخ بنایا گیا ہے۔ باقی ہوگا۔ تو وہی جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ اور چونکہ تقدیر کا علم بندے کو نہیں دیا گیا۔ اور اس کو اچھی اور بری راہیں بتلا دی گئی ہیں۔ اس لئے بندے کا فرض منصبی بھی ہے کہ اچھی راہ کو اختیار کرے۔ نیک اعمال میں کوشش کرے۔ واللہ یفعل مایشاء بیدہ الامر۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى

۴۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

باب قولہ۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى کی تفسیر

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے سعد بن عبیدہ سے۔ انہوں نے ابوعبدالرحمن سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے پھر یہی حدیث بیان کیا۔ (جو اوپر گزری)

بَابٌ۔ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى۔

۴۷۱۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ:

باب قولہ۔ فسنیسرہ للیسری کی تفسیر

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُودًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ، فَقَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ قَالَ: اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ. فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى. الْآيَةَ. قَالَ شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي بِهِ مَنْصُورٌ فَلَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ.

خبر دی۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے سلیمان اعمش سے۔ انہوں نے سعد بن عبیدہ سے۔ انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے۔ انہوں نے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کہ آپ ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے آپ نے ایک چھڑی لی۔ اور زمین کھودنے لگے۔ (جیسے کوئی شخص فکر میں ڈوبا ہوا ہو) پھر فرمایا۔ تم میں ہر شخص کا ٹھکانا لکھا ہوا ہے۔ کسی کا دوزخ کسی کا بہشت، لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! پھر قسمت کے لکھے پر بھروسا کر کے بیٹھ رہیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں عمل کئے جاؤ۔ ہر ایک کو وہی توفیق ملے گی۔ جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ فاما من اعطی الخ شعبہ نے کہا۔ مجھ سے یہ حدیث منصور بن معتمر نے بھی بیان کی۔ اور اعمش نے اسی کے موافق بیان کی۔ اس میں کوئی خلاف نہیں کیا۔

بَابُ قَوْلِهِ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى.

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول و اما من بخل واستغنی۔ الایہ کی تفسیر

۴۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ قَالَ: لَا، اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، ثُمَّ قَرَأَ. فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے وکیع نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے سعد بن عبیدہ سے۔ انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ ہم جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک شخص کا ٹھکانا لکھ لیا گیا ہے۔ کسی کا بہشت میں۔ کسی کا دوزخ میں۔ ہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! پھر خط تقدیر پر بھروسا کیوں نہ کرلیں۔ (عمل کی کیا ضرورت ہے) آپ نے فرمایا۔ نہیں عمل کئے جاؤ۔ ہر شخص کو وہی توفیق ہوگی (جس کیلئے

فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى - إِلَى قَوْلِهِ - فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى -

پیدا کیا گیا ہے) اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔ فاما من اعطی واتقی۔ الی قولہ۔ للعسری

بَابُ قَوْلِهِ - وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وکذب بالحسنیٰ کی تفسیر

۴۷۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، وَمَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً، قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، قَالَ: أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ - فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى - الْآيَةَ -

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے۔ انہوں نے منصور سے۔ انہوں نے سعد بن عبیدہ سے۔ انہوں نے ابو عبدالرحمن سلمی سے۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رض سے۔ انہوں نے کہا ہم بقیع میں ایک جنازے میں شریک تھے۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے ہم سب آپ کے گرد بیٹھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ سر جھکا کر چھڑی سے زمین کریدنے لگے پھر فرمایا تم میں سے ہر شخص کا ہر جان کا جو دنیا میں پیدا ہو۔ ایک ٹھکانا لکھ لیا گیا ہے۔ بہشت میں یا دوزخ میں۔ اور یہ بھی لکھ لیا گیا ہے۔ کہ وہ نیک بخت ہے۔ یا بدبخت۔ اس پر ایک شخص بولا۔ یارسول اللہ! پھر ہم اپنی قسمت کے لکھے پر بھروسا کیوں نہ کرلیں۔ اور نیک اعمال چھوڑ کیوں نہ دیں۔ آخر جو نیک بخت لکھا گیا ہے وہ ضرور نیک بختوں میں شریک ہوگا۔ اور جو بدبخت لکھا گیا ہے۔ وہ بدبختوں میں رہے گا۔ (محنت اُٹھانے سے کیا فائدہ) آپ نے فرمایا۔ (نہیں عمل کئے جاؤ) جو لوگ نیک بخت لکھے گئے ہیں۔ اُن کو نیک اعمال کرنے کی توفیق ملے گی۔ اور جو لوگ بدبخت لکھے گئے ہیں۔ وہ بدبختوں کے سے (بُرے) اعمال کریں گے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔ فاما من اعطی اخیر تک

بَابٌ - فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فسنیسرہ للعسریٰ کی تفسیر

٤٧٤ - حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الأَرْضَ فَقَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ: اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ - فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى - الآيَةَ -

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اعمش سے۔ کہا۔ میں نے سعد بن عبیدہ سے سُنا۔ وہ ابوعبدالرحمن سلمی سے نقل کرتے تھے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے۔ تو آپ نے ایک چیز لے کر اس سے زمین کو کریدنا شروع کیا۔ پھر فرمایا۔ دیکھو۔ تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا لکھ لیا گیا ہے۔ خواہ بہشت میں۔ خواہ دوزخ میں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! پھر اپنے (قسمت کے) لکھے پر ہم صبر کرکے بیٹھ کیوں نہ رہیں۔ نیک عمل کرنا چھوڑ کیوں نہ دیں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ نیک اعمال کئے جاؤ۔ جو لوگ نیک بخت لکھے گئے ہیں۔ ان کو نیکوں کے سے اعمال کرنے کی توفیق ملے گی۔ اور جو لوگ بدبخت لکھے گئے ہیں۔ ان کو بدکاروں کے سے اعمال کرنے کی توفیق ہوگی۔ آپ نے اس کے بعد یہ آیت پڑھی فاما من اعطی واتقی ۔ وصدق بالحسنی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة والضحى

سورۂ والضحیٰ کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ - إِذَا سَجَى - اسْتَوَى - وَقَالَ غَيْرُهُ: سَجَى: أَظْلَمَ وَسَكَنَ، عَائِلًا: ذُو عِيَالٍ -

مجاہد نے کہا۔ اذا سجی جب برابر ہو جائے اور وں نے کہا۔ جب اندھیری ہو جائے۔ یا تھم جائے عائلا بچے والا۔ محتاج

بَابُ قَوْلِهِ - مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ما ودعک ربک وما قلی ۔ کی تفسیر

٤٧٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زہیر نے

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبَ بْنَ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔

کہا ہم سے اسود بن قیس نے. کہا. میں نے جندب بن سفیان سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج گرامی ناساز ہوا۔ آپؐ دو تین راتوں تک (تہجد کے لئے) نہیں اٹھے۔ ایک عورت آئی۔ (عورا بنت حرب ابوسفیان کی بہن حمالۃ الحطب ابولہب کی جورو) کہنے لگی۔ اے محمدؐ! میں سمجھتی ہوں تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ دو تین راتوں سے تیرے پاس نہیں آیا۔ اسوقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت اتاری والضحیٰ واللیل اذا سجی۔ ف

ف اس شیطانی نے شیطان سے وہ فرشتہ مُراد رکھا جو آنحضرتؐ کے پاس وحی لایا کرتے تھے یعنی جبرائیلؑ کو۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔ تُقْرَأُ بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ بِمَعْنًى وَاحِدٍ: مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ماودّعک ربّک وما قلی کی تفسیر۔ تشدید دال سے پڑھا ہے۔ (مشہور قرأت یہی ہے) بعضوں نے تخفیف دال سے بھی پڑھا ہے یعنی ودعک دونوں کا معنی ایک ہے یعنی اللہ نے تجھ کو چھوڑ نہیں دیا۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ اللہ نے تجھ کو چھوڑ نہیں دیا یا تیرا دشمن نہیں بنا۔ ف

ف اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ، قَالَتِ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أُرَى صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَأَكَ، فَنَزَلَتْ۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن جعفرؒ غندر نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے اسود بن قیس سے۔ کہا۔ میں نے جندب بجلی سے سُنا۔ وہ کہتے تھے۔ ایک عورت (حضرت ام المؤمنین خدیجہؓ) کہنے لگیں۔ یارسول اللہؐ! میں سمجھتی ہوں۔ آپؐ کے دوست جبریلؑ نے آپ کے پاس آنے میں دیر لگائی۔ (یا آپؐ کو قرآن یاد کرنے میں سُست سمجھا جب تو جلدی جلدی قرآن نہیں لاتے) اسوقت یہ آیت اُتری ماودعک ربک الخ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة الم نشرح

سورہ الم نشرح کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وِزْرَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، أَنْقَضَ أَثْقَلَ، مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا، قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: أَيْ إِنَّ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا آخَرَ كَقَوْلِهِ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فَانْصَبْ فِي حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ۔ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ: شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ۔

اور مجاہدؒ نے کہا۔ وِزْرَكَ سے وہ باتیں مراد ہیں جو آنحضرتؐ سے جاہلیت کے زمانہ میں صادر ہوئیں۔ (ترک اولیٰ وغیرہ) ف۱ اَنْقَضَ بھاری کیا۔ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا سفیان بن عیینہؒ نے کہا۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک مصیبت کے ساتھ دو نعمتیں ملتی ہیں۔ جیسے اس آیت میں ہے۔ هل تربصون بنا الا احدى الحسنيين میں مسلمانوں کے لئے دو نیکیاں مراد ہیں اور حدیث میں ہے) ایک مصیبت دو نعمتوں پر غالب نہیں آسکتی ف۲ اور مجاہدؒ نے کہا۔ فَانْصَبْ یعنی اپنے پروردگار سے مراد مانگنے میں محنت اٹھا ف۳ ابن عباسؓ سے منقول ہے انہوں نے کہا۔ الم نشرح لك صدرك سے یہ مراد ہے کہ ہم نے تیرا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا۔ ف۴

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ اس کو سعید بن منصور اور عبدالرزاق نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا۔ اور ابن مردویہ نے جابرؓ سے روایت کیا۔ ف۳ اس کو ابن مبارک نے زہد میں روایت کیا۔ ابن عباسؓ نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب تو فرض نماز پڑھ چکے تو اپنے مالک سے دعا کر۔ ف۴ اس کو ابن مردویہ نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة والتين

سورۂ والتین کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هُوَ التِّينُ وَالزَّيْتُونُ الَّذِي يَأْكُلُ النَّاسُ، يُقَالُ: فَمَا يُكَذِّبُكَ فَمَا الَّذِي يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُدَانُونَ بِأَعْمَالِهِمْ، كَأَنَّهُ قَالَ: وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَى تَكْذِيبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ؟

مجاہدؒ نے کہا۔ والتين سے انجیر اور زیتون سے مشہور میوہ جو لوگ کھاتے ہیں۔ مراد ہے ف۱ فما يكذبك بعد بالدين یعنی کیا وجہ ہے۔ جو تو اس بات کو جھٹلائے کہ قیامت کے دن لوگوں کو اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ گویا یوں کہا۔ کون یہ کرسکتا ہے۔ کہ تو عذاب اور ثواب کو جھٹلانے لگے۔ ف۲

ف۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ یہ خطاب پیغمبر کی طرف ہے یا ہر آدمی کی طرف۔

۴۷۷۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ تَقْوِيمُ الْخَلْقِ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں عشاء کی نماز میں ایک رکعت میں سورت والتین پڑھی۔ تقویم کا معنی پیدائش بناوٹ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة اقرأ باسم ربك الذي خلق

سورہ اقرأ کی تفسیر

وَقَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: اكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ خَطًّا، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَادِيَهُ: عَشِيرَتَهُ، الزَّبَانِيَةَ: الْمَلَائِكَةَ، وَقَالَ مَعْمَرٌ: الرُّجْعَى: الْمَرْجِعُ، لَنَسْفَعَنْ: قَالَ لَنَأْخُذَنْ، وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّونِ وَهِيَ الْخَفِيفَةُ، سَفَعْتُ بِيَدِهِ: أَخَذْتُ۔

اور قتیبہ نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن عتیق سے روایت کی۔ انہوں نے امام حسن بصری سے۔ انہوں نے کہا مصحف میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ۔ پھر ہر دو سورتوں کے بیچ میں ایک لکیر کردے۔ جس سے معلوم ہو کہ نئی سورۃ شروع ہوئی) ف مجاہد نے کہا۔ نَادِیَہ یعنی اپنے کنبے والوں کو ف الزبانیہ دوزخ کے فرشتے۔ اور معمر نے کہا۔ رُجعیٰ لوٹ جانے کا مقام لَنَسْفَعَنْ الْبَتّہ ہم پکڑیں گے اسمیں نون خفیفہ ہے۔ (گو رسم خط میں الف سے لکھا جاتا ہے) یہ سفعت بیدہ سے نکلا ہے یعنی میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا۔

ف یعنی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کا لکھنا ضروری نہیں ہے۔ یہ قول حمزہ رہ (قاری) کا ہے۔ لیکن دوسرے سب لوگوں نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ کہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے۔ اور حضرت عثمان رضہ نے بھی مصحف میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھوائی۔ سوا سورہ براۃ کے۔ بعضوں نے کہا حسن بصری کا مطلب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ سے پہلے تو صرف بسم اللہ لکھیں پھر دوسری سورتوں کے شروع میں بسم اللہ بھی لکھیں۔ اور ایک لکیر بھی کھینچیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب سورہ اقرأ میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اپنے رب کے نام سے پڑھ۔ تو ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ شروع میں ایک بار پڑھ لینا کافی ہے ف اسکو فریابی نے وصل کیا۔

باب:-

٤٧٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ سَلْمُوَيْهِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ: أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى الرُّؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ، قَالَ: وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، قَالَ: فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ

باب

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ دوسری سند۔ مجھ سے سعید بن مروان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے۔ کہا ہم کو ابو صالح سلمویہ نے خبر دی۔ کہا مجھ کو عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا۔ انہوں نے یونس بن یزید سے۔ کہا مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی۔ ان کو عروہ بن زُبیر نے خبر دی۔ اُن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت یوں شروع ہوئی پہلے آپ کے خواب سچے ہونے لگے۔ آپ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کیطرح بیداری میں نمودار ہوتا۔ پھر آپ کو تنہائی بھلی لگنے لگی۔ آپ حرا کی غار میں تن تنہا جاکر تحنث کیا کرتے۔ عروہ نے کہا تحنث سے عبادت مراد ہے۔ وہاں کئی کئی راتیں آپ رہ جاتے۔ گھر میں نہ آتے توشہ اپنے ساتھ لے جاتے۔ پھر لوٹ کر حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے۔ اتنا ہی توشہ اور لے جاتے اور آپ اسی حال میں تھے۔ کہ دفعۃً غار حرا میں آپ پر وحی اتری حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ اور کہنے لگے پڑھو۔ آپ نے فرمایا۔ میں ان پڑھ ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جبریلؑ نے یہ سن کر مجھ کو خوب زور سے دبایا۔ (یا اتنا دبایا۔ کہ میں بے طاقت ہو گیا) پھر مجھ کو چھوڑ دیا۔ کہنے لگے۔ پڑھو۔ میں نے کہا۔ میں ان پڑھ ہوں۔ (کیوں کر پڑھوں) انہوں نے پھر مجھ کو دوسری بار زور سے دبوچا پھر چھوڑ دیا۔ اور کہنے لگے پڑھو۔ میں نے کہا۔ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ انہوں نے تیسری بار خوب بھینچا۔ پھر چھوڑ دیا۔ اور کہنے لگے اقرأ باسم ربك الذی

ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ - اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ
الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ
اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ
الْآيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ - عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمْ - فَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ - تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ
عَلَى خَدِيجَةَ، فَقَالَ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ
حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، قَالَ لِخَدِيجَةَ:
أَيْ خَدِيجَةُ، مَا لِي لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى
نَفْسِي فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ، قَالَتْ خَدِيجَةُ:
كَلَّا أَبْشِرْ، فَوَاللهِ لَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا،
فَوَاللهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ
الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ
الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ
عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ
خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ
وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا، وَكَانَ
امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ
الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ
بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ
شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ خَدِيجَةُ:
يَا عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، قَالَ وَرَقَةُ:
يَا ابْنَ أَخِي، مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى، فَقَالَ
وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى
مُوسَى، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا، ذَكَرَ
حَرْفًا، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ

خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقرأ وربك
الاکرم الذی علم بالقلم الایات الیٰ قولہ۔
علم الانسان ما لم یعلم تک یہ آیتیں سنکر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کو لوٹے۔ آپ کے مونڈھے
اور گردن کے گوشت (مارے ڈر کے) پھڑک رہے تھے
حضرت خدیجہ رضہ کے پاس آئے۔ فرمایا۔ مجھ کو کپڑا اڑھادو۔
کپڑا اڑھادو۔ انہوں نے کپڑا اڑھادیا جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو آپ حضرت
خدیجہ رضہ سے کہنے لگے۔ خدیجہ رض (میں نہیں جانتا مجھ کو کیا ہوگیا
ہے) مجھے تو اپنی جان کا ڈر ہے۔ اور آپ نے سارا قصہ
جو گزرا تھا۔ اُن سے بیان کیا۔ بی بی خدیجہ رضہ نے کہا۔ ڈریئے
نہیں۔ ہرگز آپ کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ بلکہ خوش ہو جایئے میں
اللہ کی قسم کھاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی خراب نہیں
کرے گا۔ خدا کی قسم (آپ کیوں کر خراب ہو سکتے ہیں
آپ) تو ناتے والوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں ہمیشہ سچ
بولا کرتے ہیں۔ دوسرے کا بوجھ (قرضہ وغیرہ) اپنے ذمے
کر لیتے ہیں جو چیز کسی کے پاس نہ ہو۔ وہ اُس کو دلوا دیتے
ہیں۔ (بھوکے کو کھانا ننگے کو کپڑا) اور مہمان کی ضیافت کرتے
ہیں۔ مقدمات اور معاملات میں حق کی پاسداری کرتے
ہیں۔ پھر ایسا ہوا۔ کہ خدیجہ رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنے ساتھ لیکر ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں۔ جو حضرت
خدیجہ رضہ کے چچازاد بھائی تھے یعنی اُن کے باپ اور ورقہ کے
باپ بھائی بھائی تھے وہ جاہلیت کے زمانہ میں نصرانی ہو
گئے تھے (اسوقت یہی دین حق تھا) اور عربی لکھنا خوب
جانتے تھے۔ انجیل بھی جتنی اللہ چاہتا۔ وہ عربی زبان میں
لکھا کرتے۔ بوڑھے پھونس ہو کر اندھے ہو گئے تھے۔ خدیجہ رضہ
نے اُن سے کہا چچا یا چچا کے بیٹے ذرا تم اپنے بھتیجے کا
توحال سنو۔ ورقہ نے کہا۔ کیوں بھتیجے! تم کو کیا دکھلائی دیتا

سَلَّمَ: أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟ قَالَ وَرَقَةُ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا أُوذِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ حَيًّا أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ، قَالَ فِي حَدِيثِهِ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَفَرِقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي. فَدَثَّرُوهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى. يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ. قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَهِيَ الْأَوْثَانُ الَّتِي كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُونَ. قَالَ: ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ.

ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حال گزرا تھا۔ وہ اُن سے بیان کیا۔ ورقہ نے سُن کر کہا۔ واہ واہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ پیغمبر پر اُترا تھا۔ کاش میں اسوقت زندہ رہتا۔ اس کے بعد ورقہ نے ایک بات کہی۔ (وہ بات یہ تھی جب تمہاری قوم تم کو مکہ سے نکال دیگی) آنحضرتؐ نے پوچھا۔ کیا مجھ کو میری قوم والے نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا بیشک کسی پیغمبر نے پیغمبری کا دعویٰ نہیں کیا۔ مگر لوگوں نے اس کو ستایا۔ خیر اگر میں اس وقت تک زندہ رہ گیا۔ تو تمہاری اچھی طرح مدد کرونگا۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد ورقہ گزر گئے۔ اور وحی آنا بھی موقوف رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے رنج ہوا (کہ وحی کیوں موقوف ہوگئی) محمد بن شہاب نے کہا۔ مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا۔ جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا۔ آنحضرتؐ وحی موقوف رہنے کا واقعہ بیان فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ایسا ہوا کہ ایک بار میں رستے میں جا رہا تھا۔ مَیں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ نظر اٹھائی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر معلق بیٹھا ہے۔ مَیں یہ حال دیکھ کر ڈر گیا۔ اور لوٹ کر خدیجہ کے پاس آیا۔ مَیں نے کہا مجھ کو کپڑا اُڑھا دو۔ کپڑا اُڑھا دو۔ انہوں نے کپڑا اُڑھا دیا۔ پھر یہ آیت اُتری یاایہا المدثر قم فانذر الخ ابوسلمہ نے کہا رجز سے بُت مراد ہیں جنکو جاہلیت والے پوجا کرتے۔ اس کے بعد برابر وحی آنے لگی۔

ف۱ حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد اور ورقہ کے باپ نوفل دونوں اسد کے بیٹے تھے۔

بَابٌ۔ قَوْلُهُ۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول خلق الانسان من علق۔ الآیہ کی تفسیر

۴۷۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد

اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ، فَقَالَ: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔

نے۔ انہوں نے عقیل سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے عروہ سے کہ حضرت عائشہ رض نے کہا۔ پہلے جو پیغمبری کی نشانی آنحضرت ؐ کو شروع ہوئی۔ وہ یہ تھی۔ کہ آپ اچھے اچھے یا سچے سچے خواب دیکھنے لگے اس کے بعد حضرت جبرئیل ؑ آپ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق

بَابٌ۔ قَوْلُهُ۔ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اقرأ وربك الاكرم۔ کی تفسیر

۴۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ، جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ۔ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے۔ دوسری سند اور لیث بن سعد نے کہا ف مجھ سے عقیل نے بیان کیا۔ ابن شہاب نے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی۔ انہوں نے حضرت عائشہ رض سے۔ انہوں نے کہا۔ پہلے جو پیغمبری کی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع ہوئی۔ وہ سچے سچے خواب تھے۔ (بعد ازاں) فرشتہ جبرائیل آپ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگے۔ اقرأ باسم ربك الذي خلق۔ خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم الخ

ف۔ اس کو خود امام بخاری رح نے بدأ الوحی میں وصل کیا۔

بَابٌ۔ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔

باب: قولہ علم بالقلم کی تفسیر

۴۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَرَجَعَ النَّبِيُّ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے عقیل سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے عروہ سے سنا۔ انہوں نے کہا حضرت عائشہ رض نے کہا۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَذَكَرَ الحَدِيثَ۔

پھر آنحضرتؐ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس لوٹ آئے اور کہنے لگے۔ مجھ کو کپڑا اڑھادو۔ مجھ کو کپڑا اڑھادو۔ اور یہی حدیث بیان کی جو اوپر گزری

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ـ كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ کی تفسیر

٤٧٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ الكَرِيمِ الجَزَرِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ المَلَائِكَةُ، تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ الكَرِيمِ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ (یا ابن جعفر) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق نے۔ انہوں نے معمر سے۔ انہوں نے عبدالکریم جزری سے۔ انہوں نے عکرمہ سے۔ ابن عباسؓ کہتے تھے۔ ابوجہل لعین مردود کہنے لگا۔ اگر میں کعبہ کے پاس محمدؐ کو نماز پڑھتے دیکھوں۔ تو انکی گردن ہی کچل ڈالوں۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اگر وہ ایسا کرتا تو اسکو فرشتے پکڑ لیتے۔ اسکی بوٹی بوٹی جدا کر دیتے ف۱ عبدالرزاق کے ساتھ اس حدیث کو عمرو بن خالد نے بھی عبیداللہ بن عمرو رقی سے انہوں نے عبدالکریم سے روایت کیا ف۲

ف۱ دوسری روایت میں یوں ہے۔ کہ ابوجہل نے اپنے کہنے کے موافق ایک بار کعبہ کے پاس آنحضرتؐ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اور آپ کو ایذاء دینے کیلئے چلا جب آپ کے قریب پہنچا۔ تو یکایک ایڑیوں کے بل جھجک کر پیچھے ہٹا۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ تُو تو کہتا تھا میں محمدؐ کی گردن کچل ڈالوں گا۔ اب بھاگتا کیوں ہے۔ وہ کہنے لگا جب میں اُن کے پاس پہنچا۔ تو مجھ کو آگ کی خندق اور ہولناک چیزوں کے پنکھ نظر آئے۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر فرمایا۔ اگر وہ اور نزدیک آتا۔ تو فرشتے اسکو اُچک لیتے اسکا ایک ایک عضو جدا کر دیتے۔ ف۲ عمرو بن خالد امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں۔ اس متابعت کو عبدالعزیز بغوی نے منتخب مسند میں وصل کیا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة إنا أنزلناه

سورہ انا انزلنٰہ کی تفسیر

يُقَالُ: المَطْلَعُ، هُوَ الطُّلُوعُ،

مَطلَع بہ فتحہ لام مصدر ہے طلوع کے معنوں میں اور مطلع

وَالْمَطْلِعُ: الْمَوْضِعُ الَّذِي يَطْلُعُ مِنْهُ، أَنْزَلْنَاهُ الْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْآنِ، إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ خَرَجَ مَخْرَجَ الْجَمِيعِ، وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ، وَالْعَرَبُ تُوَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمِيعِ لِيَكُونَ أَثْبَتَ وَأَوْكَدَ۔

بکسرۂ لام (جیسے کسائی نے پڑھا ہے) وہ مقام جہاں سے سورج نکلے۔ انا انزلنٰہ میں "ہا" یعنی ضمیر قرآن کیطرف پھرتی ہے۔ (گو قرآن کو اوپر ذکر نہیں کیا۔ مگر اس کی شان بڑھانے کے لئے اضمار قبل الذکر کیا) انزلنٰہ صیغہ جمع متکلم کا ہے حالانکہ اُتارنیوالا ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ مگر عربی زبان میں واحد کو تاکید اور اثبات کے لئے بہ صیغہ جمع لاتے ہیں۔ دوسرے تعظیماً جمع کا صیغہ فرمایا۔ جیسے بادشاہ لوگ اپنے فرمانوں میں ما بدولت واقبال لکھا کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة لم يكن

سورہ لم یکن کی تفسیر

مُنْفَكِّيْنَ: زَائِلِيْنَ، قَيِّمَةٌ: الْقَائِمَةُ، دِيْنُ الْقَيِّمَةِ، أَضَافَ الدِّيْنَ إِلَى الْمُؤَنَّثِ۔

منفکین چھوڑنے والے۔ قیمہ قائم اور مضبوط حالانکہ دین مذکر ہے۔ مگر اس کو مؤنث یعنی قیمہ کیطرف مضاف کیا۔ (دین کو ملت کے معنی میں لیا۔ جو مؤنث ہے

٤٨٣ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ۔ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا۔ قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَبَكَى۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سُنا۔ انہوں نے انس بن مالکؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ میں تجھ کو لم یکن الذین والی سورت پڑھ کر سناؤں۔ اُبی بن کعب نے عرض کیا۔ کیا اللہ نے میرا نام لیکر یہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اُبی یہ سُنکر رو دیئے

ف خوشی کے مارے۔ کہاں میں ایک ناچیز بندہ۔ کہاں وہ شہنشاہ مالک ارض وسماء۔ بعضوں نے کہا۔ ڈر سے رو دیئے کہ اس عنایت اور نوازش کا شکریہ مجھ سے کیسے ہو سکے گا۔

---

٤٨٤ ۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ

ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہمام نے۔ انہوں نے قتادہؒ سے۔ انہوں نے انس سے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ، قَالَ أُبَيٌّ: آللَّهُ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: اللَّهُ سَمَّاكَ لِي، فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي، قَالَ قَتَادَةُ: فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ ـ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ـ

انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب رضؓ سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے میں تجھ کو قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اُبی رضؓ نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ ناچیز کا نام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا نام لیا۔ اس وقت اُبی رضؓ رونے لگے۔ قتادہؓ نے کہا۔ مجھ کو یہ معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سورہ لم یکن الذین کفروا سنائی۔

۴۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، أَبُو جَعْفَرٍ الْمُنَادِي: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُقْرِئَكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: آللَّهُ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ ـ

ہم سے ابوجعفر احمد بن ابی داؤد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے روح بن عبادہ رضؓ نے۔ کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ رحؒ نے۔ انہوں نے قتادہ سے۔ انہوں نے انس بن مالکؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کعبؓ سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے۔ میں تجھ کو قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اُبی رضؓ نے کہا۔ کیا اللہ نے میرا نام آپ سے لیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اُبی رضؓ نے کہا کیا اللہ کے سامنے جو سارے جہان کا مالک ہے میرا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ یہ سنکر اُنکی آنکھوں سے آنسو آ گئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة اذا زلزلت

سورۂ زلزال کی تفسیر

بَابٌ ـ قَوْلُهُ ـ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ. يُقَالُ أَوْحَى لَهَا: أَوْحَى إِلَيْهَا وَوَحَى لَهَا، وَوَحَى إِلَيْهَا وَاحِدٌ.

باب قولہ۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کی تفسیر۔ اوحیٰ لھا۔ اوحیٰ الیھا۔ وحیٰ لھا۔ وحیٰ الیھا۔ سب کا ایک ہی معنی ہے۔

۴۸۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے زید بن اسلم سے۔ انہوں نے ابوصالح سمان سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے۔ کہ آنحضرت

اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، فَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ. فَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ، قَالَ: مَا أُنْزِلَ اللهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ. فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھوڑوں کا حال تین طرح پر ہے کسی کے لئے گھوڑے تو باعث ثواب ہیں۔ کسی کے لئے معاف۔ کسی کے لئے عذاب۔ ثواب اس کے لئے ہیں۔ جو جہاد کی نیت سے باندھے۔ اُن کی رسّی لمبی کردے۔ وہ رمنے یا باغ میں (خوب) چریں۔ وہ اس رسّی کے لمباؤ میں اس باغ میں یا رمنے میں جہاں تک چریں۔ اس کے لئے نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اگر کہیں انہوں نے رسّی توڑالی۔ اور ایک دو قدم کود گئے۔ تو اُن کے پاؤں کے نشان (جو زمین پر پڑیں) حتیٰ لید وہ کریں۔ سب اس کے لئے نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی۔ اور اگر کہیں وہ ندی پر جاکر پانی پی لیں۔ گو مالک کی نیت پانی پلانے کی نہ ہو جب بھی مالک کو اجر ہی اجر ملے گا۔ غرض ایسے شخص کے لئے گھوڑی باندھنا نرا ثواب ہی ثواب ہے۔ اب جس شخص نے اپنی ضرورت رفع کرنے (یا روپیہ کمانے) اور لوگوں سے سواری مانگنے کی ضرورت نہ پڑنے کیلئے گھوڑی باندھے۔ اور اللہ کا جو حق گھوڑی کی گردن اور پشت میں ہے ادا کیا ف۱ تو ایسے شخص کو گھوڑی باندھنا معاف ہے۔ (نہ ثواب نہ عذاب) اب رہا وہ شخص جو گھوڑی فخر اور بڑائی جتانے لوگوں کو دکھانے مسلمانوں کو ستانے کیلئے باندھے۔ ایسے شخص کیلئے گھوڑے عذاب ہیں۔ پھر کسی نے آنحضرتؐ سے پوچھا۔ گدھوں کا کیا حکم ہے۔ (کیا وہ بھی گھوڑوں کیطرح ہیں) آپنے فرمایا۔ گدھوں کے باب میں کوئی خاص حکم مجھ پر نہیں اُترا۔ مگر یہ اکیلی عام آیت گدھوں کو بھی شامل ہے۔ فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره ف۲

ف۱ گردن کا حق یہ ہے۔ کہ اگر وہ تجارتی ہوں۔ تو ان کی زکوٰۃ دے۔ پشت کا حق یہ ہے۔ کہ تھکے ماندے مسافر مانگنے والے کو سواری کے لئے دے۔ ف۲ تو گدھے بھی اگر کوئی نیک کام کے لئے پالے گا۔ اس کا ثواب ملے گا۔ اور اگر بدنیتی یا فخر یا تکبر کے لئے گدھے رکھے گا۔ تو عذاب ہوگا۔ یہ حدیث شریف کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ ـ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ـ

باب اللہ تعالےٰ کے اس قول ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ـ کی تفسیر

۴۸۷ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ: لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ـ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ـ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا ـ کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے ـ کہا ـ مجھ کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے زید بن اسلم سے ـ انہوں نے ابوصالح سمان سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے گدھوں کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا ـ گدھوں کے باب میں کوئی خاص حکم مجھ پر نہیں اترا ـ مگر یہ اکیلی عام آیت اُن کو بھی شامل ہے ـ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ـ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة والعاديات

سورۂ والعادیات کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَنُودُ: الْكَفُورُ، يُقَالُ ـ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ـ رَفَعْنَا بِهِ غُبَارًا، لِحُبِّ الْخَيْرِ ـ مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ: لَبَخِيلٌ، وَيُقَالُ لِلْبَخِيلِ: شَدِيدٌ، حُصِّلَ: مُيِّزَ ـ

مجاہد نے کہا ـ کَنُوْدٌ ـ کا معنی ناشکرا ف فاثرن بہ نقعا یعنی صبح کے وقت دھواں اڑاتے ہیں ـ گرد اٹھاتے ہیں لحب الخیر یعنی مال کی محبت کی وجہ سے لشدید بخیل ہے ـ بخیل کو شَدِیْد کہتے ہیں حُصِّلَ جدا کیا جائے یا جمع کیا جائے)

ف اس کو فریابی نے وصل کیا ـ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة القارعة

سورۃ القارعہ کی تفسیر

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ: كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ

کالفراش المبثوث یعنی جیسے ٹڈیاں ایک پر ایک

يَرْكَبُ بَعْضُهُ بَعْضًا، كَذَلِكَ النَّاسُ يَجُولُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، كَالْعِهْنِ: كَأَلْوَانِ الْعِهْنِ، وَقَرَأَ عَبْدُ اللهِ كَالصُّوفِ

چڑھ کر اُمنڈتی ہیں۔ اس طرح آدمی بھی قیامت کے دن ایک میں ایک گھومیں گے۔ (کوئی ادھر جائے گا۔ کوئی ادھر ایک رُخ نہیں ہوگا) کالعھن اُون کی طرح رنگ برنگ۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے یوں پڑھا ہے کالصوف النفوس یعنی دُھنکی اُن کی طرح اڑتے پھریں گے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة ألهاكم

سورہ التکاثر کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: التَّكَاثُرُ مِنَ الأَمْوَالِ وَالأَوْلَادِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا التکاثر سے مال اور اولاد کا بہت ہونا مراد ہے۔

ف اس کو ابن المنذر نے وصل کیا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة والعصر

سورہ والعصر کی تفسیر

وَقَالَ يَحْيَى: الْعَصْرُ: الدَّهْرُ، أَقْسَمَ بِهِ.

یحییٰ بن زیاد فراء نے کہا۔ والعصر سے زمانہ مُراد ہے۔ اللہ جل جلالہ نے اس کی قسم کھائی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة ويل لكل همزة

سورت ہُمزہ کی تفسیر۔

الْحُطَمَةُ: اسْمُ النَّارِ، مِثْلُ سَقَرَ وَلَظَى.

حطمة دوزخ کا نام ہے۔ جیسے سقر اور لظی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة ألم تر

سورۃ الفیل کی تفسیر

قَالَ مُجَاهِدٌ: أَلَمْ تَرَ: أَلَمْ تَعْلَمْ، قَالَ مُجَاهِدٌ: أَبَابِيلَ: مُتَتَابِعَةً، مُجْتَمِعَةً، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مِنْ سِجِّيلٍ: هِيَ سَنْكِ وَكِلْ۔

اور مجاہد نے کہا الم ترکیا تجھ کو معلوم نہیں ف۱ ابابیل یعنی پے درپے آنے والے۔ اکٹھا ہونے والے۔ ابن عباس رضی نے کہا ف۲ مِن سجیل (یہ فارسی معرب ہے) یعنی سنگ (پتھر) اور اور گل (مٹی) سے (کھنگر)

ف۱ کیونکہ اصحاب الفیل کے واقعہ کے سال میں آپ کی ولادت ہوئی تھی ف۲ اس کو فریابی نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة لإيلاف

سورت لایلف کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لِإِيلَافِ: أَلِفُوا ذَلِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ وَآمَنَهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِي حَرَمِهِمْ

مجاہد نے کہا۔ لایلف کا مطلب یہ ہے۔ کہ قریش کے لوگوں کا دل سفر میں لگا دیا تھا۔ گرمی اور جاڑے کسی میں اُن پر سفر کرنا بار نہیں ہوتا تھا۔ اور انکو حرم کی جگہ دے کر دشمنوں سے بے ڈر کر دیا تھا۔ ف

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة أرأيت

سورۃ الماعون کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - لِإِيلَافِ - لِنِعْمَتِي عَلَى قُرَيْشٍ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: يَدُعُّ: يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ، يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ، يُدَعُّونَ: يُدْفَعُونَ، سَاهُونَ لَاهُونَ، وَالْمَاعُونَ: الْمَعْرُوفُ كُلُّهُ، وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ: الْمَاعُونُ: الْمَاءُ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: أَعْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوضَةُ

سفیان بن عیینہ نے کہا۔ لایلاف قریش کا معنی یہ ہے قریش پر میرے احسان کیوجہ سے ف مجاہدؒ نے کہا۔ یَدُعُّ کا معنی دفع کرتا ہے۔ یعنی یتیم کو اس کا حق لینے نہیں دیتا کہتے ہیں یہ دَعَعْتُ سے نکلا ہے۔ اسی سے ہے (سورۂ طور میں) یوم یُدعُّون یعنی جس دن دوزخ کی طرف ہٹائے جائیں گے۔ (دھکیلے جائیں گے) ساھون بھولنے والے غافل۔ مَاعُون کہتے ہیں ہر مروت کے

وَأَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ.

اچھے کام کو بعضے عرب کہتے ہیں۔ ماعون پانی۔ اور عکرمہ نے کہا۔ ماعون کا اعلیٰ درجہ زکوٰۃ دینا ہے۔ اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص کچھ سامان مانگے تو دے۔ انکار نہ کرے

ف بعضے نسخوں میں یہ قول اگلی سورت کی تفسیر میں مذکور ہے۔ اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ نسخہ شاید سہو کاتب ہے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَر

سورۃ الکوثر کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: شَانِئَكَ: عَدُوَّكَ.

اور ابن عباس رضی نے کہا شَانِئَكَ تیرا دشمن (عاص بن وائل، عقبہ یا ابوجہل)

۴۸۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ: أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٌ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمن نے۔ کہا ہم سے قتادہ نے۔ انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے قصے میں فرمایا۔ میں ایک نہر پر پہنچا۔ اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے ڈیرے لگے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا۔ یہ نہر کیسی ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ کوثر ہے (جو اللہ نے آپ کو دی ہے۔

ف اس کو ابن مردویہ نے وصل کیا

۴۸۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ: سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى - إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ - قَالَتْ: هُوَ نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ،

ہم سے خالد بن یزید کاہلی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اسرائیل نے۔ انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے ابو عبیدہ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے انا اعطیناک الکوثر۔ تو کوثر سے کیا مراد ہے۔ انہوں نے کہا۔ کوثر ایک نہر ہے۔ جو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے۔ اس کے دونوں کناروں

آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ، رَوَاهُ زَكَرِيَّا وَأَبُو الأَحْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ۔

پر خولدار موتی (کے ڈیرے) ہیں۔ وہاں تاروں کے شمار میں کوزے (آبخورے) رکھے ہیں۔

٤٩۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ، هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ، قَالَ أَبُو بِشْرٍ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ، فَقَالَ سَعِيدٌ: النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشیم نے۔ کہا ہم سے ابو بشر نے۔ انہوں نے سعید بن جُبیر رح سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ کوثر سے وہ بھلائی مُراد ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ ابو بشر کہتے ہیں۔ مَیں نے سعید بن جبیرؒ سے پوچھا لوگ تو یہ کہتے ہیں۔ کوثر ایک نہر کا نام ہے بہشت میں سعیدؒ نے کہا۔ نہر بھی جو بہشت میں ہے اس بھلائی میں داخل ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو عنایت کی ف

ف صحیح مسلم میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کوثر ایک نہر ہے۔ جس کے دینے کا اللہ تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا۔ اس پر بڑی بھلائی ہے۔ جب صحیح حدیث سے کوثر کی یہ تفسیر ثابت ہو۔ تو اسی کو لینا چاہیے اور دوسری تفسیریں جو لوگوں نے محض اپنی رائے اور خیال سے کیں۔ ہیں ان کی طرف التفات نہ کرنا چاہیئے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ قل یاایہا الکفرون

سُورت کافرون کی تفسیر

يُقَالُ۔ لَكُمْ دِينُكُمْ۔ الْكُفْرُ وَلِيَ دِينِ۔ الإِسْلَامُ۔ وَلَمْ يَقُلْ دِينِي لِأَنَّ الآيَاتِ بِالنُّونِ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ كَمَا قَالَ يَهْدِينِ وَيَشْفِينِ، وَقَالَ غَيْرُهُ:۔ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ۔ الآنَ وَلَا أُجِيبُكُمْ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِي۔ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ یعنی تم کو کفر مبارک ہے اور میرے لئے میرا دین اسلام (دینی نہیں کہا کیونکہ اس سورت کی آیتیں نونی ہیں۔ (اخیر میں نون ہے) تو یائے متکلم گرا دی۔ جیسے یَهْدِينِ اور یشفین میں۔ اوروں نے کہا لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ کا معنی یہ ہے۔ کہ مَیں اس وقت بھی جسکو تم پوجتے ہو نہیں پوجتا۔ اور نہ ساری عمر اس کو پوجوں گا

مَا أَعْبُدُ۔ وَهُمُ الَّذِينَ قَالَ: وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا۔

نہ تم اُس خدا کو پوجنے والے ہو۔ جس کو میں پوجتا ہوں۔ یہ خطاب اُن کافروں کے حق میں ہے۔ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا۔ (ایسے لوگ ہدایت پر آنیوالے نہیں)

ف یعنی فراء کے سوا اوروں نے بعضے نسخوں میں یہ لفظ وقال غیرہ نہیں ہے وہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ فراء کا ذکر اُوپر نہیں ہوا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

سورة إذا جاء نصر الله

سورت اذا جاء نصر اللہ کی تفسیر

۴۹۱۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ۔ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ إِلَّا يَقُولُ فِيهَا: سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي۔

ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابوالاحوص نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا۔ جب سے سورت اذا جاء نصر اللہ والفتح اتری۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں یوں کہا کرتے۔ سبحانک ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی ف

ف اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا۔ کہ اللہ کی تسبیح اور استغفار کہہ۔ گویا جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعمیل کی۔ کہ ہر نماز میں تسبیح اور استغفار لازم کیا۔

۴۹۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے۔ انہوں نے منصور بن معتمر سے۔ انہوں نے ابوالضحیٰ سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں بہت کہا کرتے۔ سبحانک اللھم ربنا وبحمدک

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي، يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ۔

اللهم اغفرلی قرآن شریف میں جو حکم دیا گیا تھا فسبح بحمد ربك واستغفره اسکی تعمیل کرتے۔

بَابٌ۔ قَوْلُهُ۔ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ کی تفسیر۔

٤٩٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ۔ قَالُوا: فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُورِ، قَالَ: مَا تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: أَجَلٌ أَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ نُعِيَتْ لَهُ نَفْسُهُ۔

ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبد الرحمٰن بن مھدی نے۔ انہوں نے سُفیان ثوری سے۔ انہوں نے حبیب ابن ابی ثابت سے۔ انہوں نے سعید بن جبیر سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی سے۔ انہوں نے کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح تو فتح سے کیا مُراد ہے۔ انہوں نے کہا شہروں اور مکانوں کا فتح ہونا۔ پھر حضرت عمر رضی نے مجھ سے کہا۔ ابن عباس رضی تو کیا کہتا ہے میں نے کہا۔ اس سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد ہے۔ یا ایک مثال ہے گویا آپؐ کو موت کی خبر دی گئی

بَابٌ قَوْلِهِ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا۔ تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ، وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ: التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا۔ کی تفسیر توّاب کا معنی بندوں کی توبہ قبول کرنے والا۔ آدمیوں میں توّاب اس کو کہیں گے۔ جو گناہ سے توبہ کرے۔

٤٩٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَأَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ: لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ،

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو عوانہ نے۔ انہوں نے ابو بشر سے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضہ سے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ حضرت عمر رضہ مجھ کو بدر میں جو صحابہؓ بوڑھے بوڑھے شریک تھے۔ اُن کے ساتھ بُلا لیتے تھے۔ بعضوں کو یہ ناگوار گزرا۔ کہنے لگے۔ آپ ان کو ہمارے ساتھ کیوں بُلا لیتے ہیں (اللہ رکھے) ہمارے تو بیٹے ان کے برابر موجود ہیں۔ حضرت عمرؓ

فَدَعَا ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا رُؤِيتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ، قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى - إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ - فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُمِرْنَا نَحْمَدُ اللهَ وَنَسْتَغْفِرُهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَقَالَ لِي: أَكَذَاكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ لَهُ، قَالَ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ - وَذَلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ - فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا - فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ۔

نے کہا۔ تم اس کی وجہ جانتے ہو ف۱ ایک روز ایسا ہوا حضرت عمرؓ نے بوڑھے صحابہ کو بلایا۔ مجھ کو بھی اُن کے ساتھ بلالیا میں سمجھتا ہوں۔ اس روز اسی لئے بلایا۔ کہ میرا علم جو حضرت عمرؓ دیکھ چکے ہیں۔ وہ لوگوں کو بھی دکھلائیں خیر جب ہم لوگ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے کہا۔ تم لوگ کیا سمجھتے ہو۔ اللہ کے اس قول سے کیا مراد ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح بعضوں نے کہا۔ اللہ نے ہم کو حکم دیا کہ فتح حاصل ہو تو ہم اسکی تعریف کریں۔ اُس کی بخشش چاہیں۔ اور بعضے خاموش رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اس کے بعد مجھ سے کہا۔ ابن عباسؓ کیا تم بھی یہی کہتے ہو۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ اس میں تو آنحضرتؐ کی وفات کا اشارہ ہے۔ اللہ نے آنحضرتؐ کو آگاہ کر دیا کہ اب تمہاری وفات کا وقت آ پہنچا ہے یعنی اللہ کی مدد آگئی۔ مکہ فتح ہو گیا یہی تمہاری وفات کی نشانی ہے۔ اب تم اللہ کی تعریف کرو۔ اس سے بخشش مانگو۔ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ جو تم سمجھے ہو۔ ف۲

ف۱ اول تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ دوسرے علم و فضل میں ممتاز۔ تیسرے ذہین اور طباع۔

ف۲ دوسری روایت میں ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا۔ اب تم مجھ کو کیا ملامت کرتے ہو۔ اگر میں نے ابن عباسؓ کو تمہارے برابر جگہ دی۔ اور تمہارے ساتھ بلایا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اہل فضل و علم قابل تعظیم ہیں گو انکی عمر کم ہو۔ اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حضرت عمرؓ علم کے بڑے قدر دان تھے۔ اور ہر ایک بادشاہ یا خلیفہ کو علم کی قدر دانی اور عالموں کی تعظیم و تکریم ضرور ہے۔ افسوس! مسلمان جو تباہ ہوئے۔ غیر قوموں کے دست نگر بن گئے وہ جہالت اور کم علمی ہی کی وجہ سے اور اسقدر تباہی پر اب بھی مسلمان بادشاہ علم کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ جاہلوں اور بیوقوفوں کو اپنا مصاحب بناتے ہیں عالم کی صحبت سے گھبراتے ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة تبت يدا أبي لهب

سورہ تبت یدا کی تفسیر

تَبَابٌ: خُسْرَانٌ، تَتْبِيبٌ: تَدْمِيرٌ۔

تباب کا معنے تباہی، ٹوٹا۔ تتبیب کا معنی تباہ کرنا۔

۴۹۵ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ - وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ، وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ، فَقَالُوا: مَنْ هَذَا؟ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟ قَالُوا: مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ: فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ عَظِيمٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ، مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا؟ ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ - تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ - وَ قَدْ تَبَّ هَكَذَا قَرَأَهَا الأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ-

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواُسامہ نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا جب (سورۂ شعراء) کی یہ آیت اتری وانذر عشیرتك الاقربين ورهطك منهم المخلصين ف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ سے) باہر نکلے صفا پہاڑ پر چڑھ گئے۔ وہاں پکارا۔ اے لوگو۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ مکہ والے کہنے لگے۔ یہ کون ہے وہ سب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر) جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ بتاؤ تو سہی اگر میں تم کو یہ خبر دوں۔ کہ دشمن کے سوار اس پہاڑ کے تلے سے نکلنے والے ہیں تو تم میری بات سچ مانو گے۔ انہوں نے کہا۔ (بیشک کیونکہ ہم نے آج تک آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا چنانچہ اسی وجہ سے آپ کو صادق اور امین کا لقب دے رکھا تھا) آپ نے فرمایا۔ پھر تو میری بات سنو میں تم کو آگے آنیوالے قیامت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ یہ سنکر ابولہب مردود کہنے لگا۔ ارے تو تباہ ہو۔ تو نے ہم کو اسی لئے جمع کیا تھا۔ (ناحق پریشان کیا) آخر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری تبت یدا ابی لهب اعمش نے یوں پڑھا ہے وقد تب جس دن یہ حدیث روایت کی ف۲

ف ابن عباسؓ نے یہ آیت ورهطك منهم المخلصين بھی پڑھی ہے۔ لیکن جمہور نے اس آیت کو نہیں پڑھا۔ اسی لئے مصحف عثمانی میں نہیں لکھی ہوئی۔ شاید اسکی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ ف۲ گو قرآن شریف میں قد کا لفظ نہیں ہے اعمش کا مطلب یہ تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو خبر دی تھی۔ وہ پوری ہو گئی

بَابُ قَوْلِهِ - وَتَبَّ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ -

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول وتب ما اغنى عنه ماله وما كسب کی تفسیر

۴۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ:

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ابومعاویہ نے

أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادَى: يَا صَبَاحَاهُ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ، فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيكُمْ، أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ، فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟ تَبًّا لَكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ - إِلَى آخِرِهَا۔

خبر دی۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ انہوں نے عمرو بن مرہ سے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء مکہ کے پتھریلے میدان کیطرف نکلے۔ اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ آپ نے پکارا۔ ارے لوگو! ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ سُن کر قریش کے لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ بتلاؤ تو سہی۔ اگر میں تم سے کہوں۔ کہ دشمن صبح کو یا شام کو تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ تو تم میری بات کو سچ سمجھو گے انہوں نے کہا بیشک۔ آپ نے فرمایا۔ تو میں تم کو آگے ہی سے (دوزخ کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اس پر ابولہب کہنے لگا۔ ارے تیری خرابی۔ کیا تو نے ہم کو اسی کام کے لئے جمع کیا۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل کی تبّت یدا ابی لہب۔ اخیر تک

بَابٌ قَوْلُهُ: سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ۔

باب اللہ تعالٰی کے اس قول سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ کی تفسیر۔

۴۹۷ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ، أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَنَزَلَتْ: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے کہا۔ ابولہب کہنے لگا۔ کہ ارے تیری خرابی۔ تو نے ہم کو اسی بات کے لئے جمع کیا تھا۔ اسوقت یہ سورت اتری۔ تبّت یدا ابی لہب۔

بَابٌ - وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ

باب اللہ تعالٰی کے اس قول وامراته حمّالة الحطب کی تفسیر۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: حَمَّالَةُ الْحَطَبِ - تَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ - فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ - يُقَالُ مِنْ مَسَدٍ: لِيفِ الْمُقْلِ

مجاہد نے کہا۔ حمّالة الحطب کا معنی چغل خور۔ جِيدِهَا حَبْلٌ مِن مسد کہتے ہیں۔ مسد سے مُراد مقل درخت کی چھال کی

وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ۔ رسی ہے۔ بعضوں نے کہا۔ دوزخ کی رسی مراد ہے ؎۲

؎۱ اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ؎۲ جو اس کے منہ میں گھسیٹر کر دُبر کیطرف نکالیں گے۔ کہتے ہیں یہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی دشمن تھی۔ مردود فساد کراتی پھرتی۔ آپؐ کی چغلیاں کھاتی۔ لوگوں میں لڑائی ڈلواتی۔ آخر اس کا انجام یہ ہوا کہ لکڑی کا گٹھا سر پر لادے لا رہی تھی۔ راستے میں تھک کر ایک پتھر پر بیٹھی۔ فرشتے نے آن کر وہ رسی جس سے گٹھا باندھتی تھی۔ اور اس کی گردن میں پڑی تھی۔ پیچھے سے زور سے کھینچی کمبخت دم گھٹ کر مر گئی۔ خسر الدنیا والاخرہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

سورة قل هو الله أحد

يُقَالُ: لَا يُنَوَّنُ أَحَدٌ: أَيْ وَاحِدٌ:

۴۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَٰلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي۔ كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا، وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۂ اخلاص کی تفسیر

احد پر تنوین نہیں پڑھی جاتی (دال کو ساکن پڑھنا چاہیئے) احد کا معنی ایک

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعیب نے کہا ہم سے ابوالزناد نے۔ انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا۔ اس کو یہ زیبا نہ تھا مجھ کو گالی دی۔ اس کو یہ نہیں چاہیئے تھا۔ جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میں اس کو دوبارہ پیدا نہیں کروں گا۔ حالانکہ یہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔ اور گالی دینا یہ ہے کہ (معاذ اللہ) کہتا ہے۔ اللہ کی اولاد ہے) اور میں تو اکیلا ہوں۔ بے نیاز ہوں۔ نہ مجھ کو کسی نے جنا ہے۔ نہ میں نے کسی کو جنا ہے۔ میرے توجوڑ کا کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ۔ اللّٰهُ الصَّمَدُ، وَالْعَرَبُ تُسَمِّي أَشْرَافَهَا الصَّمَدَ، قَالَ أَبُو وَائِلٍ: هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي انْتَهَى سُودَدُهُ۔

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول اللہ الصمد کی تفسیر عرب لوگ سردار اور شریف کو صمد کہتے ہیں۔ ابووائل شقیق بن سلمہ نے کہا صمد درجہ کا سب سے بڑا سردار

۴۹۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ:

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرزاق

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ، أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ إِنِّي لَنْ أُعِيدَهُ كَمَا بَدَأْتُهُ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا، وَأَنَا الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ۔

نے کہا ہم کو معمرؒ نے خبر دی۔ انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا۔ اس کو یہ زیبا نہ تھا۔ اس نے مجھ کو گالی دی۔ اس کو یہ مناسب نہ تھا۔ جھٹلانا تو یہ ہے۔ کہتا ہے۔ مَیں اسکو (قیامت کے دن) دوبارہ زندہ نہ کرسکوں گا۔ جیسے شروع میں مَیں نے اسکو پیدا کیا تھا۔ گالی دینا یہ ہے۔ کہتا ہے اللہ کی اولاد ہے اور میں تو بے نیاز بادشاہ ہوں۔ نہ مجھ کو کسی نے جنا۔ نہ مَیں نے کسی کو جنا۔ نہ میرے جوڑ کا کوئی دوسرا ہے۔

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔

بَابٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ كُفُوًا وَكَفِيئًا وَكِفَاءً وَاحِدٌ۔

باب۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد کی تفسیر۔ کُفُوا اور کفیئًا اور کفاء سب کے ایک معنی ہیں یعنی برابر والا جوڑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة قل أعوذ برب الفلق

سورۂ فلق کی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْفَلَقُ: الصُّبْحُ، غَاسِقٌ: اللَّيْلُ۔ إِذَا وَقَبَ۔ غُرُوبُ الشَّمْسِ، يُقَالُ أَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ، وَقَبَ: إِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَأَظْلَمَ۔

اور مجاہد نے کہا فلق سے صبح اور غاسق سے رات مراد ہے اِذا وقب جب سورج ڈوب جائے۔ فَرق اور فلق کے ایک معنی ہے۔ کہتے ہیں یہ بات فرق صبح یا فلق صبح سے زیادہ روشن ہے۔ عرب لوگ وَقَب اس وقت کہتے ہیں۔ جب کوئی چیز بالکل کسی چیز میں گھس جائے اور اندھیرا ہو جائے۔ ف

۵۰۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عاصم اور عبدہ بن ابی لبابہ سے دونوں نے زر بن حبیش سے۔ انہوں نے کہا۔ مَیں نے ابی بن کعبؓ

كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: قِيلَ لِي فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سے معوذتین (فلق اور ناس) کو پوچھا۔ کیا یہ دونوں سورتیں قرآن میں داخل ہیں وس انہوں نے کہا۔ میں نے آنحضرتؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا۔ جبریلؑ کی زبان پر مجھ کو حکم ہوا۔ یوں کہہ (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس الخ) ہم وہی کہتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ول

ف اس کو فریابی نے وصل کیا۔ ف۲ ایک حدیث میں ہے غاسق سے چاند مراد ہے بعضوں نے کہا۔ ذکر مراد ہے وہ فرج میں غائب ہو جاتا ہے۔ ف۳ عبداللہ بن مسعودؓ ان دونوں سورتوں کو قرآن میں داخل نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ کوئی مصحف میں لکھتا۔ تو چھیل ڈالتے۔ وہ کہتے یہ دونوں سورتیں صرف اس لئے اتریں کہ لوگ بطور تعویذ کے پڑھا کریں۔ اور جن لوگوں نے کہا۔ کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ انہوں نے غلطی کی۔ لیکن جمہور صحابہ اور تابعین سب کا یہ قول ہے۔ کہ معوذتین قرآن شریف میں داخل ہیں۔ اور اس پر اجماع ہو گیا۔ اور ممکن ہے کہ ابن مسعودؓ کا یہ مطلب ہو۔ کہ گو یہ دونوں سورتیں کلام الٰہی میں ہیں۔ مگر آنحضرتؐ نے ان کو مصحف میں نہیں لکھوایا۔ اس لئے مصحف میں لکھنا ضروری نہیں۔ نووی نے شرح مہذب میں کہا۔ کہ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا۔ کہ معوذتین اور سورہ فاتحہ قرآن میں داخل ہیں۔ اور جو کوئی قرآن کے کسی جزو کا انکار کرے۔ وہ کافر ہے۔ اور حافظؒ نے اس پر اعتراض کیا۔ ف۴ اُبیؓ نے گول گول جواب دیا۔ صاف نہیں کہا۔ کہ یہ سورتیں قرآن شریف میں داخل ہیں یا نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورة قل أعوذ برب الناس

سورۃ الناس کی تفسیر

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْوَسْوَاسِ: إِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ذَهَبَ، وَإِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللّٰهُ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ۔

اور ابن عباسؓ سے منقول ہے ول الوسواس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو شیطان اس کو کونچا لگاتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ تو بھاگ جاتا ہے ورنہ بچہ کے دل پر جم جاتا ہے۔

۵۰۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ زِرٍّ قَالَ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَخَاكَ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عبدہ بن ابی لبابہؒ نے۔ انہوں نے زر بن جبیش سے۔ سفیان نے کہا۔ اور ہم سے عاصم بن ابی النجود نے بھی زر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا۔ میں نے اُبی بن کعب سے پوچھا۔ ابو المنذر (یہ اُبیؓ کی کنیت ہے تمہارے

ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ أُبَيٌّ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي: قِيلَ لِي فَقُلْتُ، قَالَ: فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بھائی (یعنی دینی بھائی) عبداللہ بن مسعودؓ ایسا ایسا کہتے ہیں (کہ معوذتین قرآن میں داخل نہیں ہیں) انہوں نے کہا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ (مجھے جبرائیل کی زبان پر) یوں کہا گیا۔ ایسا کہہ۔ میں نے کہا۔ تو ہم وہی کہتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ف اسکو طبرانی نے وصل کیا۔ باسناد ضعیف۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

كتاب فضائل القرآن

کتاب قرآن کی فضیلت کے بیان میں

بَابٌ كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الْمُهَيْمِنُ: الأَمِينُ، الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلَى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ.

باب۔ وحی کیونکر اتری۔ اور پہلے کون سی سورت اتری ابن عباسؓ نے کہا اَلْمُهَيْمِنُ (جو قرآن کی صفت سورہ مائدہ میں آئی ہے) اس کا معنی امین۔ گویا قرآن مجید اگلی کتابوں کا امانت دار۔ (نگہبان) ہے

۵۰۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا: لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ.

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے شیبان بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ کو ام المومنین حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ نے خبر دی ان دونوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نبوت کے بعد) دس برس مکہ میں مقیم رہے۔ قرآن شریف نازل ہوتا رہا۔ پھر مدینہ میں دس برس قیام فرمایا۔ ف۲

ف۱ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ف۲ دوسری روایتوں میں تیرہ ۱۳ سال قیام فرمانا منقول ہے۔ شاید راوی نے اس روایت میں کسر چھوڑ دی ہے۔ بعضوں نے کہا۔ آپؐ کی عمر ساٹھ ہی برس کی ہوئی چالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے۔ دس سال مکہ میں قیام فرمایا۔ اور دس سال مدینہ میں قیام فرمایا۔

۵۰۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، عَنْ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے۔ کہا۔ میں نے اپنے والد سے سنا۔ انہوں

أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ: مَنْ هَذَا؟ أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَتْ: هَذَا دِحْيَةُ، فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ: وَاللهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ بِخَبَرِ جِبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَ أَبِي: قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ: مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔

نے ابوعثمان نہدی سے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ کو یوں خبر دی گئی ایک بار حضرت جبریلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ کے پاس بی بی ام سلمہؓ بیٹھی تھیں۔ وہ آنحضرت سے باتیں کرنے لگے۔ آپ نے بی بی اُم سلمہؓ سے پوچھا (تم جانتی ہو) یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا۔ دحیہ کلبیؓ ہیں (اور کون) بی بی ام سلمہؓ کہتی ہیں۔ جب تک آنحضرتؐ (مسجد میں جانے کیلئے) کھڑے ہوئے میں یہی سمجھتی رہی۔ کہ وہ دحیہؓ تھے یہاں تک کہ میں نے آنحضرتؐ کا خطبہ سنا۔ آپؐ سے جو باتیں اُس شخص نے کی تھیں۔ وہ جبریلؑ کیطرف منسوب کیں وٓ۔ معتمر کہتے ہیں۔ میرے والد سلیمانؒ نے کہا میں نے ابوعثمان نہدی سے پوچھا۔ تم نے یہ حدیث کس سے سُنی۔ انہوں نے کہا۔ اسامہ بن زیدؓ سے۔

ف دحیہ کلبیؓ ایک خوب صُورت صحابی تھے جب جبریلؑ آدمی کی صُورت بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے۔ تو انہی کی صورت میں آتے۔ وٓ یعنی خطبے میں یہ بیان فرمایا۔ کہ جبریلؑ نے مجھ سے ایسا کہا ہے۔

---

٥٠٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ کہا ہم سے سعید مقبری نے۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جتنے پیغمبر گزرے ہیں اُن میں سے ہر ایک کو ایسے ایسے معجزے دیئے گئے جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے۔ (بعد کے زمانہ میں اُنکا کوئی اثر نہ رہا) اور مجھ کو جو بڑا معجزہ اللہ نے دیا۔ وہ قرآن ہے جس کو وحی کے ذریعے سے میرے پاس بھیجا۔ اسکا اثر قیامت تک رہیگا) تو مجھ کو یہ امید پڑتی ہے۔ کہ قیامت کے دن میرے تابعدار لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابعداروں سے زیادہ ہوں گے ف

ف اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں جس قسم کی ضرورت تھی۔ ایسا معجزہ پیغمبرؑ کو دیا۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں علم سحر کا بڑا

رواج تھا۔ اُن کو ایسا معجزہ عنایت فرمایا۔ کہ سارے جادوگر مان کر رہ گئے۔ دم بخود رہ گئے۔ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں طب کا بڑا رواج تھا۔ انکو ایسے معجزے دیئے۔ کہ کسی طبیب کے باپ سے بھی ایسے علاج ممکن نہیں۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں فصاحت وبلاغت شعروشاعری انشاء نگاری کا بڑا چرچا تھا۔ تو آپ کو قرآن شریف ایسا فصیح اور بلیغ کلام عنایت فرمایا۔ کہ سارے زمانہ کے فصیح اور بلیغ لوگ اس کا لوہا مان گئے۔ اور ایک چھوٹی سی سورت بھی قرآن کیطرح نہ بنا سکے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ دوسرے پیغمبروں کے معجزے تو جن لوگوں نے دیکھے تھے انہوں نے ہی دیکھے۔ وہ ایمان لائے۔ بعد والوں پر اس کا اثر نہیں رہا۔ گو ماں باپ اگلے بزرگوں کی تقلید سے کچھ لوگ انکے طریق پر قائم رہے۔ مگر اپنے اپنے زمانہ میں وہ ان معجزوں کو ایک افسانہ سے زیادہ خیال نہیں کرتے۔ اور میرا معجزہ قرآن شریف ہمیشہ باقی ہے۔ وہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں تازہ ہے۔ اور جتنا اس میں غور کرتے جاؤ۔ لطف زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اس کے نکات اور فوائد لاانتہا ہیں۔ جو قیامت تک لوگ نکالتے رہیں گے۔ اس لحاظ سے میرے پیروکار لوگ ہمیشہ قائم رہیں گے۔

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ اللَّهَ تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ، ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ.

ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے۔ کہا ہم سے میرے والد (ابراہیم بن سعد) نے انہوں نے صالح بن کیسان سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا۔ مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پے درپے وحی بھیجنا شروع کی۔ وفات کے قریب تو بہت وحی اتری۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ ۱؎

۱؎ مطلب یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ نبوت میں تو سورہ اقرأ اتر کر پھر ایک مدت تک وحی موقوف ہوگئی تھی۔ اس کے بعد پے درپے اترتی رہی۔ پھر جب آپ مدینہ میں تشریف لائے۔ تو آپ کی عمر کے آخری حصہ میں بہت قرآن اترا۔ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ مسلمانوں کو فتوحات ہوئیں۔ اُن کا شمار بڑھ گیا۔ معاملات اور مقدمات بکثرت رجوع ہونے لگے۔ تو قرآن بھی بکثرت اترا۔ پھر عین وحی کی کثرت کے زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۵۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ: اشْتَكَى النَّبِيُّ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اسود بن قیس سے۔ کہا۔ میں نے جندب بن عبداللہ بجلیؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ آنحضرت صلی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَقُمْ لَیْلَۃً أَوْ لَیْلَتَیْنِ فَأَتَتْہُ امْرَأَۃٌ فَقَالَتْ: یَا مُحَمَّدُ، مَا أَرٰی شَیْطَانَکَ إِلَّا قَدْ تَرَکَکَ فَأَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ إِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی۔

اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ وہ ایک رات (تہجد کیلئے) نہیں اُٹھے۔ تو ایک عورت (عورا بنت حرب ابولہب کی جورُو اور ابوسفیان کی بہن) آپ کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی۔ اے محمدؐ! مَیں سمجھتی ہوں۔ تمہارے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ (تم سے خفا ہوگیا۔ الگ ہوگیا) اس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ۔ ف

ف یہ حدیث اُوپر گزر چکی ہے۔ اس باب میں لانے سے یہ غرض ہے۔ کہ کبھی قرآن شریف نازل ہونے میں دیر بھی ہوا کرتی تھی۔ اور کبھی برابر ہر روز نازل ہوا کرتا تھا۔

بَابٌ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَیْشٍ وَالْعَرَبِ قُرْآنًا عَرَبِیًّا بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُبِیْنٍ۔

باب:۔ قرآن کریم قریش کے محاورے پر عربی زبان میں اُترا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قرآنا عربیا بلسان عربی مبین۔

۵۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، وَأَخْبَرَنِی أَنَسُ بْنُ مَالِکٍ قَالَ: فَأَمَرَ عُثْمَانُ زَیْدَ ابْنَ ثَابِتٍ، وَسَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ، وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ ھِشَامٍ أَنْ یَنْسَخُوْھَا فِی الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَھُمْ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِی عَرَبِیَّۃٍ مِنْ عَرَبِیَّۃِ الْقُرْآنِ، فَاکْتُبُوْھَا بِلِسَانِ قُرَیْشٍ، فَإِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ بِلِسَانِھِمْ، فَفَعَلُوْا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ کہا۔ مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی ف اکہ حضرت عثمان رضؓ نے زید بن ثابت اور سعید بن عاص اور عبداللہ بن زبیرؓ اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو یہ حکم دیا کہ قرآن کی آیتیں مصحفوں میں لکھوائیں۔ حضرت عثمان رضؓ نے یہ بھی کہا۔ اگر کہیں تم میں اور زید بن ثابتؓ میں جو مدینہ کے رہنے والے تھے عربی محاورے کا اختلاف ہو تو قریش کا محاورہ لکھو۔ اس لئے کہ قرآن کریم قریش کے محاورے میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

ف بعضے نسخوں میں یہاں واخبرنی ہے۔ بہ واو عطف۔ بعضے نسخوں میں فاخبرنی ہے۔ یہ حدیث مختصر ہے ساری حدیث آیندہ باب میں آئے گی۔ اُس سے واو عطف کا مطلب معلوم ہوجائے گا۔

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَیْمٍ: حَدَّثَنَا ھَمَّامٌ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ:

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے عطاء بن ابی رباح نے۔ دوسری سند۔ مسدد

حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ ابْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ: أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ النَّاسُ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ؟ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ، فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَيْ تَعَالَ، فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ: أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا؟ فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ.

بن مسرہد نے کہا۔ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے۔ کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے کہا مجھ کو صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے۔ کہ میرے والد یعلےٰ ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ کاش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوقت دیکھوں جب آپ پر وحی آرہی ہو۔ ایک دفعہ ایسا ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے ف سائے کیلئے ایک کپڑا آپ پر تان دیا۔ آپ کے ساتھ کئی اصحاب بھی تھے۔ اتنے میں ایک شخص (عطا بن منبہ یا عمرو بن اسود یا خود یعلے) آیا خوشبو میں لتھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص خوشبو لگا کر جبہ پہن کر (عمرے کا) احرام باندھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ایک گھڑی (خاموش) دیکھتے رہے۔ اتنے میں آپ پر وحی آنی شروع ہوئی حضرت عمرؓ نے اشارے سے یعلیٰ کو بلایا۔ وہ آئے۔ اور کپڑے کے اندر (جو آپ پر تنا ہوا تھا) سر ڈال کر دیکھنے لگے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا ہے اور خراٹے کی سی آواز نکل رہی ہے ایک گھڑی تک یہی حال رہا۔ آپ نے پوچھا۔ وہ شخص کہاں گیا۔ جو عمرے کے احرام کا مسئلہ مجھ سے ابھی پوچھتا تھا۔ اس شخص کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ تو ایسا کر خوشبو جو تیرے بدن میں لگ گئی ہے۔ اس کو تین مرتبہ دھو ڈال۔ اور جبہ کو اتار ڈال۔ پھر عمرہ اسی طرح بجا لا جیسے حج کرتا ہے ؎

ف جعرانہ ایک مقام ہے مشہور مکہ کے قریب طائف کے رستے میں۔ ؎ اکثر علماء نے کہا ہے۔ کہ یہ حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ اگلے باب کے متعلق ہے۔ شاید کاتب نے غلطی سے اس باب میں شریک کر دی بعضوں نے کہا اس باب میں یہ حدیث اس لئے لائے۔ کہ حدیث بھی قرآن کیطرح وحی ہے اور وہ بھی قریش کے محاورے پر اتری ہے۔ یہ حدیث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ۔

۵۰۹ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ، قَالَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ، إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ عُمَرُ: هٰذَا وَاللهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُوبَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، فَوَاللهِ لَوْ كَانُوا كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ

باب: قرآن کے جمع کرنے کا بیان ف۱

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ انہوں نے ابراہیم بن سعد سے کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا۔ انہوں نے عبید بن سباق سے۔ انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ جب یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) مسلمان مارے گئے۔ (سات سو صحابہ شہید ہوئے) تو ابوبکر صدیق رضؓ نے مجھ کو بلوا بھیجا میں گیا۔ تو دیکھا حضرت عمرؓ بھی وہاں بیٹھے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ یمامہ کی لڑائی میں قرآن کے قاری بہت مارے گئے ہیں۔ میں ڈرتا ہوں۔ ایسا نہ ہو اسی طرح لڑائیوں میں قاری مارے جائیں (اور بہت سا قرآن جو اس وقت تک سینوں میں تھا) ہاتھ سے جاتا رہے۔ تو میں مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ قرآن کو اکٹھا کرنے کا حکم دید یجیے۔ اس وقت میں نے عمرؓ سے کہا۔ یہ تو بتلاؤ۔ کہ جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ قرآن کا ایک مصحف میں جمع کرنا وہ تم کیسے کرو گے ف۲ حضرت عمرؓ نے کہا۔ (گو یہ کام آنحضرتؐ نے نہیں کیا) خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے ف۳ اسمیں بڑی مصلحت ہے) پھر حضرت عمرؓ برابر مجھ سے اس کام کے لئے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا۔ مجھ کو بھی یہ کام مناسب نظر آیا۔ اور حضرت عمرؓ کی جو رائے تھی۔ وہی رائے میری بھی قرار پائی۔ زید بن ثابتؓ کہتے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ تو ایک جوان عقلمند آدمی ہے۔ ہم کو تیرا اعتبار ہے۔ اور تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وحی بھی لکھا کرتا تھا۔ قرآن سے خوب واقف ہے۔ ایسا کر۔ قرآن کی تلاش کر۔ اس کو اکٹھا کر۔ زید بن ثابتؓ کہتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ مجھ سے کہتے۔ تم ایک پہاڑ ڈھوؤ۔ تو مجھ پر اتنا سخت نہ ہوتا۔ جتنا کہ یہ کام مشکل معلوم ہوا۔ یعنی قرآن کا جمع کرنا۔ میں نے

أَبُوبَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّحَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ. لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ. حَتَّى خَاتِمَةِ بَرَاءَةٌ، فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

اُن سے کہا۔ تم لوگ وہ کام کیونکر کروگے۔ جو آنحضرتؐ نے نہیں کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا۔ (گو آنحضرتؐ نے یہ کام نہیں کیا) مگر خُدا کی قسم! یہ کام اچھا ہے۔ اور برابر مجھ سے یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت ابوبکر و عمرؓ کے دل میں یہ بات ڈالدی تھی۔ میرے دل میں بھی ڈال دی۔ (مَیں بھی انکی رائے سے متفق ہوگیا) مَیں نے قران کی تلاش شروع کی۔ کہیں کھجور کی چھڑیوں پر کہیں باریک پتلے پتھروں پر (یا ٹھیکروں پر) لکھا پایا۔ کچھ لوگوں کو زبانی یاد تھا۔ غرض اسطرح سے جابجا جمع کیا) یہاں تک کہ مَیں نے سورۂ توبہ کی آخری آیت صرف ابوخزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی پائی۔ (اور لوگوں کے پاس لکھی ہوئی نہ تھی گو یاد بہت لوگوں کو تھی یہ آیت لقد جاءکم رسول الخ پھر یہ مصحف (جو زید بن ثابتؓ نے مرتب کیا) ابوبکرؓ کی وفات تک اُنکے پاس رہا۔ اُن کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہا۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد اُمّ المؤمنین حفصہؓ کے پاس رہا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اسکو منگاکر اسکی کئی نقلیں کراکر تمام ملکوں کو بھیجیں

ف۱ قران شریف آنحضرتؐ کے عہد میں متفرق الگ الگ صحیفوں، ورقوں، ہڈیوں پر لکھا ہوا تھا۔ مگر سارا قران ایک جگہ ایک مصحف میں جمع نہیں ہوا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں ایک جگہ جمع کیا گیا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں اسی کی کئی نقلیں مرتب کرکے تمام ممالک کو بھیجی گئیں غرض یہ کہ قران شریف سارے کا سارا لکھا ہوا۔ آنحضرتؐ کے عہد میں بھی موجود تھا۔ مگر متفرق الگ الگ کسی کے پاس ایک ٹکڑا کسی کے پاس دوسرا ٹکڑا۔ اور سورتوں میں بھی کوئی ترتیب نہ تھی۔ یہ ترتیب حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں کی گئی۔ ف۲ اس حدیث شریف سے نکلا۔ کہ صحابہؓ اس امر سے بہت پرہیز کرتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں نہ تھا۔ اور ہر ایک بدعت کو معیوب جانتے تھے۔ ف۳ کیونکہ اسمیں دین کی حفاظت ہے۔ اگر قران کو جمع نہ کیا جاتا۔ تو اگلی کتابوں کیطرح قران شریف میں بھی بڑا اختلاف ہوجاتا۔ اور مخالفین کو طرح طرح کے مضمون اسمیں ملادینے کا موقع ملتا۔ قسطلانی نے کہا۔ اس سے یہ نکلا۔ بعضے بدعت اچھی بھی ہوتی ہیں۔ مترجم کہتا ہے۔ اگر بدعت سے بدعت لغویہ مراد ہے۔ تو بیشک وہ اچھی اور بُری سب ہوسکتی ہے۔ اور صحابہ کرام یا تابعین عظام نے جو فعل کیا۔ یا جس فعل کی اصل کتاب وسنت سے ہے۔ اس کو بدعت شرعیہ نہیں کہتے بدعت شرعیہ وہ ہے۔ جو دین میں ایک نئی بات ایسی نکالی جائے جس کا وجود قرون ثلثہ میں نہ ہو۔ اور اس کی اصل کتاب وسنت سے نہ ملے۔ ایسی بدعت گمراہی ہے۔ جیسے حدیث میں وارد ہے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

٥١٠ - حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ: أَنَّ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ، وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَةَ وَأَذْرَبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَدْرِكْ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ، فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوا حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا، وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد عوفی نے بیان کیا کہا ہم سے ابن شہاب نے۔ اُن سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ حذیفہ بن یمان حضرت عثمانؓ کے پاس آئے۔ وہ شام اور عراق کے مسلمانوں کے ساتھ آرمینیہ اور آذربیجان فتح کرنے کو لڑ رہے تھے۔ حذیفہؓ اس سے گھبرا گئے۔ کہ ان لوگوں نے قرآن کی قرأت میں اختلاف کیا۔ اور حضرت عثمان رضؓ سے کہنے لگے (خدا کے واسطے امیر المؤمنین! اس سے پہلے کہ مسلمان یہود اور نصاریٰ کی طرح قرآن میں اختلاف کرنے لگیں۔ اس امت کی خبر لیجیے (ان کو مصیبت سے بچائیے) یہ سُن کر حضرت عثمانؓ نے ام المومنین حفصہؓ کو کہلا بھیجا۔ کہ اپنا مصحف ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم اس کی نقلیں اُتار کر پھر آپ کو واپس کر دیں گے۔ ام المومنین حفصہؓ نے بھیجدیا۔ حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، سعید بن عاصؓ، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا۔ انہوں نے اس کی نقلیں اتاریں۔ حضرت عثمانؓ نے تینوں قریش کے لوگوں (یعنی عبداللہ، سعید اور عبدالرحمن) سے یہ بھی کہہ دیا۔ اگر کہیں تم میں اور زید بن ثابتؓ میں (جو انصاری تھے) قرأت میں اختلاف ہو۔ تو قریش کے محاورے کے موافق لکھنا۔ اس لئے کہ قرآن انہی کے محاورے پر اُترا ہے۔ خیر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب مصحفوں کو تیار کر چکے۔ تو حضرت عثمانؓ نے امّ المومنین حفصہؓ کا مصحف تو ان کو واپس کر دیا۔ اور ان مصاحف میں سے ایک ایک مصحف ہر ایک ملک کو بھجوایا اور اس کے سوا جتنے الگ الگ پرچوں اور ورقوں پر لکھا ہوا تھا۔ اور لوگوں کے پاس موجود تھا۔ سب کے جلا دینے کا حکم دیا۔

ف ابن شہاب نے کہا۔ مجھ سے خارجہ بن زید بن ثابت نے

سَمِعَ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ، قَالَ: فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ ؓ - مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ - فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ

بیان کیا۔ انہوں نے زید بن ثابتؓ سے سُنا۔ وہ کہتے تھے جس زمانہ میں ہم مصحف لکھ رہے تھے۔ اس وقت سورت احزاب کی ایک آیت کا پتہ نہ چلا (وہ حضرت حفصہؓ کے مصحف میں بھی نہ تھی) اور مَیں نے بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ آیت پڑھتے سُنا تھا۔ آخر ہم نے اسکی تلاش کی (کہیں تو لکھی ہوئی پائیں) پھر وہ خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ وہ آیت یہ ہے۔ من المؤمنین رجال صدقوا الخ ہم نے اسکو سورۂ احزاب میں لگا دیا۔ ف۳

ف۱ ایک کوفہ میں ایک بصرہ میں ایک شام میں اور ایک مدینہ میں اپنے پاس رہنے دیا۔ بعضے روایتوں میں یوں ہے۔ کہ سات مصحف تیار کرائے۔ اور مکہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ کو ایک ایک مصحف بھیجا۔ ایک مدینہ میں رکھا۔
ف۲ یہ جلانا عین مناسب اور مقتضائے مصلحت تھا۔ یہ حکم حضرت عثمانؓ نے سب صحابہ کے سامنے دیا۔ انہوں نے اس پر انکار نہیں کیا۔ بعضوں نے کہا۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو دھلوا ڈالا۔ پھر جلوا دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جن کاغذوں میں خدا کے نام ہوں۔ انکو جلا ڈالنا درست ہے۔ اور جو مصحف حضرت حفصہؓ کے پاس تھا۔ وہ زندگی تک ان کے پاس رہا۔ مروان نے مانگا۔ تو بھی انہوں نے نہ دیا۔ ان کی وفات کے بعد مروان نے عبداللہ بن عمرؓ سے وہ مستعار منگوایا۔ اور جلوا ڈالا۔ اب کسی کے پاس کوئی مصحف نہ رہا۔ البتہ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنا مصحف حضرت عثمانؓ کے مانگنے پر بھی نہیں دیا۔ لیکن عبداللہ بن مسعودؓ کی وفات کے بعد معلوم نہیں وہ مصحف کہاں گیا۔ بعضے روایتوں میں ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے بھی ایک مصحف بہ ترتیب نزول تیار کیا تھا۔ لیکن اس کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا۔ یہی مصحف عثمانی دنیا میں باقی رہ گیا۔ موافق اور مخالف ہر ملک اور ہر فرقہ میں جہاں دیکھو۔ بس یہی مصحف موجود ہے۔
ف۳ یعنی پہلے ٹھکانے پر تو صرف سورتوں کی ترتیب اور وجود قرأت وغیرہ ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے تصرف کیا۔ آنحضرتؐ کے عہد میں یہ ترتیب سورتوں کی نہ تھی۔ اور اسی لئے نمازی کو جائز ہے۔ کہ جس سورت کو چاہے۔ پہلے پڑھے جس سورت کو بعد میں پڑھے۔ ان میں ترتیب کا خیال رکھنا کچھ لازم نہیں ہے۔

بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۱۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں قرآن کون لکھا کرتا تھا۔ ف۱

۵۱۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ: إِنَّ زَيْدَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہ عبید بن سباق نے کہا۔ زید بن ثابتؓ

ابْنَ ثَابِتٍ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ، فَتَتَبَّعْتُ حَتَّى وَجَدْتُّ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔ إِلَى آخِرِهَا۔

کہتے تھے۔ کہ ابوبکر صدیق رضہ نے مجھ کو بلا بھیجا۔ کہنے لگے۔ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قران شریف لکھا کرتے تھے۔ اب بھی تم ہی قران شریف تلاش کرو۔ میں نے تلاش کی۔ (اور جمع کیا) یہاں تک کہ سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم الخ۔ مجھ کو ابوخزیمہ انصاری رضہ کے سوا اور کسی کے پاس (لکھی ہوئی) نہیں ملی۔

ف۱ مکہ میں قرآن عبداللہ بن سعد لکھا کرتا تھا مدینہ میں اکثر زید بن ثابت لکھا کرتے تھے اور اُبی بن کعب بھی لکھتے چاروں خلیفہ اور دوسرے کئی صحابہ بھی لکھا کرتے تھے

۵۱۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ۔ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْعُ لِي زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ، أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ۔ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ۔ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمَا تَأْمُرُنِي؟ فَإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ، فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا۔ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ۔

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے اسرائیل سے۔ انہوں نے ابو اسحاق سے۔ انہوں نے براء بن عازب رضہ سے۔ انہوں نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی۔ لایستوی القاعدون من المؤمنین۔ والمجاھدون فی سبیل اللہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ ذرا زید بن ثابت رضہ کو بلا لا۔ اُن سے کہہ تختی، دوات مونڈھے کی ہڈی لے کر آئیں۔ یا ہڈی یا دوات لیکر آئیں۔ (پھر وہ حاضر ہوئے) آپ نے فرمایا۔ لکھ لا یستوی القاعدون الخ اسوقت آپ کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم جو اندھے تھے۔ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرے بارے میں کیا فرماتے ہیں میں تو اندھا ہوں (جہاد میں نہیں جاسکتا) اب مجھ کو مجاہدین کا درجہ ملے گا۔ یا نہیں۔ اسوقت یہ آیت اُتری۔ لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ۔ (تو غیر اولی الضرر کا لفظ بڑھایا گیا) ف۱

ف۱ اس حدیث کی شرح اُوپر گزر چکی ہے۔

بَابٌ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ۔

باب: قرآن سات طرح پر اُترا ہے۔

۵۱۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَ يَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا ہے۔ کہا مجھ سے لیث بن سعد نے۔ کہا مجھ سے عقیل نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا ان سے ابن عباسؓ نے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریلؑ نے مجھ کو (پہلے عرب کے ایک ہی محاورے پر قرآن پڑھایا۔ میں نے اُن سے کہا۔ اسمیں بہت سختی ہوگی) میں برابر اُن سے کہتا رہا۔ اور محاوروں میں بھی پڑھنے کی اجازت دو۔ یہاں تک کہ سات محاوروں کی اجازت ملی۔ ف

ف یعنی عرب کی سات لغتوں پر یا سات قرائتوں پر۔

۵۱۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ: أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے لیث بن سعد نے۔ کہا مجھ سے عقیل نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اُن سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن عبدالقاری نے۔ ان دونوں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے سُنا۔ وہ کہتے تھے میں نے ہشام بن حکیم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورۂ فرقان پڑھتے سُنا۔ میں سُنتا رہا۔ دیکھا تو وہ ایسے کئی طرزوں پر پڑھ رہے ہیں جن طرزوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ سورت نہیں پڑھائی تھی۔ میں تو عین نماز ہی میں اُن پر حملہ کرتا۔ مگر خیر نماز سے فراغت تک میں نے صبر کیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا۔ میں نے چادر اُن کے گلے میں ڈالی انسے پوچھا یہ سورت تم کو کس نے پڑھائی ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کس نے میں نے کہا نہیں تم جھوٹے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود مجھ کو یہ سورت اور طرز پر پڑھائی انکو اسکے خلاف کیسے پڑھاتے

وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ: اقْرَأْ يَا عُمَرُ، فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

ہیں) آخر میں انکو کھینچتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! یہ سورت فرقان کو اور ہی طرز پر پڑھتے ہیں۔ جس طرز پر آپ نے مجھ کو نہیں پڑھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اچھا ہشام کو چھوڑ دے۔ (اسکو قید کیوں کیا ہے) پھر فرمایا۔ کہ ہشام پڑھ۔ انہوں نے اسی طرز پر پڑھا جس طرز پر پہلے میں نے ان کو پڑھتے سُنا تھا۔ جب وہ فارغ ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ سورت اسی طرح اُتری ہے۔ (تو نے صحیح پڑھی) پھر مجھ سے فرمایا۔ عمرؓ اب تو پڑھ۔ میں نے اس طرز پر پڑھی جس طرز پر آپ نے مجھے سکھلائی تھی۔ جب میں پڑھ چکا آپ نے فرمایا۔ ہاں اسی طرح اُتری ہے۔ (تو نے صحیح پڑھی) پھر فرمایا۔ دیکھو یہ قرآن سات محاوروں پر اُترا ہے۔ جو محاورہ تم پر آسان معلوم ہو۔ اسی طرح پڑھو۔ ف

ف بعضوں نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ قرآن میں ایک لفظ کی جگہ اگر دوسرا لفظ اُس کا ہم معنیٰ پڑھ لے۔ تو درست ہے۔ مگر صحیح یہ ہے۔ کہ جو لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اس کے سوائے نیا لفظ پڑھنا درست نہیں۔ اور بعد میں علماء کا اس پر اجماع ہو گیا۔

بَابُ تَأْلِيفِ الْقُرْآنِ۔

۵۱۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهِكٍ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ: أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ؟ قَالَتْ: وَيْحَكَ، وَمَا يَضُرُّكَ؟ قَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرِينِي مُصْحَفَكِ، قَالَتْ:

باب:۔ سورتوں یا آیتوں کی ترتیب کا بیان۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی۔ اُن کو ابن جریج نے کہا۔ مجھ کو یوسف بن ماہک نے۔ انہوں نے کہا۔ میں حضرت عائشہ رضؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں عراق کا ایک شخص (نام نامعلوم) آیا۔ وہ پوچھنے لگا۔ کفن کیسا ہونا چاہئے انہوں نے کہا۔ افسوس اس سے مطلب کسطرح کا بھی کفن ہو تجھے کیا نقصان ہوگا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ ام المؤمنین! ذرا اپنا مصحف تو مجھ کو دکھلایئے۔ انہوں نے کہا۔ کیوں۔

وَلِمَ؟ قَالَ: لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ، قَالَتْ: وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ قَرَأْتَ قَبْلُ؟ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ - لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ - لَقَالُوا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا، وَلَوْ نَزَلَ: لَا تَزْنُوا، لَقَالُوا لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا، لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ - بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ - وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ: فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ۔

(کیا ضرورت ہے) اُس نے کہا۔ مَیں آپؓ کا مصحف دیکھ کر سورتوں کی ترتیب پہچان لوں۔ بعضے لوگ اسکو بے ترتیب پڑھتے ہیں ف۱ حضرت عائشہ رضہ نے کہا۔ پھر اس میں کیا قباحت ہے۔ جون سی سورت تو چاہے۔ پہلے پڑھ۔ جون سی سورت تو چاہے۔ بعد میں پڑھ۔ اگر اترنے کی ترتیب دیکھتا ہے۔ تو (پہلے تو مفصل کی ایک سورت اُتری اقرأ باسم ربک) جس میں بہشت کا ذکر ہے جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف رجوع ہو گیا۔ (اعتقاد سے فراغت ہوئی اس کے بعد حلال اور حرام کے احکام اُترے۔ اگر کہیں شروع ہی میں یہ اترتا۔ کہ شراب نہ پینا۔ تو لوگ کہتے۔ ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر شروع ہی میں یہ اترتا۔ دیکھو زنا نہ کرنا۔ تو لوگ کہتے۔ ہم تو زنا نہیں چھوڑیں گے۔ مَیں بالکل چھوٹی بچی کھیل رہی تھی اسوقت مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری۔ بل الساعة موعدهم الخ (جو سورۂ قمر میں ہے۔) اور سورۂ بقرہ اور سورہ نساء اس وقت اُتریں جب مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھی۔ (مدینہ میں) خیر اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے مصحف نکالا۔ اور ہر سورت کی آیتیں اسکو لکھوا دیں۔ (کہ اس سورت میں اتنی آیتیں ہیں اور اسمیں اتنی)

ف۱ شاید عبداللہ بن مسعود رضہ مراد ہوں گے۔ اور ان کے شاگرد۔ انہوں نے نہ اپنا قرآن حضرت عثمان کو دیا۔ نہ اسکو جلایا۔

٥١٦- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطَهَ وَالْأَنْبِيَاءِ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے ابو اسحاق سے۔ انہوں نے کہا۔ مَیں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے سُنا۔ وہ کہتے تھے میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ سورت بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور طٰہٰ اور انبیاء تو اول درجہ کی فصیح اور بلیغ سورتیں ہیں۔ اور میری

تِلَادِی۔ پرانی یاد کی ہوئی ہیں۔ ف

ف یعنی یہ سورتیں نزول میں مقدم تھیں۔ لیکن مصحف عثمانی میں سورتوں کی ترتیب نزول کے موافق نہیں ہے۔ بلکہ بڑی سورتوں کو پہلے رکھا ہے۔ اس کے بعد چھوٹی سورتوں کو۔ اور یہ ترتیب بھی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اور ارشاد سے نکالی گئی ہے۔ کہیں کہیں اپنی رائے سے بھی مثلاً حدیث میں آپ نے بقرہ کو سورۂ آل عمران پر مقدم کیا۔ اسی طرح مصحف میں بھی بقرہ پہلے رکھی گئی۔

۵۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ: سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَعَلَّمْتُ- سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ- قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابواسحاق نے خبر دی۔ انہوں نے براء بن عازبؓ سے سُنا۔ انہوں نے کہا۔ میں تو سبح اسم ربک کی سورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے سے پہلے ہی یاد کر چکا تھا۔ ف

ف حالانکہ مصحف عثمانی میں اخیر میں لکھی گئی ہے۔

۵۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهُنَّ اثْنَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: عِشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ آخِرُهُنَّ الْحَوَامِيمُ: حٰمٓ الدُّخَانُ، وَ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ-

ہم سے عبدان نے بیان کیا۔ انہوں نے ابوحمزہ (محمد بن میمون) سے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے شقیق سے۔ انہوں نے کہا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے میں اُن جڑواں سورتوں کو جانتا ہوں جنکو دو دو کرکے آنحضرتؐ ہر رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ کہہ کر عبداللہ بن مسعود اٹھے۔ (گھر میں چلے گئے) علقمہؓ بھی اُن کے ساتھ گئے پھر علقمہؓ باہر نکلے۔ تو ہم نے اُن سے اُن سورتوں کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ یہ شروع مفصل کی بیس سورتیں ہیں۔ ان کی آخری سورتیں وہ ہیں جن کے اول میں حٰم ہے حم دخان اور عم یتساءلون۔ ف

ف ابوذرؓ کی روایت میں یوں ہے۔ حم کی سورتوں میں سے حم دخان اور عم یتساءلون ابن خزیمہؓ کی روایت میں یوں ہے۔ ان میں پہلی سورت سورۂ الرحمٰن ہے۔ اور اخیر کی دخان۔ اس روایت سے نکلا۔ کہ ابن مسعودؓ کا مصحف مصحف عثمانی کی ترتیب پر نہ تھا۔ نہ نزول کی ترتیب پر۔ کہتے ہیں حضرت علیؓ کا مصحف بہ ترتیب نزول تھا۔ شروع میں سورۂ اقرأ پھر سورۂ مدثر پھر سورۂ قلم اور اسی طرح پہلے سب مکی سورتیں تھیں۔ پھر مدنی سورتیں تھیں۔ اور مصحف عثمانی

کی ترتیب صحابہ کی رائے اور اجتہاد سے ہوئی تھی۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ یعنی سورتوں کی ترتیب لیکن آیتوں کی ترتیب باتفاق علماء توقیفی ہے۔ یعنی بحکم الٰہی ہوئی۔ حضرت جبریل ؑ آنحضرت ؐ سے کہہ دیتے تھے۔ اس آیت کو وہاں رکھو۔ اور اس آیت کو وہاں۔ تو آیتوں میں تقدیم و تاخیر کسی طرح جائز نہیں۔ اور یہ مضمون ایک حدیث سے ثابت ہے۔ جس کو حاکم اور بیہقی وغیرہ نے نکالا۔ حاکم نے کہا۔ وہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر۔

بَابٌ كَانَ جِبْرِيلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَسْرُوقٌ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرِيلَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي۔

باب: حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف کا دور کیا کرتے تھے مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ف انہوں نے خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلعم نے میرے کان میں یہ فرمایا۔ ہر سال جبریل ؑ قرآن کا ایک دفعہ دور میرے ساتھ کیا کرتے۔ اب کے سال دو بار دور کیا۔ میں سمجھتا ہوں میری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔

ف:- ف اس کو خود امام بخاری نے علامات النبوہ میں وصل کیا۔

۵۱۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے زہری سے۔ انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان کے مہینے میں تو اور زیادہ سخی ہو جاتے۔ کیونکہ رمضان میں ہر رات جبریل ؑ آپ سے ملا کرتے تھے۔ رمضان ختم ہوئے تک آنحضرت ان کو قرآن سناتے۔ پھر حضرت جبریل ؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ملا کرتے۔ اسوقت تو آپ چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے۔ لوگوں کو فائدہ پہنچاتے۔

۵۲۰۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ: ہم سے خالد بن یزید نے بیان کیا۔ کہا ہم کو ابوبکر بن

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً، فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ، وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا، فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ

عیاش نے۔ انہوں نے ابوحصین سے۔ انہوں نے ابو صالح سے۔ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا حضرت جبرائیل ؑ ہر سال ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف کا دور کیا کرتے پھر جس سال آپ کی وفات ہوئی۔ اس سال انہوں نے دوبار دور کیا اور آنحضرتؐ ہر سال (رمضان کے اخیر میں) دس دن کا اعتکاف کیا کرتے۔ جس سال وفات ہوئی اس سال بیس دن تک اعتکاف کیا۔

بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں قرآن کے قاری (حافظ) کون کون تھے۔

۵۲۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ: ذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمٍ، وَمُعَاذٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے مسروق سے۔ انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرو بن عاص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہنے لگے میں ان سے اس روز سے برابر محبت رکھتا ہوں جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا۔ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔ ف

ف ان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ تو مہاجرین میں سے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابی رضی اللہ عنہ انصار میں سے تھے۔ قرآن شریف کے بڑے جاننے والے اور یاد رکھنے والے یہی صحابی تھے۔ ہر چند کہ اور بہت سے صحابہ قرآن کے قاری تھے مگر انکے برابر نہ تھے

۵۲۲- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا ہم سے شقیق بن سلمہ نے۔ انہوں نے کہا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم کو خطبہ سنایا تو کہنے لگے۔ خدا کی قسم! میں نے قرآن کی ستر کئی سورتیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ (مبارک) سے سیکھیں۔

وَاللهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ، قَالَ شَقِيقٌ: فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُولُ غَيْرَ ذٰلِكَ۔

(تو میں حضرت عثمانؓ کے کہنے پر عمل نہیں کر سکتا۔ کہ میں اپنا مصحف جلا ڈالوں اور اُن کے مصحف کی ترتیب کے موافق پڑھا کروں) خدا کی قسم۔ آنحضرتؐ کے اصحاب کو یہ معلوم ہے کہ میں اُن سب سے زیادہ اللہ کی کتاب کا علم رکھتا ہوں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ میں اُن سب سے افضل نہیں ہوں ف۱۔ شقیق نے کہا۔ میں لوگوں کے حلقوں میں بیٹھا۔ (یعنی کوفہ میں) اور انکی باتیں سنتا رہا۔ اُن میں کسی نے ابن مسعودؓ کے اس قول پر اعتراض نہیں کیا ف۲

ف۱ کیونکہ من وجہ افضلیت سے افضلیت مطلقہ لازم نہیں آتی۔ ابن مسعودؓ کی یہ حق شناسی اور کسرِ نفسی تھی۔

ف۲ لیکن ابن ابی داؤد نے زہری سے نکالا۔ انہوں نے کہا۔ ابن مسعودؓ کے اس قول کو کئی صحابہ نے پسند نہیں کیا۔

۵۲۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هٰكَذَا أُنْزِلَتْ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَحْسَنْتَ، وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ: أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ؟ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ۔

مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا۔ کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے علقمہ سے انہوں نے کہا۔ ہم حمص میں تھے۔ جو ایک شہر ہے شام کے ملک میں وہاں ابن مسعودؓ نے سورہ یوسف پڑھی ایک شخص نہیک بن سنان بولا۔ یہ سورت اسطرح پر نہیں اتری۔ جس طرح تم نے پڑھی) ابن مسعودؓ نے کہا۔ میں نے تو یہ سورت آنحضرتؐ کے سامنے پڑھی۔ آپؐ نے فرمایا واہ واہ خوب پڑھی۔ پھر جو ابن مسعودؓ نے دیکھا۔ تو اس کے منہ سے شراب کی بُو آرہی تھی۔ انہوں نے کہا (کیا خوب) ادہر تو اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے۔ (صحیح کو غلط بتلاتا ہے ادہر شراب منہ سے اڑاتا ہے نشے میں لوگوں پر اعتراض کرتا ہے پھر اسکو حد لگائی ف۱

ف۱ یعنی وہاں کے حاکم سے کہلا بھیجا۔ اس نے حد لگائی کیونکہ ابن مسعودؓ کو حمص کی حکومت نہیں ملی تھی۔ بلکہ ایک مدت تک کوفہ کے حاکم رہے تھے۔ ابن مسعودؓ کا یہی مذہب ہے اگر کسی شخص کے منہ سے شراب کی بُو آرہی ہو۔ اسکو حد لگا سکتے ہیں مگر دوسرے علماء نے اسکا خلاف کیا ہے۔

۵۲۴ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ، وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَنْ أُنْزِلَتْ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تُبَلِّغُهُ الإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ۔

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا ہم سے ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح نے انہوں نے مسروق سے۔ کہ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے قسم پروردگار کی۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں قرآن شریف کی کوئی سورت ایسی نہیں اتری جس کی نسبت میں یہ نہ جانتا ہوں۔ کہ وہ کہاں اتری۔ (مکہ میں یا مدینہ میں یا راستہ میں اتری) اور قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں اُتری جسکی نسبت میں یہ نہ جانتا ہوں۔ وہ کس باب میں کس شخص کے حق میں اتری اگر مجھ کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مجھ سے زیادہ کوئی جاننے والا ہے۔ اور اُونٹ وہاں تک جا سکتے ہوں۔ تو میں فوراً سوار ہو کر (علم حاصل کرنے کے لئے) اس کے پاس جاؤں۔ ف

ف یہ ابن مسعودؓ نے اپنا واقعی حال بیان کیا۔ گو اسمیں فضیلت نکلی۔ کیونکہ اُن کی نیت غرور اور تکبر والی نہ تھی۔ البتہ غرور اور فخر سے ایسی بات کہنا منع ہے۔ الاعمال بالنیات

---

۵۲۵ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ، تَابَعَهُ الْفَضْلُ، عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے۔ کہا ہم سے قتادہ نے۔ کہا۔ میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا قرآن کن لوگوں کو یاد تھا۔ انہوں نے کہا۔ چار شخصوں کو چاروں انصاری تھے۔ ابی بن کعبؓ معاذ بن جبلؓ زید بن ثابتؓ ابوزید (سعد بن عبید) ف حفص بن عمر کے ساتھ اس حدیث کو فضل بن موسیٰ نے بھی حسین بن واقد سے۔ انہوں نے ثمامہ سے۔ انہوں نے انس سے روایت کیا ہے ف۲

ف یہ انسؓ نے اپنے علم کی رو سے کہا۔ ورنہ عبداللہ بن مسعود اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ وغیرہم بھی حافظ تھے۔ ف۲۔ اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا۔

۵۲۶- حَدَّثَنَا مُعَلَّى ابْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ وَثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ: أَبُو الدَّرْدَاءِ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ، قَالَ: وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبداللہ بن مثنی نے۔ کہا مجھ سے ثابت بنانی اور ثمامہ نے۔ انہوں نے انسؓ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ اسوقت تک قرآن کے حافظ ف بس چار آدمی تھے۔ ابوالدرداءؓ معاذ بن جبلؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابوزید کے ہم وارث ہوئے (ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور حضرت انسؓ اُن کے بھتیجے تھے۔

ف یعنی پورے قرآن شریف کے سب اختلافات قرأت کے ساتھ۔

۵۲۷- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: أُبَيٌّ أَقْرَؤُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحْنِ أُبَيٍّ، وَأُبَيٌّ يَقُولُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ قَالَ اللهُ تَعَالَى۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا۔ کہا ہم کو یحیٰی بن سعید قطان نے۔ انہوں نے سفیان ثوری سے۔ انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے کہا حضرت عمرؓ کہتے تھے۔ اُبی بن کعبؓ ہم سے زیادہ قاری ہیں لیکن اُبیؓ جہاں غلطی کرتے ہیں۔ اسکو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ (بعضے منسوخ التلاوۃ آیتوں کو بھی پڑھتے ہیں) کہتے کیا ہیں مَیں نے تو اس آیت کو آنحضرتؐ کے منہ سے سُنا ہے۔ کسی کے کہنے سے اس کو چھوڑنے والا نہیں اور اللہ تعالیٰ تو خود فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا۔ الخ ف

ف گویا اس آیت سے حضرت عمرؓ نے اُبیؓ کا رد کیا۔ کہ بعضے آیتیں منسوخ التلاوت یا منسوخ الحکم ہوسکتی ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکی تلاوت منسوخ نہ ہوئی ہو۔

(۲۱) اکیسواں پارہ

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

باب: سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

۵۲۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ ابْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، قَالَ: أَلَمْ يَقُلِ اللهُ۔ اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ۔ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَأَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّكَ قُلْتَ أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے۔ انہوں نے حفص بن عاصم سے۔ انہوں نے ابوسعید بن معلی سے۔ انہوں نے کہا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا۔ میں نے جواب نہیں دیا (نماز پڑھ کر میں گیا) میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! (جو فوراً حاضر نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی) میں نماز پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا۔ مسلمانو! جب رسول تم کو بلا دے۔ تو اللہ اور رسول کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو ف پھر فرمایا۔ میں تجھ کو مسجد کے باہر جانے سے پیشتر وہ سورت بتلاؤں۔ جو قرآن کی ساری سورتوں میں (مرتبہ یا اجر میں) بڑی ہے اور میرا ہاتھ پکڑ لیا جب ہم مسجد کے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا مسجد کے باہر نکلنے سے پیشتر ہی میں تجھ کو قرآن کی بڑی سورت بتلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ الحمد کی سورت ہے یہی سبع مثانی ف۲ اور قرآن عظیم ہے جسکا ذکر اس آیت میں ہے وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔ اس سے یہی سورت مراد ہے

ف یہ حدیث مع شرح اوپر گزر چکی ہے۔ ف۲ اسمیں سات آیتیں ہیں۔ جو ہر نماز میں دہرائی جاتی ہے اس لئے سبع مثانی نام ہوا۔

۵۲۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا وَهْبٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ، فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً، وَسَقَانَا لَبَنًا، فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِي؟ قَالَ: لَا، مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ، قُلْنَا: لَا تُحْدِثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: وَمَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا۔

مجھ سے محمد بن مثنی نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے۔ کہا ہم سے ہشام بن حسان نے۔ محمد بن سیرین سے انہوں نے معبد بن سیرین (اپنے بھائی) سے۔ انہوں نے ابوسعید خدری رضؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ ہم ایک (فوج میں) سفر میں تھے۔ (رات کو) اُتر پڑے۔ ایک لونڈی ہمارے پاس آئی۔ اور کہنے لگی۔ اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ کھایا ہے ف۱ اور ہمارے قبیلے کے لوگ کہیں گئے ہوئے ہیں۔ (جو دوا یا جھاڑ پھونک کرتے) کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے۔ جو بچھو کا منتر جانتا ہے۔ یہ سُن کر ہم میں سے ایک شخص (خود ابوسعیدؓ) لونڈی کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ ہم نے کبھی نہیں سنا تھا۔ اسکو کوئی منتر آتا ہے اور جا کر اس سردار پر پھونکا۔ وہ اچھا ہو گیا۔ اس نے تیس بکریاں (انعام کے طور پر) اسکو دلوائیں۔ اور ہم سب کو دُودھ پلوایا۔ جب وہ شخص۔ (یعنی ابوسعید اس سردار کے پاس سے) لوٹ کر آیا۔ تو ہم نے اس سے کہا۔ بھائی کیا تم کو خوب منتر آتا ہے (یا یوں کہا کیا تم منتر کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا۔ نہیں (میں منتر ونتر کب جانوں۔ میں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر پھونک مار دی تھی اسوقت ہماری رائے یہ قرار پائی۔ کہ بکریوں کے باب میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہو۔ (کہ اُن کا لینا درست ہے یا نہیں) جب تک ہم آنحضرت صلعم کے پاس نہ پہنچیں یا آپؐ سے پوچھ نہ لیں۔ خیر جب ہم مدینہ میں آئے۔ تو ہم نے آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ سورۂ فاتحہ منتر بھی ہے۔ اب ایسا کرو۔ کہ مزدوری کی بکریوں کو تقسیم کرلو اور اُن میں میرا بھی ایک حصہ لگاؤ ف۲ ابومعمر نے کہا ف۳ ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشام بن حسان نے۔ کہا ہم سے محمد بن سیرین نے کہا مجھ سے معبد بن سیرین نے۔ انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے۔ پھر یہی حدیث

بیان کی۔

ف نہ لونڈی کا نام معلوم ہوا۔ نہ سردار کا۔ ف۲ اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے ف۳ اسکو اسمٰعیلی نے وصل کیا۔

بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ۔

۵۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ، وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ، وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَّ الْحَدِيثَ فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ، لَمْ يَزَلْ مَعَكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ۔ ذَاكَ شَيْطَانٌ۔

باب سورہ بقرہ کی فضیلت کا بیان

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے سلیمان بن مہران سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزید نخعی سے۔ انہوں نے ابومسعود انصاری سے۔ انہوں نے آنحضرت صلعم سے۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص سورہ بقرہ کی دو آیتیں پڑھے ع۱ اور ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے منصور بن معتمر سے۔ انہوں نے عبدالرحمن بن یزید نخعی سے۔ انہوں نے ابومسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جو شخص سورہ بقرہ کی اخیر والی دو آیتیں رات کو پڑھ لے۔ تو اس کو (ہر آفت سے بچانے کیلئے) کافی ہوں ف اور عثمان بن ہیثم نے کہا ف۲ ہم سے عوف بن ابی جمیلہ نے بیان کیا۔ انہوں نے محمد بن سیرین سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرتؐ نے مجھ کو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مقرر فرمایا۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ وہ لپ بھر بھر کر اسمیں سے (کھجوریں) لینے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ میں نے کہا۔ میں تجھ کو آنحضرتؐ کے پاس لیجاؤنگا۔ چھوڑوں گا نہیں) پھر پورا قصہ بیان کیا ف۳ اس نے کہا ابوہریرہ جب تو سونے کیلئے بچھونے پر جائے۔ تو آیۃ الکرسی پڑھ لے صبح تک اللہ کیطرف سے تجھ پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر رہے گا۔ اور تیرے پاس شیطان نہ پھٹکنے پائے گا اور ابوہریرہؓ نے یہ بات آنحضرتؐ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ گو وہ بڑا جھوٹا ہے مگر یہ بات اس نے سچ کہی یہ شیطان تھا۔

ف بعضوں نے کہا۔ رات کے قیام کے بدل کافی ہو جائیں گے۔ یعنی تہجد کا ثواب اس کو مل جائیگا۔ ف۲ اس کو

اسمٰعیلی اور ابونعیم نے وصل کیا۔ ۳ یہ قصہ کتاب الوکالت میں گزر چکا ہے۔ پہلے دن ابوہریرہؓ نے اسکی عاجزی اور محتاجی پر رحم کر کے اس کو چھوڑ دیا۔ کہنے لگا میں بال بچے والا ہوں۔ بہت محتاج ہوں۔ دوسرے دن پھر آیا۔ اور کھجوریں چرانے لگا۔ ابوہریرہؓ نے پکڑا۔ تو عاجزی کرنے لگا۔ انھوں نے چھوڑ دیا۔ تیسرے دن پھر آیا۔ پھر چرانے لگا۔ تب تو ابوہریرہؓ نے کہا۔ اب میں تجھ کو چھوڑنے والا نہیں۔ اس نے بہت عاجزی کی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی بتلائی۔ ۴ باقی حدیث شریف آگے مذکور ہوتی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْكَهْفِ۔

باب سورۂ کہف کی فضیلت کا بیان۔

۵۳۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ۔

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زہیر نے کہا ہم سے ابو اسحاق نے۔ انھوں نے براء بن عازبؓ سے۔ انھوں نے کہا۔ ایک شخص (اُسید بن حضیر) سورۂ کہف پڑھ رہے تھے۔ اُن کے پاس ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ ایک ابر اُوپر سے آیا اور گھوڑے کو ڈھانک لیا۔ وہ ابر برابر نزدیک آتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ گھوڑا اس کو دیکھ کر بھڑکنے لگا۔ صبح ہوئی۔ تو اس شخص نے آنحضرتؐ سے یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ سکینہ تھا۔ جو قرآن کی تلاوت کیوجہ سے اترا تھا۔ ف

ف حضرت علیؓ نے کہا سکینہ ایک روح ہے۔ اڑنے والی۔ اس کا چہرہ آدمی کیطرح ہے۔

بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْفَتْحِ۔

باب: سورۂ انا فتحنا کی فضیلت کا بیان

۵۳۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ

ہم سے اسمٰعیل بن اُویس نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے امام مالک رحمہ نے۔ انھوں نے زید بن اسلم سے۔ انھوں نے اپنے والد اسلمؓ سے۔ انھوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک سفر میں چل رہے تھے حضرت عمرؓ بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلے جا رہے تھے اتنے میں حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ سے کچھ پوچھا۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ (خاموش رہے) پھر انھوں نے پوچھا۔ تب بھی جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا۔ تو بھی جواب نہ دیا۔ حضرت

فَقَالَ عُمَرُ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، نَزَرْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ، قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي حَتّٰى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ، قَالَ: فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ- إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا-

عمرؓ (اپنے تئیں کوسنے لگے) کہنے لگے تیری ماں تجھ پر روئے۔ (تو مر جائے) تو نے تین بار آنحضرتؐ سے عاجزی کے ساتھ عرض کیا۔ لیکن ایک بار بھی آپؐ نے جواب نہ دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے (غصے میں آکر) میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی۔ اور آگے بڑھ گیا۔ (آپؐ کے برابر چلنا چھوڑ دیا)۔ مگر (دل میں) ڈر رہا تھا۔ اس حرکت پر میرے لئے قرآن میں کیا اترتا ہے۔ اتنے میں ایک نامعلوم پکارنے والے نے پکارا۔ (عمرؓ کہاں ہیں عمرؓ کہاں ہیں) جب تو مجھ کو پورا ڈر ہو گیا۔ میرے باب میں کچھ قرآن ضرور اترا خیر میں آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا۔ (آپؐ نے جواب دیا) فرمایا۔ اس رات میں مجھ پر ایک سورت اتری ہے۔ وہ مجھ کو اُن سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج کی روشنی پہنچتی ہے یعنی ساری دنیا کی چیزوں سے مجھ کو زیادہ پسند ہے۔ (بعد اس کے آپؐ نے یہ سورت پڑھی۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔ اخیر تک

بَابُ فَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

فِيهِ عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-

باب:۔ قل ھو اللہ احد کی فضیلت کا بیان

اس باب میں عمرہ کی حدیث حضرت عائشہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے ‎؎

۵۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ- قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ- يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے۔ انہوں نے اپنے والد عبداللہ سے۔ انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے کہ ایک شخص ابوسعید خدری نے دوسرے شخص (قتادہ بن نعمان اپنے ماں جائے بھائی) کو دیکھا وہ رات کو قل ہو اللہ بار بار پڑھ رہا ہے۔ وہ شخص صبح کو آنحضرتؐ کے

وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، وَزَادَ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ مِنَ السَّحَرِ. قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَحْوَهُ۔

پاس آیا۔ اور آپ سے بیان کیا۔ کہ فلاں شخص کو میں نے بار بار قل ہو اللہ پڑھتے دیکھا گویا اس نے سمجھا کہ اسمیں کچھ بڑا ثواب نہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے ف۱ اور ابو معمر (عبداللہ بن عمرو منقری) نے اتنا زیادہ کیا ف۲ ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے بیان کیا۔ انہوں نے مالک بن انس رضہ سے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے ابوسعید خدری رضہ سے۔ انہوں نے کہا مجھ کو میرے ماں جائے بھائی قتادہ بن نعمان نے خبر دی۔ کہ ایک شخص آنحضرتؐ کے زمانہ میں پچھلی رات سے اُٹھا۔ اور قل ہو اللہ احد پڑھتا رہا (بس یہی سورت بار بار پڑھا کیا)۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر ویسی ہی حدیث بیان کی۔ جو اُوپر گزری

ف۱ یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی۔ اسمیں یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کو فوج کا سردار بنا کر بھیجا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا۔ اور ہر رکعت میں قرأت قل ہو اللہ احد پر ختم کرتا۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر فرمایا۔ اس سے کہہ دو۔ کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ قل ہو اللہ احد کی محبت نے تجھ کو بہشت میں داخل کر دیا اور تیسری حدیث میں ہے۔ جو شخص سوتے وقت سو بار قل ہو اللہ احد پڑھ لیا کرے۔ قیامت کے دن پروردگار اس سے فرمائے گا۔ میرے بہشت میں جا۔ وہ تیرے داہنے طرف ہے۔ ف۲۔ تو تین بار قل ہو اللہ پڑھنے میں سارے قرآن پڑھنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ سبحان اللہ! یہ عجب پیاری سورت ہے۔ اس میں ہمارے شاہ کی بہت عمدہ عمدہ صفتیں مذکور ہیں۔ مشرکین اور نصاریٰ اور بدھ وغیرہ سب کا رد ہے۔ سچے خدا کی پہچان اس سورت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور توحید جو ایمان کا اصل الاصول ہے۔ اس سورت سے مضبوط ہوتی ہے۔ ف۳ اس کو امام نسائی نے وصل کیا۔

---

٥٣٤ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِيُّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ کہا ہم سے ابراہیم نخعی اور ضحاک بن شراحیل مشرقی نے۔ انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ

قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ؟ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: أَيُّنَا يُطِيقُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ، ثُلُثُ الْقُرْآنِ. قَالَ الْفِرَبْرِيُّ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ ابْنَ أَبِي حَاتِمٍ، وَرَّاقَ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: مُرْسَلٌ، وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِيِّ مُسْنَدٌ۔

سے فرمایا۔ کیا تم میں کوئی یہ بھی نہیں کر سکتا کہ رات کو تہائی حصہ قرآن پڑھ لیا کرے۔ لوگوں کو یہ مشکل ہوا کہنے لگے۔ بھلا تہائی قرآن (ہر رات کو) کون پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ الواحد الصمد (یعنی قل ہو اللہ احد) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ محمد بن یوسف فربری نے کہا ف میں نے ابوجعفر محمد بن ابی حاتم سے سنا۔ جو امام بخاریؒ کے کاتب منشی تھے۔ وہ کہتے تھے امام بخاریؒ نے کہا۔ ابراہیم نخعی کی روایت ابوسعید خدری سے منقطع ہے۔ (ابراہیم نے ابوسعید سے نہیں سنا لیکن ضحاک مشرقی کی روایت ابوسعید سے متصل ہے ف۲

ف۱: جو امام بخاریؒ کے شاگرد تھے۔ ف۲: اسی لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنے صحیح میں نکالا۔ اگر یہ حدیث صرف ابراہیم نخعی کے طریق سے مروی ہوتی۔ تو امام بخاریؒ اس کو نہ لاتے۔ کیونکہ وہ منقطع ہے امام بخاریؒ اور اکثر اہل الحدیث منقطع کو مرسل اور متصل کو مسند کہتے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ۔

باب: معوذات سورہ اخلاص، فلق، ناس کی فضیلت کا بیان

۵۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا ہم سے امام مالکؒ نے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذات سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے (اس طرح کہ ہوا کے ساتھ کچھ تھوک بھی نکلتا۔) جب (موت کی بیماری میں) آپکی علالت سخت ہوگئی۔ تو میں برکت کے خیال سے یہ سورتیں پڑھ کر آپ کا ہاتھ آپ کے بدن پر پھیرتی۔

۵۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے مفضل بن فضالہ نے۔ انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے عروہ سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی

وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا آوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا. فَقَرَأَ فِيهِمَا. قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. وَ. قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. وَ. قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

اللہ علیہ وسلم ہر رات کو جب (سونے کے لئے) اپنے بچھونے پر جاتے۔ تو دونوں ہتھیلیاں ملا کر اُن میں پھونکتے۔ اور یہ سورتیں پڑھتے۔ قل ہو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس پھر اپنے سارے بدن پر جہاں تک ہو سکتا۔ ان کو پھرتے۔ پہلے سر اور چہرۂ اطہر پر ہاتھ پھیرتے۔ اور سامنے کے بدن پر تین بار ایسا ہی کرتے۔

بَابُ نُزُولِ السَّكِينَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَسَكَنَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا

باب:۔ قرآن شریف پڑھتے وقت سکینہ اور فرشتوں کا نازل ہونا۔ اور لیث بن سعد نے کہا۔ مجھ سے یزید بن ہاد نے بیان کیا۔ انہوں نے محمد بن ابراہیم سے۔ انہوں نے اُسید بن حضیر سے۔ وہ رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے۔ اُن کا گھوڑا پاس بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بھڑکنے لگا۔ اُسیدؓ خاموش ہو رہے۔ (قرأت چھوڑ دی) تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ تو پھر گھوڑا چمکا۔ پھر چپ ہو گئے۔ تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر پڑھنا شروع کیا۔ تو پھر گھوڑا بگڑا۔ جب تو انہوں نے اپنے لڑکے یحییٰ کو سنبھالا۔ وہ گھوڑے کے قریب تھا۔ ڈرے کہ کہیں اس کو صدمہ نہ پہنچے۔ اپنے پاس گھسیٹ لیا۔ اور آسمان کیطرف نگاہ کی۔ (ایک سائبان کیطرح چیز دکھلائی دی) اسی کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئی۔ (اُوپر کو چڑھ گئی)۔ صبح کو اُسیدؓ نے یہ قصہ آنحضرتؐ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اُسیدؓ! قرآن پڑھتا رہ۔ قرآن پڑھتا رہ (یہ جو تجھ پر گزرا بڑا عمدہ واقعہ ہے) اُسیدؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میں ڈر گیا۔ کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ ڈالے۔ وہ بالکل گھوڑے کے قریب پڑا تھا۔ اور سر اٹھا کر ادھر خیال کیا۔ پھر میں نے

مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا، قَالَ: وَتَدْرِي مَاذَاكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا، لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ قَالَ: ابْنُ الْهَادِ: وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَبَّابٍ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ دیکھا۔ تو سائبان کی طرح کچھ معلوم ہوا۔ اس میں جیسے چراغ روشن ہیں۔ پھر میں باہر آیا یہاں تک کہ وہ نظر سے غائب ہو گیا ؎ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اُسید تو جانتا ہے۔ یہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ فرشتے تھے۔ جو تمہاری آواز سُن کر قریب آگئے تھے ؎ اور اگر تو قرآن پڑھتا رہتا۔ تو صبح کو اُن فرشتوں کو دوسرے لوگ بھی دیکھ لیتے۔ وہ ان کی نظر سے غائب نہ ہوتے ابن ھاد نے کہا ؎ مجھ سے یہ حدیث عبداللہ بن خباب نے بھی بیان کی۔ انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے۔ انہوں نے اسید بن حضیرؓ سے

ف۱ اسکو ابو عبید نے فضائل القرآن میں وصل کیا۔ ف۲ یہ فخرجت کا ترجمہ ہے۔ جو امام بخاریؒ کی روایت ہے۔ اور صحیح وہ ہے۔ جو امام مسلم کی روایت میں ہے۔ فعرجت الی السماء یعنی پھر وہ آسمان کیطرف چڑھ گیا۔ اور نظر سے غائب ہو گیا۔ ف۳ اُسیدؓ بہت خوش آواز تھے۔ ف۴ اس کو ابو نعیم نے وصل کیا۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ

باب:۔ جو قرآن شریف اب مصحف میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بس یہی چھوڑا تھا۔ ف

۵۳۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ: أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ: وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے عبدالعزیز بن رفیع سے۔ انہوں نے کہا۔ میں اور شداد بن معقل دونوں عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ شداد بن معقلؒ نے اُن سے پوچھا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد (اس قرآن کے سوا) اور بھی کچھ قرآن چھوڑا! انہوں نے کہا نہیں۔ بس یہی قرآن چھوڑا۔ جو دو دفتیوں کے بیچ میں ہے ابن رفیع نے کہا۔ اور ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے۔ جو حضرت علیؓ کے صاحبزادے تھے) اُن سے بھی یہی پوچھا۔ انہوں نے کہا سوا اس قرآن کے جو دو دفتیوں کے بیچ میں ہے۔ اور کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں چھوڑا ؎

ف اس کے سوا اور کچھ قرآن آپ نے نہیں سکھلایا تھا۔ اس ترجمۃ الباب سے انکار مقصود ہے جو کہتے ہیں۔ قرآن پورا نہیں ہے کئی سورتیں حضرت علیؓ اور اہلبیت کی فضیلت میں اتری تھیں۔ وہ معاذ اللہ! صحابہؓ نے نکال ڈالیں۔ اور ایک اکو بیوقوف نے ایک سورت ان میں سے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔ جس کا نام سورۂ علی رکھا ہے۔ اسکا شروع یہ ہے یاایھا الذین آمنوا آمنوا بالنورین انزلناھما یتلوان علیکم آیاتی و یحذرانکم عذاب یوم عظیم الخ معاذ اللہ یہ ساری سورت مہمل اور رکیک ہے۔ جس کے دیکھنے سے بادیٔ النظر میں معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی بیوقوف کی تراشی ہوئی ہے اور تعجب تو ان درویشوں پر ہوتا ہے جنہوں نے اہلسنت والجماعت ہونے کا دعویٰ کر کے پھر اس سورت کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اس کو حدیث قدسی قرار دیا ہے۔ کیا خوب! خدا تعالےٰ ایسے جاہل درویشوں سے پناہ میں رکھے۔

ف۲ امام بخاریؒ نے یہ دونوں اثر لا کر رافضیوں کا رد کیا۔ جو کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں صاف صاف حضرت علیؓ کی امامت کا حکم اترا تھا۔ مگر یہ آیتیں صحابہؓ نے نکال ڈالیں جب عبداللہ بن عباسؓ کو جو آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی تھے اور محمد بن حنفیہ کو جو حضرت علیؓ کے صاحبزادے تھے۔ ان باتوں کی خبر نہ ہو تو اور لوگوں کو کیسے ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ رافضیوں کا گمان غلط ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ۔ باب: قرآن شریف کی فضیلت دوسری کلاموں پر۔ ف۱

۵۳۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ فِيهَا: وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا۔

ہم سے ابو خالد ہدبہ بن خالد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے۔ کہا ہم سے قتادہ نے۔ کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے۔ انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جو مومن قرآن کا قاری ہے۔ اس کی مثال ترنج (میٹھے لیموں بتی) کی سی ہے۔ خوشبو بھی اچھی اور مزہ بھی اچھا۔ اور جو مومن قرآن کا قاری نہیں ہے۔ اسکی مثال اس کھجور کی سی ہے جس کا مزہ عمدہ لیکن اس میں خوشبو نہیں ہے۔ اور جو شخص بدکار ہے لیکن قرآن شریف کا قاری ہے۔ اسکی مثال ریحان (خوشبودار سبزہ) کی سی ہے۔ بُو تو اچھی۔ مگر مزا کڑوا۔ اور جو شخص بدکار ہے اور قرآن شریف کا قاری بھی نہیں ہے۔ اس کی مثال تو اندرائن کے پھل کی سی ہے (اکم بخت) مزا بھی کڑوا اور خوشبو بھی ندارد۔ ف۲

ف۱ یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث سے نکلتا ہے جس کو ترمذی نے ابوسعید خدری سے نکالا۔ اسمیں یوں ہے۔ کہ اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے۔ جیسے اللہ کی فضیلت دوسری مخلوقات پر۔ ف۲ اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا۔ کہ قاری کی فضیلت اس میں مذکور ہے۔ اور یہ فضیلت قرآن شریف کی وجہ ہی سے ہے۔ تو قرآن شریف کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۵۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى، ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، قَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً، قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَذَاكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ شِئْتُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے۔ انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کا دنیا میں رہنا۔ اگلی امتوں کے رہنے کی نسبت ایسا ہے۔ جیسے عصر کی نماز سے لے کر سورج ڈوبنے تک وااور تمہاری مثال اور یہود اور نصاریٰ کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی شخص نے چند آدمیوں کو مزدوری پر لگایا۔ اور یہ کہا۔ (صبح سے) دوپہر دن تک کون کام کرتا ہے۔ اس کو ایک قیراط ملے گا یہود نے دوپہر دن تک کام کیا۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ ---- اب دوپہر دن سے عصر کے وقت تک کون کام کرتا ہے (اس کو ایک ایک قیراط ملیگا) انصاری نے عصر تک کام کیا۔ اس کے بعد کہنے لگا عصر سے مغرب تک کون کام کرتا ہے۔ اسکو دو دو قیراط ملیں گے۔ تو تم مسلمانوں نے عصر سے مغرب تک کام کیا۔ اور دو دو قیراط کمائے۔ یہود اور نصاریٰ (قیامت کے دن کہیں گے) کام تو ہم نے یعنی یہود اور نصاریٰ دونوں نے مل کر) زیادہ کیا۔ (صبح سے لے کر عصر تک ف۱) اور مزدوری کم ملی ف اللہ تعالےٰ فرمائیگا۔ (اسمیں تمہارا کیا اجارہ ہے) میں نے جو تمہاری مزدوری ٹھہرائی تھی۔ اس میں سے تو کچھ دبا نہیں رکھی۔ (پوری دیدی) وہ کہیں گے بیشک (جو مزدوری ٹھہری تھی وہ تو مل گئی) پھر اللہ تعالےٰ

فرمائیگا یہ تو میرا فضل ہے جس پر چاہتا ہوں۔ کرتا ہوں۔

ف مطلب یہ ہے کہ ان امتوں کی عمریں بہت تھیں۔ اور تمہاری چھوٹی ہیں۔ اگلی امتوں کی عمر گویا طلوع آفتاب سے عصر تک ٹھہری اور تمہاری عصر سے لے کر مغرب تک جو اگلے وقت کی ایک چوتھائی ہے۔ ف۲ کام زیادہ کرنے سے یہود اور نصاریٰ کا مجموعی وقت مراد ہے۔ یعنی صبح سے لیکر عصر تک یہ اسوقت سے کہیں زائد ہے۔ جو عصر سے لیکر مغرب تک ہوتا ہے۔ اب حنفیہ کا استدلال اس حدیث سے کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل تک رہتا ہے پورا نہ ہوگا۔ ف۳ دونوں کی مزدوری ملاکر دو قیراط ہوئی ہر ایک کو ایک ایک قیراط اور یہاں ہر مسلمان کو دو دو قیراط ملے۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

٥٤٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى: أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصِ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ۔

باب:۔ قرآن شریف پر عمل کرنے کی وصیت کرنا۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے وصل کیا کہا ہم سے مالک بن مغول نے کہا ہم سے طلحہ بن مصرف نے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (وفات کیوقت) وصیت کی انہوں نے کہا۔ نہیں ف میں نے کہا۔ قرآن میں تو وصیت کرنا لوگوں پر فرض ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں فرمائی (یہ کیسے ہوسکتا ہے) انہوں نے کہا۔ آپنے اللہ کی کتاب پر چلتے رہنے کی وصیت کی۔

ف:۔ وصیت کی نفی سے یہ مُراد ہے۔ کہ مال یا دولت یا دنیا کے امور میں یا خلافت کے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی۔ اور اثبات سے یہ مُراد ہے۔ کہ قرآن پر عمل کرتے رہنے کی یا اسکی تعلیم اور تعلّم یا دشمن کے ملک میں نہ لے جانے کی وصیت کی۔ تو دونوں فقروں میں تناقض نہ رہیگا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى۔ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ۔

٥٤١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

باب:۔ جو شخص قرآن کو دیکھ کر دوسری کتابوں سے بے پرواہ نہ ہو ف یا قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتب الخ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا۔ کہا مجھ سے لیث بن سعد نے۔ انہوں نے عقیل سے۔ انہوں نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی۔ انہوں نے ابوہریرہ رضہ سے۔ وہ کہتے تھے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِنَبِيٍّ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ، وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ۔

اللہ تعالےٰ اتنا متوجہ ہوکر کسی چیز کو نہیں سنتا۔ جتنا قرآن کیطرف متوجہ ہوکر سنتا ہے۔ جب پیغمبر ۲ اسکو خوش آوازی کے ساتھ پڑھتا ہے ۳ ابوسلمہ راوی کا ایک دوست (عبدالحمید بن عبدالرحمن) کہتا تھا۔ اس حدیث میں یَتَغَنّیٰ بالقرآن سے یہ مراد ہے کہ پکار کر اسکو پڑھے۔ اچھی آواز سے

ف یعنی قرآن پر قناعت نہ کرے۔ اور خواہ مخواہ بے ضرورت یہود و نصاریٰ یا دوسرے مذہب والوں کی یا تاریخ کی کتابیں دیکھتا رہے۔ بعضوں نے کہا۔ لم یتغن سے یہ مراد ہے۔ کہ قرآن کو نعمتِ عظمیٰ سمجھ کر اس کی وجہ سے غنی اور بے پرواہ نہ رہے۔ بلکہ دنیاداروں کی خوش آمد کرے۔ اُن سے اپنی احتیاج بیان کرے۔ بعضوں نے کہا۔ قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے۔ ف۲ طبری نے یحییٰ بن جعفر سے نکالا۔ کچھ مسلمان اگلی کتابیں جو یہود سے حاصل کی تھیں لیکر آئے آنحضرتؐ نے فرمایا یہ لوگ کیسے بیوقوف ہیں ان کا پیغمبر جو کتاب لایا اس کو چھوڑ کر دوسری کتابیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسوقت یہ آیت اتری۔ ف۳ خوش آوازی سے قرآن کا پڑھنا مسنون ہے۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ متوسط آواز سے خوش آوازی سے۔ یہ مراد نہیں۔ کہ گانوں کیطرح پڑھے۔ مالکیہ نے اس کو حرام کہا ہے۔ اور شافعیہ اور حنفیہ نے مکروہ رکھا ہے۔ لیکن ابن بطال نے ایک جماعت صحابہ اور تابعین سے اسکا جواز نقل کیا۔ حافظ نے کہا۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ حرف کے نکالنے میں خلل نہ آئے اگر حروف میں تغیر آجائے تو بالاجماع حرام ہے۔

---

٥٤٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِنَبِيٍّ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ، قَالَ سُفْيَانُ: تَفْسِيرُهُ يَسْتَغْنِي بِهِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہؒ نے۔ انہوں نے زہری سے۔ انہوں ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اتنی توجہ کے ساتھ کوئی بات نہیں سنتا۔ جتنی توجہ سے قرآن پیغمبر کے منہ سے سنتا ہے۔ جب وہ تغنّی کیساتھ پڑھے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا تغنّی سے مراد یہ ہے۔ کہ قرآن پر قناعت کرے۔ (اب دوسری کتابوں یا دنیا کے مال و دولت کی۔ اسکو پرواہ نہ رہے)

بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ۔

باب ۔ قرآن شریف پڑھنے والے پر رشک کرنا۔ ف

٥٤٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ۔

بیان کیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے صرف دو شخصوں پر رشک ہو سکتا ہے۔ ایک تو وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو۔ وہ راتوں کو بھی اسکو پڑھا کرتا ہو۔ (دن کو بھی) دوسرے وہ شخص جس کو اللہ نے (حلال) مال دیا ہے۔ وہ رات دن محتاجوں پر خیرات کرتا رہتا ہے۔

ف اس کی تفسیر کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔ یعنے دوسرے کو جو نعمت اللہ نے دی اسکی آرزو کرنا یہ درست ہے حسد درست نہیں وہ یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے۔

۵۴۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ۔

ہم سے علی بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے روح بن عبادہ نے۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے سلیمان بن مہران اعمش سے کہا میں نے ذکوان سے سنا انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ دو آدمیوں پر فقط رشک ہو سکتا ہے۔ ایک تو اس شخص پر جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھلا دیا۔ وہ رات میں اور دن میں اسکو پڑھتا رہتا ہے۔ اس کا ہمسایہ یوں رشک کر سکتا ہے کاش مجھ کو بھی قرآن اس شخص کیطرح یاد ہوتا تو میں بھی اس کی طرح کرتا رہتا۔ (پڑھتا رہتا) دوسرے اس شخص پر جس کو اللہ تعالےٰ نے (حلال) مال عنایت فرمایا وہ اس کو اچھے کاموں میں خرچ کرتا رہتا ہے اس پر کوئی شخص یوں رشک کر سکتا ہے کاش مجھ کو بھی ایسی ہی دولت ملتی تو میں بھی اسکی طرح کرتا اللہ کی راہ میں نیک کاموں میں خرچ کرتا ؎ ف

ف اب اس بندے پر جسکو اللہ نے دونوں باتیں عنایت فرمائی ہوں۔ یعنی قرآن اور حدیث کا علم دیا ہو۔ اور دولت بھی دی ہو کتنا کچھ رشک ہوگا دنیا میں مالدار لوگ بہت ہوتے ہیں ایسے مالدار پر جو قارون وقت ہو یا اپنی دولت نیک کاموں پر خرچ نہ کرتا ہو۔ بلکہ لہو ولعب میں اس پر رشک کرنے کا کوئی موقعہ نہیں۔ اللہ ایسی دولت نہ دے جو آخرت میں بوجھ ہو۔ یا دنیا میں لوگ منحوس سمجھیں۔ دولت وہی کام کی ہے۔ جو نیک کاموں میں خرچ ہو رہی ہے ہمارے زمانہ میں جو مالدار مسلمان ہیں۔ ان کو اپنا پیسہ بھی فضول اور بے کار کاموں میں خرچ نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ عمدہ اور

مفید کاموں میں اپنی دولت کو لگانا چاہئیے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کو جو سب سے زیادہ ضروری کام درپیش ہیں وہ یہ ہیں (۱) دینی مدارس قائم کرنا۔ (۲) صنعت وحرفت وتجارت اور زراعت کی تعلیم دلانا۔ (۳) اسلام کی اشاعت کے لیے واعظوں کو مقرر کرنا۔ (۴) قرآن اور حدیث کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کرا کر یہ کتابیں مفت یا کم قیمت پر لوگوں کو تقسیم کرنا (۵) مسلمان لاوارث بچوں کی خبرگیری اور ان کی پرورش اور دینی تعلیم کا بندوبست کرنا۔ (۶) مسلمان بیوا‌ؤں اور معذوروں کی پرورش کا انتظام کرنا۔ یہ بہت ضروری ہیں۔ پہلے ان کو پورا کرنا چاہئیے۔ زیادہ مسجدوں اور سراؤں اور پلوں کے بنانے کی اسوقت ضرورت نہیں۔ یا اللہ مسلمانوں کو توفیق دے۔

بَابٌ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔

۵۴۵۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ: سَمِعْتُ سَعْدَ ابْنَ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ، قَالَ: وَأَقْرَأَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتَّى كَانَ الْحَجَّاجُ، قَالَ: وَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هَذَا۔

باب: جو شخص قرآن شریف سیکھتا ہے یا سکھاتا ہے اس کا درجہ سب سے زیادہ ہے۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ کو علقمہ بن مرثد حضرمی نے خبر دی کہ میں نے سعد بن عبیدہ سے سنا۔ انہوں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضؓ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ تم میں بہتر وہ شخص ہے۔ جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔ سعد بن عبیدہ کہتے ہیں۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی نے حضرت عثمانؓ کی خلافت میں لوگوں کو قرآن شریف پڑھایا حجاج بن یوسف کی حکومت کے زمانہ تک۔ ابو عبدالرحمٰنؒ کہا کرتے تھے میں جو اس جگہ بیٹھ رہا ہوں۔ (جہاں قرآن پڑھایا کرتا ہوں۔ دوسرا کوئی دھندا نہیں کرتا) تو صرف اس حدیث شریف کی وجہ سے۔ ف

ف: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں بہتر وہ شخص ہے۔ جو قرآن شریف سیکھے اور سکھلائے قرآن سیکھنے سے صرف یہ مراد نہیں ہے۔ کہ اس کے الفاظ پڑھنا سیکھ لے۔ بلکہ الفاظ کو صحت کے ساتھ سیکھے پھر ان کے معنی سیکھے۔ پھر مطلب اور شان نزول وغیرہ غرض حدیث اور قرآن یہی دو علم دین کے ہیں جو شخص ان کی تعلیم اور تعلم میں مصروف رہے۔ اسکا درجہ سب مسلمانوں سے بڑھ کر ہے۔ مولانا فضل الرحمان صاحب فرماتے تھے اگر کوئی شخص رات بھر عبادت کرتا رہے۔ یعنی اذکار اور نوافل میں مشغول رہے۔ وہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو رات کو ایک گھنٹہ بھی قرآن شریف کے الفاظ، مطالب اور معانی کی تحقیق میں اپنا وقت صرف کرے حقیقت میں

علم ساری نیکیوں کی جڑ ہے۔ اور علم ہی پر ساری درویشی اور زہد کا مدار ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو کبھی اپنا ولی نہیں بنایا۔ جاہل سے مراد وہی شخص ہے۔ جس کو بقدرِ ضرورت بھی قرآن اور حدیث کا علم نہ ہو۔

---

٥٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوریؒ نے۔ انہوں نے علقمہ بن مرثد سے۔ انہوں نے ابوعبدالرحمن سلمی سے۔ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں افضل (بزرگی والا) وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔ (پڑھے اور پڑھائے)

---

٥٤٧ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا، قَالَ: أَعْطِهَا ثَوْبًا، قَالَ: لَا أَجِدُ، قَالَ: أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَاعْتَلَّ لَهُ، فَقَالَ: مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ،

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے۔ انہوں نے ابوحازم سے۔ انہوں نے سہل بن سعد سے۔ انہوں نے کہا۔ ایک عورت (خولہ یا ام شریک یا میمونہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہنے لگی میں نے اپنے تئیں اللہ اور رسولؐ کو بخشدیا۔ (اللہ کے رسولؐ مجھ سے جس طرح چاہیں فائدہ اٹھائیں) آپؐ نے فرمایا۔ اب مجھ کو تو (زیادہ) عورتوں کی احتیاج نہیں ہے۔ اس پر ایک شخص (نام نامعلوم) کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ میرا نکاح اس سے کر دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اچھا کچھ کپڑا (مہر کے طور پر) اسکو دے اس نے کہا۔ کپڑا تو میرے پاس نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی چیز تو مہر کے طور پر دے۔ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ اس نے اسمیں بھی عذر کیا۔ (یہ بھی مجھ کو میسر نہیں) آپؐ نے فرمایا۔ اچھا تجھے کچھ قرآن یاد ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ انہی سورتوں کے بدل میں نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا۔

ف تو یہ سورتیں اس عورت کو سکھلا دے بس یہی مہر ہے اس حدیث شریف کی بحث انشاء اللہ آگے کتاب النکاح میں آئیگی اور باب کا مطلب اس سے یوں نکلتا ہے کہ آپؐ نے قرآن کی عظمت اسطرح ظاہر کی کہ

وہ دنیا میں بھی مال و دولت کے قائم مقام ہے اور آخرت کی عظمت تو ظاہر ہے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ۔

٥٤٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا، فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا، فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ: انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي، قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ، إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ

باب: قرآن کو یاد سے (بن دیکھے) پڑھنے کی فضیلت

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمٰن نے۔ انہوں نے ابو حازم (سلمہ بن دینار سے)۔ انہوں نے سہل بن سعد سے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ کہنے لگی۔ یا رسول اللہ! میں اس لئے آئی ہوں کہ میں اپنے تئیں آپ کو بخش دوں۔ آپ جس طرح چاہیں مجھ میں تصرف کیجئے۔ آپ نے آنکھ اٹھا کر اسکو دیکھا۔ اوپر نیچے پھر سر جھکا لیا۔ (آپکے مزاج میں شرم اور مروت بیحد تھی۔ شرم سے کچھ فرما نہ سکے۔ صاف انکار بھی عورت کی دل شکنی کیوجہ سے نہیں کیا۔ جب عورت نے دیکھا۔ کہ آپ نے اسکے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا (اسکو قبول فرماتے ہیں یا نہیں۔) تو وہ بیٹھ گئی۔ اتنے میں آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص کھڑا ہوا (نام نامعلوم) کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس عورت کی خواہش نہیں ہے۔ تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے پاس کچھ دینے کو ہے۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ پروردگار کی قسم! میرے پاس تو دینے کو کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے عزیزوں کے پاس جا۔ تلاش کر۔ کچھ تو بھی لیکر آ۔ وہ گیا۔ اور خالی ہاتھ لوٹ آیا۔ کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! مجھ کو تو کوئی چیز نہیں ملی۔ (جو میں اس عورت کو مہر کے طور پر دوں) آپ نے فرمایا۔ جا دیکھ بھال اور نہیں تو لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گیا۔ پھر لوٹ کر آیا۔ کہنے لگا۔ بخدا یا رسول اللہ! مجھے تو لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہ مل سکی۔ البتہ یہ تہبند (جس کو میں باندھے ہوں) میرے پاس ہے۔ میں اس کو مہر کے طور پر دے سکتا ہوں۔ سہلؓ

فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهٗ، ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِيَ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ؟ قَالَ: مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا، قَالَ: اَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اِذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

نے کہا۔ اس شخص کے پاس چادر بھی نہ تھی وہ کہنے لگے یہی لنگی آدھی پھاڑ کر اس عورت کو مہر میں دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ یہ لنگی کیا کام آئیگی۔ اگر تو اسکو پہنے تو عورت ننگی رہیگی عورت اسکو پہنے۔ تو تُو ننگا رہیگا۔ یہ سُن کر وہ مرد بھی بیٹھ گیا۔ دیر تک خاموش ناامید ہوکر بیٹھا رہا۔ اس کے بعد کھڑا ہوا۔ آنحضرتؐ نے دیکھا۔ وہ پیٹھ موڑ کر جا رہا ہے آپ نے حکم دیا وہ پھر بلایا گیا جب حاضر ہوا۔ تو آپ نے پوچھا۔ تجھے کچھ قرآن یاد ہے۔ کہنے لگا۔ جی ہاں، فلانی فلانی سورت یاد ہے کئی سورتیں اُس نے شمار کیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو ان کو یاد سے پڑھ سکتا ہے کہنے لگا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ جا۔ میں نے یہ عورت اس قرآن کے بدل تیرے نکاح میں دی۔ جو تجھ کو یاد ہے۔

ف یہ آنحضرتؐ کے لئے خاص حکم اللہ تعالے نے دیا تھا۔ کہ جو عورت اپنے تئیں آپ کو ہبہ کردے۔ تو ہبہ کر دینے سے نکاح منعقد ہو جاتا اور وہ عورت آپ پر حلال ہو جاتی۔ وے صرف ایک لنگی تھی جس کو باندھے تھا۔ سبحان اللہ! فقیری اور درویشی اس کو کہتے ہیں۔ نہ یہ کہ جیسی فقیری اور درویشی ہمارے زمانہ میں رہ گئی ہے۔ نام رکھ لیا شاہ صاحب۔ عارف طریقت، واقف حقیقت، قطب زماں، غوث اواں، قیوم دوراں اور دنیا طلبی میں دنیا داراں رات دن دنیا داروں کے گھر پر موجود، مقدمات چلانے میں استاد زمانہ بھر کے کائیاں کسی مالدار رئیس کو مرید کرنے کی کسی امیر کو معتقد بنانے کی فکر میں مصروف کوئی شاہ صاحب اسی امید ہی سے اپنی زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔ کہ اب فلاں نواب۔ فلاں راجہ، فلاں امیر ہمارے پاس آتے ہیں۔ انکے آنے کے خیال میں مشغول رہتے ہیں۔ ہر دم یہی تعلق رہتا ہے۔ کاش! نظام دکن ہمارے پاس آجائیں۔ کاش اُودھ ایک بار یہاں تشریف فرما ہو جائیں۔ یہ فقیری اور درویشی کا ہے کو ہے کھلی کھلی دوکانداری اور دغابازی ہے۔ ایسے فقیروں سے عام دنیا دار جو سیدھے طرح نماز، روزہ ادا کرتے ہیں بدرجہا بہتر ہیں۔ وہ بیچارے درویشی کے مدعی نہیں ہیں۔ اپنے تئیں دنیا دار کہتے ہیں۔ لیکن دغاباز، جو فروش، گندم نما فقیر تو فقیری کو بدنام کرنے والے اور اس بھیس میں لوگوں کو دھوکا دیکر دنیا اکٹھی کرنے والے ہیں معلوم نہیں۔ ان کا انجام کیا ہوگا کہئے جب آپ نے اپنے تئیں فقیر کہا۔ تو آپ کو ماسوا اللہ سے کیا مطلب رہا۔ نظام دکن، وزیر دکن، بادشاہ ہند، روم اور مفلس محتاج شخص دونوں فقیر کے نزدیک یکساں ہیں۔ بلکہ محتاج نیک لوگوں کے آنے سے فقیر کو خوشی ہوتی ہے بادشاہ، وزیر اور دنیاداروں کی ملاقات سے سچے فقیر نفرت کرتے ہیں گھبراتے ہیں۔ ان کے آنے کی آرزو کرنا۔ کجا۔ لاحول ولاقوة الا باللہ۔

بَابُ اسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهِ۔

باب۔ قرآن کو ہمیشہ پڑھتے اور یاد کرتے رہنا۔ ف

۵۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے ابن عمرؓ سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کریم جس کو یاد ہو۔ یا مصحف میں دیکھ کر تلاوت کرتا ہو۔ اسکی مثال اونٹ والے کی سی ہے۔ جو رسّی میں بندھے ہوں۔ اگر مالک انکی خبر گیری رکھے گا۔ انکو دیکھتا رہیگا۔ تو وہ اونٹ محفوظ رہیں گے۔ اگر چھوڑ دیگا۔ تو (رسّی وسّی تڑا کر) کہیں بھی چل دیں گے۔

ف کیونکہ اگر قران شریف کا پڑھنا چھوڑ دے گا۔ تو وہ بھول جائے گا اکثر حافظوں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ سستی کے مارے قران شریف کا پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر ساری محنت برباد ہو جاتی ہے۔ اور قرآن شریف بھول جاتے۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے۔ انہوں نے منصور سے۔ انہوں نے ابو وائلؒ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یوں کہنا برا ہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا۔ بلکہ یوں کہے۔ کہ بھلادی گئی۔ اللہ تعالےٰ نے بھلا دی ف اور قران شریف کو پڑھتے رہو۔ کیونکہ قرآن شریف آدمی کے سینے سے اونٹوں سے بھی زیادہ جلد نکل جاتا ہے۔

ف کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی بندے کے تمام افعال کا خالق ہے۔ گو بندے کیطرف بھی افعال کی نسبت کیجاتی ہے مقصود یہ ہے۔ کہ اپنی طرف نسبت دینے میں گویا اپنا اختیار جتانا ہے۔ کہ میں بھول گیا۔ اگرچہ بہت سی حدیثوں میں نسیان کی نسبت آنحضرتؐ نے اپنی طرف بھی کی ہے۔ اور قران میں ہے۔ ربنا لا تواخذنا ان نسینا۔

۵۵۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ مِثْلَهُ، تَابَعَهُ بِشْرٌ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ شُعْبَةَ

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے۔ انہوں نے منصور بن معتمر سے ایسی ہی حدیث جو اوپر بیان ہوئی۔ محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس

وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ شَقِيقٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حدیث کو بشر بن عبد اللہ نے بھی عبد اللہ بن مبارکؒ سے انہوں نے شعبہ سے روایت کیا ف اور محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس حدیث کو ابن جریج نے بھی عبدہ سے۔ انہوں نے شقیق بن سلمہؓ سے۔ انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے ایسا ہی روایت کیا۔

ف اسمٰعیلی نے بھی اسکو حیان بن موسیٰ کے طریق سے انہوں نے عبد اللہ بن مبارکؒ سے نکالا۔

۵۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواُسامہ نے۔ انہوں نے برید بن عبد اللہ سے۔ انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ سے۔ انہوں نے اپنے والد ابوموسی اشعریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف کو ہمیشہ پڑھتے رہو۔ قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قرآن شریف اس سے بھی جلد نکل بھاگتا ہے جتنا جلد اونٹ رسّی تڑا کر بھاگ جاتا ہے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ۔

باب: سواری پر قرآن شریف پڑھنا۔

۵۵۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِيَاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو ابوایاس نے خبر دی۔ انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن مغفل سے سُنا۔ وہ کہتے تھے جس دن مکہ فتح ہوا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار سورہ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ پڑھ رہے تھے۔

بَابُ تَعْلِيمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ۔

باب: بچوں کو قرآن شریف سکھانا۔ ف

۵۵۴۔ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابو عوانہ نے۔ انہوں نے ابوبشرؓ سے۔ انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ قرآن کے جس حصہ کو تم مفصل

الْمُفَصَّلُ هُوَ الْمُحْكَمُ، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ۔

کہتے ہو۔ (یعنی سورہ حجرات سے اخیر قرآن تک) وہ محکم ہے سعید بن جبیرؓ نے کہا۔ ابن عباسؓ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی۔ اس وقت میں دس برس کا تھا۔ اور محکم پڑھ چکا تھا۔ ف

ف: یہ باب لا کر امام بخاریؒ نے سعید بن جبیرؒ اور ابراہیم نخعی کا رد کیا۔ جنہوں نے اسکو مکروہ سمجھا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ قرآن کی تفسیر مجھ سے پوچھو۔ میں نے بچپنے میں قرآن یاد کر لیا تھا۔ نوویؒ نے کہا۔ سفیان بن عیینہ نے چار برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ ف محکم سے مراد وہ ہے۔ جو منسوخ نہ ہو۔ دوسری روایت میں یوں ہے۔ میں وفات کے وقت پندرہ برس کا تھا اور تائید کرتی ہے۔ اس کی وہ روایت کہ حجۃ الوداع میں میں احتلام کے قریب تھا۔ فلاس نے کہا۔ ابن عباسؓ کی عمر وفات کے وقت تیرہ برس کی تھی۔ بیہقی نے کہا۔ چودہ برس۔ شافعیؒ نے کہا۔ سولہ برس۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

۵۵۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ: وَمَا الْمُحْكَمُ؟ قَالَ: الْمُفَصَّلُ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی۔ انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے کہا میں نے محکم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یاد کر لیا تھا۔ ابو بشرؒ نے کہا۔ میں نے سعید بن جبیرؒ سے پوچھا محکم کیا ہیں۔ انہوں نے کہا۔ مفصل ف

ف توفقلت ابو بشر کا کلام ہے۔ اور قال کی ضمیر سعید بن جبیرؒ کیطرف پھرتی ہے۔ اور اسکی دلیل یہ ہے۔ کہ اگلی روایت میں یہ صراحت ہے کہ یہ کلام سعید بن جبیرؒ کا ہے۔ حافظؒ نے ایسا ہی کہا۔ اور عینی نے اپنی عادت کے موافق حافظؒ پر اعتراض کیا۔ کہ یہ ظاہر کے خلاف ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ فقلت سعید کا کلام ہے۔ اور ہ کی ضمیر ابن عباسؓ کیطرف پھرتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ تو خود حافظؒ نے بھی کہا ہے۔ کہ ظاہر متبادر یہی ہے لیکن انہوں نے مبہم روایت کو مفسر روایت کے موافق محمول کیا۔ اور یہی مناسب ہے۔

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ، وَهَلْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كَذَا وَكَذَا؟ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ۔

باب: قرآن کے بھول جانے کا بیان۔ اور یوں کہنا درست ہے یا نہیں کہ میں فلاں آیت بھول گیا۔ اور اللہ نے سورۂ اعلیٰ میں فرمایا ہم تجھ کو پڑھا دینگے تو نہیں بھولیگا۔ مگر جو اللہ بھلا دینا چاہے

۵۵۶۔ حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ عُرْوَةَ،

ہم سے ربیع بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے۔ انہوں نے اپنے والد

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا۔

عروہ بن زبیر سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (عبداللہ بن یزید انصاری) کی آواز سنی۔ جو مسجد میں قرأت کر رہا تھا آپ نے فرمایا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ اس نے مجھ کو فلاں فلاں آیتیں یاد دلائیں۔

ف اس آیت سے امام بخاری رحہ نے یہ نکالا۔ کہ نسیان کی نسبت آدمی کی طرف ہوسکتی ہے۔

۵۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا۔ تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ۔

ہم سے محمد بن عبیداللہ بن میمون نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے یہی حدیث اسمیں اتنا زیادہ ہے۔ جنکو میں فلانی سورت میں بھول گیا تھا۔ محمد بن عبیداللہ کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مسہر اور عبدہ نے بھی ہشام سے روایت کیا۔

۵۵۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ: يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي آيَةَ كَذَا وَكَذَا كُنْتُ أُنْسِيتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا۔

ہم سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابواسامہ نے۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص عبداللہ بن یزید کو رات کو ایک سورت پڑھتے سنا۔ تو فرمایا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ اس شخص نے مجھ کو فلانی فلانی آیت فلاں فلاں سورت کی یاد دلا دی۔ جس کو میں بھلا دیا گیا تھا۔

۵۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ هُوَ نُسِّيَ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے منصور سے۔ انہوں نے ابووائل سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ یوں کہنا۔ بُری بات ہے۔ کہ میں فلانی آیت بھول گیا۔ فلانی آیت بھول گیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے وہ بھلا دیا گیا۔ ف

ف اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَقُولَ سُورَةُ الْبَقَرَةِ، وَسُورَةُ كَذَا وَكَذَا۔

٥٦٠۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ۔

باب: سورہ بقرہ (یا سورۂ فیل یا سورۂ عنکبوت) یو کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ف۱

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ ابراہیم نخعی نے۔ انہوں نے علقمہ بن قیس اور عبد الرحمٰ بن یزید سے۔ ان دونوں نے ابو مسعود انصاری سے انہوں نے کہا۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا ف۲ سورۂ بقرہ کی دو آیتیں (آمن الرسول سے اخیر تک) جو کو ان کو پڑھ لے۔ اسکو کافی ہو جائیں گی۔

ف۱ یہ حدیث لا کر امام بخاری رح نے اس حدیث کے ضعف کیطرف اشارہ کیا۔ جس کو ابن قانع نے فوائد میں اور طبر نے معجم اوسط میں انس ؓ سے مرفوعاً نکالا۔ یوں نہ کہو۔ سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، سورہ نساء۔ بلکہ یوں کہو جس میں بقرہ ہے۔ اسی طرح سارے قرآن میں اسکی سند میں عنبس بن میمون عطا ضعیف ہے۔ ابن جوزی نے اسکو موضوعات میں لکھا۔ ف۲ یعنی شب بیداری اور تہجد گزاری کا ثواب اس کو مل جائے گا۔ یا شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

٥٦١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ حَدِيثِ الْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ، لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ، فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے۔ کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر د انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن عبد قاری ان دونوں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ رضی اللہ عنہ سُنا۔ وہ کہتے تھے میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو آنحضر صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورۂ فرقان پڑھتے سُ میں نے جو کان لگا کر اُن کی قرأت کو سُنا۔ تو معلوم وہ اس کو ایسی قرأتوں سے پڑھتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہیں پڑھائی تھیں۔ قریب تھا۔ میں نماز ہی میں اُن پر حملہ کر بیٹھوں۔ مگر میں خاموش ر جب انہوں نے سلام پھیرا۔ تو چادر اُن کے گلے میں لپیٹ ایسا نہ ہو کہ وہ چل دیں) اور میں نے پوچھا۔ تم کو یہ سورت ابھی میں نے تمہیں سے پڑھتے سُنی کس نے پڑھائی۔ انہو

هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُودُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا، وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ، فَقَالَ: يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا، فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ: اقْرَأْ يَا عُمَرُ، فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأَنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔ اور کس نے۔ مَیں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو۔ خدا کی قسم آنجناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود مجھ کو یہ سورت پڑھائی ہے۔ (اور تم اس کے خلاف پڑھتے ہو پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ تم کو اور طرح پڑھائی۔ مجھ کو اور طرح) آخر میں اُن کو کھینچتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہشام کو مَیں نے سُنا وہ سورت فرقان کو ایسی قرأتوں سے پڑھتا ہے۔ جو آپ نے مجھ کو نہیں پڑھائیں۔ اور یہ سورت تو خود مجھ کو آپ نے پڑھائی ہے۔ آپ نے ہشام سے فرمایا۔ اچھا پڑھ تو انہوں نے پھر اسی طرح پڑھا جس طرح مَیں نے اُن کو پڑھتے سُنا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (صحیح ہے) یہ سورت اسیطرح اتری ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا۔ عمرؓ! اب تو پڑھ۔ مَیں نے اسی طرح پڑھا جس طرح آپ نے مجھے سکھلائی تھی۔ آپ نے فرمایا (صحیح ہے) یہ سورت اس طرح اتری ہے۔ پھر فرمایا۔ دیکھو قرآن شریف سات قرأتوں پر اُترا ہے جو تم آسانی سے پڑھ سکو پڑھو۔ ف۱

ف۱ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ یہاں امام بخاریؒ نے باب کا مطلب اس سے اس طرح کہ اس میں سورۂ فرقان کا لفظ ہے تو معلوم ہوا کہ یوں کہنا درست ہے سورت فرقان۔ سورت بقرہ۔ سورۂ عنکبوت۔ وغیرہ

۵۶۲۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَرْحَمُهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَ

ہم سے بشر بن آدم نے بیان کیا کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی۔ کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو مسجد میں ایک قرآن شریف پڑھنے والے کی آواز سنی۔ تو فرمانے لگے۔ اللہ تعالے

كَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا۔

اس پر رحم کرے۔ اس نے مجھ کو کئی آیتیں یاد دلا دیں۔ جو میں فلانی سورت کی بھلا گیا تھا۔

بَابُ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى - وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا - وَقَوْلِهِ - وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ - وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ - فِيهَا يُفْرَقُ - يُفَصَّلُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَرَقْنَاهُ: فَصَّلْنَاهُ۔

باب:۔ قرآن کو صاف صاف ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ف۱ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مزمل) فرمایا۔ قرآن کو ترتیل سے پڑھ (یعنی ہر ایک حرف کو اچھی طرح نکال کر اطمینان کیساتھ) اور سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا۔ اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اسلئے بھیجا تاکہ تو ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو پڑھ کر سنا ئے۔ اور شعر و سخن کیطرح اس کا جلدی جلدی پڑھنا مکروہ ہے ف۲ ابن عباسؓ نے کہا (اس سورت میں) جو فرقناہ کا لفظ ہے۔ (وقرآنا فرقناہ) اسکا معنی یہ ہے۔ کہ ہم نے اس کو کئی حصے کر کے اتارا۔ ف۳

ف اسکو عربی میں ترتیل کہتے ہیں۔ ف۲ یعنی ایسی جلدی پڑھنا۔ کہ حرف برابر نہ نکلیں۔ مد، شد، اظہار، اخفا سب چٹ ہو جائے۔ اسکی کراہت میں کسی کو کلام نہیں۔ اور ترتیل کے ساتھ جلد پڑھنا بعضوں نے جائز رکھا ہے وہ اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ پر قرآن ایسا آسان کر دیا گیا کہ وہ سواری کے کسے جانے کا حکم دیتے۔ اور اس کے تیار ہونے سے پہلے قرآن پڑھ لیتے۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ ف۳:۔ یعنی تھوڑا تھوڑا۔ اسکو ابن منذر اور ابن جریر نے وصل کیا۔ دوسری روایت میں ابن عباس سے یوں منقول ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا۔ اگر کسی نے سورۂ بقرہ پڑھی اور دوسرے نے بقرہ اور آل عمران دونوں پڑھ لیں۔ اور دونوں کا قیام اور رکوع اور سجدہ برابر ہے تو فضیلت کس کو ہے۔ انہوں نے کہا جس نے سورت بقرہ پڑھی۔ ابو حمزہؒ نے اُن سے کہا میں تین دن میں سارا قرآن ختم کر لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ میں تو سورۂ بقرہ کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا تیرے سارے قرآن کے ختم سے بہتر جانتا ہوں۔ ابو حمزہؒ نے کہا میں ایک رات میں قرآن شریف ختم کر لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ ایک سورت پڑھنا۔ اس سے افضل ہے۔ اسطرح پڑھ۔ کہ کان سنیں اور دل یاد رکھے۔ یعنی سمجھ کر۔ اس کے مضامین میں غور کر کے۔ حافظؒ نے کہا۔ جلدی پڑھنا اس شرط کے ساتھ منع نہیں ہے کہ حروف اور حرکات سب اچھی طرح سے ادا ہوں۔ ورنہ منع ہے۔ مترجم کہتا ہے یہ جو بعضے درویشوں سے منقول ہے۔ کہ وہ ایک رات میں قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ اور اسی بنا پر ہمارے زمانہ میں بہت سے حافظوں نے یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے۔ کہ قرآن شریف جلد پڑھ ڈالتے ہیں۔ کوئی ایک گھنٹے میں تین پارے، چار پارے۔ کوئی شبینہ کیا کرتے ہیں۔ یہ سب افعال خلاف سنت ہیں۔ اور اہلحدیث نے تین دن سے جلد میں قرآن کا ختم کرنا مکروہ رکھا ہے۔ اور ہم کو درویشوں کی نقل ضروری نہیں۔ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنا چاہیئے۔ قرآن جلد پڑھتے پڑھتے اب بعضوں نے نماز بھی جلدی جلدی پڑھ لینا اختیار کیا ہے نہ رکوع

برابر کرتے ہیں۔ نہ سجدہ۔ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہیں ہوتے۔ سجدوں کے درمیان سیدھی طرح بیٹھتے بھی نہیں۔ یہ امر نہایت مذموم اور قبیح ہے۔ اور ایسی نماز پڑھنے میں بجائے ثواب کے عذاب کا ڈر ہے۔ تم تراویح کی بیس رکعتوں کے بدل آٹھ ہی رکعتیں اطمینان کے ساتھ پڑھو۔ دس دس پاروں کے بدل ایک ہی پارہ خوش الحانی اور قرأت کیساتھ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تم کو بہت ثواب دے گا اس کے ہاں ثواب میں کمی نہیں۔ وہ تو یہ دیکھتا ہے۔ کہ بندہ میری عبادت کیسی عاجزی اور کیسے ادب کیساتھ کرتا ہے تھوڑی ہو تو کیا قباحت مگر عمدہ ہو۔

---

۵۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ رَجُلٌ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ، وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حم۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا۔ کہا ہم سے مہدی بن میمون نے۔ کہا ہم سے واصل احدب نے۔ انہوں نے ابووائل سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضؓ سے ابووائل نے کہا ایک دن ہم صبح سویرے عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گئے لوگوں میں سے ایک شخص (نہیک بن سنان) کہنے لگا میں نے تو گزشتہ رات کو سارا مفصل (حجرات سے لیکر اخیر قرآن تک) پڑھ ڈالا۔ ابن مسعودؓ نے کہا۔ ہاں فر فر جیسے شعر پڑھتا ہے۔ دیکھو ہم لوگ آنحضرتؐ کی قرأت (یا قاریوں کی قرأت) سن چکے ہیں اور مجھے وہ جوڑ والی سورتیں بھی یاد ہیں۔ جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ملاکر نماز میں پڑھا کرتے) یہ مفصل کی اٹھارہ سورتیں تھیں اور دو سورتیں حم۔ ف

ف اوپر گزر چکا ہے۔ کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک مفصل میں بیس سورتیں تھیں ان کے اخیر میں حم دخان اور عم یتساءلون تھیں۔ تو یہ دونوں مفصل میں داخل ہیں۔ اور اس روایت سے نکلتا ہے۔ کہ یہ سورتیں مفصل سے خارج ہیں۔ اسکا جواب یوں دیا۔ کہ اگلی روایت میں تغلیباً سب کو مفصل کہہ دیا۔ کیونکہ سورہ دخان مفصل میں نہیں ہے

---

۵۶۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ- لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ- قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے۔ انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ رحؒ سے انہوں نے سعید بن جبیر رحؒ سے۔ انہوں نے ابن عباسؓ سے۔ انہوں نے اس آیت لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ کی تفسیر میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتے وقت بہت سختی ہوتی۔ جب جبریلؑ وحی لاتے

جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي۔ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔ فَإِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ۔ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ۔ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ۔ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ۔ قَالَ: إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ۔

تو آپ زبان اور ہونٹ ہلاتے رہتے یہ سختی لوگوں کو معلوم ہو جاتی۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جو سورہ قیامہ میں ہے۔ لاتحرك به لسانك لتعجل به الخ یعنی قرآن شریف تیرے دل میں جما دینا اور پڑھا دینا ہمارا کام ہے۔ جب ہم اس کو پڑھ چکیں۔ اسوقت جیسے ہم نے پڑھا۔ تو بھی پڑھ۔ وحی اترتے وقت سنتا رہ پھر اس کا بیان کر دینا ہمارا ذمہ ہے یعنی تیری زبان میں اس کا سمجھا دینا۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ ان آیتوں کے اترنے کے بعد جب حضرت جبریلؑ آپ کے پاس وحی لیکر آتے۔ تو آپ سر جھکا لیتے۔ جب جبرائیلؑ چلے جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جیسا وعدہ کیا تھا کہ تیرے دل میں جما دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارا کام ہے آپ اسی کے موافق پڑھ دیتے!

بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ۔

باب: مد و شد کے ساتھ قرأت کرنا۔

٥٦٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے جریر بن حازم نے۔ کہا ہم سے قتادہ رحمہ نے۔ انہوں نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر قرأت کرتے تھے انہوں نے کہا۔ مد کے ساتھ ف

ف یعنی جس حرف کو لمبا کرنا چاہیئے۔ اس کو لمبا کرتے تھے مدہ وہ حرف ہے جس کے بعد الف یا واؤ یا یاء ہو

٥٦٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ، وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ۔

ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ہمام نے۔ انہوں نے قتادہ رحمہ سے۔ انہوں نے کہا انسؓ سے پوچھا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر قرأت کرتے۔ انہوں نے کہا آپ مد کے ساتھ قرأت کرتے تھے یعنی حرفوں کو بڑھا کر جہاں بڑھانا چاہیئے پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی بسم اللہ کو بڑھایا۔ رحمٰن کو بڑھایا۔ اور

رحیم کو بڑھایا۔ ف

ف البسم اللہ میں اس لام کو جو ہا سے پہلے ہے۔ رحمان میں اس میم کو جو نون سے پہلے ہے اور رحیم میں حا کو۔

بَابُ التَّرْجِيعِ۔

باب: حلق میں آواز پھرا کر خوش آوازی سے قرآن پڑھنا

۵۶۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ أَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيِّنَةً، يَقْرَأُ وَهُوَ يُرَجِّعُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ابوایاس نے۔ انہوں نے کہا۔ میں نے عبداللہ بن مغفل سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار ہو کر سورہ انا فتحنا یا اس سورت میں سے کچھ پڑھ رہے تھے اونٹنی آپ کو لے کر چل رہی تھی۔ آپ نرمی کے ساتھ قرات کر رہے تھے۔ اور آواز کو دہراتے تھے۔

ف: قسطلانی نے کہا ترجیع سے یہ مراد نہیں ہے گانے کے طور پر قرآن شریف کو پڑھے۔ جیسے ہمارے زمانے کے قاریوں نے اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمکو اور انکو نیک توفیق دے ترجیع سے مراد یہ ہے۔ کہ آواز کو دہرانا یعنی اشباع کرنا۔ مثلاً آ آ آ جیسے کتاب التوحید میں اس کی صراحت ہے۔

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ۔

باب: قرآن شریف خوش آوازی سے پڑھنا مستحب ہے۔

۵۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: يَا أَبَا مُوسَى، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ۔

ہم سے ابوبکر عسقلانی محمد بن خلف نے بیان کیا کہا ہم سے ابویحییٰ حمانی نے۔ کہا ہم سے یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے۔ انہوں نے اپنے دادا ابوبردہ رح سے۔ انہوں نے ابوموسیٰ اشعری سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ نے ابوموسیٰ سے فرمایا۔ تجھ کو تو حضرت داود پیغمبر والی بانسریوں میں سے ایک بانسری ملی ہے ف

ف اصل میں مزمار باجے کو کہتے ہیں۔ حضرت داود علیہ السلام اور ان کی امت والے گا بجا کر اللہ کا بھجن کیا کرتے یہاں مزمار سے خوش آوازی مراد ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رض بہت خوش آواز شخص تھے۔ کہتے ہیں حضرت

داؤد علیہ السلام زبور کو ستر لحنوں سے پڑھا کرتے۔ اور ایسے خوش آواز تھے۔ کہ ان کی آواز کو جانور سن کر جمع ہو جاتے۔ اور خاموشی سے سنتے رہتے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَمِعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ۔

باب: قرآن شریف دوسرے شخص سے پڑھوا کر سننا۔

۵۶۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ، قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا۔ کہا ہم سے والد نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے کہا۔ مجھ سے ابراہیم نخعی نے۔ انہوں نے عبیدہ سلمانی سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ ذرا قرآن تو پڑھ کر سنا۔ میں نے کہا بھلا آپ کو کیا سناؤں آپ پر قرآن شریف اُترا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں مجھے دوسرے سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ: حَسْبُكَ۔

باب:۔ قرآن شریف سننے والا۔ پڑھنے والے سے کہے بس کرو بس۔

۵۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ۔ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا۔ قَالَ: حَسْبُكَ الْآنَ، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے۔ انہوں نے اعمش سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے عبیدہ سلمانی سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ ذرا تو قرآن تو مجھ کو سنا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! بھلا آپؐ کو کیا سناؤں۔ آپ پر تو قرآن شریف اُترا ہی ہے۔ (آپؐ سے بہتر کون پڑھ سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں سنا۔ میں نے سورۂ نساء شروع کی جب اس آیت پر پہنچا فکیف إذا جئنا من کل امۃ بشھید الخ آپؐ نے فرمایا۔ بس کر بس۔ میں نے دیکھا تو آپؐ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

بَابٌ فِي كَمْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى - فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ -

۵۷۱ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ: نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ أَجِدْ سُورَةً أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ، فَقُلْتُ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ، قَالَ سُفْيَانُ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ: أَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، وَلَقِيتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ -

باب ۔ قرآن شریف کتنے دن میں ختم کرنا چاہیئے اور اللہ نے جو یہ فرمایا ۔ جتنا آسانی سے ہو سکے ۔ اتنا قرآن پڑھو ۔ اس کا بیان

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا ۔ کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے عبداللہ بن شبرمہ نے کہا ۔ (جو کوفہ کے قاضی تھے) میں نے یہ سوچا کہ (نماز میں) آدمی کو کتنا قرآن پڑھنا کفایت کرتا ہے ۔ یعنی کم سے کم (ہر رکعت میں) تو میں نے کوئی سورت تین آیتوں سے کم کی نہ پائی ۔ اس سے میں نے یہ نکالا ۔ کہ تین آیتوں سے کم نہ پڑھنا چاہیئے ۔ علی بن مدینی نے کہا ۔ سفیان بن عیینہ نے کہا ۔ ہم کو منصور بن معتمر نے خبر دی ۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے ۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے ۔ ان سے ان کے چچا علقمہ بن قیس نے ۔ انہوں سے ابو مسعودؓ، عقبہ بن عامر سے عبدالرحمٰن نے کہا ۔ میں خود بھی ابو مسعودؓ سے ملا ۔ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے ۔ انہوں نے آنحضرتؐ کا ذکر کیا ۔ اور کہا ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ جو کوئی سورۂ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں رات کو پڑھ لے وہ اس کو کافی ہو جائیں گی ۔ ف۱

ف یہ نہیں کہ دل نہیں چاہتا ۔ مگر پڑھ رہے ہیں ۔ گویا بوجھ اٹھا رہے ہیں ۔ ایسا قرآن شریف پڑھنا منع ہے جب تک خوب دل لگے ۔ مزہ آئے ۔ اسوقت پڑھے ۔ بعد اس کے آرام کرے ۔ اسحاق بن راہویہ نے کہا ۔ چالیس دن میں کم سے کم قرآن ختم کرے ۔ اور ایک حدیث بھی اس باب میں ابوداؤد نے روایت کی ۔ اسمیں بھی یہ ہے کہ چالیس دن میں قرآن پڑھا جائے پھر فرمایا ۔ ایک ماہ میں ۔ امام بخاریؒ نے اس باب سے یہ ثابت کیا ۔ کہ اس کیلئے کوئی خاص معیار مقرر نہیں ہے مترجم کہتا ہے ۔ ہمارے مشائخ اکثر دو ماہ میں ایک ختم کیا کرتے بعضے ایک ماہ میں ایک ختم ف۲ تو عبدالرحمٰن نے یہ حدیث علقمہ کے واسطہ سے سنی پھر خود بھی ابو مسعودؓ سے سنی ۔ صاحب تیسیر القاری نے ۔ یوں ترجمہ کیا عبدالرحمٰن نے کہا میں علقمہ سے ملا حالانکہ لقیتہ میں ضمیر مفعول ابو مسعودؓ کیطرف پھرتی ہے ساامام احمد کی روایت میں اسکی صراحت ہے اسمیں یوں ہے ۔ قال عبدالرحمٰن ولقیت ابامسعود فحدثنی اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک رات میں اتنا قرآن پڑھنا کافی سمجھا ۔ کہ سورۂ بقرہ کی اخیر کی دو آیتیں پڑھ لے ۔

---

۵۷۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا ۔ کہا ہم سے ابو عوانہ نے

أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ،
عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَنْكَحَنِي
أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ
كَنَّتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا، فَتَقُولُ: نِعْمَ
الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا،
وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُذْ أَتَيْنَاهُ، فَلَمَّا
طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقَنِي بِهِ، فَلَقِيتُهُ
بَعْدُ فَقَالَ: كَيْفَ تَصُومُ؟ قَالَ: كُلَّ
يَوْمٍ، قَالَ: وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟ قَالَ: كُلَّ
لَيْلَةٍ، قَالَ: صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً،
وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ، قَالَ: قُلْتُ
أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: صُمْ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ، قُلْتُ:
أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: أَفْطِرْ
يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا، قَالَ: قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ
مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ
صَوْمَ دَاوُدَ، صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ، وَ
اقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً، فَلَيْتَنِي
قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَذَاكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ،
فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْعَ
مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ
يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ
عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى
أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ
كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ

انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے۔ انہوں نے مجاہد بن جبر سے
انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے۔ انہوں نے کہا میرے والد
عمرو بن عاص نے (ایک خاندان والی قریش کی) ایک عورت
(ام محمد بنت محمیہ) سے میرا نکاح کر دیا۔ اور ہمیشہ اس کی خبر
گیری کرتے رہتے۔ اس سے یعنی بہو سے خاوند کا یعنی
میرا حال پوچھتے رہتے۔ کہو تمہاری خاوند کے ساتھ کیسے
گزرتی ہے۔ (وہ کہتی میرا خاوند بہت اچھا نیک) آدمی ہے
مگر جب سے میں اُس کے نکاح میں آئی ہوں۔ نہ تو اس نے
میرے بستر پر قدم رکھا۔ نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا
جب ایک مدت اسی طرح گزری۔ اُن کی بہو یہی شکایت
کرتی رہی۔ آخر عمروؓ نے مجبور ہو کر آنحضرتؐ سے اسکا ذکر کیا
آپ نے فرمایا۔ اچھا عبداللہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ عبداللہؓ
کہتے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا
تو روزے کیسے رکھتا ہے۔ میں نے کہا۔ ہر روز روزہ رکھتا ہوں
پھر پوچھا۔ قرآن کتنے دن میں ختم کرتا ہے۔ میں نے کہا۔ ہر
رات میں ایک ختم کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا (اتنی محنت
کرتا ہے؟) ایسا کر۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کر۔ اور ہر
مہینے میں قرآن کا ایک ختم کیا کر۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ
مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا ہر ہفتہ
میں تین روزہ رکھا کر۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو تو
اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا دو دن
افطار کر ایک دن روزہ رکھ۔ میں نے عرض کیا۔ مجھ کو اس سے
بھی زیادہ (عبادت کی) طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا تمام
روزوں سے افضل روزہ داؤدؑ پیغمبر کا اختیار کر۔ ایک دن
روزہ رکھ۔ ایک دن افطار کر۔ اور قرآن کا ختم سات راتوں
میں ایک بار کر۔ عبداللہ بن عمروؓ کہا کرتے تھے۔ کاش میں
آنحضرتؐ کی رخصت قبول کر لیتا کیونکہ اب میں ضعیف اور

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فِي ثَلَاثٍ أَوْ فِي سَبْعٍ، وَأَكْثَرُهُمْ عَلَى سَبْعٍ۔

بوڑھا ہوگیا ہوں (اسوقت تو جوانی کا جوش تھا) مجاہد نے کہا۔ عبداللہ بن عمروؓ (ضعیفی کے زمانہ میں) ایسا کیا کرتے۔ قرآن شریف کا ساتواں حصہ یعنی ایک منزل دن کو کسی کو سُنا دیتے۔ رات کو جو منزل پڑھنا ہوتی۔ اسکو دن کو سنا رکھتے تاکہ رات کو اس کا پڑھنا آسان ہو جائے۔ (اسمیں بھولیں نہیں) اور قوت حاصل کرنے کیلئے یوں کرتے۔ کہ چند روز تک برابر افطار کرتے۔ لیکن دن گنتے جاتے۔ پھر اتنے ہی دن برابر روزہ رکھتے ان کو یہ بُرا معلوم ہوتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ٹھہرا تھا (ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا) اسمیں کمی ہو جائے ف امام بخاری نے کہا۔ بعضے راویوں نے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہے اچھا تین راتوں میں ایک ختم کیا کر۔ یا پانچ راتوں میں لیکن اکثر راوی یوں نقل کرتے ہیں۔ سات راتوں میں ایک ختم کیا کر۔ (جیسے اوپر گزرا۔)

ف۱ یعنی مجھ سے اختلاط نہیں کیا۔ یا کہا جائے کہ عورت اور مرد میں جو معاملہ ہوتا ہے۔ وہ نہیں کیا نہ صحبت نہ مساس۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ اس نے ہمارے یہاں پائخانہ کی تلاش نہیں کی یعنے کچھ کھایا پیا نہیں۔ کہ انکو پائخانہ جانے کی ضرورت ہوتی۔ مطلب یہ ہے کہ عبداللہؓ رات بھر عبادت کرتے۔ دن کو روزہ رکھتے۔ ف۲ بظاہر اس روایت میں ایک اشکال ہے۔ وہ یہ کہ ہفتے میں تین روزے اس سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ کہ دو دن افطار کرے۔ اور ایک روزہ رکھے۔ کیونکہ اسمیں ایک ہفتہ میں تین روزوں سے کم پڑتے ہیں۔ حافظ نے کہا۔ شاید یہ راوی کی غلطی ہے۔ اس نے مقدم اور موخر کر دیا۔ ف۳ یہ سدا روزہ رکھنے سے زیادہ مشکل ہے۔ نفس پر بہت شاق ہوتا ہے۔ نہ روزے کی عادت ہوتی ہے۔ نہ افطار کی۔ ف۴ اسی حدیث کی رُو سے اکثر حافظ فمی بشوق منزل پڑھا کرتے ہیں۔ اور سات دن میں ایک ختم کیا کرتے ہیں۔ اتنا پڑھنے والوں کو قرآن خوب یاد ہوتا ہے۔ مگر ناتواں لوگوں پر جیسے میں ہوں ایک ماہ میں بھی ایک ختم دشوار ہوتا ہے دوسری روایت میں یوں ہے۔ کہ آپ نے پہلے ایک ماہ میں ختم کرنے کیلئے فرمایا۔ پھر پچیس دن میں، پھر بیس دن میں پھر پندرہ دن میں۔ پھر پانچ دن میں۔ اور اس سے کم اجازت نہ دی۔ سعید بن منصور نے ابن مسعودؓ سے نکالا۔ کہ قرآن تین دن سے کم میں ختم نہ کرو۔ ایک روایت میں ہے۔ جس نے تین دن سے کم میں ختم کیا۔ وہ کچھ نہیں سمجھا۔ نووی نے کہا۔ مختار یہ ہے۔ کہ اسمیں کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے۔ بلکہ ہر شخص کی حالت، قوت اور فرصت پر منحصر ہے۔ بہر حال وہاں تک پڑھ سکتا ہے۔ جب تک خستگی اور ماندگی پیدا نہ ہو۔ میں کہتا ہوں۔ ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ سات دن سے کم میں نہ پڑھنا اور بہت سے علماء ظاہر نے یہ کہا ہے۔ کہ تین دن سے کم میں ختم کرنا حرام ہے۔ حافظ نے کہا۔

یہ قول غریب ہے۔ اور بہت سلف سے ثابت ہوا ہے۔ کہ انہوں نے تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم کیا
ف:۔ تو بڑھاپے میں گو ضعف کیوجہ سے صوم داؤدی نہ ہو سکتا۔ مگر اس کے بدلے یہ کرتے۔ کہ مثلاً دس روز برابر روزہ نہ رکھا۔ جب طاقت آگئی۔ تو پھر دس روزے برابر رکھ لئے۔ حساب وہی پڑ گیا۔ جو آنحضرت سے ٹھہرا تھا۔ کر (ایک دن روزہ رکھنا۔ ایک دن افطار کرنا) عبداللہ بن عمرو رضہ نے یہ مشکل اپنے اوپر مول لی تھی۔ اسکو ساری عمر نباہنا پڑا۔ اگر آنحضرت ؐ کی رخصت اور آسانی کو قبول کر لیتے۔ تو ہر مہینے میں تین روزے کافی ہوتے۔ یہاں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عبداللہ کی عبادت آنحضرت ؐ سے بڑھ گئی تھی۔ آنحضرت ؐ کی عبادت کے سامنے عبداللہ کی عبادت بہت کم تھی۔ کیونکہ عبداللہ ایک جورو رکھتے تھے۔ اس کا بھی یہی حال کہ کبھی اس کے بستر پر جانا نصیب نہیں ہوتا تھا آنحضرت ؐ نو بیبیاں رکھتے تھے۔ اور لونڈیاں اُن کے علاوہ۔ اور ہر ایک کا حق ادا فرماتے۔ مسلمانوں کی تمام ملکی اور ملی اور تمدنی اور دینی خدمتوں کا انصرام اپنی ذات بابرکات سے کرتے۔ لڑائیوں کیلئے سامان کرتے۔ اکثر جنگوں میں بہ نفس نفیس تشریف لیجاتے۔ ایک جان اور ہزاروں تفکرات۔ اُن سب کے ساتھ پھر ہر شب کو عبادت بھی کرتے۔ ہر مہینے میں تین تین روزے تو ناغہ نہ ہوتے۔ بعضے مہینے میں متواتر روزہ رکھتے غرض آنحضرت کی ایک دن کی عبادت ان لوگوں کی ساری عمر کی عبادت سے درجہ میں کہیں زیادہ تھیں۔

---

٥٧٣ - حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحیٰی ابن ابی کثیر سے۔ انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضہ سے۔ انہوں نے کہا آنحضرت ؐ نے مجھ سے فرمایا۔ تو کتنے دن میں قرآن ختم کرتا ہے۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا

---

٥٧٤ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسَبُنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ، قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَ

مجھ سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا۔ کہا ہم کو عبیداللہ بن موسیٰ نے۔ انہوں نے شیبان سے۔ انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے جو بنی زہرہ کے غلام تھے۔ انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے یحییٰ نے کہا۔ اور میں خیال کرتا ہوں شاید میں نے یہ حدیث خود ابو سلمہ سے سنی (بلا واسطہ محمد بن عبدالرحمٰن کے) خیر ابو سلمہ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی انہوں نے کہا آنحضرت نے

لَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ؛

مجھ سے فرمایا۔ ہر مہینے میں قرآن کا ایک ختم کیا کر۔ میں نے عرض کیا۔ مجھ کو تو زیادہ قوت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا سات راتوں میں ختم کیا کر۔ اس سے زیادہ مت پڑھ وٹ

ف ہوا یہ کہ پہلے ابو سلمہؓ کو یہ گمان ہوا۔ کہ انہوں نے یہ حدیث محمد بن عبد الرحمٰن کے واسطے سے ابو سلمہ سے سنی ہے تو اسی طرح اس حدیث کو نقل کیا۔ پھر خیال آیا۔ کہ نہیں میں نے خود ابو سلمہ سے سنی ہے۔ یا پہلے یہ خیال تھا۔ کہ میں نے ابو سلمہؓ سے خود سنی ہے۔ پھر گمان ہوا۔ کہ محمد بن عبد الرحمٰن کے واسطے سے سنی ہے وٹ یعنی سات راتوں سے کم میں ختم نہ کرو۔ قسطلانی نے کہا۔ یہ نہی تحریم کے لئے نہیں ہے مگر بعضے ظاہریہ کا یہ قول ہے کہ تین دن سے کم میں ختم کرنا حرام ہے۔ اور میں نے قدس شریف ۸۶۷ھ میں ایک شخص ابو الطاہرؒ کو دیکھا۔ وہ رات دن میں قرآن کے پندرہ ختم کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے قرآن کو ایک رکعت میں ختم کیا ہے۔ وہ بہت سے لوگ ہیں۔ ان میں سے حضرت عثمان اور تمیم داریؓ اور سعید بن جبیرؓ اور رعنی بکری فقیہہ وہ سارا قرآن ایک رکعت میں ختم کیا کرتے تھے۔ مترجم کہتا ہے۔ ابو الطاہرؒ اور بکریؒ وغیرہ کے افعال حجت نہیں ہیں۔ البتہ سلف جیسے صحابہ اور تابعین میں اُن سے جو رات میں ایک ختم منقول ہے۔ یا ایک رکعت میں ایک ختم یہ قابل لحاظ ہے۔ مگر جب مرفوع حدیث میں یہ وارد ہو۔ کہ رات دن یا تین دن سے کم میں ختم نہ کرو۔ تو اب نہ کسی صحابی کا فعل اس کے خلاف میں حجت ہو سکتا ہے۔ اور نہ تابعی کا۔ اور ممکن ہے۔ کہ ان صاحبوں کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔ اور میں اسکو قرین احتیاط سمجھتا ہوں۔ کہ تین دن یا تین رات سے کم میں قرآن ختم نہ کیا جائے۔ وہ بھی اس شخص کے لئے جو دل لگا کر شوق سے صاف صاف پڑھے۔ ورنہ یہ بھی منع ہوگا۔

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ۔

باب: قرآن شریف پڑھتے یا سُنتے وقت رونا ف

۵۷۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا يَحْيٰى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيَى: بَعْضُ الْحَدِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْأَعْمَشُ: وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا۔ کہا ہم کو یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے سفیان ثوری سے۔ انہوں نے سلیمان سے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے عبیدہ سلمانی سے۔ انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے یحییٰ بن قطان نے کہا۔ اس حدیث کا کچھ ٹکڑا اعمش نے ابراہیم سے خود سُنا ہے۔ اور کچھ ٹکڑا عمرو بن مرہ کے واسطے سے انہوں نے ابراہیم سے سُنا ہے۔ دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا۔ ہم سے مسدد نے انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے انہوں نے سفیان ثوری سے۔ انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے عبیدہ سلمانی سے انہوں

أَبِي الضُّحَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِقْرَأْ عَلَيَّ، قَالَ: قُلْتُ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي، قَالَ: فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ۔ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا۔ قَالَ لِي: كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ، فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ۔

نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ اعمش نے کہا۔ میں نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا تو خود ابراہیم سے سُنا۔ اور ایک ٹکڑا اس حدیث کا مجھ سے عمرو بن مرہ نے نقل کیا۔ انہوں نے ابراہیم سے۔ سفیان ثوری نے اس حدیث کو اپنے والد (سعید بن مسروق ثوری) سے بھی روایت کیا۔ جیسے اعمش سے روایت کیا۔ انہوں نے ابوالضحیٰ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا۔ ذرا قرآن تو پڑھ کر سُنا میں نے کہا بھلا آپؐ کو کیا سناؤں۔ آپؐ پر تو قرآن اترا ہے (آپؐ سے بہتر کون پڑھ سکتا ہے) آپؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ مجھ کو دوسرے سے سُننا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ تب میں نے سورہ نساء پڑھنا شروع کی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا۔ فکیف اذا جئنا الخ تو آپؐ نے فرمایا۔ بس کر۔ یا ٹھہر جا۔ میں نے دیکھا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ف۲

ف۱۔ یہ نیک بختوں کی نشانی ہے۔ ف۲ اس آیت کو سُن کر آپؐ رو دیئے۔ کہ آپکو قیامت کے دن اپنی امت کے اعمال پر گواہی دینا ہوگی۔ اُن کے بُرے کام بھی بیان کرنا ہوں گے مسلمانو! کوشش کرو۔ کہ ہمارے پیغمبر صاحبؐ قیامت کے دن ہمارے اچھے اعمال پر گواہی دیں گے مسلمانو! عبادت کے طور پر خلافِ سنت گانا سننا۔ اس سے کیا فائدہ سنت کے موافق یہ قاعدہ کیوں نہیں اختیار کرتے۔ کہ جب تمہارے دلوں میں کچھ سختی یا غفلت معلوم ہو۔ تو خوش آواز قاری کو بُلا کر اُس سے قرآن سنو۔ تمہارے دل نرم ہو جائیں گے۔ یا معنی سمجھ کر خود قرآن پڑھو۔ گو چشتیہ، قادریہ میں بعضے صوفیوں نے گانا سُنا ہے۔ مگر اُن کا عمل ان کے ساتھ۔ ہمارا عمل ہمارے ساتھ۔ ہم جتنی دیر گانا سُنیں گے۔ اپنا وقت ایک خلافِ سنت کام میں ضائع کریں گے۔ اتنا وقت حدیث اور قرآن کا مطالعہ کیوں نہ کریں۔ اور واقعی ہمارے دلوں کا یہ حال ہو گیا کہ ہم کو قرآن شریف سننے میں مزا نہیں آتا۔ یا سمجھ لینا چاہیئے کہ شیطان کا استیلاء ہم پر ہو گیا۔ دُعا اور استغفار کرنا چاہیئے اور دُرود شریف کا زیادہ ورد کرنا چاہیئے حدیث شریف ہر روز پڑھنا چاہیئے اللہ تعالیٰ شیطان کے شر سے تم کو دُور کر دے گا۔ اور قرآن شریف میں تم کو مزہ آئے گا۔ تم کو گانے بجانے سے خود بخود نفرت ہو جائے گی حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی جو نہایت متبع سنت تھے۔ فرمایا کرتے تھے مجھ کو سماع میں مزہ ہی نہیں آتا مجھ کو تو قرآن شریف کی تلاوت میں بیحد مزہ آتا ہے۔ میں نے اس کا تجربہ کیا ہے جتنا ایمان میں کمال پیدا ہوتا جاتا ہے اسی قدر قرآن اور حدیث کا شوق زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ دنیا کی کسی چیز میں پھر مطلق لذت باقی ہی نہیں رہتی۔ قرآن یا حدیث کی جہاں آواز پہنچی دل شگفتہ ہو کر باغ باغ ہو جاتا ہے۔ کیسا ہی رنج ہو۔ جہاں حدیث شریف پڑھی جائے سارے

رنج کافور ہو جاتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے۔ ہمارے پاس تو بہشت میں اگر حوریں بھی آئیں گی۔ اُن سے کہیں گے۔ ذرا قرآن شریف تو سناؤ۔ سبحان اللہ۔

۵۷۶۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ عَلَيَّ، قُلْتُ: آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي۔

ہم سے قیس بن حفص بصری نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے۔ کہا ہم سے اعمش نے۔ انہوں نے ابراہیم نخعی سے۔ انہوں نے عبیدہ سلمانی سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ قرآن پڑھ کر مجھ کو سناؤ۔ میں نے عرض کیا۔ آپؐ کو کیا سناؤں۔ آپؐ پر تو قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ مجھ کو دوسرے سے سننا اچھا لگتا ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ رَاءَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ، أَوْ فَخَرَ بِهِ۔

باب:۔ قرآن شریف کو ریا (دکھلاوے) کیلئے یا دنیا کمانے کیلئے یا فخر کیلئے ف پڑھنا بڑا گناہ ہے۔

۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سفیان ثوری نے خبر دی کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا۔ انہوں نے خثیمہ بن عبد الرحمٰن کوفی سے۔ انہوں نے سوید بن غفلہ سے انہوں نے کہا حضرت علی رضؓ نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اخیر زمانہ میں کچھ نوجوان کم عمر کم عقل لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو ایسا کلام پڑھیں گے۔ جو ساری خلق کے کلاموں سے افضل ہے یعنی حدیث یا آیت پڑھیں گے۔ اس سے سند لائیں گے) وہ دین سے اسطرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے آر پار نکل جاتا ہے (اسمیں کچھ لگا نہیں رہتا) ایمان کا نور اس کے گلے سے نیچے نہیں اترنے کا۔ (بس زبان پر اللہ اللہ اور دل میں کفر تم ان لوگوں کو جہاں پاؤ۔ قتل کرنا جو کوئی انکو قتل کرے گا۔ قیامت کے دن بڑا ثواب پائے گا۔ ف

فَقُومُوا عَنْهُ۔

فساد کی نیت نہ ہو۔ یا جب تک دل لگے۔ شوق سے پڑھتے رہو۔ پھر جب تم میں اختلاف پڑ جائے (تکرار اور فساد کی نیت ہو جائے) تو اٹھ کھڑے ہو۔ (قرآن کا پڑھنا موقوف کر دو) ف

ف ایسا نہ ہو کہ آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی سے قرآن شریف کے ایسے معنی کرنے لگو جس کی وجہ سے گمراہ ہو جاؤ اور خدائے تعالٰے کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ۔

۵۸۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ جُنْدُبٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ. تَابَعَهُ الْحَارِثُ ابْنُ عُبَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ، وَقَالَ غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَوْلَهُ، وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدُبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے۔ کہا ہم سے سلام بن ابی مطیع نے انہوں نے ابو عمران جونی سے انہوں نے جندب بن عبداللہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن شریف کو جب ہی تک پڑھو۔ جب تک تمہارے دل ملے جلے ہوں۔ (ایا لگے رہیں) جب اختلاف اور جھگڑا کرنے لگو۔ تو اٹھ کھڑے ہو۔ (قرآن پڑھنا موقوف کر دو) اسلام کے ساتھ۔ اس حدیث کو حارث بن جلید اور سعید بن زید نے بھی ابو عمران جونی سے روایت کیا ف اور حماد بن سلمہ اور ابان نے اس کو مرفوع نہیں کیا۔ (بلکہ موقوفاً روایت کیا) اور غندر بن جعفر نے بھی شعبہ سے۔ انہوں نے ابو عمران سے یوں روایت کی۔ کہ میں نے جندب سے سنا۔ وہ کہتے تھے (یعنی موقوفاً روایت کیا) ف اور عبداللہ بن عون نے اس کو ابو عمران سے۔ انہوں نے عبداللہ بن صامت سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے ان کا قول روایت کیا۔ مرفوع نہیں کیا۔ اور جندب کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ اکثر لوگوں نے اسکو جندب ہی سے روایت کیا۔ (نہ حضرت عمرؓ سے جیسے ابن عون نے روایت کی)

ف حارث بن عبید کی روایت کو دارمیؒ نے اور سعید بن زیدؓ کی روایت کو حسن بن سفیان نے مسند میں وصل کیا۔
ف۲ اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا۔ ف۳ اس کو ابو عبید اور نسائی نے وصل کیا۔

۵۸۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَآ أَكْبَرُ عِلْمِي، قَالَ فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا، فَأَهْلَكَهُمْ۔

ہم سے سلیمان بن حرب ؒ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ ؒ نے انہوں نے عبدالملک بن میسرہ سے۔ انہوں نے نزال بن سبرہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ انہوں نے ایک شخص (ابی بن کعبؓ) کو ایک آیت (حم کی) اور طرح پڑھتے سُنا جس طرح ابن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا۔ اس کے خلاف تو انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آنحضرت ؐ کے پاس لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ دونوں ٹھیک پڑھتے ہو۔ شعبہ ؒ نے کہا۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا۔ اللہ کی کتاب میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے اگلی امتوں کو ایسے ہی جھگڑوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا۔ ف

ف یعنی بیکار جھگڑوں کی وجہ سے جو نفسانیت سے کئے جاتے ہیں کہتے ہیں یہ اختلاف سورۂ احقاف میں ہوا تھا کہ اس میں ۳۵ آیتیں ہیں۔ یا ۳۶ آیتیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ تم الجزء السادس

اللہ کے فضل و کرم سے چھٹی جلد ختم ہوئی

وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَّأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَعُلَمَاءِ أُمَّتِهِ أَجْمَعِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

خُطبۂ حجۃ الوداع

اللہ کے آخری نبی ورسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آخری خطبہ

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْحَجِّ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ خُطْبَتَهُ الَّتِي بَيَّنَ فِيهَا مَا بَيَّنَ۔

حج کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ تشریف لائے۔ اور آپؐ نے وہاں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپؐ نے قصوا (اپنی اونٹنی) کو لانے کا حکم فرمایا۔ اونٹنی تیار کر کے حاضر کی گئی، تو آپؐ (اس پر سوار ہو کر) بطنِ وادی میں تشریف فرما ہوئے اور اپنا وہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دین کے اہم امور بیان فرمائے۔

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ قَائِلًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

آپؐ نے خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتداء فرمائی:۔ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے۔ کوئی اس کا ساجھی نہیں، خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس نے اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔

أَيُّهَا النَّاسُ! اسْمَعُوا قَوْلِي فَإِنِّي لَا أَرَانِي وَإِيَّاكُمْ أَنْ نَجْتَمِعَ فِي هٰذَا الْمَجْلِسِ أَبَدًا بَعْدَ عَامِي هٰذَا، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ" فَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَبْيَضَ وَلَا لِأَبْيَضَ عَلَى أَسْوَدَ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوٰى

لوگو! میری بات سنو، میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یک جا ہو سکیں گے (اور غالباً اس سال کے بعد میں حج نہ کر سکوں گا۔) لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو۔ تم میں زیادہ عزّت و کرامت والا خدا کی نظروں میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔" (چنانچہ اس آیت کی روشنی میں) نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے، نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر۔ نہ کالا گورے

سے افضل ہے، نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

النَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ، أَلَا كُلُّ مَأْثَرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدَّعَى بِهِ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا سِدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَا تَجِيئُوا بِالدُّنْيَا تَحْمِلُونَهَا عَلَى رِقَابِكُمْ وَيَجِيءُ النَّاسُ بِالْآخِرَةِ فَلَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

انسان سارے ہی آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم کی حقیقت اِس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں، بس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات علیٰ حالہ باقی رہیں گی۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا، قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ خدا کے حضور تم اِس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دُنیا کا بوجھ لدا ہو اور دوسرے لوگ سامانِ آخرت لے کر پہنچیں، اور اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَكَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا۔ وَإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ۔

قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ تمہارے خون و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں ہمیشہ کیلئے۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسی تمہارے اس دن کی اور اس ماہِ مبارک (ذی الحجہ) کی خاص کر اِس شہر میں ہے۔ تم سب خدا کے آگے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پُرس فرمائے گا۔

أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلَى مَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا۔

دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس ہی میں کُشت و خون کرنے لگو۔ اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔

أَيُّهَا النَّاسُ كُلُّ مُسْلِمٍ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ إِخْوَةٌ أَرِقَّاءَكُمْ أَرِقَّاءَكُمْ

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں

ف ۱ بعضے نسخوں میں فجور جیم سے ہے۔ یعنی قرآن شریف میں فسق و فجور کرنا۔ مثلاً اس کو گا کر سُر تال کے ساتھ پڑھنا۔ اتنا جلدی جلدی پڑھنا۔ کہ حروف اپنے مخارج سے ادا نہ ہوں۔ دنیا کمانا یہ کہ قرآن کو روپیہ کے طمع سے پڑھنا۔ جیسے ہمارے زمانہ میں حافظوں کا حال ہے۔ اللہ اُن پر رحم کرے۔ وہ قرآن شریف کی بدولت رمضان میں سال بھر کی روٹی پیدا کر لیتے ہیں۔ اور ہر ختم کا اجورہ ٹھہراتے ہیں۔ اور جلدی جلدی کئی ختم کرتے پھرتے ہیں۔ کہ زیادہ روپیہ ملے۔ ف ۲ یہ حدیث خارجیوں کے باب میں ہے۔ جو ظاہر میں بڑی دینداری کا دم بھرتے تھے۔ اور تہجد گزار، شب بیدار لیکن دل میں ذرا بھی نور ایمان نہ تھا۔ خلیفہ برحق سے لڑنے اور مسلمانوں کو قتل کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ بات بات پر مسلمانوں کو کافر بنانا ان کا شیوہ تھا۔ شرح السُنہ میں ہے۔ کہ عبداللہ بن عمرؓ خوارج کو تمام خلقت سے بُرا جانتے تھے۔ کہتے تھے انہوں نے اُن آیتوں کو جو کافروں کے باب میں وارد ہوئی مسلمانوں پر لا اُتارا۔ خطابی نے کہا۔ گو خوارج گمراہ تھے۔ مگر اس پر اجماع ہے کہ وہ کافر نہ تھے۔ اور اُن سے مناکحت وغیرہ جائز تھی۔ اُن کا ذبیحہ حلال تھا۔ اُنکی گواہی قبول تھی۔ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کفر سے تو بھاگے۔ پھر کافر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کہا منافق ہیں۔ فرمایا۔ منافق اللہ تعالے کی یاد تھوڑی کرتے ہیں۔ یہ لوگ تو رات دن اللہ کی یاد کرتے ہیں۔ پوچھا پھر کون ہیں۔ فرمایا فتنے میں پڑ کر اندھے بہرے ہو گئے ہیں یعنی یہ لوگ مسلمان ہیں۔

---

٥٧٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَنْظُرُ فِي

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا۔ کہا ہم کو امام مالک رحمہ نے۔ انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے۔ انہوں نے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے۔ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے۔ انہوں نے ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کچھ لوگ تم میں سے ایسے پیدا ہوں گے۔ کہ تم اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے مقابل اور اپنے روزے کو اُن کے روزے کے مقابل اور اپنے دوسرے نیک اعمال اُن کے اعمال کے مقابل حقیر جانو گے۔ قرآن پڑھیں گے۔ مگر زبان سے قرآن شریف اُن کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ (دل پر کچھ اثر نہیں کرے گا)۔ وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور میں سے پار نکل جاتا ہے اُس میں کچھ لگا نہیں رہتا۔ بیکان، پھل گانسی کو دیکھے تو صاف

الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا، وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ۔

لکڑی کو دیکھے۔ تو صاف پر کو دیکھے۔ تو صاف سوفار کو دیکھے تو شک ہوتی ہے۔ کچھ لگا۔ یا نہیں

ف سوفار تیر کا وہ مقام جو چلہ سے لگایا جاتا ہے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ راوی کو شک ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوفار کا ذکر کیا ہے یا نہیں۔

۵۷۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأُتْرُجَّةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَلَا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ، وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيثٌ، وَرِيحُهَا مُرٌّ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے۔ انہوں نے شعبہ سے۔ انہوں نے قتادہ سے۔ انہوں نے انس بن مالکؓ سے۔ انہوں نے ابو موسیٰؓ اشعری سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا۔ جو مومن قرآن پڑھتا ہے۔ اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ اس کی مثال ترنج (میٹھے لیموں) کی سی ہے۔ مزہ بھی اچھا ہے۔ بو بھی اچھی۔ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا (اسکو علم نہیں ہے) مگر اس پر عمل کرتا ہے۔ نماز، روزہ سب فرض ادا کرتا ہے۔ اسکی مثال کھجور کی سی ہے۔ مزہ تو عمدہ لیکن خوشبو مطلق نہیں۔ اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے۔ پر اسکے دل میں نور ایمان نہیں۔ اسکی مثال ریحان کی سی ہے۔ جس میں خوشبو ہوتی ہے لیکن مزہ کڑوا۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا۔ (اتفاق کیساتھ کمبخت بے علم بھی ہے) اس کی مثال اندرائن کے پھل کی سی ہے بو بھی بری اور مزہ بھی برا۔

بَابٌ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ۔

باب: قرآن شریف جب ہی تک پڑھنا چاہیئے جب تک دل لگے۔

۵۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ

ہم سے ابو النعمان (محمد بن فضل سدوسی) نے بیان کیا۔ کہا ہم سے حماد بن زید نے۔ انہوں نے ابو عمران عبد الملک بن حبیب سے۔ انہوں نے جندب ابن عبد اللہ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے۔ آپؐ نے فرمایا قرآن اسی وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے ہوں۔ (اختلاف اور

أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ۔

کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو۔ انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ الرَّبِيعَةِ ابْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ۔ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ۔

دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں سے روند دیا۔ زمانۂ جاہلیّت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں، میرے اپنے خاندان کا ہے، ربیعہ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا، اب میں معاف کرتا ہوں۔ دورِ جاہلیّت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں، عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا سود ہے، اب یہ ختم ہو گیا۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔

لوگو! خدا نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دے دیا۔ اب کوئی کسی وارث کے حق کے لئے وصیّت نہ کرے۔

أَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ۔

بچّہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا، جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے، حساب وکتاب خدا کے ہاں ہوگا۔

مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ۔

جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کریگا اس پر خدا کی لعنت۔

أَلدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ۔

قرض قابلِ ادائی ہے۔ عاریتًا لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیئے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیئے۔ اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے وہ تاوان ادا کرے۔

وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِنْ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ فَلَا تَظْلِمُنَّ أَنْفُسَكُمْ

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

أَلَا لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُعْطِيَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی بغیر اجازت کسی کو دے۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقًّا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَّا يُوطِئْنَ

دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اِسی طرح اُن پر تمہارے حقوق واجب ہیں عورتوں

فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ وَعَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ أَنْ تَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَأَنْ تَضْرِبُوا ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنِ انْتَهَيْنَ فَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عَوَانٍ لَكُمْ لَا يَمْلِكْنَ لِأَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔

پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں، کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اگر وہ باز آجائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔

عورتوں سے بہتر سلوک کرو، کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں خدا کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں۔

وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَبَدًا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ۔

میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے اگر اس پر قائم رہے، اور وہ خدا کی کتاب ہے۔ اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔

وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ مِنْ أَنْ يُعْبَدَ فِي أَرْضِكُمْ هٰذِهِ أَبَدًا وَلٰكِنْ سَتَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِيمَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضَى بِهِ فَاحْذَرُوهُ عَلَى دِينِكُمْ۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اس شہر میں عبادت کی جائے گی، لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اسی پر راضی ہے اس لئے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔

أَلَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَتَحُجُّوا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَأَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرو۔ مہینے بھر کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو۔ اپنے خدا کے گھر کا حج کرو، اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ۔

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ۔

سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیئے کہ یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتادیں جو یہاں نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَاذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟

اور لوگو! تم سے میرے بارے میں (خدا کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے۔؟

قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ أَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ۔

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپؐ نے امانت (دین) پہنچادی اور آپؐ نے حقِ رسالت ادا فرمادیا اور اُمّت کی خیر خواہی فرمائی۔

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَ يَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ، أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا "خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا!

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ



طالب دعاء
سید نذر عباس
سید احمد علی
21.2.2011